

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_232760**

UNIVERSAL  
LIBRARY



ان التوحید اصل الطاعات

بفضل و اہم شان ترجمہ تبیہ الشیطان تقریباً غائۃ اللہ ان سنی



جامع مضامین توحید و عرفان باہتمام و تصحیح محمد مجتبیٰ

مطبع القیصر علی بن زین العابدینی طبع ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَىٰ حَمْدِهِ بَعْدَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ عَمَلِهِ وَقَدْ قَدَّرَ رَبُّهُ الْكَلِمَةَ الَّتِي اَعْتَمَدَ بِهَا مِنْ الْفَقْرِ  
 الْبَيْتَ وَمِثْلَ ذَلِكَ الْاَلَاكِ وَمِنْ الْخَوْفِ الْاَمْنَاءَ وَاَعْتَمَدَ بِكَ اَنْ اَقُولَ مِثْرًا اَوْ اَعْتَمَدَ فَوْقًا اَوْ  
 اَكُوْنَ بِهَا مَعْتَمِدًا وَاَعْتَمَدَ بِهَا مِثْمَانًا الْاَعْلَمُ وَعَضَّ اَللَّهَ وَخَبَبَةً الرَّجَاءِ وَرَوَّالِ النِّعْمَةِ وَوَجْهًا  
 النِّعْمَةِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَارَكْ وَسَلِّمْ  
 وَبَارَكْ وَسَلِّمْ

بعد حمد و صلوة کے احقرز من محمد حسن صدیقی نا نو تومی خدمت میں برادران دینی کو عرض  
 کرتا ہوں کہ حسب فرہاش جناب استاد تفتنی عن الالقاب منشی محمد جمال الدین صاحب بہادر الہام  
 ریاست بہاول کو میری کتاب تجید شیطان بتقریب غائۃ اللہمان کا ترجمہ بان اردو سلیس میں کیا ہے  
 جناب حدیث سے یہ ہے کہ اس کو گو کونفع پہنچا دی اور اس میں نہ تا چیز اور منشی صاحب کے لکھے اسکو باقیات  
 صالحات میں گری نام اس جہہ کا تہذیب لایمان کی ناظرین سے توقع ہے کہ دعا و خیر سے محروم  
 نہ فرمادیں کہ مقصد اصلی یہی ہے اب چند باتیں متعلق اس ترجمہ کو عرض کیجاتی ہیں اول یہ کہ ترجمہ اس کتاب  
 کا لفظی نہیں بلکہ محاورہ اردو کو موافق کیا گیا ہے اسی جہت سے ترجمہ اردو میں تقدیم و تاخیر الفاظ کی متن  
 عربی کی نسبت کر آیا اور سطر حکا تبدیل و تغیر بصورت کرنا پڑا ہے دوم یہ کہ کتاب عربی صرف ایک نسخہ تھا  
 دوسرا باوجود تلاش کے نہ ملا اور چونکہ نسخہ مذکور میں غلطیاں اکثر جگہ تھیں تو اگر آیات قرآنی اور احادیث  
 پائی گئیں تو قرآن مجید اور نطابق کتب حدیث سے درست کر دی گئیں اور جو غلطی تھیں انہیں اگر  
 قرآن سے کوئی غلطی معلوم ہو گئی تو درست کر دی ورنہ جس جگہ میری سمجھ میں عبارت نہیں آئی وہاں میں فقط  
 شک کو حاشیہ پر لکھ دئی ہیں اور اسباب بہت کتر ہوں ہوں ہوں ہوں کہ اصل کتاب میں بعض جاسفیدی چھوڑ دی  
 تھی وہاں جس طرح جملہ بالفظ مناسب م دیکھا بڑا کر لیا اور دیا یا اور ہتمام کے مضمون کو دوسری کتاب مثل  
 مدارج النبوت و شرح مشکوٰۃ وغیرم میں دیکھ کر نام کر دیا ہے جو تھی یہ کہ جس میں فقیر زجر اجار العلما

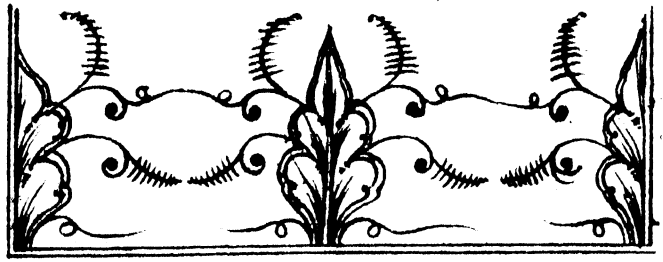
غزالی سے لے کر تاجا اور دو جلدیں کے لئے ۱۱ ایسی سال بہتر ترجمہ کرنا پڑا علاوہ اسکی ترجمہ کے  
 ساتھ ہی اس کتاب کا چھپنا بھی شروع ہو گیا اور چھپنے میں کمال جلدی تھی کہ عرصہ سات مہینوں میں ترجمہ اور طبع  
 دونوں ختم ہو گئے اس جہت سے مجھ کو مہلت نظر ثانی اور تصحیح کامل کی نہیں ہو سکی جو غلطیاں طبع میں نظر سرری  
 معلوم ہوئیں انکو آخر میں لکھ دیا اور چونکہ اسی سال میں قصہ فقیر کا جانب حجاز ہو گیا اسلئے سب سے بھی کچھ ایک  
 جلدی ہوئی اور مجموعہ کاروبار میں زیادہ فرصت نملی بہر حال حتیٰ الوسع میں نے کما ان جانفشانی اور دوسری اس  
 ترجمہ میں اٹھائی اور رعایت الفاظ اصل اور درستی محاورہ اور چستی مضمون کو ملحوظ رکھا اور ترجمہ نظم کا نظم میں  
 لگا لگا کر دو جگہ کہ شعرا عربی صنف الفاظ کی سند کیوں نہ کہ میں ادکار ترجمہ زائد از حاجت جانا ناچوین یہ  
 کہ اس ترجمہ کی عبارت کا میں نے ایسا ڈینگٹ لایا کہ اگر کوئی چاہے تو عربی عبارت سے علیحدہ کر کے کتاب جدا  
 بنا لے اسی جہت سے جملوں کو تعلق اور فہم معانی کے لئے اکثر جگہ کچھ الفاظ زائد کئے اور بعض جافصل کو مٹل  
 سٹلٹ کر دیا اور بدل دیا چھوڑ دیا کہ مضامین اس کتاب کے جیسے تھو میں نے دستور دیا وہی مولف کتاب نے  
 صحابہ طوابع کی راہ اکثر جا اختیار کی ہے پس مقلدوں کے لئے مسائل خزیمہ میں اتباع اپنی امام کا چاہی میں نے  
 بنظر کرم فرضی و جلدی کے صنف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے تحقیق نہ اسباب در دلیلوں سے تعرض نہیں کیا بعض  
 جو کچھ ضرورت داعی دیکھی کچھ لکھ دیا ہے ساتویں حصہ کہ مطالب اس کتاب کو فی زمانہ کہ رواج بدعت کا زیادہ  
 ہے بہت مجموعی بہت کارآمد میں ہر چند مولف نے بعض جائز آراء و بیباکانہ کی ہوتا ہم اگر ناظرین انصاف  
 کریں نظر استفادہ ملاحظہ کریں اور احقاق حق کی مراعات فرمادیں تو البتہ کیفیت اور خطا و شہادتیں گواہوں سے  
 کہ اس کتاب میں اگر کوئی لفظ مشکل یا اصطلاحی آیا ہے جیسے بیع عینہ اور مساقات اور مضاربت وغیرہ کہ فقہ کی  
 اصطلاحیں ہیں تو وہ اول جگہ کتاب میں جہاں کہیں وارد ہوئے ہیں انکو اسکی معنی شامیہ پر لکھ دی ہیں مگر اصطلاح  
 اہل حدیث کو کہیں نہیں لکھا اسکو الفاظ سننے اس کتاب میں اور میں ذیل میں انکو معنی اصطلاحی لکھ دی جاتے ہیں \*  
 و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

وہ حدیث ہے جسکی سند راوی سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متصل ہو کوئی چھوٹ گیا ہو اور اسکی راوی

صحیح کے کون سے حصہ میں ذیل میں لوگوں کی مت کا خلا اور علت یعنی پوشیدہ اسباب طعن کے ہوں \*  
 چھوڑ دیا ہو اور اسکی معنی شامیہ پر لکھ دی ہیں

صحیح

ضعیف	وہ حدیث ہے جسکی راویوں میں سے کوئی دردِ غلو یا فاسق یا اور کسی طرح سے ملعون ہو +
حسن	وہ حدیث ہے جسکی راویوں میں کسی پر نہایت جھوٹ کی نہ ہوئی ہو نہ شاذ ہو اور وہی الفاظ حدیث کے دوسری طرح سے بھی مروی ہوں اسکا ترجمہ صحیح کے ترجمہ سے کم ہے +
مرفوع	وہ ہے جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول یا فعل یا مقرر رکھنا ہو +
متصل	وہ حدیث ہے جسکی سند برابر ملی ہوئی ہو کوئی راوی چھوٹا نہ ہو +
مسند	وہ حدیث ہے جسکی راویوں کے نام مذکور ہوں +
مشہور	وہ حدیث ہے کہ خاص اہل حدیث کی نزدیک شائع ہو یعنی سکو بہت سے راویوں نے ہر زمانہ میں روایت کیا ہو +
متواتر	وہ حدیث ہے کہ اسکی راویوں میں کثرت سے ہوں کہ انکا اتفاق جھوٹ پر عادتہ محال ہو +
موقوف	وہ قول فعل ہے جو کسی صحابی سے روایت کیا جاوے خواہ سند متصل ہو خواہ کوئی راوی چھوٹ گیا ہو +
مرسل	وہ حدیث ہے جو تابعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرے کہ آپ نے ایسا کہا یا ایسا کیا یعنی ذکر صحابی کا نکرے +
منقطع	وہ حدیث ہے جسکی اسناد برابر نہ شروع میں سے خواہ چھین سے خواہ ادھر سے کوئی راوی چھوٹ گیا ہو مگر اکثر اس حدیث کو کئیوں میں جو تابعی صحابی سے روایت کرے +
غریب	وہ حدیث صحیح ہے جسکا راوی کسی جگہ پر یا بین الکیلا ہو اور اگر ہر زمانہ میں ایک ہی ہو گا تو وہ فرد کہلاتی ہے +
عزیز	وہ حدیث ہے جسکی راوی ہر جگہ دو ہوں +
شاذ اور منکر	وہ حدیث ہے جو کوئی ثقہ اور معتبر شخص لوگوں کی روایت کے خلاف بیان کرے +
تعلیق	اس فعل کو کہتے ہیں کہ جسکی اسناد کو شروع میں ایک یا زیادہ راویوں کو چھوڑ دیا جاوے +
تدلیس	حدیث میں اس فعل کو کہتے ہیں کہ راوی جس شخص سے روایت کرے اس سے ملاقات کی ہو یا وہ اسکا ہم عصر ہو گراوے +
معلل	وہ حدیث ہے کہ ظاہر میں تو جو خوب ہے پاک معلوم ہوتی ہو مگر اس میں پوشیدہ سبب طعن کی ما پڑی جاتے ہوں +
موضوع	وہ حدیث ہے جو کسی نے خود بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کبار سے منسوب کر دی ہو +



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا یا حمد تجہی کو سزاوار ہے کہ شیطان کی شکار گاہوں میں فریاد کیا کوئی واڈ خواہ  
تیری توفیق اور بچاؤ کو سوا نہیں اور بجز تیری ہدایت اور رحمت کو بیمار و لوٹکی  
کوئی دو نہیں جب بندہ تیرے طرف سے توبہ کرتا ہے تو اس کی طرف سے توبہ  
کرتا ہے اور وہ تیرے پاس کی چیز کی جستجو سے اعراض بھی کرے تو تو اپنی طرف  
کی زنجیریں ہوا اسکو اپنی طرف سے پھیر لیتا ہے اسکی توبہ سے تو ایسا خوش ہوتا  
جیسو کسی کو اپنی سواری سے اسباب ہلک جھل میں کھوئی ہوتی کے  
بلجائیسے خوشی ہوتی ہے تو ہی ہمیشہ اسکو اپنی رحمت سے ہر ایک حالت میں سنبھالے  
بشرطیکہ وہ ہلاکت میں نہ پانا تا سمجھ نہ دے میں گو ہی دیتا ہوں کہ تو معبود  
دیکتا ہے اور کمال کی صفوں میں نرالا نقصانوں اور شلوں سے میرا اور یہ بھی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
حَسْبُكَ الْكَافِرُ الْيَمْنُ لَا إِفْئَاتَةَ لِلْكَافِرِ شَرًّا  
فِي مَصَائِدِ الشَّيْطَانِ الْإِبْتِغَاءِ فِيكَ

وَعَصْمِيكَ وَلَا دَاءَ لِلْقُلُوبِ الْعَلِيَّةِ إِلَّا  
بِوَادِّهِدَائِكَ وَجَهَنَّمَ تَقَرَّبَ بِجَهَنَّمَ  
إِلَى الْعِبَادَةِ أَنْفَعُ إِلَيْكَ وَرَدَّ الْجَنَابِ  
بِسَلَامٍ لِّلْإِطْفَافِ وَقَدْ تَمَرَّضَ عَنِ طَلَبِ  
مَالِكَيْكَ وَتَفَرَّقَ بِبُيُوتِهِ فِي الدَّوَاءِ  
لِرَاحَتِهِ وَمَنَاعِهِ فِي الدَّوَاءِ  
هَمْلِكُهُ وَلَا تَزَالُ مَسْتَدَارِكًا  
لَهُ بِجَهَنَّمَ فِي كُلِّ حَالَةٍ إِلَّا أَنْ  
يَلْقَى بَيْتَهُ إِلَى النَّهْكَ أَنْتَهُ لَوْ  
إِلَّاهُ الْوَاحِدُ الْوَحِيدُ  
بِصِفَاتِ الْكَمَالِ مُتَقَدِّسٌ عَنِ النِّقَاطِ  
وَالْإِمْتِنَالِ وَالشَّرِّ أَنْ

غفر الله له ولوالديه  
 رَسْمَةُ الْعَالَمِينَ وَأَيُّهَا  
 كَرِيمُكَ الْأَمِينُ بِعَوْنِهِ  
 بِكَيْتَابِكَ الْمُبِينِ وَمَا لِكُنَّا  
 مُؤْمِنِينَ وَبِعِلْمِكَ الْكَلْبِ  
 أَغَاثَةُ الشَّيْطَانِ  
 مَصْنُوعَةُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي  
 الْقَاسِمِ الْقَدَّاسِ اللَّهُ رَوْحُهُ  
 وَجَعَلَ فِي غُرْفِ الْجَنَانِ مَبْنُوتَةً وَصَبُوتَةً  
 مَا اسْتَخْلَجَ مِنَ الْفَوَاحِشِ مَا خَلَّتْ عَنْهُ  
 تَقَاتِسَ الْأَسْفَارُ وَتَحْوَى مِنَ الْغَدَابِ

گو ای دیتا ہوں کہ سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بندہ اور  
 رسول مقبرین انکو تونے خلق پر رحمت کر لئی اٹھایا اور اپنی کتاب دشمن اور  
 مقرب شتون کی مدد سے انکو مشرف فرمایا بعد اسکو معلوم کرنا چاہیو کہ کتاب  
**اغاثۃ للشیطان فی مصائد الشیطان** شیخ امام ابو عبد اللہ  
 محمد بن ابی بکر عسکری بن قسیم کی (اللہ تعالیٰ انکی روح کو پاک کرے اور حنت  
 میں ام انکو آسودہ رکھے) از انجا کہ ایسے فوائد سو پر ہو کہ جسے عمدہ  
 کتابیں خالی ہیں اور ان نادریات تو مستضرین ہو کہ جنکی طلب میں منزلوں پہننا اور  
 روڑ دہوپ کرنا پڑے اور با انہیں اس امر کی محتاج ہو کہ قریب الفہم اور مختصر  
 ہو جاوے اسلئے میں اسکو قریب الفہم اور مختصر کر سکون مناسب جانا اور مضامین  
 سبکے سب در عبارات اکثر اوسکی رہنموی اور اسکی ترتیب بھی مجکو مرغوب  
 ہوئی پس اس غرض کر لئی اکثر محکوم اوسکی مکررات ہی حذف کرنے پڑی  
 ہیں اور نام اس کتاب کا تبعید الشیطان بتقریب غاثۃ للشیطان  
 کہا آ اللہ تعالیٰ سویہ عامی کہ اس کتاب ان چیزوں اور وسیلوں میں سے  
 کر دی جو مجکو اسکی خوشنودی سے نزدیک کرین اور اسکی منفرتک پہنچائین  
**امام ابن قسیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں**

ما نطقی بطلبہ التراجیل والکتاب  
 الا کو اڑم فبولہ للفقیر  
 الی انھدیب استخسنت تقرب  
 بالاختصار مع استیفاء معانیہ و غالب  
 عباراتہ و اثرت ترتیبہ فانظر غرضی الی  
 فی حذف مکرراتہ و تسمیۃ  
 بجمع الی الشیطان  
 اسال الله ان يجعله من  
 المقربات الی صواتہ و الوسائل  
 مؤجبة النفع بغير اثم  
 قال الشيخ الامام رحمه الله

دریاجہ



ما بعد فان الله سبحانه لم يخلق خلقه سداً لئلا يتكلموا  
 بل جعلهم مودداً لئلا يتكلموا  
 وما آزرناهم من آية مجازاً  
 من الفرقين فزلا وعطوا صورا واصفاً  
 وسعياناً وجعل لكل واحداً

کہ بعد حمد و نعت واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے اپنی خلق کو بیکار اور بختا  
 نہیں بنایا بلکہ اسکو اپنی امر و نہی اور تکلیفات شرعی کا محل ٹھہرایا اور لوگوں کو  
 وہ بات لازم کی جسکی راہ انکو مجمل اور مفصل طور پر بتادی اور انکے دو  
 فریق کئے یکبخت اور بدبخت اور ان دونوں میں ہر ایک کا ایک ٹھکانا مقرر  
 کر دیا اور اپنی نعمت اور فضل سے انکو علم و عمل کے اسباب یعنی دل اور  
 کان اور آنکھ اور ہاتھ اور پاؤں وغایت فرمایا پس بسو کہ ان اسباب کو  
 اللہ تعالیٰ کی طاعت میں لگایا اور جیسی اسنو ہدایت کی ہو اویح اور ان  
 معرفت کا سہ پہلو کیا اور انحراف کا خواہان نہوا تو اسنو خدا تعالیٰ  
 کو انعام کا شکر ادا کیا اور اسکی ضمانندی کی راہ پر چلا اور بسو انکو اپنی  
 ارادہ اور شہوتوں میں برتا اور اپنی خالق کے حق کا پاس نہ کیا تو اس سے  
 جہال ہو گا وہ بہت حسرت مند وہ کر گیا اور اس میں شک نہیں کہ ان  
 اعضا کے حقوق پر حساب ضرور ہو گا خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے  
 ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عتدنا لولا  
 ان کان اور آئینہ اور دل اور سب کی اس سے ہوجاے  
 اور از انجا کہ دل ان اعضا میں بمنزلہ ایک بادشاہ کو ہر جو اپنی شکون میں  
 تصرف کیا کرتا ہو کہ کل اسکے حکم سے بھرتی ہوتے ہیں اور جزیں میں چاہے

من العمل من القلب والسمع والبصر والجوارح  
 نعمه منه وفضل افرس من عمل ذلك في  
 طاعته وسلك به طريق معرفته علماً  
 كما يشاء لئلا يفر عنه عدواً  
 فقلنا قام بشكركم اذ انتم من ذلك و  
 من استعملوا في اذنتهم شعوانه و  
 ذلك وحررنا عن اذنتهم شعوانه و  
 الحساب على حق هذا هذا  
 لفق له تعالى ان الله  
 والبصير والقوادك  
 اولئک کان القلب  
 واما  
 هذه الاعضاء كاللؤلؤ والنظير  
 بن جونی بنی تصدیقاً کلوا عن

ص ۲

آنکو لگا دیا ہو سبکے سب اسکی غلامی اور حکم میں تہو بہن کوچ مقام میں  
 پیر و اور بند و بست میں اسکو تابع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 فرماتے ہیں کہ آگاہ رہو کہ بدن میں ایک گوشت کی بوٹی ہر جوب سنور جاتی  
 ہو تو تمام بدن سنور جاتا۔ پس ال اعضا کا بادشاہ ہو اور اعضا اسکو امر کی  
 تعمیل کر سوا اور اسکی بد کو مانو والی ہیں و نکا کوئی کام ٹھیک نہیں ہوتا  
 یہاں تک کہ دلکو قصد اور نیت سے سوزد نہ ہو اور سب اعضا کی پوچھ بھجی دل ہی  
 سے ہوگی اسلئے کہ رعیت کا مال اسکو حکم سے پوچھا جاتا ہو اس لحاظ سے دل کے  
 سوار اور درست کر نہیں ہت لگانی ان سب امور سے بہتر ہر چیز سالک  
 اعتماد کریں اور عابدوں کے لئے اسکو مقدمہ میں غور کرنا اور اسکو علاج کی  
 تدبیر کرنی سب سے زیادہ اہم ہے۔ اور جبکہ خدا کو دشمن بلینے جانا کہ سب کا موٹا  
 مدار اور اعتماد لپرو تو اسکو دل پر دوسو لادے اور طرح طرح کی شہوتیں اسکو  
 کین اور اسکی نظروں میں ہا تو ال اور اعمال اچھو کر دو جو سکورا ہو رو کہین و  
 اسکے لئے گمراہی کے سامان ہا کہ کئی جو اسکو توفیق کے سبب سے علیحدہ  
 کر دین اور اسکو جال اور بھندہ چڑھے کہ اگر انہیں گریسے بچا رہو تو اعمال خیر  
 میں مستی کر نیسے نہ بچے پس شیطانکی شکار اور مکر سے بچاؤ کی کوئی صورت

کلمہ فرمائیے کہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ علیہ وسلم لا وان فی الجسد  
 مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد علیہ و سلم لا وان فی الجسد  
 کلہ فزیرو علیکم و ہی الخ شیخ ابوبکر بن عبدالقادر  
 بیان کیا من ہدایتہ و بیستینم لہا نبی  
 من اعمالہ جنی بصد عن فضلہ و نبی  
 و هو مسئول عنہا کلہا ان کل شیء مستور  
 عن عینہ یکان الا تمام بظہیرہ و سندید  
 اول ما اعتمد علیہ السالکون والنظر فی  
 امر و علاجہ اہم ما یتسک بہ الناس فی دنیا  
 عالم و اللہ ابلیس ان لہ دار علی القلب و  
 الاعتقاد علیہ اجلب البوساوس علیہ  
 الاقوال والاعمال ما یصلح  
 بہ عن الطریق وامثالہ  
 من اسباب النبی با یقطعہ عن  
 و صائد الخ ایوان ان سبب التوفیق  
 فیہم پیام من یحصل بہا التوفیق  
 فالنجاة من مصائدہ و مکاتلہ

و سادہ

الاستغاثه بالله و  
 المتعرض لاسباب مرضاته  
 والنجاء القلب اليه واقباله  
 عليه في حركاته وسكناته و  
 المتحقق بابل العبقية الذي  
 هو اول ما يليق به الانسان  
 ليحصل له النحول في زمان

نہیں بجز اسکے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کیا کرے اور اسکی خوشنودی کے لوازم بجایا کرے اور تہ دل سے اسکی طرف التجا کرے اور اپنی حرکات و سکنات میں اسکی طرف متوجہ ہو اور بندگی کی ذلت کو جو عمدہ شعار انسان اپنی اور ثبات کرے تاکہ ایت کریمہ اِنَّ عِبَادِيْ لَنْ لِّسَنَ لَكَ عَلَيْنِمَ سُلْطٰنٌ کے حصار میں داخل ہونا نصیب ہو۔ تو یہی سبب ہے کہ بندہ کوشیاطین سے علیحدہ کرتی ہے اور یہ استقید حاصل ہوتی ہے جسقدر پروردگار کی بندگی اسکو حاصل ہو اور دل خلاص عمل اور یقین دائمی پر پاریں جو پین جبکہ دل جاہم عبودیت اور اخلاص پتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقربوں میں داخل ہو جاتا ہے اور اس خصوصیت میں شان اَلْعِبَادِ لِكُلِّ مَنَّهُمْ الْفَخْرُ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے جمہیر ان کیا کہ اپنی مہربانی سے جن بالوں سے میں اب واقف ہوں انپر جو آگاہ کیا اور وہ یہ ہیں کہ دکلی بیماریاں اور اسکو روگ اور جو چہ اور دشمنوں یعنی شیطانوں کی طرف سے اسکو دسوش پیش ہوتے ہیں اور ان سوسوشوں سے عمل پیداہو بین اور اعمال سے جو وہ حالات حاصل کرتا ہے اسکو کہ عمل بد دل ارادے کے بجائے سرزد ہوتا ہے اور عمل کے فساد کو دلپر سختی آجاتی ہے تو اور روگ پر روگ بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ مر جاتا ہے اور بچان اور سے فورہ مر جاتا ہے اور تہ

اِنَّ عِبَادِيْ لَنْ لِّسَنَ لَكَ عَلَيْنِمَ سُلْطٰنٌ  
 الاضافة هي الفاطمة بين العبد وبين العبد  
 وهو من اجباد الله  
 والعلين ويسعد القلب خلاص العمل و  
 فاذا اتى بلب القلوب العبقية و  
 الاخلاص صار عند الله من المقربين  
 من اجباد الله ولب القلوب العبقية و  
 من اجباد الله ولب القلوب العبقية و  
 من اجباد الله ولب القلوب العبقية و  
 من اجباد الله ولب القلوب العبقية و

عن فساد العمل فسد في ذنوبه و  
 من فساد العمل فسد في ذنوبه و  
 من فساد العمل فسد في ذنوبه و  
 من فساد العمل فسد في ذنوبه و

وكل ذلك من انفعال الروح  
 الشيطان وزكوة الى اعدائه  
 الذي لا يفلح الا من جاهد  
 بالعصيان الرذات ان اقبل  
 ذلك في هذا المصنف  
 لاكتساب كرم معذرة بالفضل  
 الاحسان وينفع به من نظر  
 في احوالها وافتقارها الى النفس والخيال  
 تصيب به اغانة اللسان في مصانف الشيطان  
 وليثبت على ثلثة عشر بابا في الباب الاول  
 من كتاب في انقسام القلب الى طينين  
 نفيم ومبين للثابتين في حقيقة مرض القلب

سبب اور شيطان کے سوسو کو ماننا اور اپنی اسیر دشمن کھینک راتل ہو سہو  
 ہوئے ہیں کہ اس سو وہی پتیا ہو جو اسکا کہا نامنے اور اس سو لڑتار ہر  
 اسلئے میں رادہ کیا کہ ان امور کو اس کتاب میں لکھ کر یاد گار بناؤں تاکہ  
 جو کوئی اسکو دیکھ کر نفع اٹھاوی اور مولف کو حق میں دعا رغبت لاد خوشنودی  
 پروردگار کی کریم اور اسباب میں اللہ تعالیٰ کے فضل و ان کامرہوں  
 اور اس کتاب کا نام اغاثۃ اللسان فی مصائد الشيطان رکھا اور تیرہ بابوں پر  
 اسکو مرتب کیا اس طرح کہ باب اول دل کی نین قسموں صحیح اور مریض اور  
 کے ذکر میں باب مرض دل کی حقیقت کے بیان میں باب اس مریض  
 کہ لکے مرضوں کی دو آئین و طرح کی ہوتی ہیں ایک طبعی دوم شرعی باب  
 اس پانچ میں کہ دل کا زندہ اور نورانی ہونا ہرنیکی کی اصل ہے اور اسکا  
 مرجانا اور تارک ہونا ہر ایک بدی کی جڑ ہے باب اس مریض کہ دل کی  
 زندگی اور صحت بجز اسکو نہیں ہو سکتی کہ خدا تعالیٰ کو پہچانے اور اسکو اپنا  
 مطلوب کرے اور غیر پر ترجیح دے باب اس ذکر میں کہ دل کی سعادت اور لذت  
 اور آسائش اور دوستی اس میں ہے کہ اسکا معبود اور غایت مقصود صرف  
 اللہ جل شانہ اسکا پیداکر نیوالا ہو اور وہی تمام ماسوا اسکو محبوب ہو

وہ  
 الثالث في انقسام  
 نفسية الى اربع  
 اقسام هي  
 ا) النفس النورية  
 ب) النفس الحسية  
 ج) النفس النباتية  
 د) النفس الحيوانية  
 في ان جميع القلب يشترك  
 في هذه الاربعة  
 ووظائفها  
 هي  
 ا) معرفة الله  
 ب) معرفة النفس  
 ج) معرفة الحيوان  
 د) معرفة النبات  
 في ان جميع القلب يشترك  
 في هذه الاربعة  
 ووظائفها  
 هي  
 ا) معرفة الله  
 ب) معرفة النفس  
 ج) معرفة الحيوان  
 د) معرفة النبات

لا تفضل لسان على غيره الشاهد  
 في انه لا سعادة للقلب  
 الا بالانبياء واصحاب ال  
 قاطعة وتصل هو متبع  
 وغاية مطلبه  
 راحب التبع مما يتواه

السالكين في ان القرائن  
و علاج من جميع امراضه

الشاكرين زكوة القلب  
و درسه و ان يجلس العائدين

في علامات مرض القلب و صحتة  
عشر في علاج مرض القلب في

باب اسمن که کلام مجید میں لکے سب ضونکی دوا اور علاج ہے باب  
دل کی زکوٰۃ میں باب ۹ دلوں کی کثافتوں اور نجاستوں سے پاک کرنا  
باب ۱۰ لکے مرض اور صحت کی علامات میں باب ۱۰ دل پر غلبہ نفس سے جو  
مرض ہوتا ہو اور علاج میں باب ۱۱ شیطان کے باعث جو روگ دہیں ہوتا  
اسکے علاج میں باب ۱۲ شیطان کے ان کر و نہیں خبشہ آدمی کو فریب  
میں اور اسی بات کو لکھی یہ کتاب نبی ہوا سب میں چند فصلیں ہیں جن میں بہت  
سے فوائد اور عمدہ مضامین ہیں

باب اول اسمن کہ دل تین قسم پر تقسیم ہیں ایک صحیح دوم بیمار سوم مردہ  
از انجا کہ دل زندگی اور موت سے موصوف ہوتا ہے اسی وجہ سے اسکی تین  
قسمیں مذکور ہوتی ہیں پس قلب صحیح قلب سلیم کا نام ہے کہ قیامت کے روز اسی  
شخص کو نجات ملیگی جو خدا تعالیٰ کے سامنے قلب سلیم لاویگا چنانچہ اللہ تعالیٰ  
فرماتا ہے **يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ قَلْبًا سَلِيمًا**  
جس دن نہ کام آدمی کوئی مال نہ بیٹے جو کوئی آباؤ کے پاس نہ لڑاؤں چگاؤ  
اُس سلامت دل کو کہتے ہیں کہ سلامتی اسکو لکھی گئی صفت ہو گئی ہو جیسے  
علیم و قدیر اسکو کہتے ہیں جس میں صفت علم و قدرت لگی ہو اور اُس دل کا مقابلہ  
دل مریض اور بیمار اور روگی ہے اور لوگوں کو لکھی احوال قلب سلیم کی تعریف میں مختلف

الحلقات النفس عليه الثاني عشر في  
استيلاء النفس على القلب الثالث عشر  
عشر في مكان الشيطان الذي يكيد بها ابن  
وهو باب الذي لا يجله و وضع الكتاب

باب اول في تقسيم القلب الى  
صحيح وسقيم وميت لما كان القلب صحيحا  
هذا الاحوال الثلاثة فالقلب الصحيح هو الذي  
الذي لا يتخبط في الغيبة والامن  
السلامة الذي لا يتخبط في الغيبة والامن  
السلامة الذي لا يتخبط في الغيبة والامن

والعلميل وقال خلفت عبارات  
الناهي عن القلب السليم  
بواسم الذي صارته السلامه  
لما كان العلم والفضل وفضل المريض  
والابن الامن والاله قلبه السلامه  
ان الله بما قال تقويمه

وَاللَّهِ لَإِنَّكَ لَأَنَّكَ الَّذِي  
 مَسْلَمٌ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ فَتَعَارَضَ  
 فَزَيْدٌ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَسْلُومٌ  
 خَيْرٌ مِنْ نَسِيمٍ مِنْ عِبَادِ رَبِّكَ  
 وَالْحَكِيمِ غَيْرِ سِوَاكَ وَتَوَكَّلْ  
 عَلَيْهِ وَهَذَا بَابُ الْإِيمَانِ  
 وَمِنْهَا بَابُ الْإِيمَانِ وَاللَّهِ لَإِنَّكَ لَأَنَّكَ الَّذِي  
 مَسْلَمٌ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ فَتَعَارَضَ فَزَيْدٌ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَسْلُومٌ  
 خَيْرٌ مِنْ نَسِيمٍ مِنْ عِبَادِ رَبِّكَ وَالْحَكِيمِ غَيْرِ سِوَاكَ وَتَوَكَّلْ  
 عَلَيْهِ وَهَذَا بَابُ الْإِيمَانِ وَمِنْهَا بَابُ الْإِيمَانِ

میں اور پوری بات یہ ہو کہ دل سلیم وہ جو اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کے  
 مخالف نہ ہو تو ان اور اپنی بہتری کے فراعہم شہیوں کی سلامت ہو کر غیر اللہ  
 کی بندگی اور غیر رسول مقبول کی طاعت سے محفوظ رہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور  
 اس سے امید و بیم رکھنی اور اس پر بہرہ کرنا اور اس کی طرف رجوع کرنا اور اس کے سامنے  
 ذلیل ہونا اور ہر ایک عاملین اس کی رضا اختیار کرنے اور سب طرح سے اس کو غضب سے  
 دور رہنے میں خالص اللہ ہی کا ہو جاوے واقع میں بندگی یہی ہے جو سوا خدا کے  
 کے اور کسی کے لئے زیبا نہیں غرض کہ اگر کسی کو دور کہو تو اللہ کی سطر اور بغض  
 کہو تو اس کو لٹو اور دور ہو تو اس کو لٹو اور دور ہو تو اس کو لٹو اور اپنی اقوال و اعمال اور  
 عقیدوں اور ارادوں اور محبت اور نفرت سب باتوں میں غیر اللہ سے روگردانی کرنا  
 اور ان سب باتوں میں اس کا دستور العمل ہو جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم  
 لائے ہیں یعنی رسول اللہ کو سامنے کسی قول و عمل اور عقیدہ میں بڑھ کر جو کہ  
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْعُدُوا بُيُوتَ اللَّهِ قُدُومًا  
 یعنی جب تک وہ کچھ کہے تم کچھ نہ کہو اور جب تک وہ حکم نہ کرے تم کچھ نہ کرو۔ بعض  
 اکابر سلف کا قول ہے کہ ہر ایک کام کے لئے گوجھو ناہی ہو دو لکھی ہوئے  
 سوال آدیکو ملنگی اول یہ ہو گا کہ کیوں کیا دوں یہ کہ کس طرح کیا یعنی سوال

وَالْحَكِيمِ غَيْرِ سِوَاكَ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَهَذَا بَابُ الْإِيمَانِ  
 وَمِنْهَا بَابُ الْإِيمَانِ وَاللَّهِ لَإِنَّكَ لَأَنَّكَ الَّذِي  
 مَسْلَمٌ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ فَتَعَارَضَ فَزَيْدٌ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَسْلُومٌ  
 خَيْرٌ مِنْ نَسِيمٍ مِنْ عِبَادِ رَبِّكَ وَالْحَكِيمِ غَيْرِ سِوَاكَ وَتَوَكَّلْ  
 عَلَيْهِ وَهَذَا بَابُ الْإِيمَانِ وَمِنْهَا بَابُ الْإِيمَانِ

۱۰

وَالْحَكِيمِ غَيْرِ سِوَاكَ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَهَذَا بَابُ الْإِيمَانِ  
 وَمِنْهَا بَابُ الْإِيمَانِ وَاللَّهِ لَإِنَّكَ لَأَنَّكَ الَّذِي  
 مَسْلَمٌ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ فَتَعَارَضَ فَزَيْدٌ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَسْلُومٌ  
 خَيْرٌ مِنْ نَسِيمٍ مِنْ عِبَادِ رَبِّكَ وَالْحَكِيمِ غَيْرِ سِوَاكَ وَتَوَكَّلْ  
 عَلَيْهِ وَهَذَا بَابُ الْإِيمَانِ وَمِنْهَا بَابُ الْإِيمَانِ

وَالْحَكِيمِ غَيْرِ سِوَاكَ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَهَذَا بَابُ الْإِيمَانِ  
 وَمِنْهَا بَابُ الْإِيمَانِ وَاللَّهِ لَإِنَّكَ لَأَنَّكَ الَّذِي  
 مَسْلَمٌ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ فَتَعَارَضَ فَزَيْدٌ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَسْلُومٌ  
 خَيْرٌ مِنْ نَسِيمٍ مِنْ عِبَادِ رَبِّكَ وَالْحَكِيمِ غَيْرِ سِوَاكَ وَتَوَكَّلْ  
 عَلَيْهِ وَهَذَا بَابُ الْإِيمَانِ وَمِنْهَا بَابُ الْإِيمَانِ

وَالْحَكِيمِ غَيْرِ سِوَاكَ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَهَذَا بَابُ الْإِيمَانِ  
 وَمِنْهَا بَابُ الْإِيمَانِ وَاللَّهِ لَإِنَّكَ لَأَنَّكَ الَّذِي  
 مَسْلَمٌ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ فَتَعَارَضَ فَزَيْدٌ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَسْلُومٌ  
 خَيْرٌ مِنْ نَسِيمٍ مِنْ عِبَادِ رَبِّكَ وَالْحَكِيمِ غَيْرِ سِوَاكَ وَتَوَكَّلْ  
 عَلَيْهِ وَهَذَا بَابُ الْإِيمَانِ وَمِنْهَا بَابُ الْإِيمَانِ

وَالْحَكِيمِ غَيْرِ سِوَاكَ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَهَذَا بَابُ الْإِيمَانِ  
 وَمِنْهَا بَابُ الْإِيمَانِ وَاللَّهِ لَإِنَّكَ لَأَنَّكَ الَّذِي  
 مَسْلَمٌ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ فَتَعَارَضَ فَزَيْدٌ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَسْلُومٌ  
 خَيْرٌ مِنْ نَسِيمٍ مِنْ عِبَادِ رَبِّكَ وَالْحَكِيمِ غَيْرِ سِوَاكَ وَتَوَكَّلْ  
 عَلَيْهِ وَهَذَا بَابُ الْإِيمَانِ وَمِنْهَا بَابُ الْإِيمَانِ

فلا تلتوا عن علة الفعل وابتغوا الوسيلة  
واعلموا من اجل غرض من  
اعراض الدنيا لاجل غرض من  
اعراض الدارين

اول یہ ہو گا کہ اس فعل کا باعث اور سبب اور موجب کوئی لذتِ سرورست اور  
غرض دنیاوی ہو جیسے لوگوں کی تعریف کی محبت اور کسی خوف کرنا اور جو چیز یا  
محبوب سے اسکا حاصل کرنا خواہ جو چیز اور سیوفت بری معلوم ہوتی ہو اسکا دور  
کرنا یا اسکا باعث حق بندگی بجالانا اور پروردگار کی طرف نزدیک ہونا اور  
اسکی طرف ذریعہ ڈھونڈنا ہو اور اس ال کا عمل یہ ہے کہ اس کام کا کرنا اپنے  
مالک کے لئے خواہ اپنی لذت اور خواہش کے لئے کیا تبہمیر لازم تھا۔  
اور دوسرا سوال یہ ہو گا کہ اس فعل کو عبادت جائین متابعت رسول مقبول  
کی کیا نہیں یعنی یہ عمل ان کاموں میں سے ہے جسکو ہمیں اپنی رسول کی زبان سے  
لہو شروع کئی یا ایسا کام ہے کہ ہمیں جائز نہیں فرمایا اور ہم اس سے خوش نہیں  
غرض کہ پہلا سوال خلاص ہے اور دوسرا پیری ہے اور اول سوال سے پہلے  
کی صورت خلاص کا خالص کرنا ہے اور دوسرے سنی کا طریق پیری کا ٹھیک  
کرنا اور دل کا سلامت رکھنا ہے اس راہ سے جو مزاحم خلاص کا ہو اور اس  
خواہش سے جو مخالف اتباع سنت ہو دوسرا اول جو قلب سلیم کی صورت  
وہ دل فردہ جو حسین جان نہیں ہے اپنی رکتے نہیں سچا تا اور نہ اسکی عبادت  
اسکو حکم سے کرے وہ اپنی شہوتوں پر اڑا رہتا ہے گو انہیں خدا تعالیٰ کی ناراضی

السؤال انه هل كان عليك ان  
تفعل هذا الفعل بلوك ان  
وهو انك والثاني سؤال عن متابعيه الرسول  
فان ذلك التعبد في فعل ذلك العمل مسا  
في ذلك لسان سقا ام كان عملا

والثاني من السؤال الاول  
وهو انك والثاني سؤال عن متابعيه الرسول  
فان ذلك التعبد في فعل ذلك العمل مسا  
في ذلك لسان سقا ام كان عملا

الاباء فصل والقلب  
الثاني ضد هذا وهو القلب  
الاباء فصل والقلب  
الثاني ضد هذا وهو القلب  
الاباء فصل والقلب

کبیر اللہ جبار و خیر و جبار  
 رضی ربہ ام محظوظہ و متغیرہ  
 کبیرانی اذا راہ منہ و متغیرہ  
 محظوظہ و تعظیما و ذل لان الخیر  
 الخیر لخص لہ وان بغض لخص لہ  
 لہوا و ان اعطی لخص لہ  
 ان متغیرہ لہوا و ان غنڈ  
 و احب لہ من بغض لہ  
 قبل فی بیان متغیرہ  
 و من قرب بیل حب و قریب  
 القلب الثالث قلب لہ حب و قریب  
 علامہ علامہ مادہ ثان عند علامہ علامہ

ہو جب وہ اپنی شہوت اور لذت کو پونچھ گیا تو اب کچھ پروا نہیں چاہی  
 اللہ تعالیٰ راضی ہو یا ناراض پس ایسا دل غیر شہری کی محبت اور سہمی  
 سو خون رجا اور اسکی خفگی اور تعظیم اور اسکی سانسوں ذلیل ہونیکو عبادت  
 سمجھتا ہو اگر کسی سو محبت کرتا ہو تو اپنی خواہش کے باعث اور نفرت کرتا ہو تو  
 اپنی خواہش کو مار دیتا ہو تو اپنی خواہش کو لٹو اور نہیں دیتا تو اپنی خواہش کی سطر و خفگی  
 اور اسکی خواہش نفسانی اسکو نزدیک اسکی مالک کی خوشی کی نسبت کرتا ہو و محبوب  
 ہو پس اسکا حال دنیا میں ایسا ہو جیسا کہ نیل کی کا باہن کہا ہے عذہ من او  
 دشمن کا موافق اور اسکی اپنی ناکا بہ بہا و جو اسکی پاس لیے او شیدہ ہوں  
 تیسرا اول وہ ہے کہ ہمیں جان بھی ہو اور روگ بھی رکھتا ہو تو ہمیں دو مادہ  
 ہیں کہہی اور سپر پیر زور کر جاتا ہو اور کہہی وہ اور جو نسا ان دونوں میں سے  
 غالب ہوتا ہو وہ اسکا ہو جاتا ہو یعنی ہمیں جو محبت اللہ تعالیٰ کی اور اس  
 ایمان و توکل اور اسکی ساتھ خلاص ہو تو یہ اسکی زندگی کا مادہ ہے اور جو محبت  
 شہوات کی اور انکا اختیار کرنا اور انکے حاصل کرنے کا حرص ہونا اور حسد  
 اور تکبر اور شیخی اور ریاستوں زمین میں فساد کرنے کی محبت ہو وہ اسکی ہلاک کا  
 مادہ ہو اور وہ ان دونوں سببوں میں مبتلا ہو ایک سبب تو اسکو اللہ تعالیٰ

و صلہ اخروی و هو یغلب علیہ  
 ہر ما فقیہ میں محبت اللہ و الایمان بہ او  
 الاخلاص لہ و التوکل علیہ و ما موادہ بہ  
 حیوۃ و وفیہ من محبتہ الثہو اتہ انبیا و  
 الکی من علیہ متخصیبا لہا و الحسد و  
 حب الفساد فی  
 حب بالریاست  
 جامعاً مادہ ہلاک  
 و متغیرہ من متغیرہ  
 دا عیب میں  
 اللہ









کلمتہ بیضا یعنی تعلق القلوب  
 علی قلبین قلبی سنی براب  
 لا یبکی منکرا الا کما انتی  
 من معاه و قلب بیض  
 فی فتنه کما دامت السموات  
 والارض فتنه بفتنایا عرض  
 غیبی ان

ایک سفید نکتہ پڑ جاتا ہے یہاں تک کہ دل و طرحے ہو جاتے ہیں ایک تو دل  
 سیاہ مٹا لاجیس اور دل کا کوزہ کہ نیکی کو جاننے بد می سوا نکار کر می بجز اور  
 جو آسین چمی جو خواہش نفس اور ایک ل سفید ہو کہ اسکو فتنہ نقصان نہیں کرتا  
 جب تک کہ آسمان زمین موجود ہیں انتہی اس حدیث میں دلون پر فتنوں کے  
 ایک و سر یکے بعد آنیکو تشبیہ چٹائی کی کہا چونسو می ہو کہ وہ بھی نتر وقت  
 ایسوی آتی ہیں اور فتنہ کے پیش ہونے پر دلونکو دو قسموں پر تقسیم فرمایا  
 ایک دل کہ جب اسپر فتنہ پیش ہو تو اسکو پچا و می اور آسین ایک نکتہ سیاہ  
 بنجا و می اور ہمیشہ جو فتنہ آتا جا و می اسکو پیتا جا و می یہاں تک کہ سب سیاہ ہو کر  
 اوندھا ہو جا و اور یہی مراد ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا لکوز  
 تجبیا سو یعنی اولٹا اور سرنگون ہو پس جب سیاہ اور اوندھا ہو جا تا ہے  
 تو ان دونو آفتوں سے اسکو دو بڑی روگ لگجاتے ہیں اول نیکی کا بلا و  
 بد می سو کہ نیکی کو پچانے نہ بد می سوا نکار کر می اور یہ وہ گ کہہی ایسا جم جاتا  
 کہ نیکی کو بد می اعتقاد کر لیتا ہے اور بد می کو نیکی اور سنت کو بدعت اور بدعت  
 کو سنت اور حق کو باطل اور باطل کو حق دوسرا روگ اپنی خواہش نفسانی  
 کو شریعت محمدی پر غالب کرنا ہے اور ایک سفید دل فرمایا جس میں نورمان

علی القلوب بفتنایا عرض غیبی ان  
 المصبر وہی طاقتا تاشئیا فتنایا  
 القلوب عند عرضها علی فتمین قلب  
 اذ اعرضت علیہ فتنه اشیریا فتنایا  
 فیہ کلمتہ سنی فالانزال یثرب کل  
 فتنه ترض علیہ حتی یبتی وینکس  
 وحق معنی تعلق کا لکی عجبای میبجا  
 منکس کا لکی عجبای میبجا  
 ہا تبین لافتنین ترضان خطین ان الخ  
 اثنتیباہ معنی علیہ بالکنکر فالعبر من  
 وایینک منکر اور بااستفہام  
 المرض حتی یعقل المومن منکر  
 وکنکر معنی و غا والسنة بفتح و البی  
 سنہ و المعنی باطل و الباطل حق  
 الثانی سنیما ہو لعلی ما بجا  
 الی اللہ علیہ وسلم و قلب  
 الی اللہ علیہ وسلم و قلب  
 الی اللہ علیہ وسلم و قلب

المرض حتی یعقل المومن منکر  
 وکنکر معنی و غا والسنة بفتح و البی  
 سنہ و المعنی باطل و الباطل حق  
 الثانی سنیما ہو لعلی ما بجا  
 الی اللہ علیہ وسلم و قلب  
 الی اللہ علیہ وسلم و قلب  
 الی اللہ علیہ وسلم و قلب



فلا يصل إليه نفع العلم والایمان  
 رهی لا کثرتہ التي ضریرها الله  
 علی قلوب من دالمق و تکلب  
 عن فبق له ومثلها العی فی  
 الاستماع والعمی فی الایضار  
 وایجاب لمستق العیین  
 فی قول تعالی جعلنا لیلک و  
 بین الذین لا یؤمنون بالآخرة  
 عیابا مستق

ایمان کا نور نہیں پونچتا اور یہ پردہ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان  
 لوگوں کے دلوں پر ڈال رکھی ہیں جو حق کے منکر اور اس کو قبول کرنے سے  
 شکبر ہیں اور انہیں پردوں کی مثل کا نون کا بوجھ اور آنکھوں کی نابینائی اور  
 چسپا ہوا پردہ ہے اس آیت کریمہ میں - جعلنا بک وبین الذین لا یؤمنون  
 بالآخرة حجابا مستورا وجعلنا علی قلوبہم الغشاوة ان یفہموا  
نہیں پہنچا جینا ایک پردہ ڈھا تھا اور کہیں ان کے دلوں پر اڈا کر اس کو سیمین  
 اور ان کے کانوں میں کر بوجھ  
 وفی آذانہم وقرآ - اور اوندھا دل منافق کا ہوا اللہ تعالیٰ  
 فرماتا ہے واللہ اکبر مہر ہماک مہوا یعنی اوندھا کر کے جس میں  
 باطل میں تھو انکر کردار اور خیر اعمال کی جہت سوا دسمین بنا دیا اور یہ دل  
 سب لونسے برا اور ناپاک ہوا سلسلہ کہ یہ باطل کو حق جانتا ہوا اور ارباب  
 باطل سے محبت کرتا ہوا اور حق کو باطل سمجھتا ہوا اور اہل حق سے عداوت کہتا ہوا  
 اور جس دود میں وہ ایسا دل ہو جس میں ایمان جمانہیں اور چراغ ایمان  
 اوس میں ظاہر ہوا اور نہ صرف حق کے لئے خالص ہوا بلکہ حق کا ایک ہ  
 اوس میں ہوا اور ایک مادہ خلاف کامر توجو نسا مادہ ان دونوں میں سوزا لب  
 ہوگا حکم اوسیکا ہوگا

دوسرا باب ل کے مرض کی حقیقت میں

وجعلنا علی قلوبہم منکم من قلب منافق قال تعالیٰ  
 وقرآ والقلب لمنکم من قلب منافق قال تعالیٰ  
 واللہ اکبر مہر ہماک مہوا  
 الذی عاکفوا فیہ کسبیبہم  
 وهو شر الفلحی واخبتھا فانہ یغفل  
 الباطل حقا ویوالی اصحابہ والحق  
 باطلا ویعدی اهلہ والقلب الذی  
 لہ مادتان القلب الذی لہ  
 فیہ الامیان ولہ یخبر فیہ سر الجہت ولہ  
 یخبر فیہ سر الجہت ولہ  
 مادۃ یخبر فیہ سر الجہت ولہ  
 مادۃ یخبر فیہ سر الجہت ولہ

ب

حقیقت میں ل کے مرض کی حقیقت میں



نما صغیرا الی مرض الجبل أيضا  
ایضا الناس قد جاءه من عظمة  
من تکلم وشفاء ایضا فی الصدور  
هدی من شفاء للمؤمنین الجبل

مرض شفاؤه العلم والهاک العین  
مرض شفاؤه الرشد قال منو کالتی  
مرض شفاؤه العلم والهاک العین  
مرض شفاؤه الرشد قال منو کالتی

ایمان اور یقین بربحانا سے اور نیز مرض جہل کی طرف اشارہ کر کے خدا تعالیٰ  
فرماتا ہو یا ایہا الناس قد جاءکم من عظمة ربکم شفاء لیا فی الصدور  
اور یہ بھی فرماتا ہو کہ المؤمنین پس جہل ایک بیماری ہے جسکی شفاء علم اور ہدایت ہے اور  
گر ابھی ایک وک ہے اور سکی شفا راہ پر چلنا ہے اللہ تعالیٰ ان دونوں مرضوں  
سوی پیوستہ کو پاک کر کے فرماتا ہے والنور اذ اوتی ما ضل صاحبکم وما تم  
اور اللہ جل شانہ کا کلام عام کی توفیق ہے اور جو اس پر ایمان لائے  
لئے خاص کردیت اور رحمت ہے اور جیون کے روگ کی راہ بتاتی ہے اور شفا ہے تو  
جو شخص اس کلام سے شفا چاہیگا وہ تندرست اور مرض سے چھٹا ہو ویگا اور جو  
اس شفا کا طالب نہوگا اسکا حال اس شعر کے مطابق ہوگا جب اجابا  
ہو اذ کہہ سو تو جانا چکیا + اور اسی موجود حسن یعنی قائل مرض + اللہ تعالیٰ  
فرماتا ہے ویتزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمة للمؤمنین ولا یضر الظالمین  
اور کلمہ اوتارنے میں قرآن میں کس سے روگ جتنے ہوں اور میں ایمان لائے تو اور کس کا روگ  
الآن خیرا فصل جس طرح کہ بدن کا روگ یہ ہے کہ اپنی اعتدال سری  
سوی کسی جگہ کے لگاوسی باہر ہو جاتا ہے اور اس جگہ سے اسکی سمجھ اور حرکت  
اصلی خراب ہو جاتی ہے تو اسکی تین صورتیں ہیں یا تو جگہ سے اور اک بالکل  
نہیں رہتا جیسو اندام ہونا اور کوٹھا ہونا اور لٹجا ہونا یا اور اک کم ہو جاتا

عن مذین الدانیین اللہ تعالیٰ مو عظمة عافہ وهدی وشفاء  
وما تعنی وکلامه تعالیٰ مو عظمة وهدی وشفاء  
رحمة لمن آمن به خاصة وهدی وشفاء  
ما فالصلی ورفن استشف به فهو کما قبل

من مع اعیوبه من الله تعالیٰ وبه الداء الذي هو  
فائدة قال تعالیٰ من القرآن ما هو شفاء  
والظلمین من الاختسار اہ فضل  
وهو خسر وجهه عن  
اعند الہ الطیبین فضل  
بمرض له یفصل  
ادراکہ وحرکتہ الطبیعیہ  
فاما ان یلین صبا دراکہ  
بالکلیہ کالعصا الصم  
والشلل ولما ان یفقر

وایمان بیدار و اختیار علی  
 خلاف ما جی علیہما بیدار  
 مخلوق و اختیار طبیعت  
 العکس او منی لک فی کتاب  
 الی العلاج و عمل الی صلی علی

یا چیز و لک جسی واقع میں ہیں اسکے خلاف سمجھا ہی مشلا شیرین کو تلخ  
 اور بری کو اچھا اور اُسکے برعکس اور علی نہ القیاس تو ان سب صورتوں میں  
 علاج کا محتاج ہوتا ہی اور اسکی تندرستی تین باتوں پر موقوف ہی ایک قوت  
 کی حفاظت دوسرے ضرورت کی چیزوں سے پرہیز کرنا تیسرے بگڑتی ہوئی مادوں  
 کا نکلنا اور طبیب کی نظر پر ہر اگر انہیں تین باتوں کی طرف ہوتی ہی اور  
 و ان مجید میں یہ تینوں باتیں موجود ہیں اور انکو اس شخص نے سوچا یا ہی  
 کہ جسکو ہی کلام پاک کو شفا اور رحمت کو لہو آثار ہی دیکھو قوت کی حفاظت کے  
 لہو تو خدا پاک نے مسافر اور بیمار کو رمضان شریف میں افطار کا حکم دیا  
 اور یہ کہ مسافر سفر سے اگر اور بیمار پار قضا کرے یہ اسلئے ہی کہ انکی قوت  
 جون کی تون بنی رہی اور مضر چیز سے پرہیز اسطرح تبایا کہ مریض کو دھوا اور  
 غسل میں اگر پانی ضرر کرتا ہو تو اسکے استعمال سے بچا کر تیمم کی طہت کر لیا  
 حکم فرمایا اور مادہ فاسد نکالنا یہ کہ جس احرام الیکے سر میں دکھ ہو اسکے  
 لئے سر نہانے کی اجازت دی کہ مونڈنے سے بخارات دکھ دینے والے  
 سے بچا دین اور یہ ہر مادہ کھانے کی نہایت سہل ہی اس ارشاد سے  
 جس چیز کی زیادہ تر حاجت تھی اس پر خبردار فرمایا۔ اور جب بین یہ فائن

ثلاثة اعمی علی استفراغ  
 المہیبین علی ذی و نظیر الطیب د اثر  
 علی هذه الاصول الثلاثة و قال ضمن  
 الكتاب المغزی و ارشاد الیہما من انزلہما  
 و در حقیقت اما حفظ الفقه فانہ سبب  
 المسافر و المریض ان یفطر ای فی  
 رمضان و یفیض المسافر اذا فطم و المریض اذا  
 بری حفظا لقوته علیہا و اما اللحمیة فانہ  
 سبب جنون علی مریض عن استعمال المایة فی وضع  
 و النفس اذا کان یفرغ و امر بالعدل  
 الی التیم و اما استفراغ المسافر و المریض  
 ان یحلق فیستغفر الخلق و هذا  
 من اسهل نواع الاستغفار علی ما ص  
 حو الکیہ و منی لک فی کتاب



بعض وزراء الطب بمصر  
 رکنان قال والله لو ساقنا الى  
 الغنم في معر فوفضنا القاذر  
 لكانت سفوا قلابا لان الك  
 القاذر محتاج الى حفظ قوتنا  
 بل ايمان واوراد الطاعات  
 والحمية عن اهلنا من باجتناب  
 المعاصي والاشام وانواع الخالفات  
 واستغفار عن المادية الفاسدة بالنوبة التصوم  
 واستغفار عن غفار الخطيات سقا ايمان فيه  
 فساد نضوع بان لا يرى الحق حقا ووراثة  
 فساد خلاف ماضو عليه او ينقص

سرمد انيکامس کے ایک بڑے طبیب کو کہا تو اس نے کہا کہ بخدا اگر مغرب  
 تک اس فائدہ کے معلوم کر نیکی کے لئے سفر کرتا تب بھی سفر تہوڑا ہی ہوتا  
 اسے طرح ل کا مرض بھی تین امور مذکورہ کا محتاج ہوا وہی قوت کی حفاظت  
 تو ایمان اور طاعات کے وظیفوں سے چاہی اور چھپنے سے پرہیز یوں کہ  
 کہ گناہوں اور اہم مخالفت شرعی سے بچے اور مادہ کا گناہ اس طرح کہ توبہ  
 خالص کرے اور خطا کے بخشنے والے سے درخواست آمرزش کی کہ خود اہل  
 کاروگ اور اک کے بگاڑ سے ہو یعنی حق کو حق نہ جانتا ہو یا امر حق کو جیسا  
 واقع میں ہوا کے خلاف سمجھتا ہو خواہ ادراک ناقص ہو کہ اس سے اسکا  
 ارادہ بگڑ گیا ہو اور بہین جہ امر حق مفید سے نفست کرتا ہو اور باطل بات سے  
 محبت خواہ ادراک درارادہ دونو کا بگاڑ ہو گیا ہو اور اکثر ایسا ہی ہوا کرتا ہے  
 اور صحت کی حفاظت موافق اور مناسب چیز کیجاتی ہے اور مرض کو مخالفت اور  
 سے دور کیا جاتا ہے اگر مرض کو سبب کے موافق دوا ہو تو اسکو دور ہو جاتا  
 ہے اور اسکی ضد ہو تو دور ہو جاتا ہے اور صحت کے سبب کی مناسب دوا  
 ہوگی تو صحت بنی رہیگی اور مخالفت سے ہوگی تو کم ہو جاوگی خواہ جاتی رہیگی  
 اور جبیکہ مرض کے بدکو تہوڑی سی گرمی اور سردی اور حرکت وغیرہ ہیں

اساد تہ فی بغض الحق النافہ ویجب  
 الباطل الضار ویجمعان لہ وحق  
 الغالب والصلحہ والصلحہ بالمثل  
 والنسبہ والامراض بالمثل  
 بالفضل والحق بالمثل  
 ہی یقولہ سببہ ویبزل  
 بعض لہ والصلحہ  
 تضعف او تزول واما  
 کان البدان البصر فی

بغایزیه ما لا یجوز فی الصلح  
فی سبب اللیث والبن حو لولوف  
دغنی لک فلکن لک القلبد  
اذا کان فیہ مرض اذا اهلوق  
یعنی من الشبهه واول الشهو  
والقلب الصلح و الفوی یظفر  
اضعاف ذلک وهو یکن فی  
تقریر عینه ورض القلب  
صلحیه فی الحال وهو النوع المتقل  
الجهل والشبهه والشک ومرض  
القلوب بجهنم

وہ تکلیف ہوتی ہے جو تندرست کو نہیں ہوتی اسپر جہ لبین مرض ہوتا  
تو اسکو بھی ادنی شہہ ورشہ ہو ضرر لو پہنچاتی ہے حالانکہ قلب سلیم اور چاق  
پر اگر اسطرح کی بیویں آویں تو وہ اپنی قوت اور صحت کو باعث انکو مال دیتا ہے

### تیسرا باب

اس ذکر میں کہ دلونکی بیماری دو ائین طرح کی ہیں ایک طبعی دوم شرعی  
وآنح ہو کہ دلکی بیماری دو طرح کی ایک ہ کہ مریض کو تندرست اس کو تکلیف نہیں  
اور یہ قسم اول ہوا کرتی ہے جیسو جہالت اور شہہ ورشک اور شہوات کامرض  
اور باوجودیکہ دونوں قسموں میں سے سہین تکلیف زیادہ ہوتی مگر دلکو اسکی تکلیف  
معلوم نہیں ہوتی اسوجہ سے کہ دل بگڑ جاتا ہے اور اسکو بھی کہ جہالت اور خواہش  
نفس کا نشہ دلکو تکلیف معلوم ہونے میں آ رہتا ہے یعنی معلوم نہیں ہونے  
دیتا اور یہ تکلیف دونوں قسموں کی تکلیف سے سخت تر ہے اور اسکا علاج پیغمبروں اور  
انکے تابعین کے پاس ہے کیونکہ اس مرض کو طبیب ہی نہیں۔ دوسری  
قسم وہ ہے جو بالفعل مریض کو نیا دہر جیسو سچ اور غم اور اندوہ اور غصہ  
یہ قسم کہیں سرشتی دواؤں سے دور ہو جاتی ہے مثلاً مرض کے سببوں کو دور  
کرنے اور اسی چیزوں سے علاج کرنیسے جو ان اسباب کی ضد ہوں اس لئے

۲۰  
الشهوات وانما لم یحیی القلب بجهنم  
الام تمم کمنه اعظم النور عین لما انفسا  
ولان سکوة الجهل والرهی یجول بینہ  
وبین ادسا الک الام وهو اصعب الایاتین  
وعلاجہ الی الرسول واتباعہم فھو اظہر  
ھذا المرض والنوع الثانی مرض  
مؤلم لہ فی الحال کالمرض  
الغیم والمخزن والفیظ  
وقد یزول بادیہ طبیعہ  
کما ان الذی استباہ  
والسدا اواقہما یضمان  
تلك الاستباب فہو

من جنس امراض لبدان  
فمن شغف غيظه بحق امتدنى  
كما قال تعالى لئن شئت لهدمتن

فمن مؤمنين زيد غيظهم  
فمن مؤمنين زيد غيظهم  
فمن مؤمنين زيد غيظهم

زاده مرضاً من حكايت ظن  
ان شغف به فهو كمن شغف مرض

العشق بالفجوى بعشوقه فان ذالك  
يزيد في مرضه ويوجب له امر اضماً

کہ یہہ مرض بستکے امراض کی قسم سے ہیں جو اپنی غصہ کو حق طور پر نکال لیا  
وہ اس کے مرض سے اچھا ہو گیا چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے **وَلَشِبْبَتُهُ**  
**صُدُّوا قَوْمًا مِّنْ مَّوْمِنِينَ وَيَذَرْنَهُمْ غَظَبًا فَمِنْهُمْ قَوْمٌ لَّا يَخْتَفُونَ**  
کرے دل کتنے مسلمان لوگوں کے اور نکال دیتے دل کی مین آنا  
باطل طور پر نکال لیا اس کا مرض اور زیادہ ہو جاوے گا بائیں لحاظ کہ اس نے  
اس اپنی حرکت کو سمجھا کہ مجھ کو اچھا کر دیگی تو اس کا حال ایسا ہو گا کہ کوئی  
شخص اپنی عشق کے مرض سے معشوق کے ساتھ بدکاری کرے اچھا  
ہو اچھا ہو کیونکہ بدکاری تو اور مرض بڑا دیگی اور اس پر روگ پیدا کرے گی  
جو عشق کے روگ سے بھی سخت ہوں اور اس طرح رنج اور غم اور اندوہ  
اپنی ضد دن سے یعنی فرحت اور خوشی سے دور ہو جائیں بشرطیکہ حق پر ہوں  
اور اگر باطل پر ہوں تو اون کی تکلیف پوشیدہ اور مخفی رہتی ہے اور بعد کو ایسی  
امراض پیدا کرتی ہے جو اُسے بھی سخت اور خوفناک تر ہوں یہی حال جانت  
کے علاج کا ہے ایسی علم سے جو مفید نہ ہو تو اس طرح کے علاج جو کسی مرض سے  
ہو جاتا ہے اور انہیں تدابیر کی جہت سے دیکھو حال تکلیف مخفی کا معلوم نہیں  
ہوتا۔ اور یہ قسم مرض کی تنہا مریض کو لمبے بعض اوقات موجب شجاعت  
اور عذاب بعد مرگ کو نہیں ہوتی مگر قسم اول کا علاج اگر ایمانی اور

من مرض لعشق وكن لك اللهم وانهم  
يزول باضدادها من الفسح والفسح ان  
كانت بحق واما ان كانت باطل فانها تبتور  
منها والخطى وكن لك ملا واة الجمل بعلم  
فمن شغف غيظه بحق امتدنى  
كما قال تعالى لئن شئت لهدمتن

ب

المؤمنين  
بما شئت  
انهم لم يبتور  
والنور ان  
فمن المؤمن  
واما الفسح  
والشقا والعذاب بعلم  
والنور ان

النَّبِيَّةُ الْبَابُ الْعَبْرِيُّ

ان جیبی القلب و اشرفا ممانه

خبر فيه ومقنه وظلمته

ماده کل خبر فيه اصل کل

خبر کل جمل خبر کلہ

فہما ماده الخبر کلہ

او من کان مینا فاحینہ

او من کان مینا فاحینہ و یجعلنہ

فوق القلب و سمعہ و بعضی و جہا و وہ و  
 عفتہ و نبجا عنہ و صبرہ و جہنہ و  
 الحسن و بغضہ القلب و یضعف  
 حیفا تاہ یضعف ہذا الصفت  
 قال عبد اللہ بن مسعود ہلاک  
 من کثر یسرف و الذکر کے رو  
 بہ المفسر و ان ذلک لآی کونی لیکن  
 قال تعالیٰ ان فی ذلک لآی لکون  
 کان آہ قلبی فالقلب

نبوی دوا و ن سونیا جا دی تو وہ موجب بختمی اور عذاب الہی کی ہے

### چوتھا باب

اس امر میں کہ دل کی زندگی اور چمک اس میں ہر ایک چیز کی اصل سے اور اسکی موت و تارکی سب بدیوں کی جڑ

ہر بہتری کی اصل ہر ایک زندہ کے لئے زندگی کا کامل ہونا اور نور عقل کا پورا ہونا ہی بھی دو نو چیزیں تمام خیر کی اصل ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

او من کان مینا فاحینا و جعلنا لہ نوراً یبصیر فی النّاس لمن یشا  
 بسلا ایک شخص کہ مردہ تھا پھر مینے اسکو زندہ کیا اور دی روشنی کہ لہ پرتا ہے تو کو نہیں برابر اسکی کہ جسکا حال  
 فی الظلمات لیس بخارج منها پس زندگی سول کی قوت اور اسکا سننا  
 ہے اسے اندر ہر وہی پراوان کو کل نہیں سکتا

اور دیکھنا اور اسکی حیا اور پاکدامنی اور بہادری اور صبر اور اچھری کی محبت اور بربری و نفرت ہوتی ہے اور ان صفوں کے کمزور ہو سبے دلکی حیات

کمزور ہو جاتی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ہلاک ہوا وہ شخص جسکا دل ایسا نہیں کہ نیک و بد با تگو سچا نے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ان فی ذلک لآی لکون لمن کان لہ قلب پس دل تندرست کے سامنے جب  
 اس میں سوجھ بوجھ ہو اسکو جسکا اندر دل ہے

برایان آتی ہیں تو اسے تغیر ہوتا ہے اور خود بخود اسے نفرت کرتا ہے اور دل مردہ اچھری اور بربری میں تمیز ہی نہیں کرتا اسطرح وہ دل جو شہوت

القلب لم یضرب الشریع

الحسن و القلبیہ و الذلک

المیث لا یفترق بین

ابغضھا بطبعھا و القلب

علیہ القباہ تغیر و منھا و

عاند اذ اضرحت

فانه بضعفه بميل الى ما يعرض له من ذلك

وكنك النفا اذا قوى الكشف للقلب صريح المعلومات فاستبان حُسن الحسنيين

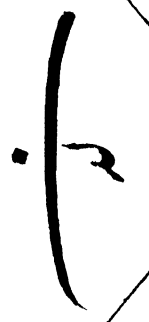
فجز القبط وقد ذكر سببها في الاصلين في كتابه الغن قال

کاروگی ہے کہ وہ اپنی ضعف کے مارے جو برائی اسکو سامنے آتی ہے اسکی طرف اسقدر جھکتا ہے جتنا مرض میں زور یا کمزوری ہوتی ہے اس طرح نور جب قوی ہوتا ہے تو دل پر معلومات کی صورتیں کھلبجاتی ہیں پس خوب کی خوبی اور بد کی بُرائی عیان ہو جاتی ہے اور خداوند کریم نے ان دونوں باتوں کو کلام مجید میں ذکر فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے وَكَذَلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ اَمْرٍ نَّامَا كُنْتَ تَدْرُسِي مَا الْكُتَابُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَكَلَّمْنَا نُوْرًا نُّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نُّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا اَسْ اَيْتِمْ يِّنْ رُّوْحٍ اُوْرٍ نُّوْرٍ كُوْجِعْ فَرَمَا يَ اِسْ كُوْرَاهِ دِيُوْ هِيْنَ جَلُوْ عِيْرِيْنَ جُوْرُوْدُوْ نِيْنِ

ممنزلة اميت الذي ينفذ نفسه بالخير خبير من اعمال السعادة الكافر الاضرة في طاعة وركه مونة مشرفا بعد ظلمة للايمان جعلنا قلبه يجر

وَلَا ذَلِكْ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ اَمْرٍ نَّامَا كُنْتَ تَدْرُسِي مَا الْكُتَابُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَكَلَّمْنَا نُوْرًا نُّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نُّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا اَسْ اَيْتِمْ يِّنْ رُّوْحٍ اُوْرٍ نُّوْرٍ كُوْجِعْ فَرَمَا يَ اِسْ كُوْرَاهِ دِيُوْ هِيْنَ جَلُوْ عِيْرِيْنَ جُوْرُوْدُوْ نِيْنِ

ممنزلة اميت الذي ينفذ نفسه بالخير خبير من اعمال السعادة الكافر الاضرة في طاعة وركه مونة مشرفا بعد ظلمة للايمان جعلنا قلبه يجر



فمن سخط الله وعقابه فانصر  
 نفسى به بين ثنائين وبقوم  
 سادات الظلم بين بوملا  
 مشق وظلام فى الثنائى و  
 والناس فى سلك الظلم  
 والناس فى سلك الظلم  
 والناس فى سلك الظلم

ہدایت سوسو ہی نفع اور ضرر کی چیرن معلوم کین اور خدا تعالیٰ کی  
 خفگی اور غدا ب سو نفس کے ربا کرنے میں محنت کی تو اوسنے حق کو دیکھا  
 بعد اسکے کہ نڈھاتہا اور اوسکو ایک نور بلا جسکو لوگو نہیں لہو پہرتاھے  
 اور وہ گہری اندیر میں بن قطعہ میری رات چہرہ سوتیر می روشن  
 اور اوسکا اندیر اھے لوگو نہیں چھایا + تو اب خلق تو ہو اندیر میں کسیر +  
 دلے دھوپ میں ہمہ نقشہ جمایا ہوا اور اسی لہو خدا تعالیٰ نے اپنی وحی  
 اور اپنی بند و نکی دو مثلین ایک بی اور ایک آتشی پان فرمائی یعنی سورہ  
 رعد میں وحی کی دونو شلو نکلے لہو ارشاد فرمایا انزل من السماء  
 آواز آسمان سے پانی  
 فسما اودتہ بقدر ما فاحتمل الشیل زربا اربابنا ورحمنا لوقد ورن علیہم  
 بہتے آتشی اپنی ہوائی ہوا اور لایا وہ نالہ جہاں پہلوا اور جس چیز کو دھوپتے ہیں  
 فی النار اربعا و حلیہ او متاع زندہ مشعل کذلک کفیرت النہض والناطل  
 آگ میں واسطے زور سے با سبک اوسہن ہی جاویں گی بیون شہر آتشی اللہ سبحانہ اور غلط  
 فاما الزند فمذمت مجتاز وانا ما نطفع الناس فمکت فی الارض کذلک  
 سو وہ جو جہاں ہو سو کھرا اور وہ جو کام آتاھے لوگوئی سو تہتا ہوزمین میں  
 فیض اللہ الامثال پس اپنی وحی کی مثال پانی سو دمی اسوجہ  
 بتانا ہے اللہ اکبہا وین  
 کہ اس سو زندگی حاصل ہوتی ہو اور آگ سو اسلو کہ اس سو روشنی اور چمک  
 پیدا ہوتی ہو اور نالو لوگو جو اپنی موافق بہتو میں مثل دلو نکلے فرمایا یعنی  
 جیسے کسی نالہ میں بہت پانی کی گنجائش ہوتی ہو اور کسی میں کم اسطرح

لو حبیہ وعبادہ فقال فی سوا الرعد ان  
 من السماء ماء فسالک ان یذیہ فقل ہا فانصت  
 التلیل زبدا اربابنا ورحمنا لوقد ورن علیہم  
 انبیاء حلیہ او متاع زبدا ونبیائہ کذلک  
 یظرب اللہ ملحق والباطل فاما الزبدا فمکت فی الارض  
 جنفائہ واما ما یفعم القاس فمکت فی الارض  
 کذلک یضرب بالما و بالکسار  
 من الحویث و بالکسار  
 بالما یجصل بہ  
 والا شکر ان وجعل  
 زلا و ذبہ نسجیل  
 یسعم ماء کثیرا ووا  
 جنیہ یتبع ماء قلیلا

کالقلوب قلبک کبیریم  
علما کثیرا و قلبک ظنحیر  
سیر بقدره و تشکبہ ما  
تتملہ القلوب من الشیخہ

و الشہوات بسبب عجب لک  
الوجی و زانانہ و یافیکھا  
من ذلک بائجملہ الشیخ  
من الزبد و تشبہ بطلان ذلک باستقرار

من الزبد و تشبہ بطلان ذلک باستقرار  
العلم النافع بذہاب ذلک الزبد و  
إلقاء الوادی له واستقرار الماء الذی  
به النفع فیہ و کذا فی المثل الذی بعدہ

کسی دین بہت سی علم کی گنجائش ہوتی ہے اور کسی میں کم اور جو شبہات  
اور شہوات کہ انکو دل باعث ملو وحی کے اور لو نہیں سوائے انکو کسانیکے  
اٹھاتے ہیں انکو اُس جہاگ سے تشبیہی جو بہت پانی اٹھایا کرتا ہے اور علم  
نافع سے جو یہ شبہات جا رہے ہیں اوسکو اُس جہاگ کو جا تو رہتا ہے اور مالہ کے  
پھینک دے اور پانی جس سے نفع ہوتا ہے اُس میں رہ جائیے تشبیہی  
اسی طرح دوسری مثال میں جو اسکے بعد ہے وہ میل جو اس جو ہر میں ہوتا ہے  
جانا رہتا ہے اور خالص جاتا ہے اور بندوں کے لئے دو نو مثلین سورہ بقرہ  
اس طرح مانیں مثلہم کسل الذی استوقد ناراً فلما اضاءت ما حوله  
و منب اللہ یورسہم و یرکبہم فی ظلمات لا یصرون صمم کما یومئذ یومئذ لا یحسبون  
اسیہ تو مثال آتشی ہے پھر فرمایا او کصبت من السماء فیہ ظلمات و رعد و  
برق الہمین اشارہ مثل آبی کی طوفان اور مہر ان دونوں مثلوں کی سرا  
کی طوفان کتاب معالوم وغیرہ میں اشارہ کیا ہے غرض کہ دلی دستہ انہیں دونوں  
پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لئن لم یذکر من کان حتماً اور من رایا  
استسبحوا للہ وللرسول اذا دعاکم لعلکم تحکمون اور جو شخص حکم مانے اوسکو  
ایزا جان دانا تو اوسکو یہ اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلاؤ تو لایکلام کام چہ سین تمہا کہی نہی ہے  
قبر والوں سے تشبیہی ہے اور یہ برسی عمدہ مشابہت ہے اسکو کہ اوسکے

من الزبد و تشبہ بطلان ذلک باستقرار  
العلم النافع بذہاب ذلک الزبد و  
إلقاء الوادی له واستقرار الماء الذی  
به النفع فیہ و کذا فی المثل الذی بعدہ

و یستقر صفوہ و قال فی ضرب المثلین  
عبادہ فی سیر البقرۃ منہم الذی  
استوقد ناراً فلما اضاءت ما حوله ذهب  
اللہ بنورہم و یرکبہم فی ظلمات  
الہمین اشارہ مثل آبی کی طوفان اور مہر ان دونوں  
کی طوفان کتاب معالوم وغیرہ میں اشارہ کیا ہے غرض کہ دلی دستہ انہیں دونوں  
پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لئن لم یذکر من کان حتماً اور من رایا  
استسبحوا للہ وللرسول اذا دعاکم لعلکم تحکمون اور جو شخص حکم مانے اوسکو  
ایزا جان دانا تو اوسکو یہ اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلاؤ تو لایکلام کام چہ سین تمہا کہی نہی ہے  
قبر والوں سے تشبیہی ہے اور یہ برسی عمدہ مشابہت ہے اسکو کہ اوسکے

المثل البانی و قال فی سیر البقرۃ  
منہم الذی استوقد ناراً فلما اضاءت ما حوله ذهب  
اللہ بنورہم و یرکبہم فی ظلمات  
الہمین اشارہ مثل آبی کی طوفان اور مہر ان دونوں  
کی طوفان کتاب معالوم وغیرہ میں اشارہ کیا ہے غرض کہ دلی دستہ انہیں دونوں  
پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لئن لم یذکر من کان حتماً اور من رایا  
استسبحوا للہ وللرسول اذا دعاکم لعلکم تحکمون اور جو شخص حکم مانے اوسکو  
ایزا جان دانا تو اوسکو یہ اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلاؤ تو لایکلام کام چہ سین تمہا کہی نہی ہے  
قبر والوں سے تشبیہی ہے اور یہ برسی عمدہ مشابہت ہے اسکو کہ اوسکے





وقال تعالى فمن يريد الله ان يهديه فلن يصعب عليه شيئا  
ولا يصعب على الله شيئا  
وقال تعالى ومن يريد ان يضلنا  
فعلينا ما نريد

قال تعالى فمن يريد الله ان يهديه فلن يصعب عليه شيئا  
وقال تعالى ومن يريد ان يضلنا  
فعلينا ما نريد

قال تعالى فمن يريد الله ان يهديه فلن يصعب عليه شيئا  
وقال تعالى ومن يريد ان يضلنا  
فعلينا ما نريد

اور فرمایا فمن یرود الله ان یتدبره لشرحه صدره للاسلام ومن یرود ان  
یضله یجعل صدره ضیقا حرا کما کاننا یضغی فی الشماریک ذلک یجعل الله  
الرحم علی الذین لا یؤمنون اس آیت میں دونوں قسموں کو کہا گیا ہے  
تو اہل ہدایت اور ایمان کے لئے تو سینہ کا کہنا اور اسکا پسلاؤ ہی اور  
گمراہی والوں کے لئے سینہ کی تنگی اور اسکا سکرنا ہی اور فرمایا فمن یرود ان  
یضله لیسخر صدره للاسلام فهو علی نور من نور یہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان والوں کے نور  
اور سینہ کی کشادگی میں سین اور گمراہی والوں کی اور تنگی میں اور نون  
باب میں اس امر کی زیادہ تقریر اشارتہ آنی والی ہے

### پانچواں باب

اس پانچویں کہ دل کی زندگی اور صحت بجز اسکے نہیں ہو سکتی کہ حق کو پہچاننے  
اور اسکو اپنا مطلوب کرنا اور غیر پر ترجیح دے  
از انجا کہ دل میں دو قوتیں ہیں ایک قوت علم و تمیز دوسری قوت ارادہ و  
سیلے دل کا کمال در اسکی دستی آسمین ہے کہ ان دونوں کو تو نگوں چیز  
میں بترجوا و سکو مفید ہو مثلا قوت علم کو حق میں اور حق اور باطل کو جدا کرنے  
میں استعمال کرنا اور قوت ارادہ اور محبت کو حق کی طلب و راو سکی محبت

منہم بین التوفیقین فالصلوات والتساعی و اهل  
الضلالة لھو ضیق الضل و الحرج و  
قال تعالى فمن یرود ان یضله  
فعلینا ما نرید

منہم بین التوفیقین فالصلوات والتساعی و اهل  
الضلالة لھو ضیق الضل و الحرج و  
قال تعالى فمن یرود ان یضله  
فعلینا ما نرید

وقوع الارادہ و التوفیق فیما  
یستعمل ہا بین التوفیقین  
بمنفعہ فیستعمل فی العلم و معرفتہ  
و فی الفیوض و بین باطل  
و فی الارادہ و محبتہ  
و فی طلب الحق و محبتہ



فَقَالَ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي

أَلَا عِبَادِي إِذَا سَأَلُوا

فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي

فَيَقُولُوا رَبُّنَا الَّذِي

أَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ

وَأَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ

مثلاً ارشاد ہے: **وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي** جب عباد میری عیادت فرمائیں تو میں نے ان سے جواب دینا ہے۔ **فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي** کہ ان سے جواب دینا ہے۔ **فَيَقُولُوا رَبُّنَا الَّذِي** کہ ان سے جواب دینا ہے۔ **أَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ** کہ ان سے جواب دینا ہے۔ **وَأَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ** کہ ان سے جواب دینا ہے۔

مثلاً ارشاد ہے: **وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي** جب عباد میری عیادت فرمائیں تو میں نے ان سے جواب دینا ہے۔ **فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي** کہ ان سے جواب دینا ہے۔ **فَيَقُولُوا رَبُّنَا الَّذِي** کہ ان سے جواب دینا ہے۔ **أَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ** کہ ان سے جواب دینا ہے۔ **وَأَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ** کہ ان سے جواب دینا ہے۔

مثلاً ارشاد ہے: **وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي** جب عباد میری عیادت فرمائیں تو میں نے ان سے جواب دینا ہے۔ **فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي** کہ ان سے جواب دینا ہے۔ **فَيَقُولُوا رَبُّنَا الَّذِي** کہ ان سے جواب دینا ہے۔ **أَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ** کہ ان سے جواب دینا ہے۔ **وَأَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ** کہ ان سے جواب دینا ہے۔

اللَّهِ الَّذِي أَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ

وَأَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ

وَأَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ

وَأَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ

وَأَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ

وَأَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ

وَأَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ

وَأَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ

وَأَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ

وَأَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ

وَأَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ

وَأَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ

وَأَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ

وَأَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ

وَأَنزَلَ مَعَهُ الْقُرْآنَ







اللہ ورسولہ علیہم السلام قال حقہم  
ولذالك يجيب عبادہ  
المفصّلين الموحدين فيقول  
يقول فمن عبد غيب

کہ خدا اور اسکا رسول بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ بندہ کا حق اللہ تعالیٰ  
پر ہے کہ انکو آگ سے عذاب نہ کرے اور اسی جہت سے وہ اپنے بندوں ایماندار  
خدا کو ایک کہنہ والوں کو محبوب جانتا ہے اور انکی توبہ سے خوش ہوتا ہے تصور تمہیں جو  
کوئی اوسکے غیر کی عبادت کرے اور اسکو کس طرح کی لذت اور منفعت حاصل ہو  
تو اوسکو فائدہ کی نسبت نقصان صد چند ہوگا اور اسی مثال ایسی ہوگی جیسو  
کوئی شخص غذا لذیذ زہری ہوئی کھاوے اور ضبط کرے کہ آسمان زمین میں  
اگر بالفرض بہت سے خدا ہوں اللہ پاک کو ہو تو ہر جاوین اس طرح آدمی میں بھی اگر سو  
خدا تعالیٰ کے کوئی معبود ہوگا تو بیکر گیا جسکے سنور نیکی توقع ہوگا  
نہیں کہ وہ معبود اوسکو دل سے نکلجاوے اور صرف خداوند کریم اوسکا خدا  
اور معبود اور محبوب اور امید گاہ یہ جاوے اسی سے خوف کرے اور اسی پر  
بہرہ و سوا اور اسکی طرف رجوع تیسری وجہ یہ ہے کہ بندہ جو عبادت  
اور توحید کا محتاج ہے اور اسکی کوئی مثال نہیں ہے اس امر کو قیاس کر لیا جاوے  
مگر بعض باتوں میں البتہ مشابہ جسم کی حاجت کو ہی کھانے پینے اور سانس  
لینے کی طرف اگر چہ اور فرق دو نوع میں بہت ہیں اور وہ مشابہت یہ ہے  
کہ بندہ کی حقیقت اوسکا دل اور روح اور اسکی دستی بیون اور اسکی

ولذالك فضلہ من تياكل الطعام كمنصوم  
وهو منزلة من تياكل الارض لو كان فيهما الزبالة  
وكما ان السماء والارض  
غیرہ سبحانہ لفساد فساد الا برحمتی  
فیه متعجب غیر اللہ فساد فساد الا برحمتی

وینکون الله وحده  
ومرجه وحقه والذی بنوکل علیہ والیہ  
ینب الوجود الثالث  
العبد الی العبادۃ والذی بنوکل علیہ والیہ  
لو نظیر نفیس بہ والذی بنوکل علیہ والیہ  
بعض الوجہ حاجۃ الجسم

ان کان بیضاً فزوف  
والشراب والنفس  
ان کان بیضاً فزوف  
فان حقیقة العبد  
قلبه وشره و  
لاصل لاجله الا لله









ابن عمر ان قال سمعت ابا وهب  
يقول قال الله عز وجل  
فبعض كتب بعزتي آتاه

من اعظم بي فان كادته  
السموات بين فيهن وا  
لا رضى عن بين فيهن فانه

اجعل له من ذلك من  
و من لم يعصم عزلي فانه  
السموات والارض

نے حدیث بیان کی اور انکو عمران نے خبر دی اور عمران کہتے ہیں کہ  
میں نے وہب بن منبہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی  
کتاب میں ارشاد فرمایا ہے کہ قسم ہے مجھ کو اپنی عزت کی جو شخص مجھ پر ہر دو سا کرتا  
ہو تو پہر اگر سارے آسمان اور انکو درمیان کے لوگ اور تمام زمینیں اور  
انکے لوگ اُسکو فریب دین تو میں اُسکے لئے اُنکے فریب سے نکلنے کی صورت  
کردونگا اور جو مجھ پر ہر دو سائیں کریگا تو میں اُسکو ہاتھ آسمان کی رسیوں سے  
علحدہ کردونگا اور اُسکو پانوں کے نیچے کی زمین میں اوسکو دس دس دنگا  
یعنی اوسکو خواہش نفس میں ڈال دوں گا پہر اُسکو اُسکے نفس کے حوالہ  
کردونگا میں اپنے بندہ کو مال کے بٹے بس ہوں اگر وہ میری طاقت میں  
ہوتا ہے تو میں اوسکو سوال سے پہلے دیتا ہوں اور عا سے پہلے اسی مرا  
قبول کرتا ہوں اسی کو کہ میں اوسکی نسبت کر اوسکی حاجت کو زیادہ جانتا  
ہوں جو اوسکے لائق ہے۔ اور حضرت امام احمد نے اس حدیث قدسی  
کو اور طرہ پر بھی روایا کیا ہے فرمایا کہ مجھ سے ہاشم بن قاسم نے حدیث  
بیان کی اور اُسے ابو سعید مؤذن نے اور اُسے اُس شخص نے جس نے  
عطاء خراسانی سوسنی ہے اور عطاء خراسانی کہتے ہیں کہ میں وہب بن منبہ

بہو من تحت فالهون  
فاجعل له من ذلك من  
السموات والارض  
اجعل له من ذلك من  
و من لم يعصم عزلي فانه  
السموات والارض  
بہو من تحت فالهون  
فاجعل له من ذلك من  
السموات والارض  
اجعل له من ذلك من  
و من لم يعصم عزلي فانه  
السموات والارض

ابو سعید مؤذن  
عطاء خراسانی  
ابو سعید مؤذن  
عطاء خراسانی  
ابو سعید مؤذن  
عطاء خراسانی





العذاب و فقه ان المبين  
بعض ذب ببيكار اهل و هلكه  
كل من كانت الدنيا اكبر  
من الدنيا في حياطين  
من عند الترمذي عنده  
انس عند الترمذي من كل

صله الله عليه و غناه في  
الاخيه هو جعل الله غناه في  
قلبه و وهم له متمله و انته الدنيا و هي  
راعه و من كانت الدنيا همه بجهنم  
الله ففوق بين عيبه و فوق عليه  
تمله و لم يانه الاما و قد رله  
ومن ابلم العذاب في الدنيا تشب

غذاب کا اور اس حدیث میں کہ میت کو اوس کے گھر والوں کے رونے سے  
غذاب ہوتا ہے اور اس طرح ہر ایک شخص جو جسکا بڑا مطلب دنیا ہو جیسو ترمذی  
میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث آنحضرت ص ۲۳ مروی ہے کہ جسکا مطلب آخرت ہو  
اللہ تعالیٰ اسکی تو انگری اور سکولین کر دیتا ہے اور اسکی جمعیت خاطر کو ایک جا  
کر دیتا ہے اور دنیا و سکول پاس دلیل ہو کر آتی ہے اور جس کسیکا مطلب دنیا ہو  
اللہ تعالیٰ اسکی منطسی اور سکول دونوں آنکھوں کی سامنی کر دیتا ہے اور اسکی جمعیت  
کو پریشان کر دیتا ہے اور اسکی پاس صراسی قدر آتا ہے جو مقدر سے انتہی  
اور دنیا میں سوسب سے زیادہ غذاب جمعیت کا تبر مونا اور دل کا پریشان ہونا  
اور منطسی کا بندہ کی آنکھوں کی سامنی کھار ہنا ہے اور اگر دنیا کے عاشق اور سکول  
محبت کے نشہ میں چور نہوتے تو اس غذاب سے فریاد کیا کرتے اور معذرا  
انہیں سے بہت ہمیشہ چیختے چلاتے ہیں۔ اور جن حدیثوں کو ترمذی نے  
روایت کیا ہے انہیں سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ امی آدم کے بیٹی میری  
عبادت کی لئی فارغ ہو رہے ہیں تیری سینہ کو تو انگری سے بہرہ و نگا اور تیری  
منطسی کو روکد و نگا اور اگر ایسا نہیں کریگا تو میں تیرے دونوں ماتھے کام سے

التمل و تفرق القلب و کن الففس  
نضب عینی العبد و لو لاسکن من هذا  
الدنيا بجهنم لاسنفاق من هذا  
العذاب على ان كثر ايمانهم  
لا يزال يستغيب و يصبر و عمار و اه  
الترمذي ايضا حديث  
آبي هانن بن عيين النخعي  
الله عليه وسلم قال يقضي  
الله تبارك و تعالیٰ ابن آدم  
نفره لعبادتي املأ قلبك  
غنا و اسئل ففسرك و ال  
تفضل ملائكة يديك

تمغلا ولم نسل ففرك و  
من افواع العذاب اشتغال  
القلب واللبان بتحمل اتحاد

الانبا و مجاذبة اهلها و  
مقاساة معاد انهم و قال  
بعض السلف ان محب الدنيا لا ينجح

فلا يوطن نفسه على تحمل  
المصائب ذلك ان محب الدنيا لا ينجح

بہر دو نگا اور تیری محتاجی کو زور کو نگا۔ اور غدا ب کی قسموں میں سے جو کہ  
دل اور بدن دنیا کے رنج اوٹھانے اور دنیا والوں کی کشاکش اور انکی  
دشمنی بھگتنے میں الجھو رہیں بعض سلف کا قول ہے کہ جو شخص دنیا سے  
محبت کرے وہ مصیبتوں کے اٹھانے کو دین ٹھان لے اور یہ سہل فرمایا  
کہ دنیا کا عاشق جب اس میں سے کوئی چیز پاتا ہے تو اسکا نفس اس سے زیادہ کا  
خواہان ہوتا ہے چنانچہ حدیث صحیح میں ہے کہ اگر آدمی کے پاس دو جمل مال  
کے ہوں تو تیسرا کا خواہان ہوتا ہے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ نے  
دنیا کے دوستدار کی مثال شراب خواہ سے دی کہ جتنا زیادہ پیو اتنا زیادہ  
پیا سا ہو اور ابن ابی الدنیا نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن نے حضرت  
عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ بعد حمد و نعت کے وضع ہو کہ دنیا کو چمکی جگہ  
ہو ٹھہرنیکی جگہ نہیں حضرت آدم کو صفت سزا کے لئے اس میں اتار دیا  
پس امیر المومنین اس سے بچو کہ اس سے توشہ لینا اسکا چہرہ دنیا ہو اور اس  
توانگری محتاجی سے ہر وقت میں اسکا ایک قتل ہے (یعنی لوگوں کو  
برابر مارتی رہتی ہے) جو اسکی عت کرے اور اسکو ذلیل کرتی ہے  
اور جو اسکو جڑے اور اسکو محتاج کرتی ہے وہ ایسی ہے جیسا کہ اسکو

منها شئياً الا لطعت نفسه الى ما  
ففاقه كما في الحديث الطاهر لو كان  
لا بن آدم و اديان من مال لا يفتنى

۱۰

لکھا ان اللذات قبل مثل عیسیٰ علیہ السلام  
محبب الدنيا بشارب الخس  
عظمتا و ذکر ابن ابی الدنیا ان  
الحسن کاتب العین یوما بعد فان  
عبدا لایقامتہ انما منزل  
الذات یاتہ اس و ظین لیکن  
بلا اقامتہ یفانحل  
ایھا الامتفق فی ان  
یا اعبیر امون میں ان فان  
الذات منہنا زکھا و الغنی  
فی ان فی ان  
ہذا فقرنا فی کل جین فی ان  
من انہا فقرنا فی کل جین

باکله من لایس و هو حقیقہ  
 فکن فیما کالمکدوی جرحہ  
 یمنی قلبی الخافۃ ما یکن  
 طویلا و صبر علیئہ الذی  
 مخافۃ علی البلاء فاحذر  
 ہذا الدار الغدار الخذل  
 الخفۃ الی قد ترین  
 بجزا و کون فنت بعن رمان خضلت  
 کالکلی و نشق بجزایا فاصبت  
 و الفلوق علیا و الیہ و النصف من لعل  
 عاشقہ وہی لکن و ایما کلہم فانابہ

وہی کھاتا ہے جو نہیں جانتا حالانکہ وہ اسکی موت ہی پس ڈر میرا مویز  
 تم اُس میں ایسی طرح رہو جسے کوئی زخم کا علاج کر نہ سکا کہ تھوڑے دنوں پر پتھر  
 کرنا ہو اس خوف سے کہ کہیں بہت دنوں مصیبت بھگتنی نہ پڑی اور دو الکی  
 تلخی پر صبر کرتا ہی اس ڈر سے کہ مرض زیادہ بڑھ جاوے پس اس خانہ غدار مکار  
 فریب دہندہ سے بچو جو دھوکے ٹھی ہے اور اپنی فریب میں پہنچاتی ہے  
 اور آرزو نہ ہو بھجاتی ہے اور اپنی طالبوں کو شوق دلاتی ہے تو اسکا  
 حال ایسا ہو گیا ہے جیسے جلوہ کیوقت دلہن کہ آنکھیں اسکی طرف نگران اور  
 دل اسپر حیران اور نفس اسکی عاشق ہیں اور وہ اپنے سبب خاندون کی قاتل ہے  
 پہر اگر کسی اسکے عاشق کو اُس سے حاجت ملگنی تو منالطہ کہا یا اور سرکشی  
 کی اور آخرت کو بھولا اور اُس میں اسکی عقل ایسی مشغول ہوئی کہ اسکا پاؤ  
 پھسل گیا اور اسکو نہایت ندامت اور بڑی حسرت ہوئی اور اوپر موت  
 کی نعتیاں لوٹ پڑیں اور دنیا کے جاتے رہنے کی حسرتوں نے ایزاد ہی  
 اور جس عاشق کو اُس سے اسکی تنانلی تو وہ غصہ میں جیا اور رنج لیگیا اور  
 اُس سے اپنا مطلب پنا یا نہ مشقت سے اسکی نفس نے راحت پائی ایسا شخص دنیا  
 سے نئے تو شبہ نکلا اور آخرت میں نئے سامانی سے آیا تو جو حالت کہ تکو اُس میں

فعا شق لہا قل ظف منہا لجلج خفہ فانابہ  
 و طفی و نسی لکھا د قشغل تہا لکبہ  
 عنہا قارنہ ف عظمتت علیہ بند اسعہ  
 و کبرت حسرتی و اجفعت علیہ  
 حسرات الفوق و عاشق  
 لم یزل منہا بغینہ فعا شق  
 بغصتہ و زح وہب کبما  
 و لم یزل ریف کھا ما طلب  
 و ان لم یستتر عن نفسہ  
 و فاع علی غیر مہاد فکن





مفتد رعلیہا انہ الرحمہ  
 دینی ماصنم اللہ رسو  
 جین مثل الجمل علی بطینہ  
 انتھی و المفضلون ان قین  
 احب سبای اللہ تعالیٰ  
 احب سبای اللہ تعالیٰ  
 فالغنی لہما صل لہ بعبودہ  
 ان و تجل و ان فقدا  
 فانیہ ان فقدا عذیب بفعواتہ

قادر ہوتا ہے یہ گمان کرتا ہے کہ اسکو سب سے مجھ پر اکرام ہوا ہے اور اس  
 معاملہ کو سمجھو لجاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو کیا جبکہ آپ نے  
 اپنی بیٹی پر بھوک کے مارے تیرے پانڈا انتھی قائدہ ترجمہ کہتا ہے کہ یہی  
 مکتوب حضرت حسن بصریؒ کا نام حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے جلد  
 ثالث اخبار العلوم میں مذمت دنیا کی ذیل میں مذکور ہے مگر وہ ان چند فقرے  
 اور بھی مذکور ہیں اور کچھ الفاظ میں فرق ہے جسکو شوق ہو وہ ان دیکھ لے  
 - غرض کہ جو شخص سوار خدا تعالیٰ کے اور کسی سے محبت کرتا ہے تو اسکو اپنے  
 محبوب کو ملے یا نئے ضرر حاصل ہوتا ہے اسلیٰ کہ اگر نپاویگا تو نزلنے کا عذاب  
 ہوگا اور بقدر دلکو لگاؤ اس سے ہوگا اور سیدر تکلیف اٹھاویگا اور اگر پناویگا  
 تو پہلے ملنے سے جو رنج ہوا ہے اور وقت حاصل ہو نیکی جو مشقت اٹھائی  
 ہے اور جاتے ہونے کے بعد جو تڑپ ہوگی وہ اس لذت سے بہت زیادہ ہوگی  
 جو ملنے میں ہے چنانچہ یہ قطعہ اس مضمون پر دال ہے عاشق سے زیادہ  
 نہیں بد بخت زمین پر + گو عشق کو پاتا ہے وہ نگر سے بھی بیٹھا + عمر اسکی  
 ہر اک حالین رو ہے کئی ہو + یا ہجر و لاوی اسکی یار کا ملنا + گردور  
 معشوق تو ہے شوقسگراں + اور وصل میں روتا ہے کہ ہے ہجر کا کہٹکا + الفصہ

ان و تجل و ان فقدا  
 فانیہ ان فقدا عذیب بفعواتہ  
 ما یحصل لہ من اللذات  
 و من اللذات علیہ بعد فنی  
 و من اللذات علیہ بعد فنی  
 و من اللذات علیہ بعد فنی  
 و من اللذات علیہ بعد فنی



ان و تجل و ان فقدا  
 فانیہ ان فقدا عذیب بفعواتہ  
 ما یحصل لہ من اللذات  
 و من اللذات علیہ بعد فنی  
 و من اللذات علیہ بعد فنی  
 و من اللذات علیہ بعد فنی  
 و من اللذات علیہ بعد فنی











و مستعان بنفسه و مستعان  
 بغيره و بتعالی المستعان  
 بنفسه فكلما احببت النفس  
 و ذاته هو الله تعالى و  
 هو مستعان به و كل ما  
 هو فانما ينبغي ان يبصر  
 معناه فانما ينبغي ان يبصر  
 بتعالی المستعان و بتعالی المستعان  
 ان لم يكن و سبيله الى محبتة و  
 مستعانته كانت مضرنا على العبد  
 اعظم من مصلحتها الباطل  
 التسايع في ان القرآن منضج لا يوق

مددگار بالذات اور مددگار اسبخت سہو کہ مددگار بالذات کا تابع ہو  
 پس ان چاروں میں سہ اول اور سوم خداوند تعالیٰ ہے یعنی مراد اور  
 مقصود اور محبوب بالذات اور مددگار بالذات اوسیکی ذات ہے اور یعنی  
 چیزیں اوسکو سواہیں چاہیے کہ انکی محبت تابع اسکی محبت کے ہو اور ان سہ  
 مدد اسوجہ سے لیمادہو کہ وہ آلہ اور ذریعہ خدا تعالیٰ کی مدد ہیں اس  
 ثابت ہوا کہ غیر اللہ کی محبت اور استعانت اگر وسیلہ اوسکی محبت اور استعانت  
 کا نہوگی تو اسکا ضرر نسبت فائدہ کے زیادہ ہوگا

### ساتوان باب

اس امر میں کہ قرآن مجید میں دلکی دو این اور اسکے سب مرضوں کا  
 علاج موجود ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہنا الناس قد جاؤکم متوعظہ من ربکم و شفاؤکم  
 فی الصدور اور فرمایا و نزل من القرآن ما ہو شفاؤ و رحمة للذین  
 یحسبون اور ہم اور ہمارے ہیں قرآن میں وہ جس سے روگ جٹکے ہوں اور ہمارا نوازاؤ  
 یہہ اوپر گذر چکا ہے کہ دلکے مرض شہوات اور شہوات کو روگ ہیں  
 اور قرآن میں وہ کہلی باتیں اور کئی دلیلین ہیں جو حق کو باطل سے علیحدہ  
 کر دیتی ہیں اور جن شہوں سے کہ علم اور تصور اور فہم میں خرابی پڑتی ہے

القلب علاجہ من جمیع امراضہ قال  
 اللہ تعالیٰ یا ایہنا الناس قد جاؤکم متوعظہ  
 و شفاؤکم فی الصدور و نزل من القرآن ما  
 ہو شفاؤ و رحمة للذین یحسبون اور ہم اور  
 ہمارے ہیں قرآن میں وہ جس سے روگ جٹکے  
 ہوں اور ہمارا نوازاؤ یہہ اوپر گذر چکا ہے  
 کہ دلکے مرض شہوات اور شہوات کو روگ  
 ہیں اور قرآن میں وہ کہلی باتیں اور کئی  
 دلیلین ہیں جو حق کو باطل سے علیحدہ کر  
 دیتی ہیں اور جن شہوں سے کہ علم اور تصور  
 اور فہم میں خرابی پڑتی ہے

والبراهین القطعیة كما یبصر  
 الحق من الباطل و نزل  
 امر اض الشبهة الفسقة  
 تعلم والنص والادس  
 وفي القرآن بين البينات  
 للشبهات والشبهات  
 القلب هي امراض  
 النفس من بين



بجیت پیری الاشکایا علی ماہبی علیہ ولین تحت ادبہم السماء کتاب متضمن للاباہین والایات علی النقص حیدر والشیات

او نکار وک ٹنادیتی ہن اسی طرح کہ پزیرن جون کی تون معلوم ہونے لگتی ہن اور قران مجید کی مثل کوئی کتاب میں کے پردہ پر نہیں جینے کی بڑی مطالب یعنی توحید و ثبوت صفات اور ثبوت آخرت اور نبوت اور جھوٹے دینوں کے باطل ہونے اور خراب تجویزوں کے کرنے پر دلیلین اور آیتین موجود ہون اور قران مجید میں یہ سب کچھ موجود ہی ساری کا سارا ان امور پر اچھی کامل طور سے شامل ہے مگر ان باتوں کا سمجھنا قران مجید کے سمجھنے پر اور اس کے مقصود کے دریافت کرنے پر موقوف ہی پس جس شخص کو خداوند کریم کی سمجھ غایت فرماتا ہو وہ حق اور باطل کو اپنی دل سے صاف دیکھ لیتا ہی جیسو دن اور رات کو دیکھتا ہی اور جان لو کہ قران مجید کے سوا جو لوگوں کی کتابین اور انکی تجویزین اور مقولات ہن خمین وہ علوم ہن کہ جنپر اعتماد نہیں خواہ جھوٹے توہمات ہن کہ امر حق سے کچھ ہی آنکو مس نہیں خواہ درست باتین ہن مگر دلکو اس کچھ فائدہ نہیں بلکہ صرف تجویزین اور تقلیدین ہن خواہ اسی در باتین ہن جن کے حاصل کرنین بڑی وقتین اٹھانی ہن اور ان کے ثابت کرنین باوجود کم فائدہ کے بہت گفتگو بڑھانی ہے تو اس قسم کی کتابین وغیرہ اسی ہن جیسو بلوانٹ کا

والنوعات و انبیات المتکاد الاراء الفاسدۃ مثل القران فانها کفیل بذلک کلام متضمن لہ علی انتم الوجہ واقربا و لکن ذلک موقوف علی ما علیہ فی بعض حکم ادرائتہ فکثر زقہ اللہ

لاستغفرت للقلب فیہا و انما ہی آراء و تقلید و غیرہ و انما ہن اطلو الکلام فیہا انما ہن فاکہ تغیرا فیہا لہم جہرا غین





منفق الباء الثامن  
 و طهارة لم يكن بدا من ذكره  
 القلب ويغفر له  
 حتى يصلى وما كانت  
 بن زكوة القلب زكوة  
 اللغوي النماء والزيادة في  
 الصلاة يقال زكواهم  
 غافل تغافل  
 نظيرهم  
 الامرين

یہاں تک کہ درست ہو جاوے اور از انجا کہ دل کی زندگی اور آیشیں  
 اور سبکی زکوٰۃ اور طہارت کی ممکن نہیں اسکو حکم اسکا ذکر کرنا بھی ضرور ہوا

## اٹھواں باب

دل کی زکوٰۃ میں

دل کی زکوٰۃ کے معنی لغت کی رو سے درستی میں زیادتی و ترقی کی ہیں کہتے ہیں  
 زکی اشرف چیز ہے جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ**  
 صدقہ قطعہ سے و نیز کہیں یہاں اس آیت میں دو نوبتیں طہارت اور زکوٰۃ  
 جمع فرماتیں سو اسطر کہ دو نوا یکہ دیکھئے ساتھ رہتی ہیں کیونکہ برائیوں  
 اور گناہوں کی ناپاکی دلیں ایسی جو جسم و کلمہ و اخلاط بد نہیں یا گھاس کہتی ہیں  
 یا میل سونے چاندنی وغیرہ میں جو جسم و بدن بری خلط و نسو ج خالی ہو جاتا  
 تو قوت طبیعی صفا ہو جاتی ہے اور آرام پا کرنے روک ٹوک اپنا کام کرنے لگتی  
 ہے اور بدن بڑھنا شروع کرتا ہے اور اس طرح جب دل تو بہ کے باعث گناہوں کے  
 صاف ہوتا ہے اور گناہ کو مٹا دوسرے خالص بن جاتا ہے تو دل کا ارادہ ان کٹاؤں  
 اور آزاروں سے علیحدہ ہو کر محض خیر کے لئے ہو جاتا ہے اور دل بڑھتا ہے  
 اور زور پکرتا ہے اور اپنی تخت سلطنت پر بیٹھ کر اپنی رعیت میں حکم جاری کرتا ہے

فان بخاسته الفوا  
 قلب جملہ الاخلاط  
 الحش والمعا  
 اللغوي النماء والزيادة في  
 الصلاة يقال زكواهم  
 غافل تغافل  
 نظيرهم  
 الامرين  
 وعذرة الدغل والنزوع وان خبثت فوالن  
 والفضة ونحوها فكما ان البدن اذا  
 استفرغ من الاخلاط التي فيها خلاصه الفهم  
 الطبيعية منها فاسترح البدن فعملت علمها  
 بالامعان ولا مانع ففنى البدن فكذلك  
 القلب اذا اخلص من  
 الذنوب بالتحقق يخلص  
 ارادة القلب الخبير بتلك  
 وفعاى واسناد عايس  
 ملكه ونفذ حكمه نور عينه





عن الشعرات و غرض  
عن العتارم و اعتاد اكل  
المحلا لم يخط له فراسة  
قال الله عقيب امر المؤمنين  
فوجروا لله و حفظوا

شہوات سرور کے اور اپنی آنکھ ہرام چیزوں سے نیچی کر ہو اور غذا  
حلال کا عادی ہو تو اسکی سمجھ کبھی غلطی نہ کرگی اللہ تعالیٰ نے اول ہوشوں  
کو حکم نگاہ کے تلے رکھی اور کتر و کے رکھنے کا فرمایا بعدہ ارد  
فرمایا اللہ نور السموات والارض اور اسکا بید یہ ہو کہ بلا عمل کی جنس  
سہوا کرتا ہے تو جو شخص اپنی آنکھ نیچی کہیگا اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں  
ویسی ہی چیز اس سے بہتر عثایت فرماویگا مثلاً اگر اوستے اپنی آنکھ کا  
نور حرام چیزوں پر بنانے دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض میں اسکا  
نور باطن چوڑ دیا تو اسکو وہ چیزیں معلوم ہونے لگیں جو نگاہ کو چھوڑنے  
والے اور آنکھ کو تلے نہ رکھی والیوں نہیں سو جہتیں حاصل یہ کہ دل مثل  
آئینہ کے ہو اور ہوا سی نفسانی اسکی لئی نیرنگ رنگ کے ہر جگہ باعث  
حقیقتوں کی صورتیں اس میں منتقش نہیں ہوتیں مگر اقاہدہ دل کا زور  
پکڑنا اور ثبات اور جما ہوا رہنا تو اللہ تعالیٰ دل کو اسکی قوت کی باعث  
فتح کا غلبہ عثایت فرماتا ہے جیسے نور کے سبب سوجت کا مرحمت کرتا ہے تو آ  
دو نور علی اللہ تعالیٰ جمع کر دیتا ہے اور اسے اسطو اثر میں آیا ہے کہ جو  
شخص اپنی خواہش کو خلا کرتا ہے تو شیطان اسکو سایہ سے بھاگتا ہے

من جنس العتارم و سبب ان الجنان  
من جنس العتارم و سبب ان الجنان  
من جنس العتارم و سبب ان الجنان  
من جنس العتارم و سبب ان الجنان  
من جنس العتارم و سبب ان الجنان

من جنس العتارم و سبب ان الجنان  
من جنس العتارم و سبب ان الجنان  
من جنس العتارم و سبب ان الجنان  
من جنس العتارم و سبب ان الجنان  
من جنس العتارم و سبب ان الجنان

من جنس العتارم و سبب ان الجنان  
من جنس العتارم و سبب ان الجنان  
من جنس العتارم و سبب ان الجنان  
من جنس العتارم و سبب ان الجنان  
من جنس العتارم و سبب ان الجنان

وَلَا يُعِينُ جِلْدُ فِي التَّنْبِيهِ هُوَ  
 مِنْ ذُلِّ النَّفْسِ وَضَعْفِهَا  
 فَاجْعَلَهُ اللَّهُ لَكَ عَصَاهُ فَالْعَزْ  
 لِمَنْ طَاءَ اللَّهُ وَالذَّلُّ وَالْهَوَانُ  
 لِمَنْ عَصَاهُ وَوَلِلَّهِ الْعَرْشُ  
 لِمَنْ عَصَاهُ وَوَلِلَّهِ الْعَرْشُ  
 وَرَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
 وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ فَالْعَزْ  
 كَانَ بِرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ  
 بِرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ  
 بِرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ  
 بِرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

اسی طرح جو شخص اپنی خواہش کا پیرو ہو اس میں نفس کی ذلت اور  
 مغلوب ہونا وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنا فرمانوں کو لئے مقرر فرمایا  
 اس کو سلو م ہوا کہ عزت اور سہی شخص کو ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے  
 اور ذلت اور رسوائی اس کو ہے جو اس کی نافرمانی کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ  
 فرماتا ہے **وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ** اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **مَنْ كَانَ رِيْذِيًّا لِلْعِزَّةِ**  
**فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا**۔ بعض اکابر سلف فرماتے ہیں کہ لوگ بادشاہوں کے  
 دروازے پر عزت ڈھونڈتے ہیں مگر عزت ان کو صرف خدا تعالیٰ کی طاعت  
 ہی میں ملے گی۔ اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ گو گنہگاروں کے  
 گہوڑوں کو قدم بھی اچھو ہوں اور نچھو بھی ان کے نیچے کھٹا کھٹ چلتے ہوں  
 مگر گناہوں کی ذلت ان کو دلیں ہے خدا تعالیٰ اپنے نافرمان کی رسوائی کے  
 رسوا اور کچھ نہیں مانتا۔ اور دعا قنوت میں ہے کہ **اللہم جسکاتو والی ہو**  
**وہ رسوا نہیں ہوتا اور جس کو تو دشمنی کرید وہ عزت نہیں پاتا**۔  
 اب اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ دل کا ترقی کرنا اس کی  
 طہارت پر منحصر ہے جیسے بدن کی زیادتی بدن کو خلوٹوں کے نکلنے کے  
 نہیں ہوا کرتی اللہ تعالیٰ بعد حرام کرنے زنا اور تہمت اور فاحشہ کے

بھیجا قال بعض المتكلمين يطبعون العبد  
 بايقابهم لولا ولا يجبنونهم الا في  
 طاعة الله وقال الحسن وانها جبن  
 بھما البر اذین و طقطقت بھم  
 الیقین ان ذل کمصیبة بھم  
 لا ان سبیل من عصب  
 و فی دعاء سن والیت او ایضا  
 سبیل سن والیت نعوذ فی  
 القلب من ان یظلمنا  
 التبت لا یجان فی الایضا  
 استنفذوا عن حال الطہ  
 قال تعالی عقیب تعذیم الزنا  
 والقنات کلکاج الزنا نبی







میرا یہ نقل لغتار عنہم وقال  
رجس خلقا فحسبنا

اور بھی قول القریظی وروی  
عن ابی بن عبید بن جریج

تبیات النبی تلبس من کسب  
غیر طیب و عن سعید بن جبیر

و عن سعید بن جبیر و تیاتک فطهر و نحو  
نہ امر بلباس

بعضہم الی الظاہر و نحو تہ امر بلباس

اس کو مراد اوسکی یہی ہے کہ بنی عوف کے لوگ یوفانہین اور  
حضرت حسنؓ اس آیت کی معنی یہ فرماتے ہیں کہ اپنی خلق کو چھپا کر  
اور بھی قول قریظی کا ہے اور عوفی بن عباسؓ سے روای میں کہ اسکے یہ  
میں کہ جو کپڑے تو پہنتا ہو وہ حرام کمائی سے نہونی چاہئیں اور سعید بن  
جبیر فرماتے ہیں کہ اس کو یہ مراد ہے کہ اپنی نیت کو پاک کر اور بعض مفسر  
صفت ظاہر کے معنوں کو لیتے ہیں یعنی آیت میں حکم پڑنے کے پاک کرنے کا  
نجاست سے ہے کہ جس کے ہونے سے نماز نہیں ہوتی اور بھی قول ابن سیرین  
اور ابن زید کا اور بعض کہتے ہیں کہ غرض چھوٹا کر نیسے ہوا سنے کہ کپڑے  
چھوٹا کر نا نجاست سے دور تر ہو اور آیت سے یہ سب معنی بطریق اشارہ  
اور لزوم کے نکل سکتے ہیں اس لیے کہ اگر حکم دلکی پاکی کا ہے تو کپڑے کی پاکی  
اور آسکا وجہ طہال سے ہونا دلکی طہارت کی تحصیل ہے اس واسطے کہ لباس کی  
نجاست سے دلکی ایک ناپاک صورت بن جاتی ہے اور اس وجہ سے پہننا چستون  
اور درندہ دلکی کہاں کا آنحضرتؐ نے ناجائز فرمایا کیونکہ دل صورت ان  
حیوانات کی حاصل کرتا ہے اس لیے کہ ظاہر کا تعلق باطن میں اثر کرتا ہے یہی  
دوسری آیت اولک الذین کم رواللہ ان تطہروا قلوبکم ثم بعد اس آیت کے  
وہی لوگ ہیں جنکو اللہ نے چھٹا کر دل پاک کرنے سے

تبیاتہ من النجاستۃ الی لایحییٰ سمعہا  
الصلحی و معنی قول ابن سیرین و ابن زید  
وقیل و تیاتک فطہرای فطہرہا لان  
تقتصر النفا بارجاع من النجاستۃ والای

ا

تدل علیہ علی المعانی جمعاً بطریق التنبیہ  
واللزوم فان الماعی بہ انکان طہان  
القلب فطہان النقا و طیب علی سبب  
تکسیر الذلک فان من خبت لللبس بالقلب  
ہی خبیثۃ و لذلک من خبت لللبس بالقلب  
و السباع بھی النبی صلی اللہ

علیہ وسلم عن ذلک ما  
یکسب القلب من خبیثۃ الخلاق  
العیانک اذا ما لبسہ  
الظاہر من ذلک الباطن  
و قولہ تعالیٰ اولک الذین کم  
بنی اللہ ان یطہروا قلوبہم





ما فائدة التخصيص  
الحار يبلغ في الاقواء نقار  
لخطايا نوجب للقلب  
حراة وبخاسة وضعفا  
فترخي القلب وتضرم  
فديو نار النهمه وتبنيها

ولما يفصل الخبث ويظفر  
فديو نار النهمه وتبنيها  
فديو نار النهمه وتبنيها  
فديو نار النهمه وتبنيها

سرد کی خصوصیت سو کیا فائدہ ہے حالانکہ گرم پانی صا کر نہیں  
زیادہ تاثیر رکھتا ہے تو ادھون نے فرمایا کہ خطاؤں سے دلین گرمی  
اور ناپاکی اورستی ہو جاتی ہے تو دل ڈھیلا ہو جاتا ہے اور سہین  
آتش شہوت بھرتی ہے اور اسکو ناپاک کر دیتی ہے اور پانی میل کو دھو تیا  
ہو اور آگ کو بھجا دیتا ہے پس اگر ٹھنڈا ہوتا ہے تو جسم میں سختی اور قوت  
بھی پیدا کرتا ہے اور اگر اس کے ساتھ برن بھی ہو تو سردی میں اور جسم  
کے سخت کرنے میں قومی تر ہو گا تو اسوجہ سے خطاؤں کے اثر کو زیا  
تر کھو دیا **فصل** اور خداوند کریم نے شرک اور زنا اور ا غلام کو  
اپنی کتاب میں نجاست اور میل سے نافرود فرمایا ہے اور گناہوں کو نہیں فرمایا  
گو نجاست اور میل اور وہ نہیں بھی پایا جاتا ہے شرک کے باہمیں فرمایا  
کہ **انما الشرکون نجس** اور ا غلام کے باہمیں فرمایا **ونجسناہ من**  
**القریۃ** **التي تعمل النجاست** اور زنا کے باہمیں فرمایا **النجاست للنجسین**  
**والنجسین للنجسات** اور کہی روح اور دل پر میل و نجاست اسقدر  
بڑھ جاتی ہے کہ زندہ دل والا اس روح اور دل میں سوبو سونگھتا ہے  
اور اس کو ایسی ہی تکلیف اٹھاتا ہے جیسی ظاہری بدبو سونگھتا ہے

فصل وفدا و تتمم اللہ سبحانہ  
الشرك والزنا واللواط بالنجاست  
فقال تعالیٰ انما النجسین  
فقال تعالیٰ انما النجسین  
فقال تعالیٰ انما النجسین  
فقال تعالیٰ انما النجسین

لینہم من ذلک الروح والقلب  
رأیة نجسینہ تباذی  
سہا تباذی  
من شتم رائحة الثانی













ولا يحصل هذا الا بئس  
 كل توحيد فان التوحيد  
 الخالص لا يبرئ من ذنوب  
 كتنسبه بين عباده الله و  
 اجلاله ونحوه ورجوعه  
 وحق ما يوجب غشرا  
 الذنوب ولو كانت ذنبا  
 الا من بعد ورض البناسة وكن  
 الدافه فويلا لثببت تعلقه  
 بنجاسة النفا والاعاطة اعاطة  
 نفس القلب وتضعف توحيد  
 جدا والناكان حتى الناس

اوسکے پاس آویکا اور یہ بات اوسیکو حاصل ہوگی جسکی توحید  
 پوری ہو اسلئے کہ خالص توحید کے ساتھ کوئی گناہ باقی نہیں رہتا  
 کیونکہ توحید میں خدا تعالیٰ کی محبت اور رجا اور خوف و تعظیم اتنی ہی  
 جو موجب گناہوں کے دلجائیکی ہو اگرچہ گناہ زمین پر کر ہوں کیونکہ یہ نجات  
 عارضی ہو اور نجات کی دور کرنیوالی ایسی زبردست ہے جسکے سامنے  
 نجات نہیں نہر سکتی لیکن زنا اور ان غلام کی نجات نہایت غلیظہ ہی  
 اسلئے کہ وہ دلکو بگاڑ دیتی ہے اور توحید کو بہت کمزور کر دیتی ہے اور  
 بہین لمانہ شخص اس نجات سے لوگوں کی نسبت کر زیادہ تر بہرہ ور ہوگا  
 وہ شرک میں بھی اوسے بڑے ہوگا پس جسقدر بندہ میں شرک غالب تر ہوگا  
 تو یہ نجات بھی اوسمیں غالب تر اور اکثر ہوگی اور جتنی اوسمیں اخلاص  
 زیادہ ہوگی و تاہی اس نجات سے دور تر رہے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت  
 یوسفؑ کے حق میں ارشاد فرماتا ہے کذلک لنصرف عنہ السوء والغفلة  
 انہ من عبادنا المخلصین اور حرام صورتوں کا عاشق ہونا ایک طرح کا بندہ ہے  
 اور جیسا اللہ وہی بندہ ہے جو نیکو بندہ نہیں ہے  
 ہے بلکہ بندہ پن کے قسم میں بڑے سے خصوصاً ایسے حالین کہ  
 عشق کا غلبہ داپر ہوتے ہوتے تقسیم یعنی بندہ پن کو پونچھ گیا ہو یہاں تک

البرم شرک افکلسا کان التیبرک والعباد  
 اغلبکانت منذ البناسة فیہ اغلب  
 واکثر وکلبا کان اکثر اغلار صرا کان منها  
 ابعل کما قال فیہی سف کن لای تظیر  
 عنہ الشقا والغفلة ایاہ من عباده  
 یفایضین و عشق صوح  
 بن هو من اعلى انواع  
 التعبید و لا یسبج  
 اذا انس غمک  
 وصارت قلبک  
 و صارت قلبک



یغلب حبه علی حب  
 فی نفس بالیہ بالانقیاب  
 فی رضاہ ما لا ینفق فی  
 رضائہ و یصدیر عنک  
 از من ربہ حباً و خضوعاً  
 و سماعاً و طاعة فلا افسد للقلوب  
 من ما نابین الفاضلین و لیسوا  
 خاصیة تبع للقلب بین الفاضلین  
 فان خسرنا بین اعظم الخباثات  
 فانضبع القلب بجماس

محبوب چیز کی محبت خدا تعالیٰ کی محبت پر اور اوسکا ذکر خدا تعالیٰ کے  
 ذکر پر بڑھا دے اور پس اوسکی طرف قلب ایسی چسبے کرے جس سے  
 خدا تعالیٰ کی طاعت نہ کرے اور اوسکی رضا میں جو خرچ کرے وہ خدا تعالیٰ کی رضا  
 میں خرچ کرے خدا تعالیٰ کی نسبت کر محبت اور خضوع اور فرمان پذیری  
 میں ترجیح اوسیکو دینو لگے غرضکہ دلکی زیادہ بگاڑنیوالی زنا اور غلام  
 سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں اور ان دونوں میں ایک خاصیت ہے جو دلکو انہ  
 سے دور کرتی ہے اسکو کہ یہ دونوں بڑی ناپاک چیزوں میں سے ہیں جب  
 دل آسویں لگا جاتا ہے تو ایسے شخص سے دور ہو جاتا ہے جو پاکیزہ ہو اور  
 جسکی طرف بدون طلب کو اور کوئی چیز نہیں جاتی اور جتنی ناپاکی زیادہ  
 ہوتی جائیگی جتنی ہی دور ہی خدا تعالیٰ سے زیادہ ہوگی اور اسی ناپاکی کی  
 جہت سے زنا خدا تعالیٰ کی کتاب میں شرک کے ساتھ مذکور ہوا ہے چنانچہ ارشاد  
 القرآن لا یلیح الا زانیۃ او مشرکۃ والذانیۃ لا ینکحھا الا زان او مشرک  
 بدکار مرد نہیں بیایا مگر عورت بدکار یا شرک والی اور بدکار عورت کو بدکار نہیں لیتا کہ بدکار مرد یا شرک والا  
 اور یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں ہے اور اکثر لوگوں پر یہ آیت مشکل  
 ہوئی ہے اسطرح کہ لایح اگر جملہ خبریہ ہے یعنی نہیں بیا کرتا تو اکثر زانیوں کو  
 دیکھتے ہیں کہ پارسا عورتوں کو بیا کرتے ہیں اور اگر جملہ انشائیہ ہے کہ

فانضبع القلب بجماس  
 البع الی الطیب و کما  
 از داد خبثا از داد منہ بعاد  
 و لذات کان الزنا قرینا للبع و کما  
 قال قائلنا الذانیۃ لا ینکحھا الا زان او مشرک  
 والذانیۃ لا ینکحھا الا زان او مشرک  
 و هذه الایۃ محکمة غیر  
 منسوخة و فاشکل من اعاد  
 من الناس نہ ان کان  
 لیس لک ما تجار فیہ یبنا  
 کثیرا من الزنا ذینا  
 عقیفة وان کان یحیی



والحکم المتعلق علیہ  
فیہ طینیف عند انتقائه

والاباحۃ قد علفت  
علی نفس الاحصان فانما

الاباحۃ ولکن تزوج اما  
ان یانتم حکم اللہ و

ان یانتم حکم اللہ و  
ان یانتم حکم اللہ و

تذکر فرمایا ہوں ان لفظ نفسی محضین غیر مسانحین اور قاعدہ اصول کا ہر جو حکم کس شی  
پر لگا ہوتا ہو وہ شرط کو ہے پر جاتا رہتا ہو اور یہ بیان کرنا احسان کی شرط پر موقوف تھا  
توجیباً حصلاً پنا یا جاوگا تو اب تہ بھی زیر سگی اور یہ منہ والاد جال سے خالی نہیں یا حکم خدا  
اور اسکی شریعت کا التزام کہتا ہے نہیں اگر نہیں کہتا تو ہر مشرک ہر کفار ہر کفار ہر کفار  
مشرک راضی ہوگا اور اگر التزام کہتا ہے لیکن اس کے خلاف  
کر کے جو اس پر حرام کر دیا گیا تھا اس سے نکاح کر لیا تو نکاح درست  
نہوگا پس زانی ہوگا اس تقریر سے معنی لایکتھ الا ازانتہ او مشہ کہ  
ظاہر اور خوب کہل گویا یہی حکم عورت کا ہو اور ہر طرح کہ یہ حکم قرآن مجید سے  
ثابت ہو اور سی طرح سرشت اور عقل بھی مقتضی اسی امر کی ہو اس لئے  
کہ اللہ پاک نے اپنے بندہ پر بھروسہ اور دیوث ہونا اور فاش  
خاند بننا حرام فرمایا ہے اور آدمیوں کو اسکے برا جاننے پر پیدا کیا  
اور یہ امر شریعت کی خوب نہیں سے ہی اس لئے کہ اس سے نہیں اسوجہ سے ہی  
کہ انجام کو نسب بگڑ جاتا ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی مصلحت پر کر لیا  
اونکے درمیان تقریر کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بدکار عورت جتنا کہ  
توبہ کرے اور دوسرے کے لطف سے اپنا شکم صاف نہ کرنے تک حرام

فہی مشرک لا یرضی بجا حرمہ و خائفہ  
منہ منہ منہ وان التزمہ و خائفہ  
مکرم علیہ لم یطعم العظام  
فقطصر معنی نفع  
وینب غایۃ البیان و کن ذلک حکم  
مکرم و کما ان هذا الحکم من جملة  
فہی مفضی لفظ و العقل فان  
اللہ سببک حرم علی عبدہ ان  
کیون قویاً نادباً تزوج بغيره  
فظم الناس علی اشتقاق  
ذالک فانک لما یجوز الیہ  
فانہی عن ذلک لاجل  
من فساد النسب الذی یجول  
اللہ بین الناس لیسام  
مصلحتہم فشیء منہ  
حکمتیہ و نسبہ

۱۰





یَعْنُ زَعَابِهَا الْبَطْنُ وَ  
الرَّعْبَانِ اِنْ يَنْعَدُ عَلَيْهِمَا  
اَنْظُرْ فَمِنْ رَضِ الْقَلْبِ اَنْ

يَعْنُ عَلَيْهِمَا مَا خَلِقَ لَهُ  
مِنْ مَعْرِفَةِ اللَّهِ وَحُبِّهِ  
وَالشَّقَاقِ اِلَى الْقَائِلِ

وَالاِجَابَةِ إِلَيْهِ وَتِيَارِ  
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَالْقَائِلُ  
مِنْ

کہ گرفت اور سپر شکل ہوا اور آنکھ کا مرض یہ ہو کہ دیکھنا مشکل ہو جاوے  
اس سے معلوم ہوا کہ دل کا مرض وہ ہو کہ جس کام کے لہو دل پیدا ہوا ہو وہ  
اس سوز بن پڑے یعنی معرفت اللہ تعالیٰ کی اور اس کی محبت اور اس کو ملنے کا  
شوق اور اس کی طشت رجوع کرنا اور ان باتوں کو اپنی خواہش پر قدم  
کرنا دشوار ہو پس اگر بندہ نے تمام چیزوں کو سچا پانا اور اپنی رب کو نہ سچا پانا تو  
گویا اوسنے کچھ نہ سچا پانا اور اگر دنیا کی لذتوں اور شہو تو نہیں سے  
براہیک سو بہرہ اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی انس پر کامیاب نہوا  
تو گویا کوئی لذت و راحت نہیں پائی بلکہ اگر دل اس محبت سے خالی ہوگا تو  
دوسری لذتیں اس کو عذاب ہونگی ایک تو محبت کو غلٹی کی حسرت سے دوم  
اسوجہ سے کہ باوجود اپنی تعلق کے محبت کو ساتھ یہ لذتیں حجاب  
پڑ گئیں سوم اس سے کہ جو چیز بہتر اور پائیدار تھی وہ ہاتھ لگی غرض کہ جو شخص  
خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی بندگی خالص کرنے پر دوسری محبوب چیز کو  
ترجیح دے گا تو اس کا دل بیمار ہے جیسے معدہ ناپاک چیز کے کھانے کا عادی  
ہو جاتا ہے اور پاک پراوسکو ترجیح دیتا ہے تو پاک چیز کی بھول اس سے  
جاتی رہتی ہے اور دل کبھی مریض ہوتا ہو کر دل و اسے کو اس کو مرض کی

ذات علیٰ کل شئی و لیستار  
الرعبیل کما شہد کم بعین شئی و لیستار  
رعبہ فکاشہ کم بعین شئی و لیستار  
کلی خط من خطی الذی یبیا

و بعین شئی و لیستار  
فکاشہ کم بعین شئی و لیستار  
اذا اخلت لقلب عن ذلک عا  
تلك الخطیظ عدا بالک من جوه  
حس فی نوح وانه جیل بینہ و بینہ  
مع تعلقہ باہ و من جملہ نوح ما هو خیر  
لہ نوح و اذ وقع فتمن ان علیہ

اطیب وقت فی مرض القلب  
اطیب سقظ عین شئی  
اکال حبیب و انزہ علی  
از العین اذا اعتادت  
من الجویات قلبہ بریض  
واخراص العبادہ لہ شئی  
کما



میتا ان عام الرفیق و جعل نفوس  
بن العواصم و جعل نفوس

ابن ذہب لئلا یسیر فی  
تسبیح و هذا حال التمد

المخلف و فی التبری صلا الذکر  
فالبصیر الصلا الا لیس فی

من قلة الرفیق و لا یفقی  
من قلة الرفیق و لا یفقی

من قلة الرفیق و لا یفقی  
من قلة الرفیق و لا یفقی

خصوصاً ایسی صورتیں کہ رفیق نہ ہو اور تنہائی سے گہرا دی اور کہنے  
لگے کہ لوگ کہاں گئو میں تو انہیں کی پیروی کرونگا اور اکثر لوگوں کا  
یہی حال ہے اور اسی حال نے سب کو تباہ کیا ہے پس سچا بصیرت والا  
وہ ہو کہ ساتھی کے کم ہونے یا بالکل نہ ہونے سے گہرا دی ہو بش طیکہ دل  
میں فاقہ اول قافلہ کی سمجھتا ہو چہرہ اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی  
نبیوں اور صدیقوں اور شہداء اور صالحین کو جو عمدہ رفیق ہیں اپنا  
ساتھی جانتا ہو کیونکہ راہ طلب میں آدمی کا اکیلا ہونا دلیل سچی طلب کی  
ہے۔ اسحق بن راہویہ سے کسی ایک مسئلہ پوچھا انہوں نے اس کا جواب دیا  
سائل نے اس کو کہا کہ آپ کے بھائی امام احمد بن حنبلہ بھی اس میں آپ ہی  
کے موافق فرماتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ گوئی  
اس باب میں میری موافقت کریگا عرض کہ بعد ظاہر ہوئے صواب کے موافق کے  
نہونے سے نہ کہہ رہا تو اس لئے کہ امر حق جب ظاہر و باہر ہو جائے تو کسی دلیل  
کا محتاج نہیں رہتا جو اس کے حق ہونے کی شہادت دے اور دل حق کو  
ایسا دیکھتا ہے جیسے آنکھ آفتاب کو دیکھتی ہے تو آفتاب نکلنے پر  
آنکھ کو اس بات کی ضرورت نہیں ہوتی کہ اس کے نکلنے پر کوئی شہادت دے

اذ استشغرت قلبہ ہر افاقہ الر عمیر  
الاول الذین انعم اللہ علیہم  
من النبیین والصلیہین والشہداء  
والصالحین وحسن اولیائک رفیقاً  
مفضل العبد فی طریق طلبہ ذلیل علی

۱۰

من قلة الرفیق و لا یفقی  
من قلة الرفیق و لا یفقی  
من قلة الرفیق و لا یفقی  
من قلة الرفیق و لا یفقی  
من قلة الرفیق و لا یفقی  
من قلة الرفیق و لا یفقی  
من قلة الرفیق و لا یفقی  
من قلة الرفیق و لا یفقی  
من قلة الرفیق و لا یفقی  
من قلة الرفیق و لا یفقی

الشاہدین بطلو  
العین التمسک فی بصر  
ببصر الخ تم بصر  
فی اذ الام و تبین  
علم الحق انفق  
ظہر را الصوب لہ



تأمرني بالجماعة وتخصني  
عليها تشرفوا صلوا  
وحدك وهي الفريضة  
وصال مع الجماعة وهي  
النافلة قال يا عدي بن  
مسعود انك كنت  
الفتية نذرتي بالجماعة قلت لا قال  
ان جبهوا الناس الذين رفقوا بالجماعة  
الجماعة ما وافقوا وان كنت اوسع  
قال نصيب بن حماد يعني اخا  
فمن انت بالجماعة فاعلم انك  
كنت وتحدك فانك انت بالجماعة  
وعن الحسن قال السنة والذی لا اله الا  
الله فان الله انما جعل الجماعة  
علما رهاك الله فان الله انما جعل الجماعة  
علما رهاك الله فان الله انما جعل الجماعة  
علما رهاك الله فان الله انما جعل الجماعة

مجلو جماعت کے لئے حکم فرماتے ہیں اور اسپر ترغیب دینے میں پہر پہر  
فرماتے ہیں کہ نماز تنہا پڑھنا وہ فرض ہوگی اور جماعت کی ساتھ پڑھنا وہ  
نفل ہوگی انہوں نے فرمایا کہ امی عمرو بن سیون میں تجکو گمان کرتا تھا  
کہ اس گانو کے لوگوں میں تو برا سمجھو اور ہی تجو معلوم ہے کہ جماعت کیا ہے  
میںے کہا کہ نہیں انہوں نے فرمایا کہ تمام آدمیوں نے جماعت کو چھوڑ دیا  
جماعت وہ ہے جو حق کے موافق ہو گو اکیلا ہی ہو نعیم بن حماد کہتے ہیں کہ  
اسی غرض سے ہے کہ جب جماعت بگڑ جاوے تو تجکو وہی طریق اختیار کرنا  
چاہیو جب پر جماعت کی لوگ بگڑنے سے پیشتر تھی تو اکیلا ہی ہو کہ اگر  
صورت میں تو ہی جماعت ہوگا اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ قسم  
ہو اس ذات کی جسے سوا کوئی معبود نہیں کہ سنت درمیان دشمن اور شکر  
کے ہے (یعنی سنت پر چلنے والے کے لوگ دشمن ہو جاتے ہیں اور اسپر  
ستم کیا کرتے ہیں) پس خدا تعالیٰ تمپر رحم کرے طریق سنت پر صبر کرو اور  
کہ اہل سنت پہلے زمانہ میں بھی کتر تھی اور آئندہ کو بھی کتر سینے وہ  
لوگ ہیں کہ نہ آسودہ لوگوں کی آسودگی میں شریک ہوئے اور نہ بدعتوں کی  
بدعت میں اور اپنی طریق سنت پر صبر کیا یہاں تک کہ اپنی پروردگار سے ملے

وہم اقل الناس لعمري  
بقي الذين لم يذنبوا  
مع اهل الامم والبدع  
انما هم وصدروا على  
في بدعهم وصدروا على  
سنتهم حتى نفوا ربهم

من ذنب الناس لسنة  
 وكان محمد بن اسحاق  
 قال ذلك الشاء الله  
 زناه حتى قالوا بالله عليه  
 عن النبي صلى الله عليه  
 والوفى سلم العلمت بها ولف  
 حضرت علوان اطوف بالبيت زالب  
 فما كنت بين ذلك وسبيل بعض أهل  
 العلم في زفاه عن النبي  
 جاء فيهم كحديث اذا اعظم  
 فعليكم بالشوق الا اعظم

تو اس طرح اشارتہ تم بھی ہو جاؤ اور محمد بن اسلم طوسی جنگی امامت  
 پر اتفاق ہو اپنی وقت میں سب سے زیادہ تابع سنت کے تھے حتیٰ کہ فرماتے ہیں کہ  
 جو سنت مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہنچی اور پھر میں نے عمل کیا اور سببات کا  
 حراص میں ہوا کہ خانہ کعبہ کا طواف سوار ہو کر کروں کہ یہ سنت بھی ادا ہو جاوے  
 مگر مجھ کو کرنے نہ دیا اور انکو عہد میں کسی عالم سے سوال کیا گیا کہ سواد اعظم یعنی  
 بڑا گروہ کیا ہے جس کے باہر حدیث شریف میں یہ حکم ہے کہ جب لوگ اختلاف  
 کریں تو تم بڑی گروہ کو لازم پکڑو عالم نے فرمایا محمد بن اسلم طوسی بڑا گروہ  
 سے اب اصل مقصود کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ دل کے مرض کی  
 علامتوں میں سے ہے کہ جو غذا خورد و نافع ہو اسکو چھوڑ کر مضر اور اذیسا  
 کی طرف جھکنا اور دل کے لیے نوب غذاؤں سے مفید تر ایمان کی غذا ہو اور دواؤں  
 میں سے نافع تر قرآن مجید کی دوا اور اسکی صحت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ  
 دنیا سے آخرت کی طرف کوچ کرے گویا اپنی گہر اور وطن کو چھوڑ کر کسی کام کو  
 دنیا میں مسافر آیا ہے پھر اپنی وطن کو چلا جاوے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
 حضرت عبداللہ بن عمر کو فرمایا تھا کہ دنیا میں ایسی طرح رہ کہ گویا تو مسافر ہے  
 بارہ کا گذر نیوالا اور شمار کر اپنے آپ کو قبر والوں سے انتہی

قال محمد بن اسلم الطوسي هو لسوق  
 والمقصود من ذلك ان يرضى القلب عن  
 والنافع من الاغذية والادوية التي  
 وانفع الاغذية من علاقات صحتها ان يدخل  
 ذوا القرآن ومن علاقات صحتها ان يدخل  
 الدنيا والاخرة حتى كان  
 قال الدنيا غربة وجاء اليها من  
 داخ ووطنه الاصل  
 الله عليه وآله وسلم كما قال صلى  
 كمن في الدنيا كانا كغربة  
 ما برسبيل وانفسا من مال الفجاء

فانها منازلك الاول وفيها الخبيث وفعلت في نفع  
الى اوطاننا انسلم فلعلنا

منها حتى يصيب من اهلها وكمنا  
من اجل الى الاخرى ووفى

او قدم بڑا دتوجات عدن کو + جنین کہ پہلے تھے تم خیمہ مار کر +  
پر نیچے عدو میں ہین ماخوذ دیکھو + ہم خیر سی بھی جاوینگے پہر کر کر اپنی گھڑ  
پس جس قدر کہ دل مرض سے اچھا ہوگا اس قدر آخرت کی طرف فلو ٹریگا اور  
اوس کے قریب ہوگا یہاں تک کہ آخرت والو نہیں سے ہو جاوی اور جس قدر مرض  
و علیل ہوگا و تناسی دنیا کو پسند کریگا اور اسکو اپنا وطن بناویگا اور دل کی  
صحت کی پہچان ایک یہ ہے کہ وہ اپنی مالک چوٹ کرتا رہی یہاں تک کہ  
خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہو اور بدون خدا تعالیٰ کے کسی خیر سے  
اطمینان اور تسکین نہ پکڑی اور جب کہی وہ غیر سے لگا و پیدا کرے او سیوقت  
اضطراب لگے لگے پر یہ اضطراب اور قلق دور نہو جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف  
رجوع نہ کرے اسلیو کہ دلین ایک بہوک ہے جو خدا تعالیٰ کے ہوا کسی سے نہ  
نہیں ہوتی اور ایک الجھا ہے جو بجز اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئی اور کسی  
خیر سے نہیں سلجھتا اور ایک مرض ہے جو بدون انخلاص الہی کے اور کسی  
دوا سے اچھا نہیں ہوتا اور بدون ان باتوں کے دلکو نہ اصل زندگی ملو  
نہ اوسکا ذاللقہ چکھو نہ کوئی نئی زندگی اوسکو حاصل ہو بجز اس حیات  
جو خافلون اور اس امر سے روگردانو کو میسر ہے جسکے لئی مخلوق اور بہشت

ومن علامات صحة القلب لا يظن ولا يطمئن  
عاصيا حبه حتى ينيب الله ولا يطمئن ولا يطمئن  
والا اليه وكما تغلق بغير اضطراب فلا يطمئن

۱۰

فان القلب فاقه لا يطمئن  
سوى الله وتشتت لا يطمئن  
الاقبال عليه ومن غل لا يطمئن غلب  
الاخلاق والى وليا يطمئن ويدور  
روح الحق والى بنى دار  
طسحا وى بنى دار  
للمرضين من مرضا  
الامر الذى يطمئن  
خلق الخلق والى

خلفت الجنة والنار وله  
ارسلت الرسل وانزلت  
الكتب قال بعض العارفين  
مساكين اهل الدنيا  
فجوامع الدنيا وما ذاقوا  
فجواب قبل وما عذب

اور دوزخ بنی میں اور رسول بھیجو گنو اور کتابیں آتیں کسی عارف کا قول  
ہو کہ بیچاری دنیا والے دنیا سے نکلے اور جو چیز آسمین بہت ستہری تھی اسکو  
نہ چکھا ان سے پوچھا گیا کہ دنیا میں بہت ستہری چیز کیا ہو فرمایا کہ اللہ  
کی محبت اور اس سے انس کرنا اور اس کے دیدار کا شوق اور اس کے ذکر اور  
طاقت سے لذت حاصل کرنی اور دوسرے عارف کا قول ہو کہ مجھ پر بہت اوقات  
ایسے گزرتے ہیں کہ میں انہیں یہ کہتا ہوں کہ اگر جنت والے ایسے ہی  
حالیں ہونگی تو البتہ وہ پاکیزہ عیش میں ہیں اور ہمیں لگانا مطلوب کا ملنا  
خار فونکے نزدیک موت سے سخت تر ہے اسلیو کہ ملنا تو خدا سے علیحدہ رہتا  
اور موت خلق سے جدا ہونا ہے جوڑ کے ہم سے نصیب اسکو ہی دوری  
دشمنی ہے جو ہمیں کہو بیٹھو اسکو ہی یہی حرمان بہت ہے اور دل کی تندرستی  
کی ایک علامت یہ ہے کہ اپنی پروردگار کے ذکر سے زہنگو اور اسی شخص  
سے انس کرے جو پروردگار کی راہ بناوے اور اسکی یاد دلاوے اور جب  
اسکا وظیفہ فوت ہو جاوے تو اس کے جاتے رہنے سے ایسا دکھ پاوے  
جیسا حریص کو مال کے جانیکار بچ ہوتا ہے اور یہ کہ اسکو صفت ایک فکر  
خدا تعالیٰ کے باہم ہو جاوے اور جب نماز میں داخل ہو تو دنیا کا رنج

ما فیہا قال حجة الله والتمتع بدينك  
و طاعته و قال الخرابي لم تروني اوقات  
اقف فيها ان كان اهل الجنة فمثل هذا  
انهم لعيش طيب لانها كالقنينة  
العارفين اشده من القنينة لانه  
انقطاع عن الخلق والموت انقطاع  
عن الخلق ومن صد عجب  
حظاء البعد والقلبي ومن امارات  
يكفيه ان فته ومن امارات  
الانسان ان يكفيه ان فته  
والا بمن يبدل له عليه ويذره  
به وادافات روحه تالم  
لغفاته تالم الخو صلي على  
فقا كاله وان يكفاه  
واحد والله نعالوانه  
اذ ادخل فالصلى نصاب  
بعنه ههه وغه وقال نياو



وَجِبَ فِيهَا راحته وَسُرورِي  
وَأَبْجَاهُ فالقلب لِيصْبح  
الذِي فِيهِ كَلِمَةٌ فِي اللّهِ فَوْقَ

وَحَبَّه وَاَعْمَالَهُ وَنَفْسَهُ  
وَيَقِظْتَهُ وَتَحْتَ وَالتَّحْسِينِ  
عَنْهُ اشْهُو اليك مِنْ كَلِمَةٍ

حَدِيثُ وَأَفْكَانِ نَفْسِهِ  
عَلَى مَرْضِيَّتِهِ وَكَلِمَاتِ  
نَفْسِهِ إِلَى رِزِيكَ رَاضِيَةً

وتم نرمے نماز کے اندر خوشی اور چین ملے حاصل یہ کہ تندرست  
دل وہ ہو جسکی ہمہ تن ہمت خدا تعالیٰ کے باہین ہو اور اللہ تعالیٰ  
کیطرت قصد کرنا اور اسکی محبت اور اسکی لگو عمل کرنا اور سونا اور جاگنا  
اور اوسکی بات کہنی اور سننی سب باتوں سے اسکو مرغوب تر ہو اور  
اسکی فکر خدا تعالیٰ ہی کی رضا میں جو لایان کرتی ہوں اور جب کہی نفس  
سوزی تو جہ غیر کیطرت پاد می تو اسپر یہ پری یا ایئھا النفس المطمئنة  
اجبی الی ربک راضیة مرضیة یعنی اسکو وہ بات سنا دو جو عنقریب  
خود اپنے پروردگار سے وصال کے روز سنیگا غرضکہ دل سامنے اپنے  
معبود کے رنگ عبودیت میں رنگین ہو جاوے کہ بندگی اسکی لگو رنگ از رون  
ہو تکلف اور بناوٹ نہ ہی اسطرح کہ جب امر یا نہی اسکی پروردگار اور محبوب  
اور معبود کیطرت سے اسپر پیش ہو تو اپنی دل سے ایک بولنو والا پاو کہ وہ  
یون کہو بان میں حاضر ہوں خدمت کو اور کہنا ماننے کو اور اسباب  
میں آن اور تعریف تجھی کو ہو اور جب کوئی تقدیر اسکو پونہی تو اپنی  
دل سے ایک بولنو والا پاو کہ وہ یون کہی کہ الہی میں تیرا بندہ فقیر عاجز  
گمراہ اور تو پروردگار مہربان ہی اگر تو مجھی صبر نہ کیا تو میں صبر نہیں  
کر سکتا

فَإِصْبِحْ بِهَا مَرْضِيَّةً  
كَلِمَةً بِعَمَلِهَا  
بَيْنَ بِنْدِي مَعْبُودِي  
الْعَبْدِي بِبِنْدِي فَتَضَيَّرُ الْعَبْدِي بِتَضَيَّرِي  
صَبِيغَةً وَذَقْ قَلْبِي  
فَكَلَّمْتُ عَمَلِي لَهْ أَمْرًا وَفِي حَسْرَةٍ  
وَتَحْسَبِي مَرِيَّةً وَمَعْبُودِي بِبِنْدِي  
مِنْ قَلْبِي نَاطِقًا قَلْبِي  
وَسَعَلَ جِلِّي وَالنَّهْ وَالنَّهْ  
ذَلِكَ عِنْدَ الْبَلِيغِ إِذَا صَابَ  
بِحِلْمِ قَلْبِي نَاطِقًا قَلْبِي  
عَبْدُكَ الْفَقِيرُ الْعَاجِزُ الضَّعِيفُ  
أَبْنُ الرَّحِيمِ الْكَاهِنِ الْبِنْدِي



و لا تقبلوا الا بكم ولا  
 بيننا وبينكم كلاما  
 انضف عن بيان فكلما  
 مسه من المسى والاضف  
 اهندى به طريفا اليه  
 وانفتح له منه بايديها  
 وانفتح له كما قبل  
 منه عليه كما قبل  
 فامسك فاذكركم  
 به اليك طريفا  
 رضف منى به  
 البباب الحادى عشر  
 فى علاج مرض القلب  
 فى اسبب الاربعة عشر

مجکومت صرف تیرے ہی سبب سے ہے بچاؤ کی جگہ کوئی نہیں  
 بخیر تیری طرف سے اور نہ تیری دروازہ سے کہیں پہننا اسی طرح جب کبھی  
 اسکو خوشی یا تکلیف پہنچو اس سے خدا تعالیٰ ہی کی طرف فکر راہ پاؤ اور اپنے  
 ایک دروازہ اسکو لگو ایسا کہلو جس میں سے خدا تعالیٰ ہی کو پاس جاوے جسے  
 کوئی شاعر کہتا ہے قطعہ ہو رضا یا ناخوشی میری کسی تقدیر میں ہے سو جتنا  
 ہو اس میں لیکن مجکو تیرا ہی طریق ہے سر پہ لیتا ہوں سدا راضی ہو میں حکم قضا  
 کیونکہ پاتا ہوں بلا میں تجکو میں اپنا نسیق

### گیارہواں باب

دلکے مرض کے علاج میں اس صورت میں کہ نفس سبز غالب ہو

یہ بات اگلے بابوں کے لئے مثل بنیاد کے ہے اس لئے کہ دلکی بیماریاں  
 صرف نفس کی جانب سے پیدا ہوتی ہیں کیونکہ جتنے خرابیاں دوسریں وہ سب  
 نفس پر گرتے ہیں اور اسی سے اور اعضا میں پہلے ہیں اور سب سے پہلے  
 دینے والے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ حاجت میں یوں فرمایا کرتے کہ سب  
 تعریفیں اللہ کو ہیں ہم مدد اور ہدایت اور بخشش اور اس سے چاہتی ہیں اور  
 اس سے پناہ مانگتی ہیں اپنی نفسوں کی برائیوں اور اپنی اعمال کی خرابیوں سے۔

النفس علیہ ہذا الباب کا احساس بلایا  
 بعد من الاربعة فان امراض القلب  
 انما تنشأ من جانب النفس فالقوا  
 الفاسدة كلها اليها تنصب ومنها تنبعث  
 الالاعضاء واول ما تنال القلب و  
 فان كان رسول الله صلى الله  
 عليه وآله وسلم يقول  
 في خطبة الحاجب  
 ونستغفر ونستغفر  
 من شئنا ونستغفر  
 من شئنا ونستغفر  
 من شئنا ونستغفر

و من شئنا ونستغفر  
 من شئنا ونستغفر  
 من شئنا ونستغفر  
 من شئنا ونستغفر





بجاء ولوفی معاضد من  
الکتاب والسنة نفقک  
ونفعا ساء فالنفس اذا استکثرت  
واظلمت بدک وانشت  
بقرب ورفی مطمئنه وهی  
الذی یقال لها عند

تو کہیں ایک ہی جگہ قرآن و حدیث میں نفوسک اور نفوسہ یعنی تیری  
نفس اور اسکی نفس ارشاد ہو جاتا جب لفظ جمع کہیں نہیں آیا تو معلوم  
ہو کہ نفس ایک ہی ہے اب ہر ایک کی تعریف سننی چاہیگی کہ نفس جب اللہ  
کے ذکر سے ساکن اور چین پکڑنیوالا ہوتا ہے اور اسکی نزدیک سوانسن  
ہے تو وہ اطمینان والا ہے اور اسکی مرنیکے وقت کہا جائیگا یا ایتھیا  
النفس المطمئنة ارجی الی ربک راضیة مرضیة حضرت ابن عباس فرما  
جی چین پکڑی ہر جہل پڑ بکیرت تو اس سے ایسی ہر چیز ایسی  
ہیں کہ مطمئنہ سے مراد تصدیق کرنیوالا ہے اور حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ  
وہ مومن ہے جبکہ نفس نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر اطمینان پکڑا اور  
ایسا ہی حضرت حسن سے مروی ہے اور حضرت مجاہد سے منقول ہے کہ وہ جو  
کرنیوالا اور ذنیوالا ہے جسکو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اور اسکی  
امر اور طاعت اور ذکر کے لئے پہلو مارتا ہے اور اسکی ہوا کبیرت نہیں  
ٹھہرتا اسلئے کہ وہ اطمینان پاچکا ہے خدا تعالیٰ کے ملنے اور اسکو وعدہ  
اور اس کے ناموں اور صفوں کی حقیقتوںکی تصدیق سے اور اسکو کافی  
اور بس نے اور ضامن ہوئے اور اگر نفس اسکو برخلاف ہوگا تو وہ بی  
کا حکم کرنیوالا ہے کہ گمراہی کی خواہشوں اور باطل کی پیروی میں سے جو

الذی یقال لها عند  
القافاة یا ایہا النفس المطمئنة یقول  
ارجی الی ربک  
راضیة  
مرضیة  
قال ابن عباس  
المطمئنة یقول  
انصت قافه  
وقال قتادة  
هو المؤمن  
اطمئن  
نفسه الی ما  
وعد الله  
وعین  
منجی وعن  
مجاهد النبیة

۱۰

المنجیة الذی یقین ان الله ربک  
وذنبت بجانب لا مع وطاعته وذلک  
فقد اطمئن الی یقافه  
والتصدیق بحقایق ایمانہ  
وصفانہ والی کفایتہ  
وحسبہ وضمنانہ  
کانت بضد ذلک فیہی  
امعان بالشیء نامر  
صاحبہا بما یقولہ  
من شہوات البغی  
واین الباطل



ہی الیٰ نبیٰ تبتدء علیہ عرافات  
ونلع علیہ وقال فتادہ لہم

وقال علیٰ الفاجنہ علیٰ مختلفہ  
علیٰ الخیر والشر وقال عطاء

عن نفس تلوم نفسہا  
یوم القیامۃ یلعیٰ بحسن نفسہا

کہ نفس لوامہ وہ ہی جو فوت ہوئی چیز پر نام ہو اور اوپر ملامت  
کری اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ لوامہ بدکار سی غرض ہی اور  
عکسہ فرماتے ہیں کہ لوامہ وہ ہی جو خیر و شر پر ملامت کری اور عطاء  
حضرت ابن عباس سے یوں روایت کرتے ہیں کہ ہر ایک نفس قیامت  
کے دن اپنی آپکو ملامت کریگا نیک آدمی تو اس بات کی ملامت اپنے  
نفس کو لگا لگا لگی زیادہ کیوں نکلی اور بُرا آدمی اپنی نفس کو یہ ملامت کریگا  
کہ اپنی بُرائی سے رجوع کیوں نہ کی اور حضرت حسن فرماتے ہیں کہ ایماندا  
کو بخدا جب دیکھو اپنی نفس کو حالت تنہی ملامت ہی کرنا پادو گوی جو کچھ وہ کرتا ہے  
اسکو کم جانتا ہے اسلئے پشیمان ہو کر اپنی نفس کو ملامت کرتا ہے اور بدکار  
ہمیشہ ہٹتا ہے اور اپنی نفس کو نہیں جہڑکتا یہ قول ان لوگوں کے  
ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ لوامہ لوم سے نکلا ہے اور جو لوگ تلوم سے مشتق  
بتاتے ہیں تو اسکی کثرت تردد کی جہت سے اور اسوجہ سے کہ وہ ایک حال  
پر نہیں رہتا اور قول اول معنی لوم سے مشتق ہونا ظاہر ہے ورنہ اگر تلوم  
سے مشتق ہوتا تو لوامہ کی جگہ تلوم کہتے اور نفس کہہ ہی امارہ ہوتا ہے  
اور کہہ ہی لوامہ اور کہہ ہی مطمئنہ بلکہ ایک ہی وقت میں یہ تینوں اوصاف

یوم القیامۃ یلعیٰ بحسن نفسہا  
عن امسائتہ وقال الحسن ان المؤمن  
عمن اسائتہ والذاتہ الا یلعیٰ نفسہ علیٰ حالہ  
والذاتہ تاتہ الا یلعیٰ نفسہ علیٰ حالہ  
لا یلعیٰ نفسہ فیہم و یلعیٰ علیہم  
من ذہب الیٰ الفاجر لیمضیٰ فہو ان عبانہ  
من ذہب الیٰ المؤمن التلیم فلکنہ  
من ذہب الیٰ المؤمن التلیم فلکنہ  
من ذہب الیٰ المؤمن التلیم فلکنہ  
من ذہب الیٰ المؤمن التلیم فلکنہ

۱۱

لا یلعیٰ نفسہ علیٰ حالہ  
الاول اظہر والافید  
المتعلقۃ بالذات  
بلکہ ان ذواتہ مطمنہ  
لوامۃ ذواتہ مطمنہ  
بلکہ ذواتہ الیٰ احد





کتاب العبادات تقیاً  
حتی یکن لکنفسه

الشریک لشریکه ولدا  
فیل النفس کالشریک

المخوان ان لکنفسه  
دوب بمالک و ذکر الامام

دوب بمالک و ذکر الامام  
ان لکنفسه علی العاقیل

فرماتے ہیں کہ بندہ متقی نہیں ہوتا جب تک کہ اپنی نفس سے حساب لینے میں زیادہ گڑا نہ ہو نسبت ایک شریک کو حساب لینے کے دوسرے صاحبی سے اور اس پر اسطو کہتے ہیں کہ نفس مثل دغا باز شریک کو جو اگر تم سے حساب لے تو وہ تمہارا مال خود برد کر لے گا اور امام احمد وہب سے روایت کرتے ہیں کہ آل داؤد کی حکمت میں لکھا ہوا ہے کہ عاقل پر واجب ہے کہ چار ساعتوں سے غافل نہ ہو ایک وہ ساعت جس میں اپنی پروردگار سے مناجات کرے دوسری وہ ساعت کہ آسمین اپنی نفس سے حساب تیسری وہ ساعت کہ آسمین اپنی بھائیوں کی ساتھ الگ بیٹھو جو اس کی عیب تباہی اور نفس کی طیر فسی او سلو سچا کرین جو چھٹی وہ ساعت کہ آسمین اپنی نفس کو حلال چھیننے کے ساتھ لذت حاصل کرنے سے روکے کیونکہ یہ چوتھی ساعت پہلی تین ساعتوں پر دغا ہوگی اور دلوئی ماندگی دور کرے گی اور یہ روزِ محض صلی اللہ علیہ وسلم کلام مبارک سے مرفوعاً بھی آئی ہے ابو حاتم سے وغیرہ سے اسکو روایت کیا ہے اور اخف بن قیس کا دستور تھا کہ چراغ کی پاس اور اپنی انگلی اسکی کو پر کہتے ہیں کہ اس صنف تکلوگس خیر و خیرات دمی کہ فلان روز تو مرتکب اس فعل کا ہوا اور فلان روز اس فعل کا

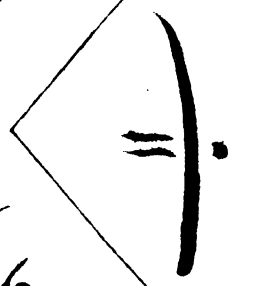
حکمتہ الخ  
ان لکنفسه علی العاقیل  
بناجی فی ساریہ وساعاۃ یجاسبہا  
نفسه وساعاۃ یخاویہا  
ساعاۃ یخاویہا  
فان فی الساعات والجماع اللغوی وقتاً  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رواہ ابو حاتم فی الصبیح  
لأخف بن قیس فی اللغوی  
فیضع اصبعہ فیہم یقول  
حسن یا حنیف صائماً علی  
ما صنفت یوم کذا  
علی ما صنفت یوم کذا

النفس في الرضا فيلج حمار  
 الشدة في الرضا فيلج حمار  
 النفس في الرضا فيلج حمار  
 الشدة في الرضا فيلج حمار  
 النفس في الرضا فيلج حمار  
 الشدة في الرضا فيلج حمار

اور حضرت عمر بن خطاب نے اپنے کسی عامل کو لکھا کہ حساب کے  
 اپنے نفس کا دست کیوقت میں پیشتر شدت کے حساب سے اسلئے کہ  
 جو شخص اپنے نفس کا حساب شدت کے حساب سے پیشتر دست میں لے گیا  
 تو اسکا معاملہ رخصا اور خوشحالی کی طرف رجوع کر گیا اور جس کی زندگی  
 غافل کریگی اور اسکی خواہشیں رو کر رہینگی اوسکا مال نہامت و فوسر  
 ہوگا اور حضرت حسن فرماتے ہیں کہ مومن اللہ کیواسطی اپنے نفس پر  
 داروغہ ہوتا ہے اور قیامت کو روز انہیں لوگوں پر حساب ہلکا ہوگا جنہوں نے  
 دنیا میں اپنے نفسونکا حساب لیا اور شکل ان لوگوں کا ہوگا جنہوں نے  
 اس کام کو نہ حساب لیا اور حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ  
 خدا تعالیٰ رحم کرے اُس بندہ پر جو اپنے نفس سے کہی کہ تو فلان گناہ والا  
 نہیں تو فلان قصور کا مرتکب نہیں پیراوسکو لگام دمی پہنا تھی پیر  
 اللہ تعالیٰ جلشانہ کی کتاب کی پیروی اوسپر لازم کر دی۔ اور نفس کو  
 آدمی کے ساتھ مال کے شریک کی ہی نسبت بیان کی گئی ہے  
 شریک کو ساتھ نفع پورا اوسورتین ہوتا ہے کہ اول اُس سے باہر گزرتا  
 کر لیا ہی دوم اسکو کام کی نگرانی اور خبر گیری رکھی جاو سوم ہم

وقال الحسن اني بين ققام علي  
 النفس لله وانما خف الحساب يوم  
 القيامة على نائبي حسب انفسهم  
 في الدنيا واغاشق على نائبي  
 هذا الامر بين غيري كما سبوا وقال  
 مالك بن دينار حسم الله عبدا قال  
 لنفسه كذا ثم زها ثم خطها ثم  
 صاحبها بالشرية في النجيب  
 وقال مثلت الله عز وجل  
 الزمها كتاب الله عز وجل



صاحبها بالشرية في النجيب  
 وقال مثلت الله عز وجل  
 الزمها كتاب الله عز وجل  
 صاحبها بالشرية في النجيب  
 وقال مثلت الله عز وجل  
 الزمها كتاب الله عز وجل





سے ہو اور سکی برابر ہو گا پس ایسی سانسوں میں بہا کو تلف کرنا اور اسکے بدلے میں مہلک چیز کو خریدنا اس شخص کا کام ہے جس پر نقصان عظیم ثابت ہو چکا ہو اور وہ شخص سب لوگوں میں جاہل تر اور اہم ہو گا اور اسکو یہ تو نامعلوم ہو گا مگر اس حشر کے دن میں جسکی شانیں اللہ تعالیٰ فرمائے گی تو مگر خود کف نفس نام علمت من خیر محض انوما علمت من سورہ تو دلوان بنینا وبنینہ ادا ابعثا +

فصل اور نفس کا حساب لینا دو طرح سے ہے ایک تو کام سے پہلے دوسرے اس کے بعد عمل سے پہلے حساب کی یہ صورت ہے کہ اپنی اول قصد کی توقع کرے اور جب تک کام کے کرنیکی ترجیح کرنے پر معلوم نہ ہو جاوے تب تک کر نہیں جلدی کرے حضرت حسن فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ رحم کرے اس بندہ پر کہ اپنی ارادہ کی وقت توقف کرے اگر ہوا وہ کام اللہ تعالیٰ کے لئے تو کیا اور اگر غیر اللہ کے لئے ہوا تو ملتوی رکھا اور بعد عمل کے حساب کرنا تین قسم ہے اول نفس کا حساب لینا کسی طاعت پر جس میں کوتاہی کی ہو یعنی اخلاص اور نصیحت اور پوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مقام حسان کو دیکھنا اور اپنی اول پر خدا تعالیٰ کی منت اور سبکو بعد

فما یضیع منک الایمانس  
 ونیشنری بجا ما یجب  
 ہمارا کہ لاہ من خفا علیہ  
 الخسردان العظیمہ  
 کان بین اجهل الخلق  
 واحفہ وصور لا یظہر  
 لہ ہذا الخسردان الخ

بیم التفان بیع  
 تا عیانت بین  
 و بین آمانت  
 فی سنی مقبول  
 فصل  
 فی سنی مقبول  
 فی سنی مقبول

فما لا یفہم عند اول  
 رحم اللہ علیہ  
 و الثانی ثلثہ انوار  
 علی طاعۃ فی سنی مقبول  
 علی الوجہ الذی یسیر  
 من الخالص النبی  
 و منبایۃ الرسول  
 علیہ والہ وسلم  
 مشفق الایمانس  
 و منہم من اللہ علیہ



و شتوی تقصیرہ فیتہ  
 بعد ذلک کلاہ فی حسابہ  
 نفسہ هل و فی ہر ذہ  
 المقامات السنۃ علی  
 الثانی ان یجانب علی  
 النبی ترکہ خیر الہ  
 عمل کان ترکہ خیر الہ  
 من ففلا الثالث او معناد و هل  
 من ففلا عن مباح او معناد و هل  
 اراد بواللہ واللہ و اللہ اراد اللہ  
 فیکی ان را بجا فیر او اراد اللہ  
 و علی جملہ ما فی نفسی و اضرا علی العبد بالمال و تنصیر

اپنے تصور کو مشاہدہ کرنا ان امور کے ساتھ اس عمل کو جس طرح  
 چاہیے تھا اور انکی بولیں اپنی نفس سے حساب لیو گی کہ پہلا ان چون  
 تقاضا کا حق پورا کیا ہو دوسری قسم یہ کہ نفس سے حساب لیسو عمل کا  
 جسکا نکرنا نسبت کر نیکی اور کے حق میں بہتر ہو تیسری یہ کہ اپنی نفس کا  
 حساب کسی امر مباح یا عادت کی کام پر کہ آیا اس سے مقصود خدا تعالیٰ  
 اور آخرت ہی تو اس صورت میں نفع پائیو الا ہو گا یا اس کام سے مراد دنیا  
 اور اسکا بال فعل کی چیزیں ہیں تو ٹوٹے والا ہو گا اور وہ نفع اس سے  
 جاتا رہیگا **فصل** اور سب سے زیادہ مضر چیز بندہ کے حقیقین سے ہو گی کہ  
 سستی کر مو اور نفس کا حساب سے اور اسکو مطلق العنان کر دو اور  
 اسباتکو سرسری جگا اور کاموں کی انجام سے آنکھیں بند کر لے اور خوشتر  
 ابھی پر تکیہ کر ہی یہاں تک کہ گناہوں کا کرنا اور سپر آسان ہو اور ان سے  
 الفت ہو جاوے اور انکو چوڑنا شاق معلوم ہو اور اگر بندہ کو عقل و سنوہ  
 ہو تو جانے کہ گناہوں سے اول ہی بچا رہنا آسان تر ہو نسبت بتلا ہو کر  
 چوڑ نیکی۔ ابن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ توبہ ابن صہرقہ میں تھو اور  
 اپنی نفس کا حساب لیا کرتے تھو ایک روز حساب کیا تو معلوم ہوا کہ

نزلت الیہ کاسبۃ والاسترسال و تہمیر  
 الامرو والاخلاق عن العواقب و ان کا  
 علی العفا حکنے سے پہلے علیہ  
 معافۃ الذنوب و بانسرت  
 معسر علیہ و فظا مہا و لو حصر  
 شددہ لعلم ان  
 الخبیۃ اسهل من  
 الفطام من الی  
 اب الذنوب کان  
 تعابۃ ابن الصمغ  
 بالفقہ و کان یحسب  
 لنفسہ فحسب یوم و اذا



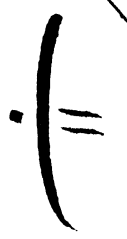




فیسال عن شکر و نفع  
 اخذ بغیر حله و فی  
 مستخرجہ فیسال عن  
 وفاد دل علی و صرف  
 محاسبہ النفس قولہ  
 قال یا ایہا الذین آمنوا

ہوئی اسکے تو شکر سے سوال ہو گا دوسری یہ کہ وجہ ناجائز سے  
 لی گئی اور ناحق میں صرف ہوئی اور کفر ج اور صریح جگہ سے سوال ہو گا۔  
 اور محاسبہ واجب ہو پر یہ قول خدا تعالیٰ کا دلالت کرتا ہے  
 یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ و لتنظر نفس ما قدمت لعدیہ  
 اسے ایمان والوں کو اللہ سے ڈرنا ہے اور جانے دیکھ کر یہی کیا جیسا ہے کل کیواسے اس کے  
 نفس کے حساب لینے میں کسی مصلحتیں اور فائدہ میں اول نفس کے  
 عیبوں پر واقف ہونا اور جو شخص اپنی نفس کے عیب پر واقف نہ ہوگا  
 تو وہ اسکے عیب کو دور کر سکیگا پس جب عیب پر واقف ہو تو  
 نفس سے اللہ پاک کو لڑو دشمنی رکھو امام احمد حضرت ابو درد اسے  
 راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ آدمی پورا دانا نہیں ہوتا جب تک کہ  
 لوگوں کو خدا تعالیٰ کے مقابل میں دشمن بنانے پر اپنی نفس کی طینت  
 رجوع کر کے اس سے بڑھ کر دشمنی نہ کرے۔ اور طرف بن عبد اللہ  
 کہتے ہیں کہ اگر میں اپنی نفس کا حال بنانا ہوتا تو لوگوں پر غالب ہوتا اور  
 عرفہ میں کسی دعا میں یوں کہا کہ الہی لوگوں کو میری باعث سے نامنظور نظرانا  
 اور ابوب جستانی کہتے ہیں کہ جب نیکیت ذکر کر لئی جاتے ہیں تو میں ان سے  
 الگ ہوتا ہوں اور جعفر بن زید کہتے ہیں کہ ہم ایک جہاد میں کابل کی طرف

اتقوا اللہ و لتنظر نفس ما قدمت لعدیہ  
 فیصل و فصل  
 عنہ مصالحتہا منها الاطلاع علی عیبہا  
 و من لا یطلع علی عیبہ فاذا اطالع  
 علی عیبہ مقتراف ذوات اللہ روى  
 الامام احمد عن ابی الدرداء ای قال  
 لا یفقه الرجل کل الفقہ حتی یفقه  
 الناس فی جنب اللہ ثم یرجع النفس فی کفی  
 لھا اثنا متقا و قال من حق من عبد اللہ  
 کل ما علم من نفسه لغلبت النامہ  
 و قال فی بعض دعائہ  
 اللهم لا ترد الی بنی  
 و قال ابن الجبلی ان الذنوب  
 الصالحین لکن عظمہ  
 عوزل و قال جعفر بن زید  
 خر جانی عن اناہ الکابل



وقی الجین صلیہ بزئیم  
فذل الناس عند العتہ  
فصلوا ثم اضططعوا  
لازم من علمہ فالتمس  
غفلة الناس حیا  
اذ اقلت ہذا ات العیون

گنو اور شکر میں صلہ بن اشیم بھی تھے لوگ عشا کی وقت آ رہی اور نماز پڑھی وہ بزرگ لیٹ رہی میں نے دلین کہا کہ دیکھو نہ یہ کیا کرینگے پس لوگوں کی غفلت کی جو بارہو جب میری غنڈہ میں لوگ سو گئے تو صلہ بن اشیم اٹھو اور ایک جہاز میں جو مسی قریب تھی گئیں گئی اور میں بھی انکو پیچھو ہی گیا وہاں پونچھا انہوں نے وضو کیا اور کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگے اور ایک شیر آیا یہاں تک کہ ان سے قریب ہوا میں ایک دست پڑ گیا گوچا انہوں نے اسکو دیکھا اور بیٹھے کا بچہ جانا جب وہ سجدہ میں گئے تو میں نے کہا کہ یہ درندہ اب انکو چروا لیا پھر وہ بیٹھو اور معلوم کیا کہ شیر جو اسکو فرمایا کہ امی درندہ اپنا رزق اور جگہ جا دیکھ وہ اس زور و شور سے غراتا گیا کہ میں یہ کہتا تھا کہ پہاڑ اسکی آواز سے پھٹ جائیگی غرض کہ صبح تک اس طرح نماز پڑتی رہی یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو بیٹھو اور خدا تعالیٰ کی وہ تعریفیں بیان کیں کہ میں ویسی نہیں سنی تھی پھر عرض کیا کہ آہی میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو مجھکو دوزخ سے پناہ دینا اور مجھ سے کو یہ جرات کہاں کہ تجھ سے جنت کا سوال کریں آپ وہاں سے شکر کی طرف پھری اور صبح کو ایسے معلوم ہوتے تھے کہ

وتب قد دخل غیضہ  
منہ فضعلت  
النفث وعلیہ  
فلت الان یفترسہ  
فجیس غس  
ثم قال ایہا السبع اطلبی لوزق  
محل اعرفی وان لہ  
مصدع الجبال منہ قال فسازال  
کذا لک یصلی حقی اذا آکان عند  
الصلی بجلت ففسد اللہ  
بجاء مد لم اسمع عینا  
ثم قال ان اللہ  
لا یجیب عن الناس  
سب الکت الیجنت  
قال ثم جمع واصبح









بعضوا لله وبعثنا نبي  
فان من حقه ان يطاع  
فلا يعصى وبيدك  
فان ينبغي فنعلم العبد  
انه غير صالح لئلا  
لا يعصى وانه لا يسع  
نظره فحظه على الله  
انقطع عن من

کی غنوا اور مغفرت کے حاصل نہیں ہوتی اسلئے کہ خدا تعالیٰ کا حق یہ ہے  
کہ اسکی اطاعت کیجاو مرنہ مانرمانی اور یاد کیا جاو مرنہ ہولایا جاو  
پس بندہ یہ جانے کہ میں اس حق کو جیسا چاہیو ویسا ادا نہیں کرتا ہوں  
اور بدون اسکی معاف کرنے اور مغفرت کرنے میری گنجائش نہیں  
اور جو شخص اپنی حق کو خدا تعالیٰ پر لحاظ کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے علمدہ  
ہو جاتا ہے اور اسکا دل خدا تعالیٰ کی مغفرت اور محبت اور اسکی یاد  
سے آرام پانے سے محجوب جاتا ہے اور اگر اعمال میں سے سب کچھ کیا مگر خدا  
کے حق کو اپنے اوپر سچا ناصیب نہوا تو جو نیکی کہ اسکی اعمال کی نسبت  
افضل تھی وہی نصیب نہوئی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر وحی بھیجی  
کہ جب تو مجھ یاد کرے تو ایسی طرح یاد کر کہ تیرے اعضا کا پتہ ہوں اور یہ  
یاد کیوقت عاجزی کرنیوالا اور اطمینان پکڑنیوالا رہ اور اپنی زبانکو  
اپنوں لکے پیچھ کر لے اور جب تو میرے سامنے کھڑا ہو تو یوں کھڑا ہو جیسے  
بندہ حقیر اور ذلیل کھڑا ہوتا ہے اور اپنی نفس کو برا کہہ کہ وہ برا کہنے کے  
لائق تر ہے اور جب تو مجھ سے مناجات کرے تو دل خوف زدہ اور زبان  
سوکرا اور ایک فائدہ اللہ تعالیٰ کے حق پر بندہ کو لحاظ رکھنے کا یہ ہے کہ

نظره فحظه على الله انقطع عن من  
سبحانه وحمده والتعظيم  
والاحمال ما عمل وفاته  
معرفة من الله عليه فانه  
بين البر افضل ما اذبح  
واذ ذكركم الله الى موسى  
اذ ذكركم وانك تنفض  
اعضائك واد اذنتك  
بين يدي ففهم  
مقام العبد الحقيق  
والذي لسانه  
فما اول بالذم  
ونجس حياض  
وجلس لسان  
صالح وبعثنا نبي  
نظر العبد في حق الله



علم الحکامہ اور تعلیم فان  
من ادل بعلمہم یصعب  
الیک و عن بعض اهل العلم  
انہ قال لہ رجل این  
لا فم فی صلوئی قابل

ہتی یکا بنبت البقل  
من دعوئی فقال لہ  
انک ان تضحک وانت تعترف  
لہ بخطیبتک خیر من ان تضحک  
وانت تدل بعلمک فان صلوئی المثلہ  
لا تضعد نفقہ فقال لہ او صنی قال  
علیک بانزہد فی الدنیاء وان لا تنظر فی عکرا

اصلہا فان تکون کالغفلتھ ان اکلت  
اکلت طیباً وان وقعت وضعت  
طیباً وان وقعت علی شیء لم تضح  
و کرسح و او صبیحک بالنظر لہ  
عز و جبل نظر الکلب لاصالہ فانہم  
یجیعون و یطیرون و یابی الالہ  
ان جی طہور و من هنا  
مغذ الثنا طیبی قفا لہ

اپنی عمل پر ناز نہیں کرتا کیونکہ جو شخص اپنی عمل پر ناز کرتا ہے تو اسکا عمل خدانے  
کیطبت نہیں چڑھتا بعض اہل علم سے کسی شخص نے کہا کہ میں اپنی نماز میں  
گہرا ہو کر اتار و تابون کہ میری آنسوؤں سے سبزہ جنوں کے قریب ہو جاتا  
اہل علم نے فرمایا کہ اگر تو ہنسے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی قصور کا اقرار کرے  
تو اس سے بہتر ہے کہ تو روئے اور اپنی عمل سے ناز کرے اسلئے کہ ناز کرنا  
کی نماز اور پر کو نہیں جاتی اس شخص نے کہا کہ آپ مجھ وصیت کریں عالم  
نے فرمایا کہ دنیا میں زبرد کرنا اختیار کر اور اوسکو باہین زیاداروں سے  
نزاع مت کر اور شہد کی گئی کی طرح ہو کہ کہا وہی تو اچھا کہا وہی اور جمع کرے  
تو شہرا جمع کرے اور اگر کسی لکڑی پر گری تو اوسکو نہ نقصان دے نہ توڑے  
اور تجھکو وصیت کرتا ہوں کہ خدام غر و جل کی خیر خواہی ایسی کرنا جیسے کتا اپنے  
مالک کی خیر خواہی کرتا ہے کہ وہ اوسکو بھوکا کہتی ہیں اور نکال دیتی ہیں  
مگر وہ اونکا گردن نہیں چھوڑتا اور ایسی جگہ سے شاطبی نے یہ مضمون شعر  
میں باندھا ہے کہتے ہیں کہ ہوسگ کی طرح جسکو نکالیں گہرا لے  
ولے رہتا ہے وہ اونکا دفا دار ہے

### بارہواں باب

مغذ الثنا طیبی قفا لہ  
وقد قیل کن کالکلب ولا یاتیک  
من بیتک ولا یاتیک  
من بیتک ولا یاتیک  
من بیتک ولا یاتیک



ف علاج مرض القلب بالشیطان وهو من ارباب

اللعاب وقل حذر الله سببنا من الشیطان

فی علاج مواضع وافل له سؤال تامة فكان

تخذین منه اکثر من خیریه من النفس وثیر النفس وفتاد لها

من النفس وثیر النفس وفتاد لها

علاج میں دل کو مرض جو شیطان کو باعث سے ہوا دیر پہنچا ہے ضروری ہے کہ بائوسین سے ہر  
 ازا سجا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے چند جا اپنی کتاب مجید میں ڈرایا ہے اور  
 اس کو لکھو ایک سورت پوری جدا کر دی ہے (یعنی سورہ ناس) تو اسی لئے  
 خداوند کریم کا ڈرانا شیطان سے نفس کے ڈرانے کی نسبت کم زیادہ ہوا اور  
 نفس کی شرارت اور خرابی سے شیطان کے سوسے پیدا ہوتی ہے اس لئے کہ  
 نفس شیطان کی سواری اور جال کی جگہ اور سوسہ کا مقام ہے اور اسے  
 نے شیطان سے پناہ مانگنی کا حکم تلاوت قرآن مجید کی وقت اور دوسرے  
 وقتوں میں فرمایا اور نفس سے پناہ مانگنی کا ذکر بجز خطبہ حاجت کو اور کہیں  
 نہیں آیا اور اس خطبہ میں آیا ہے کہ پناہ مانگتے ہیں ہم اللہ سے برائیوں سے  
 اپنی نفسوں کی نظر برائیں جن ارباب سلوک نے عیوب نفس کا ذکر بہت کچھ  
 لکھا ہے اور شیطان کے بیان اور اس سے لڑائی کر نیکی مختصر لکھا ہے  
 تو اچھا نہیں کیا **فصل اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاذا قرأت القرآن**  
**فاستعذ بالله من الشیطان الرجیم** انہ لیس لہ سلطان علی الذین  
 نواہوا اللہ کی شیطان مردود ہوا اس کا زور نہیں پختا اور پھر جو زمین سے کہتے ہیں  
 امنوا وعلی ربہم توکلون انما سلطانہ علی الذین یتولونہ والذین ہم  
 صیغہ اور انہ پر بڑا بہتر و سارے میں اس کا زور نہیں ہے ہوا اور سگور بنیں سمجھتے ہیں اور جو اس کو  
 بیشتر لکھتے ہیں اس آیت میں اللہ پال نے شیطان سے استعاذہ کا  
 ذکر کیا ہے

انما یشتاء من وسوسئہ و امر اللہ  
 و موضع شکر کہ و محل زرعۃ و امر اللہ  
 بلا استفادہ منہ عتد فتدہ  
 و غیر ذلک و کفر بیلج

ف خطبۃ الحاجۃ و نفع بہ ہمیشہ و  
 انفسنا فام یجب من توسعہ من ارباب  
 السلوک فی ذکر عیوب النفس و فضل  
 فی ذکر الشیطن و محاربتہ و فضل  
 قال اللہ تعالیٰ فاذا قرأت القرآن

باللہ من الشیطن الرجیم  
 لیس لہ سلطان علی الذین  
 امنوا وعلی ربہم توکلون  
 انما سلطانہ علی الذین یتولونہ  
 والذین ہم صیغہ و سارے میں  
 اس کا زور نہیں ہے ہوا اور سگور بنیں  
 سمجھتے ہیں اور جو اس کو  
 بیشتر لکھتے ہیں اس آیت میں  
 اللہ پال نے شیطان سے استعاذہ کا  
 ذکر کیا ہے



من الملكة تدعى قاري القرآن

وتشتم قراءتها كما

فحدثت اسيد بن حصير

ورأى مثل الظلمة

فيا المصائب فقال

کہ قرآن کے پڑھنے والے سے فرشتے نزدیک ہوتے ہیں اور اسکے پڑھنے کو سنتے ہیں چنانچہ اسید بن حصیر کی حدیث میں ہے کہ جب انہوں نے قرآن کی وقت ایک سایہ سا دیکھا جس میں چراغ تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فرشتے ہیں اور شیطان فرشتوں کی ضد اور خدا تعالیٰ کا دشمن ہے اسلئے قاری کو حکم ہوا کہ اپنی پاس سے اللہ تعالیٰ کے دشمن کے دور کر نیکی طلب کرے تاکہ اسکی پاس سے اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندے اور فرشتے موجود ہوں اسلئے کہ قرآن مجید پڑھنا ایسی دعوت ہے جس میں فرشتے اور شیطان دونوں اکٹھے نہیں ہو سکتے چوتھی وجہ یہ ہے کہ شیطان قاری پر اپنی سوار اور پیادہ چڑھتا ہے تاکہ قاری کو قرآن کے مقصود یعنی اسکی معانی کے سمجھنے اور مضمون کے پہچاننے سے باز رکھے پس اسی بات کی حرص کرتا ہے کہ قاری میں اور قرآن کے مقصود میں آڑ ہو جاوے تاکہ قاری کو نفع کامل قرآن سے نہ ہو تو جب قاری پناہ مانگیگا یہ آڑ دفع ہو جاوے گی پانچویں وجہ یہ ہے کہ قاری اپنی سب سے تلامذت میں راز و نیاز کی باتیں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ قاری کی خوش آوازی کو زیادہ سننا بہ نسبت راگ والی ٹونڈی کے مالک کے اپنی ٹونڈی کو راگ کو اور شیطان کی قرات شعر اور راگ میں اسلئے

النبي صلى الله عليه وآله فقال  
 سأخذ تلك الملكة وعدة فامر القاري بطراب  
 ضد الملكة وعدة فامر القاري بطراب  
 مباحثه عن غنه حتى ينقضه خاصة و  
 ملكته فذبحه وليمة لا يجتمع فيها الملكة

والتبطين ومنها ان التبطين يجلب  
 عن القاري بخله ورجاه حتى يتفاه  
 عن كفضي بالقرآن من تدبر  
 معانيه ومعرفه ما فيه في كل على  
 ان يحول بينه وبين مقصود القرآن  
 فاعمل انقام القاري به وضران  
 القاري من اجله  
 انشد ذنا القاري بصلب  
 الصلوات من صلح  
 القين في السابقتين  
 التبطن انفس  
 من انتم الشعر والقرآن













وظائف الحکمت

وقد يقال و

ملاحظه کن

اذا اذنت

موتاد

جوشیا طین کبیر نفسی پونچی بھی تعبیر کیا ہے اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہزار اور چیزیں سوار نفع اور نفع کے اور کبھی لیون کہتے ہیں کہ ہزرات جب آسمان سے نازل ہوئے ہیں تو جتنی آفتیں شیطانوں کی آدمی کے لئے ہیں وہ سب ہزار میں آجاتی ہیں اور جب نفع اور نفع کو ساتھ میں آتی ہیں تو ایک نوع خاص مراد ہوتی ہے جیسے اور الفاظ سے معانی جدا جدا مراد ہوتے ہیں۔ بعد اسکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَاعُوذُ بِكَ يَا اَنَسُ خَيْرٌ مِنْ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ** اس سے مراد ہے کہ شیطان میرے پاس آئے بعضوں نے کہا ہے کہ مراد ہے کہ میرے کاموں میں باس آئین اور کلمہ کا قول ہے کہ تلاوت قرآن کی وقت اور پاس آئیسے غرض ہے اور عکسہ فرماتی ہیں کہ جانکنی اور حلت کی وقت میں آئیسے مراد ہے غرض کہ خدا تعالیٰ نے ان دونوں آیتوں میں اپنی بندہ کو حکم فرمایا کہ شیطان کی دو نوبتیں شرارت سے پناہ مانگو اول انسان پر اونکو دوسوہ غیرہ پہنچانے سے دوم انسان کے پاس آنکو آنے سے اور ان دونوں آیتوں کو جو بعد اس آیت کو ذکر فرمایا ہے اذفع بالتی ہی حسن اسیتہ سخن اعلم بما یصفون تو اس میں یہ حکم دیا ہے کہ انسانوں کی شیطانوں کی برائی کو اپنی اور پر سے بھلائی کر کے ٹالنی چاہیے اور شیاطین جن کی برائی کو استعاذہ سے دور کرنی چاہیے

بکلمہ و انفت کسک

وقال فی اسرار

من نومی شرم اصابتهم

ان میں ہزاروں میں

من شیاطین الالباب

وَالشَّيْطَانُ زَنبٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ  
 وَقَالَ وَقَالَ يَا زُنَظْرُ  
 بَلْ فَعَسَىٰ أَلَّا يَكُونَ مِنَ  
 الْغُفْرَانِ  
 وَالشَّيْطَانُ زَنبٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ  
 وَقَالَ وَقَالَ يَا زُنَظْرُ  
 بَلْ فَعَسَىٰ أَلَّا يَكُونَ مِنَ  
 الْغُفْرَانِ

اور اسکی مثل ہے اللہ تعالیٰ کا فرمانا سورہ اعراف میں کہ اول ارشاد  
 فرما یاخذ العفو وَاَمْرًا لِّعُرْفٍ وَاَعْرَضَ عَنِ الْجَاهِلِينَ اس میں حکم دیا کہ جاہلون  
 کی شر کو ان سے روگردانی کر کے دور کرنا چاہیے پھر فرمایا وَاَمَّا نِزْغَاتُ  
 الشَّيْطَانِ فَارْجُهَا فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ اِنَّهٗ سَمِيعٌ عَلِيمٌ اور اس طرح سورہ فصلت میں  
 میں ہے کہ اول ارشاد ہے وَلَا تَتَّبِعِ الْاَسْوَاطِ الْبَشَرِ اِنَّهَا لَشَرٌّ مَّا يَشْرَبُونَ  
 پھر یہ فرمایا وَاَمَّا نِزْغَاتُ الشَّيْطَانِ فَارْجُهَا فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ اِنَّهٗ سَمِيعٌ عَلِيمٌ  
 اس سورت میں انہوں نے سَمِيعٌ عَلِيمٌ کہا یعنی ضمیر غائب انہ کی تاکید ایک ضمیر  
 منفصل ہو سکی اور سَمِيعٌ اور عَلِيمٌ کو معرف لام سے کیا اور اعراف میں  
 صفت انہ سَمِيعٌ عَلِيمٌ فرمایا اور غالباً اسکا ہمید یہ ہے کہ جس جگہ صر نام پر کفار  
 کی ہے اور اسکی تاکید نہیں کی تو وہ ان صر اس صفت کا ثبوت منظور ہے  
 جو استعاذہ کو باہین کافی ہے اور یہ بتلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سنا جاتا ہے یعنی  
 تیری پناہ مانگنی کو سنو گا اور تجکو جواب یگا اور جس چیز سے تو پناہ مانگتا ہے  
 اسکو وہ جانتا ہے تجسہ اسکو دور کر دے گا اسباب سے مقصود پناہ مانگنی  
 حاصل ہے اور یہ امر دونو جگہ پایا جاتا ہے اور سورہ فصلت کی آیت میں  
 تاکید اور تعریف اور تخصیص کی زیادتی ہوئی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ

فصل وان باللام والسمیع علیہ وینزل الکت  
 والاعراف انہ سمیع علیہ وینزل الکت  
 واللہ اعلم انہ حیث اقصی علیہ الکت  
 ولم یولک ارباباً بحسب الوصف الکافی  
 فی الاستعاذہ والاختیار انہ سمیع یتیم و  
 یعلم ما یتعبد منه فعیل  
 عنک ویدلک یحصل  
 المقصود الاستعاذہ وھذا  
 الذکر فی فضلت التبع والخصیص  
 الذکر فی التبع والخصیص





ذمہ سائینم الیہ بلحسانہ  
 وذلک اشق علی النفوس  
 من یجوز الامور اضعف الامور  
 عقبت صیفی لہ ویالقیہ الامور  
 الذین صبروا وایقنوا ان  
 الذین اعظمت علیہم وایضافان  
 ذمہ حیض علیہم وایضافان  
 السیاق منا لا یکن صفات  
 کما قالہ وادلہ تبتی ہا وایضافان  
 ولہذا اعقبنا کیفی الہ وین ایضافان  
 وایضافان کیفی الہ وین ایضافان  
 فانی باکادۃ التعلیق الذی علی الارض  
 اسمانہ السميع العليم کما یجاءن

میں یہ حکم ہے کہ لوگوں کی برائی کو اپنی اور پرہیزگاری احسان کر کے ماننا چاہی  
 اور یہ بات نفسو پر صرف روگردانی کی نسبت کر نہایت شاق ہے اور ہمیں  
 لحاظ اس آیت کو اس قول کے بعد فرمایا **وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا**  
 اور یہ بات کہنی ہے اور نہیں کہ جس کا دل  
 کا ثابت کرنا اور انکو ثبوت کی دلیلین اور اپنی رب ہونے کی نشانیاں مذکور  
 ہیں اور اسی مضمون کے لحاظ سے اسکی بعد یہ آیتیں مذکور فرمائی ہیں  
**وَمِنَ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّجْمُ وَمِنَ آيَاتِهِ الْبُرُوجُ** اور اسکی قدرت کو نہ ہونے میں مانوں اور ایک آیت کی نشانی ہے کہ تو دیکھتا ہے زمین کو  
 اسکی لائیکہ اس سے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے اس اسمیع اور  
 العليم بھی ہیں جسے اور اسم حسنی سے کہ سب لام تشریف کی ساتھ ہیں  
 اور جو آیت کہ سورہ اعراف میں ہے اور ہمیں مضمون مشرکوں اور انکو  
 بہائی شیطانوں کے وعید کا ہے اور پناہ چاہنی والیکو وعید کہ اسکا  
 ایک پروردگار ہے جو سننا جانتا ہے اور مشرکوں کے خدانہ سنتی ہیں نہ  
 دیکھتے نہ جانتے تو پروردہ کسطرح ادنکو خدا تعالیٰ کی برابر عبادت میں کہتے  
 ہیں۔ اور از اشجا کہ پناہ چاہنی کی چیز سورہ مومن میں کفار کی لڑائی  
 جھگڑے کی شرتھی جو خدا تعالیٰ کی آیتوں میں اور ان افعال میں نکالتی ہے جو

انستغاد منہ  
 سونح حس المؤمن  
 فی ما یجاءلہ الکفراک  
 وایضافان کیفی الہ وین ایضافان  
 بان لہ ربایعہ وعلیمہ وایضافان  
 بان لہ ربایعہ وعلیمہ وایضافان  
 بان لہ ربایعہ وعلیمہ وایضافان

سَيُزِيلُ عَلَيْهِ سَائِرَ  
أَفْعَالِهِ الْمُرِيَّةِ لِلْبَعْضِ  
قَالَ إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ

فِي آيَاتِ اللَّهِ بَغْيًا  
سَاءَ لَطِيفِ تَمْهِيهِ الْفَعْلِ  
الْمَسْمُوعِ الْبَصِيرِ وَهَذَا

الْمَسْمُوعِ الْبَصِيرِ وَهَذَا  
فَإِنَّ زَيْنًا هُوَ وَقَبِيلَهُ مِنْ حَبَشَةَ  
وَإِنَّمَا هُوَ مَعْلُومٌ بِأَنْجَبَارِ اللَّهِ وَرَسُولُهُ  
فَأَنْفَرْنَا إِلَى دَفْعِ

آیتوں پر مرتب ہوتے ہیں اور انکے ہی سوجھتی ہیں تو اوسکو لکھو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہر ان الذین یجادلون فی آیات اللہ لیغیر سلطان اتهم ان فی صدورهم الاکبر یا ہم بالعبیہ فاستغذ بالہ انہ ہو السمع البصیر اور یہاں ہی میں غور سے لکھی ہوئی ہیں کہ اوس تک سوتو بنا مانا اللہ کی بیشک وہ ہر شے دیکھتا ہے تو جس چیز سے پناہ مانگتی ہیں وہ معلوم نہیں ہوتی اسلئے کہ شیطان اور اسکا گروہ تو ہمو دیکھتا ہے اور ہم اوسکو نہیں دیکھتے صرف اللہ تعالیٰ اور اسکو رسول مقبول کے خبر دیتی ہے ہمو اوسکا وجود معلوم ہے پس جب محسوس خبر کے لکھو استغاذہ کا ارشاد ہے تو ظاہر ہے کہ اس فعل کے گھونسی سے پناہ مانگنی پر ضرور ہے فصل پس قرآن مجید نے ان دونوں دشمنوں کے درمیان کر نیکی استغاذہ اور جابلوں سے کنارہ کشی اور انکی برائی کو پہلانی سے مانگی کو بنا دیا اور یہ بھی خبر دی کہ جسکو یہ بتا نصیب ہوئی وہ بڑا تنگنہر ہے اور چونکہ اوسکا لٹنا بدن کے صبر نہیں ہوتا اسلئے ارشاد ہوا و ما یلقیہا الا الذین صبروا اور از انجا کہ غضب شیطان کی سواری ہے اور اس صورت میں نفس سرکش اور شیطان ایک دوسرے پر پستی پا کر نفس مطمئنہ پر زور کرتے ہیں اسلئے بندہ کو حکم نفس مطمئنہ کی مدد کا ہوا اسطرح کہ شیطان سے پناہ مانگو تاکہ اوسکو دفع پر قادر ہو اور صبر کی لگ پونہچ جاوے جسکے ساتھ توجہ ہے

فانہ زینا ہور قبیلہ من حبشہ کا نام  
وانما ہو معلوم بانجبار اللہ ورسولہ  
فانفرد ان ارشد الی دفع  
فصل العداوین بالاستغاذہ  
ہذا بن العداوین عن الجاہلین دفع  
والاستغاذہ  
من لغاہ ذلک ولما کان لا یطاق  
ذک الالباب صبر و اولما کان  
الذین صبروا و اولما کان  
الغضب ہر کب الشیطان  
فیتعاون النفس لعصبیہ  
والشیطان علی النفس  
المطمئنۃ امر بعبادتها  
بالاستغاذہ منہ لیتفکر  
علی مدافعتہ ویکفی  
مداد الصبر الذی  
یکفی معہ النظر











مِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَأَنْزَلَ مِنْ  
تَقَدَّمَ حَدِيثُ سُبْحَانَ ابْنِ  
رَفَاكَهْ أَنْ الشَّيْطَانَ  
قَدْ لَانَ أَدَمَ بَاطِلًا

مِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ اور حدیث سبرۃ  
بجور سے اور نہ کسی اور بناؤ اور نہ کجاؤ اور نہ اکثر نکرنا اور نہ  
بن الفاکہہ کی گذر چکی جس میں یہ مذکور تھا کہ شیطان آدمی سب ہو گیا  
بیٹیا اس سے معلوم ہوا کہ کوئی طریق خیر ایسا نہیں جس پر شیطان نہ بیٹیا ہو  
اور سالک کی رہنمی نکرنا ہو اور یہ جو آیت میں من میں ایدیم مذکور ہے  
اسکی تفسیر مختلف ہے حضرت ابن عباس سے ایک روایت تو یہ ہے کہ آدمیوں کو  
آخرت کے باہمیں دھوکا دوں گا اور ایسا ہی کچھ حسن سے مروی ہے اور  
مجاہد فرماتے ہیں کہ اس سے یہ غرض ہے کہ ایسی طرف سے آؤں گا جہاں تو  
دیکھیں اور من خلفہم سے حضرت ابن عباس یہ غرض فرماتے ہیں کہ اونکو اونکی  
دنیا میں رغبت دلاؤں گا اور حضرت حسن فرماتے ہیں کہ دنیا کی طرف سے  
اونکے پاس اگر دنیا کو اونکو لہو راستہ کروں گا اور اسکی خواہش دلاؤں گا  
اور ایک روایت حضرت ابن عباس سے ہے کہ آخرت کی طرف سے آؤں گا۔ اور  
ابوصالح فرماتے ہیں کہ آخرت میں اونکو شک ڈالوں گا اور اسکو ان سے  
دور کروں گا اور مجاہد اس سے یہ مراد فرماتے ہیں کہ ایسی جگہ سے آؤں گا کہ  
وہ نہ دیکھیں اور عن ایمانہم کی تفسیر میں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ انہیں  
انکا دین مشتبہ کروں گا اور ابوصالح کہتے ہیں کہ حق باتیں انکو شک میں ڈالوں گا

خیر الا والتشیطان فاعاد عالمیہ  
یقطعہ علی السائلک وفعالہ میں  
بہن ابید یصحہ قال ابن عباس فی  
روایتی میں قبل الذنیانوف روایتیہ  
کے صرف اخر نصہ و مثلاً

۱۳۱

عن الحسن وقال بجماہد من جہن  
بصریون وین خلفہم قال ابن عباس  
ارعبہم فی دنیا ہمروف اللحن  
من قبل دنیا ہمروف اللحن  
ووزوایا عن ابن عباس من قبل اللحن  
وقال ابی علی الشکک ہم  
فی الاخت و باعد ما علیہم  
وقال بجماہد من جہنم لا یطرون  
وعن ابی یوسف علیہم  
عباس الشبہ ابوصالح  
امر دینہم وقال ابوصالح  
لشکک علیہم و اللحن





منہا والمعنی علیہما واما قولہ  
 ما عملوا فاعلموا بوجوبہما  
 یعنی معنی ہا ایک فلمیو و از ص  
 نفعی عد و اللہ تم لا ینفخون  
 بین یدینہما وین خلیفہ بنیو  
 اللہ و الا حق و قول ابلیس لا یخون  
 من عبادہ کہ نصیباً مفروضاً و لا ضیاعاً  
 و لا کسباً و لا کملاً و لا زجراً  
 مفروضاً معلوماً و قال لفرأی بعضکم  
 افترضتہ علی نفسی من الناس و هو  
 علیہ السبیل من الناس و  
 کالمفروض قلت تحقیقہ الفرض التقلیدی  
 و المعنی من انبع الشیطان و  
 اطاعہ فہو نصیبہ المفروض  
 و حطتہ المفسوق م  
 و الناس فتان نصیب  
 الشیطان و اولیاء اللہ  
 و حیراء و قائلہ لا منینہم  
 و قال ابن عباس

انکی نظردنیں اچھا کر دیا یہاں تک کہ اسکو اختیار کر لیا اور اونکو سببات  
 کیطرت بلایا کہ آخرت کو نمایاں اور اس سرور گردانی کرین اور ابن زید فرماتے  
 ہیں کہ مراد یہ ہے کہ انکی نظردنیں جو اعمال بد کہ گذر گئی اور جو وہ آگے کو کرنا  
 اچھی کر دی اور معنی یہ ہے ہونی کہ جو کچھ وہ کر چکے ہیں اسکو بہلا دیا کہ یا تو اس سے  
 تاب نہوئی اور جن اعمال کا عزم رکھتی ہیں اونکو بہلا دیا کہ یا تو نیت اُنکے  
 اندر نیکی کی غرض سے دشمنی نہ کا یہ قول کہ میں انکی سامنی اور بھی سو اوٹھا دنیا اور آخرت  
 دونو کو شامل ہو اور اسکا جو یہ قول ہے لا تخفون من عبادہ کہ نصیباً مفروضاً  
 و لا کسباً و لا کملاً و لا زجراً و لا منینہم و لا منینہم فالتیکن اذ ان الانعام و لا امرنہم فالتیکن خلق اللہ  
 و انما توہینہم انما اور کسباً و لا کسباً و لا کملاً و لا زجراً و لا منینہم فالتیکن خلق اللہ  
 اسہیں مفروضاً معنی نسیحاً نے معین کے کہی ہیں اور زجاج نے کہا ہے  
 کہ اسکی یہ معنی ہیں کہ ایک حصہ پو نفس پر مقرر کر لوٹھا فرما کا قول یہ ہے کہ اسکی  
 مراد یہ ہے کہ جس قدر آدمیوں پر شیطان کا گذر دیا گیا ہے وہی مثل مفروض کی ہے  
 میں کہتا ہوں کہ فرض واقع میں اندازہ کرنا ہی پس مراد یہ ہونی کہ جو شخص شیطان  
 تابع ہوگا اور اسکی اطاعت کرے گا تو وہ اسکو نصیب مفروض اور حصہ مقرر  
 ہے گا بصورت میں آدمیوں کی دو قسمیں ہوتیں ایک شیطان کا حصہ دوم خدا تعالیٰ کے  
 دوست اور اولیاء گروہ اور لا منینہم کے معنی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں

و حیراء و قائلہ لا منینہم  
 و قال ابن عباس





المخبيئة نالذبا لاما والباطل  
والوعى الكاذبة كما يفتح  
بها النساء والضبيايات في افعال  
اباطلة مصدرها وعد  
الشياطين وتمنيته ودينك  
الفقروا بامرهم بالفتشاء والله  
يعلم كما تنقذون من الخيل او كل فاششفا  
وكا برهم بالفتشاء اعى الخيل او كل فاششفا  
وفى الخيل ثبات الملك بقلب بزم الله  
الاشيطان لم تفلته الملك ابعاد الخيل  
يا ابا نوح عدو لمة الشيطان ابعاد باثرتك تيب

اور خيس نخی آرزو ن اور جوئے وعدو نسو ایسا خوش ہوتا ہے جیسے کڑا  
اور عورتیں ان سے خوش ہوا کرتی ہیں خلاصہ یہ کہ باطل فو لو نکا منشا شیطان کا  
وعدہ اور توقع دلانا ہے اور اسلیو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **الشيطان یعدکم الفقر**  
اور موم کو بگوشا ووالله یعدکم تنغیرة منه وفضلای یعنی شیطان تمکو محتاج  
اور حکم کرتا ہے کہے حیاتی کا اور وعدہ دیتا ہے اپنی بخشش کا اور فضل کا ۱۲  
ہونے سے ڈراتا ہے اور بخل یا سب بڑائیوں کا حکم کرتا ہے اور حدیث میں ہے کہ آدمی  
کے دل پر فرشتہ کی ایک لپٹ ہے اور ایک شیطان کی فرشتہ کی لپٹ تو خیر کا  
وعدہ دینا اور وعدہ کا سچا کرتا ہے اور شیطان کی شرکا وعدہ دینا اور  
وعدہ جھٹلانا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی **الشيطان یعدکم الفقر الایه** +  
**فصل شیطان کا کر انسان کے لئے ایک یہ ہے کہ اوسکو اول ان جگہ نہیں**  
**لاتا ہے جنہیں اوسکو سو جہا دیتا ہے کہ تیرا نفع انہیں میں ہے پھر انجام کو ایسے**  
**ٹھکا تو نہیں پونچا دیتا ہے جہاں اوسکی تباہی ہو اور اپنی آپ اوس کو کنارہ**  
**کرتا ہے اور اوسکو چھب کر آپ کہہ رہا ہوا اوسکو سچ سے خوش ہوتا ہے اور اوس**  
**سے سن کر تباہی مثلا اوسکو چوری اور زنا اور قتل کا حکم کرتا ہے اور یہ چیزیں**  
**اوسکو تبا کر پھر سوا کرتا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **واذرنکم الشيطان****  
**اعمالکم وقال لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم فلما ترارت الفتنان**  
**انکلی نظر من انکلی کام اور ہلا کوئی غالب انہو کا نہیں آئے سکون عدوین برین ہون تھا را کہہ جس سانس ہون و فرین**

فصل در بیان شیطان  
الوارد التي تخيل اليه ان فيها سقنة  
عنه فيسلاه ويقفل للثمت به ويقفل  
فيا من بالفس والزنا والفتن فيقول  
عليه ويقفل قال تعالى والاديين  
فصل في بيان كيف يضل  
الانسان به يقول  
فصل في بيان كيف يضل  
الانسان به يقول

فصل في بيان كيف يضل  
الانسان به يقول  
فصل في بيان كيف يضل  
الانسان به يقول

فلمس على عقبيه وقال

انني اراي ملائكة

تدعون اني اخاف الله والله

شديد العقاب انه ياتي

للمشركين عند خروجهم

فلمس على عقبيه وقال اني اراي ملائكة تدرعون اني اخاف الله والله  
 انما يراي ملائكة تدرعون اني اخاف الله والله  
 شديد العقاب يعني مشرك جب جنك بدر من نكله تو شيطان سراقه بن مالك  
 غدا شنت جو  
 کی صورتیں اور انکو معلوم ہوا اور کہا کہ نبی کائنات اگر تمہاری وزن و فرزند سوسے کچھ  
 بڑائی کرینگے تو میں تمکو بچا دوں گا جب وہ سنی خدا تعالیٰ کا لشکر فرشتوں کا لڑائی میں  
 دیکھا تو شکر کو نکلے پاس سے بھاگ گیا اور انکو حوالہ کر دیا اور اسے ہی اس تار کا لڑنا  
 کے ساتھ کیا جس نے عورت اور اسکو بچھ کو مار ڈالا اول تو اس عابد کو اس  
 عورت سے زنا کر نیکو کہا جب وہ حاملہ ہو گئی اور بچھ ہوا تو اسکو مار ڈالو کا امر کیا  
 پہراوسکو گہرا والونکو عابد کا حال بتایا اور انکو سارا معاملہ و اشکاف کر دیا پہرا  
 عابد سے کہا کہ مجھ سے بچھ کر تو بچھ جاوے گا جب بد نے سجد کیا تو اسکو چھوڑ کر بھاگ  
 گیا اور اسی حال کے بیان میں خدا تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی **يَا أَيُّهَا الشَّيْطَانُ**  
**اذْ قُلْ لِلنَّاسِ الْفِرَاقُ** اور بچھ جو شیطان ہے کہا کہ انی اخاف الله تو بعض  
 اسکو معنی بچھ کہتے ہیں کہ شیطان کو خوف ہوا کہ کہیں نیامیں گرفتار نہ ہو جاؤں اور  
 بعض کہتے ہیں کہ اسبات سے ڈرا کہ جبریل علیہ السلام مجھکو پکارتا کہ لوگوں سے میرا حال کیسے  
 اور بعضوں نے کہا ہے کہ شیطان لوگوں کو انہما کہ جس وقت تک کی مہلت ملی ہو وہ آپوہ  
 اسلمو عذاب میں پڑے اور جان پر ہنر سے ڈرا **فصل** اور ایک مکر شیطان کا

بن مالک وقال اني اخاف الله من  
 كمن من بني كنانة ان يقضوا  
 ونسأ ربكم يسئ فلما راى جنود  
 الملائكة فوجدهم و اسلمهم و كان  
 فعل يراى هيب لذي قنل امرأه و ولها  
 امج بالزنا بعامه بقتل حيا تم ذل القاص  
 ۱۳۰ مطا  
 عليه و كشف من كمن امره باله  
 فلما قتل فرعسه و له و في انزل الله  
 كمثل الشيطان اذ قال لا اتشان  
 و قوله اني اخاف الله قيل خاف ان  
 البطش به في الدنيا و قيل ظن ان  
 يكفنه به جبريل و يعرفه  
 حاله و قيل ظن ان  
 الموت الذي انظيد  
 اليه قد حضر فحاف  
 و انشف على نفسه  
 و قيل و من كمنه





بصغر العقول فالقوارب  
 من الامواء الختلاف  
 الامراء المتشعبة وسلاط  
 بعم من سبيل الامم والبن  
 الامم والاممات وعلما  
 وفكر الاممات معلا كفو  
 الفضا بالجنان معلا كفو  
 النفس والعصيان والتم  
 والشرك ووضعي يتم التعظيم  
 وقال للذبح وتزكوا الامم  
 عن المنكر في قالب الحسن الخلف  
 الى الناس والعمل بقول الله تعالى  
 انفسكم والامر اض عم الجاء به الرسول  
 ۱۳۳ ملاحظہ شیطان

جادو کرو یا ہو اور عقل والوں کو مختلف بدعتوں اور شاخ و شاخ تجویز و نہیں الہیا  
 اور انسو مہلک سٹیٹن سٹیٹوں کے زندہ درگور کرنے اور ماون سونگ کرا کر نیکی  
 طو کر آئی اور باوجود کفر اور بدکاری اور نافرمانی کے لیسو عدہ کر دیا کہ مکوہ  
 بیگی اور شرک کو تعظیم کی صورت میں انپر ظاہر کیا اور خدا تعالیٰ کے بیکار جانس کو پاک  
 جانس کے قالب میں انکو سمجھا دیا اور اچھی بات کو حکم کرنے اور بری بات سننے کو  
 کو اس پر ایہ میں کیا کہ یہ خوش خلقی اور لوگوں سے میل کی بات ہو اور اس آیت پر  
 عمل ہو کہ علیکم انفسکم اور جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائو اس سے  
 روگردانی کو اپنی آپ سے زیادہ جاننے والے کے تقلید کی شکل میں اونکو بنایا۔ غرض کہ  
 یہ ہی المیس جسے آدم تو اعلیٰہا السلام ہماری بابا پ کو خست میں سو نکالا یہی  
 قابل کا ساتھی تھا جب اسنو اپنی بھائی بابل کو قتل کیا اور حضرت لوح علیہ السلام  
 کی قوم جب بانی گئی اور قوم عاد جب نبیت تیز آندھی سے تباہ ہوئی اور حضرت صالح  
 علیہ السلام کی قوم جب چیخ سے ہلاک کی گئی اور حضرت لوط کی امت جب زمین میں  
 گئی اور چیخ سے نہر پڑی اور فرعون اور اسکی قوم جب خوب پکڑ پکڑی گئی سب کا  
 ساتھی بھی ملعون تھا اور جنگ بدر میں مشرکین قریش کا یار تھا اور ہر ہلاک ہونے  
 اور مبتلا شخص کا ساتھی ہے فصل اول مکر اور فریب اس وغا باز کا یہ ہوا کہ اس

وقال للتقلید لمن اعلم منه فهو صاحب حق  
 وقال ابن حجر جہا من الجنۃ وقایب جن  
 الی یومین صاحبین اخر جہا من الجنۃ وقایب جن  
 قتال خاہ وقع نوم صاحبین فقاوا عا  
 املا کو اب الصیحة ووقع لوی صاحبین  
 وانبعوا بالجماع ووقعوا ووقعوا  
 حین اخذوا الاخذ الی  
 الرابۃ وطلبوا حین قدین  
 فی بی بد وطلبوا حین  
 سفن فان فضول  
 واول کثیر وکثیر

سفن فان فضول  
 واول کثیر وکثیر











و اسلوا وقتا لهم وبنوا  
 والحق و لم يفوموا بغيرهم  
 اهل بيت النبي صلى الله عليه  
 و سلم نعمي و قضي بغيرهم  
 من صلوات الله عليهم  
 و اسلوا وقتا لهم وبنوا

عالمون نے طلال کیا اور سکوا انہوں نے بھی حلال کیا اور جسکو عالمون نے  
 حرام کیا اور سکوا انہوں نے حرام کیا ایک قوم کو اتنا ناقص کیا کہ اہل بیت نبی  
 صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے دشمنی کی اور انکے حقوق بجا نہ لائے اور انکا مردانہ  
 جائز سمجھا اور ایک کو اتنا سبالتہ دیا کہ اہل بیت میں نبوت کی خواص کے مدعی  
 ہوئی اور بعض اوقات انکو خدا ہونے کا دعویٰ کر بیٹھی ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ  
 کے باہین اتنا گھٹایا کہ انہوں نے آپکو جھٹلایا اور آپکی مان کو وہ عیب لگایا  
 جس سے خدا تعالیٰ نے انکو بری فرمایا اور نصاریٰ کو آپکے باہین اتنا بڑھایا کہ  
 وہ آپکو خدا کا بیٹا کہہ کر پیش کرنے لگی ایک قوم کو یہاں تک گھٹایا کہ وہ سب  
 اور قوتوں اور طبیعتوں اور مزاجوں کے منکر ہوئی اور دوسرے کو ایسا بڑھایا  
 کہ انہوں نے ان خیر و نیکو امر لازم ٹھہرایا جسکی تعمیر اور تبدیل ممکن نہیں۔ اور  
 بعضوں نے کہی ان اشیا کو تاثیر میں متعل مانا اور ایک قوم کو اتنا گھٹایا کہ  
 لوگوں کے سامنے اپنی اعمال نیک ظاہر کئی اور دوسرے کو اتنا بڑھایا کہ انہوں نے  
 اپنی بری باتیں اور جو اعمال کہ عزت کو زائل کریں ظاہر کئی اور اپنا نام فرقی  
 ملا تیرہ رکھا غرض کہ شیطان کے لڑکے یہ دروازہ نہایت چڑا ہے  
 فصل اور ایک لڑکے شیطان کے کچھ لوگوں کو نکلی رائیں اور مختلف خیالات

بلخین حتی ادعوا فيهم  
 خصائص النبي و رعا الدعوى  
 خصائص النبوة و قضي بغيرهم  
 حلت كذا في و رعا الدعوى  
 منه و بنوا و رعا الدعوى  
 الله و عبد و قضي بغيرهم  
 الاسباب القوي و الطبا و الغرائز  
 ۱۳۸ کلا شیطان  
 و بنوا و ربا بنوا و رعا الدعوى  
 تعبیر و لکن لکن و رعا الدعوى  
 بالثابت و قضي بغيرهم  
 بالتمام و بنوا و رعا الدعوى  
 و هذا آيات و اسلوا وقتا لهم  
 فصل و رعا الدعوى  
 ما آتوا فيهم و رعا الدعوى  
 من الاسباب القوي و الطبا و الغرائز  
 و بنوا و رعا الدعوى  
 و رعا الدعوى

فصل و رعا الدعوى  
 ما آتوا فيهم و رعا الدعوى  
 من الاسباب القوي و الطبا و الغرائز  
 و بنوا و رعا الدعوى  
 و رعا الدعوى



حکمت الحق البصیر ان  
بکلام الله تعالی ظاهر  
لا یفتیل لیقین وان  
الفواطع انما هی ملامی  
العقلیة والمنهج الفلسفی

بین صحر و بین اکتساب  
الهدای و التیقین من منسحق  
القران و احکامه صحر علی منسحق  
القران و احکامه صحر علی منسحق

بتاوی بن بیانک کہ اونکے دل میں یہ والد یا ہو کہ خدا تعالیٰ کا کلام پاک ظاہر  
ہو یقین کا سفید نہیں بلکہ یقینی باتیں وہ ہیں جو امور عقلی اور حکمت کے طریق  
با کلام دالونکے ڈھنگ ہیں اس نظر سے شیطان اونکی راہ ماری کہ فانوس  
قران سے نور ہدایت دیقین اونکو حاصل ہو دیا اور یونان کے منطق کی طرف  
انکو پیر دیا بیانک کہ قران مجید کو پس پشت ڈالکر اونہیں خیالات کی طرف  
جھکے جو ذہن کو سیل و رفتاری کی نجاست اور تاریکی حیران دلوں کو پھینکے ہوئے  
جہاں میں تو اب کیہنا چاہیو کہ شیطان نے آپ کو فریب میں کس طرح کی نرمی بنا  
ہی کہ ان لوگوں کو ایمان اور دین کو ایسا باہر کر دیا جیسا آٹے میں سیریل  
نخالہ تیرے ہیں فصل اور ایک ٹکڑا دسکا وہ ہے جو جاہل صوفیوں کو ظاہر شریعت کے  
خلاف و بیوہ باتیں دل میں ڈال دیا ہے اور ان باتوں کو کشف خیالات کے پر ایہ میں  
آنہر ظاہر کرتا ہے اور انکو جہین والد یا ہے کہ علم کے سوا ایک اور راہ ہے اگر  
اوس پر چلو گے تو آنکہہ سے دیکھ لینو کے مرتبہ پر پونچ جاؤ گے اور حدیث  
و قران کی کچھ حاجت نہ پڑگی اس بنا پر انکی نظر و ذہنیں سب اتھا کر دیا ہے  
انفسونکی ریاضت اور اخلاق کی درستی کریں اور جس حال میں کہ دنیا داری  
رئیس اور عالم میں اوس سے علم نہ رہیں اور دل کو ہر ایک چیز سے خالی کریں کہ

ان تاك الخطیبا حیات النبی  
الذکر فی ذلک

کلیتاً و کلماً  
و الدین کلما جرح الشفق من العین  
و من کلین ما القا بالیمن اللطیف  
و اوحی الهم انک و الی العلم  
و العیان و اعناهم الشیخ  
افضی فی ریاضة النفس  
و الفرائض فی الخاف عا  
نصفیة الاخلاق و الخاف  
علیہ و اهل الدین من الزین  
و کتاب باب العلوم و تفریح  
من القلب من کل شیء

۱۳۹







ويعرضون ان يزاروا لانيقصد  
ويصنع الناس لا يقصد

ويجي لامراء اليه و يقبل  
الناستين لا يقبل

والقوا الي الله و يعرضون  
بما يقرب للناس اليه و قد

كان رسول الله صلى الله عليه  
عليه و آله و سلم يخرج الى الشام و قال

ملتی ہو اور وہ یہہ چاہتا ہو کہ مجھ سے لوگ ملین میں ملون اور میری پاس ہ آوین  
میں اونکے پاس نجاؤن اور امر اس پر پاس کر دست بوسی کرین اس خیال  
سے واجبات کو اور اللہ تعالیٰ کو تقرب کی چیز و نگو چہو کر انکی عوض ہ امور  
کر جو جس سے لوگ اوسکی پاس آوین حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
بازار میں تشریف لیجاتے تھے بلکہ بعض حدیث کو یاد کر سوا فرماتے ہیں کہ آپ  
اپنی حاجت کی چیز خرید فرماتا اور اوسکو اپنی آپ ہی لے آتے چنانچہ اس امر  
کو ابو الفرم جزبی وغیرہ نے ذکر کیا ہو اور حضرت ابو بکر بن بازار میں کپڑو لیکر  
جاتے اور بیچتے اور خریدتے اور حضرت عبداللہ بن سلام اپنی سر پر لکڑی کا بوٹا  
اٹھائے ہوئے نکلے لوگوں نے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں آپکو تو اللہ تعالیٰ  
نے اس امر سے پرہیز فرمایا ہے آپ نے فرمایا کہ میں یہہ چاہتا کہ اس کام سے کہ  
کو دفع کروں اسلئے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو کہ یون  
فرماتے تھے کہ جس بندہ کے دل میں ایک ذرہ بہر کہ ہو گا وہ جنت میں نجاوے گا  
اور حضرت ابو ہریرہ اپنی کاموں کو متکفل خود ہو کر تے حالانکہ مدینہ منورہ کے  
حاکم تھے اور فرمایا کرتے کہ اپنی ماکم کو جگہ دو اپنی امیر کو راہ دو اور حضرت عمر  
بن خطاب اپنی عہد خلافت میں کسی کام کو پیادہ پایا ہر تشریف لیکے اور تہک گئے

بعض اصحابنا و کان  
بعض اصحابنا و کان  
بعض اصحابنا و کان  
بعض اصحابنا و کان

و غیرہ و کان  
و غیرہ و کان  
و غیرہ و کان  
و غیرہ و کان

و هو  
و هو  
و هو  
و هو



فان الصواعب من الخواطر اذ تاتى  
بجانبة و شيطانية و نفسانية

كالقوايا و لو بلغ العبد من  
العبادة و الزهد ما بلغه بقرابة

نفسه و شيطانه الالمع  
و الشيطان يجرب عن ابن

ادم جرب و الدم و الغضنة

انسانى للرسول صلوات الله عليه

وهم و سائط بين الله و بين خلقه و في

اسئلة كه خيالات و انديشونكى تين قسمن ميں ايک رحمانى دو م شيطانى سوم  
نفسانى مثل خواب و اور بندہ عبلد تين اگر چه کسی درجہ کو پہنچ جاوے مگر سکا  
نفس اور شيطان نے تک اس سے جدا نہیں ہوتا اور شيطان آدمی ميں غن کی  
جگہ چلتا ہوا اس سے بچا صرف انبيا عليهم السلام ہی ہوا وہ لوگ خدا تعالیٰ اور  
اوسکی مخلوق ميں ذریعہ ميں کہ سکو امر اور نہی اور وعدہ اور وعید انکو پہنچاوين  
اور سو انبيا کے جو لوگ ميں ہ صواب پر بھی مٹتے ہيں اور خطا بھی کرتے ہيں  
حضرت عمر بن خطاب جو الہام الون اور امی صائب الونکو سردار چہہ مالتے  
توانسے کتر شخص اسبات کو رد کرتا اور اگر آپکو غلطی معلوم ہو جاتی تو رجوع  
فرماتے آپ کا دستور تھا کہ اپنی خیا لوں کو کتاب درست پر پیش فرماتے اور محضر  
خیالات پر التفات نہ کرتے اور ان جابلون ميں سے ايک کو بھی نہیں دیکھتا کہ سر  
پر التفات کرتا ہوا اپنی خيالات پر حکم کرتا ہوا اور کہتا ہوا کہ میرا دل میری پروردگار  
سویوں پان کرتا ہوا اور ہنوی یہ بات زندہ جاوید سے حاصل کی ہوا اور تمہو دربیانی  
لوگوں سے اسبطر علی گفتگوی یہودہ کرتے ہيں بھانک کہ کسی نے اس فرقہ کے  
کسی شخص سے کہا کہ تم عبد الزراق کے پاس نہیں جا کر ان سے کہہ سن او اسے جواب  
دیا کہ جو شخص ملک خلاق سے سننا ہوا عبد الزراق سے سن کر کیا کرے گا اور یہ نہایت

انسانى للرسول صلوات الله عليه و بين خلقه و في  
وهم و سائط بين الله و بين خلقه و في  
بليغ امر و غيب و وعد و وعيد و عيب و  
و من علم احدكم بصيب و يخطى و  
فان كان سبيل الخلق بين المظالم  
له الخطا فيهم عليه من هودى و قبيح  
على الكتاب السنه و لا يانتفت اعين  
و في الحادى و لا يلموا احد من غير  
التفريق النعم و يفتون لى قلوبى عن زنى و  
خلافنا عن لى الذى لا يمتون انهم  
انتم عن الوسائط و امثال  
انتم عن الباطل حتى قيل  
والذين الكلام الباطل حتى قيل  
انتم عن الباطل حتى قيل  
انتم عن الباطل حتى قيل  
انتم عن الباطل حتى قيل

۱۳ طائر شيطانى















و شك هل هي واحدة  
 ام ثلاث بانها ثلاث احتياط  
 للفجر و وافق من حلف بالطلاق  
 ان في هذه اللو زه جبين  
 وهو لا يعلم انه حلفت  
 فما حلف عليه لا يعلم  
 لانه حلف على ما لا يعلم  
 وقال من طلق واحدا من نسائه  
 نسيها يطلق جميع نساؤه  
 وقال هكاتب ممالك في حلف بيمين  
 نسيها انه يبرز جميع ما يخلفه عليه  
 فيلزمه الطلاق والعناق والصدوق

شك کرے کہ ایک دہی ہو یا تین تو ستر کی احتیاط کی رودہ تین ہی سونگی  
 اور جو شخص کہے کہ اس با دام میں دو گری میں ورنہ میری بی بی کو طلاق ہے  
 حالانکہ اسکو یقینی معلوم نہیں ہے جیسا اوسنے کہا تھا ویسا ہی ہوا تب بھی  
 اوسکی بی بی کو طلاق پڑگی اسکو کہ اوسنے بوجانی بات پر طلاق کو مقید کیا اور  
 یہ بھی انھون نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی نہیں کسی ایک کو طلاق دے اور پھول  
 جاوے کہ لکھو دہی تو احتیاطا اوسکی سب بیویوں پر طلاق ہو جاوے گی۔ اور  
 مالکیوں کا یہ قول ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی قسم کہا دے پھر بھول جاوے کہ وہ کیا  
 تو جتنی بانوں سے عادت قسم کی ہے وہ سب دسکو کرنی پڑیگی یعنی کل بیویوں پر  
 طلاق پڑ جاوے گی اور سارے غلام اور لونڈیاں آزاد ہو جاوے گی اور تھائی مال  
 خیرات میں دینا پڑیگا اور ظہار کا کفارہ اور قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا اور پادہ  
 چکرنا پڑیگا مالکیوں کے نزدیک یہ ایک وایت ہے اور یہ بھی امام مالک کا مذہب  
 ہے کہ جب کوئی قسم کہا دے کہ میں ایسا کرونگا تو اس کام کے کرنے تک وہ چاہے  
 رہیگا پس اگر اوسنی قسم طلاق کی کی ہو تو اوس میں اور اوسکی بی بی میں اس  
 کام کے کرنے تک جدائی کرنی چاہیے جبہ کام کر چکے تب بی بی کے ساتھ  
 تخلیہ کرے اور یہ بھی ادا نکاذہب ہے کہ جب کوئی شخص اپنی زوجه سے کہے کہ جب

۱۳ اسکا بیٹا

بثلث المال و كفاية الظهار و كفاية اليمين  
 بالله و الحجة كاشيا و يقع الطلاق في جميع  
 نساؤه و يعيق عليه جميع عتبه و اوائه  
 و مثل احد القولين عندهم و من اذنت  
 مالك ايضا انه اذا حلف بيمينه فيما  
 على حنث حتى يفعلها فيمالك  
 بينه وبين امراته اذا  
 كان تحانفا بالطلاق  
 حنثه فيفعل قاندا  
 فعله حنثه بيمينه و  
 نسيها و من اذنت حنثه اذا  
 نسيها و من اذنت حنثه اذا

فعل حنثه بيمينه و نسيها و من اذنت حنثه اذا نسيها و من اذنت حنثه اذا نسيها

اجاء رأس الخلق فانت طالق ثلاثا فانما نطق

في الخلق وقال لفقهاء

من يخفي عليه مضع

النجاسة بين النقا وجب

عليه غسله كالأهواذا

كان معه ثياب طاهرة وتبخر

مناثق والتبس مهلى فوجب بعدئذ

برس کا شروع آوی تو بگوئین طلاق ہن پس اسکو اوستیو طلاق ہو جاگی  
 اور فقہا فرماتے ہین کہ جس شخص کو نجاست کی جگہ کپڑی میں معلوم نہ ہی ہو  
 تو اسکو تمام کپڑے کا دھونا واجب ہو اور جب نمازی کے پاس بہت سی کپڑے  
 پاک ہون اور انہیں ہوا ایسا پاک ہو جاو اور معلوم نہ ہو کہ کونسا تھا تو وہ ہر ایک  
 کپڑے سے جدا جدا نماز پڑھو کئی بار نماز اسلئے پڑھو تاکہ یقینا برسی الذمہ ہو جاو  
 اور فقہانے فرمایا ہر کہ جب پاک برتن یا پاک میں لمجاوین تو سبکا پانی گرا دو  
 اور تیمم کرو ایطرح جب قبلہ میں شبہ ہو تو بعض مامون کے نزدیک چار طرفوں جا  
 نمازین پڑھو اور فقہانے فرمایا ہر کہ جس شخص سے کسی دنگی ایک نماز قضا ہو گئی  
 اور اسکو یاد نہ آو کہ کونسی تھی وہ پانچ نمازین پڑھو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم نے حکم فرمایا ہر کہ جو شخص اپنی نماز میں شک کری تو وہ جس قدر پرفیق ہو  
 نماز کو پوری کری اور جب شکاری شکار میں شک کری کہ وہ میر تیر سے مراد کسی  
 اور چیز سے تو اس شکار کا کھانا حرام فرمایا جیسے وہ شکار کہ زخمی ہو کر یا پھین  
 گر گیا ہو اور جس شکار پر کہ اسکے نکتے کے ساتھ دوسرا شکاریک ہو گیا ہو  
 اسکا کھانا حرام فرمایا اسلئے کہ شک ہو کہ دوسرا مالک نے بسم اللہ کہلر اسکو  
 چھوڑا تھا کہ نہیں تو اس قسم کو مسائل احتیاطی بہت ہین گو تم انکو دسو اس کہو دیکھو

بعد الخبیس من اذ الشبهت الاواني الطامع  
 وقالوا اذا اشتبهت اراق الجميع وتيمم  
 بالنجاسة اراق الجميع وتيمم  
 اذا اشتبهت القبلة فطهروا  
 صلوات عند بعض الامم وقالوا من  
 ترك صلوات يوم ونيتها صلى خمسين  
 من شك في صلواته ان يبني على اليقين  
 وتيمم اكل الصيد اذا شك في صلاته  
 هل مات بدمه او غيره كما  
 اذا وقع في الماء وهي مأكلة  
 اذا خالطه كلبا اخر  
 اذا خالطه كلبا  
 الكسك في تيمم الصلاة  
 عليك وغير ذلك  
 هذا باب يطلى وان  
 سميت في سنننا وفي

۱۳۳ کتاب الشکات

وقال عبد الله بن عمر بن الخطاب رضي الله عنهما  
 داخل عينه في الطائر حتى عدى  
 كان يوهل به اذا نوحا يغسل  
 يد يده انزع والعرض والاعض  
 جليبه انزع والساق فمخن اذا  
 اخطنا لفسنا ونخرنا بالبقا  
 اخطنا لفسنا نكن بين الك  
 وكن ما يجي لم نكن بين الك  
 عن النبي صلى الله عليه وسلم  
 وايمان وهاهنا  
 والاسد رسا حتى  
 ولا يخاطله وجل الامور  
 ولا يخاطله وجل الامور  
 ولا يخاطله وجل الامور

حضرت عبداللہ بن عمر رضو میں اپنی آنکھوں کے اندر کود دیا کرتے تھے یہاں تک کہ  
 بنا آئی جاتی رہی اور حضرت ابو ہریرہ رضو کرتے میں جب ہاتھ دھوتے تو بازو تک  
 پانی ڈالتے اور پاؤں دھوتے تو پندلیوں تک پس اگر ہم اپنی واسطی احتیاط کریں اور  
 یقین کو اختیار کر کے شک کی بات چھوڑیں تو اس امر نہ شریعت سے خارج ہو نہ بد  
 میں داخل بہ بات سہل انکار سی اور مطلق العنان منے سے تو بہتر ہی ہے کہ آدمی اپنے  
 دین کی پروا اور احتیاط نہ کری اور کاموں کو طہارت پر محمول کر لے اور کیا عجب ہے کہ وہ سب  
 میں برسی نجاست ہو اور شک کی ساتھ کام میں داخل ہو اور شک ہی سو باہر نکلے کہاں  
 تو ایسا شخص اور کہاں جو ماسورہ میں بہانہ اور کوشش کرے کہ کوئی چیز اس سے  
 رہ بخاوی گو مقدار ما تو سو زیادہ ہو سلمی کہ اسکا قصد تو ماسورہ کے کامل کرینکا  
 اور درکل تمہارا اعتراض ہم پر یہ ہے کہ فعل ماسورہ میں احتیاط اور ممنوع سے احتراز  
 کرتے میں حالانکہ یہ بات ان دونوں چیزوں میں سستی کرنے سے بہتر ہے کیونکہ  
 سستی اکثر امر واجب میں نقصان رہنے اور امر ناجائز میں داخل ہو سکی  
 موجب ہوتی ہے اب اس خرابی کو اگر دوسو اس کی خرابی سے مقابلہ کرتے  
 ہیں تو دوسو اس کی خرابی بہت ہلکی ہے بشرطیکہ ہم بھی تمہاری طرح اسکو  
 دوسو اس مان لین اور ہم تو اسکو احتیاط ہی کہتے ہیں پس تمہاری نسبت کر

۱۳ کلا سبطان  
 فانه لم يستصنع وفعال امر ہو واجب  
 لم يتخل شئ منه وان ادع على الماتع فانما قصد انكسار  
 الماسو وجاء ما يسكر وانه علينا احتياط  
 وفعلوا موقوا واجتناب محظوظ ذالك خير من  
 والذخول في الحرم واذ اوازنا  
 بين هذه المفصلة و  
 مفصلة الوستو كانت  
 ان ساعدنا كما على  
 نسبتهم ووستو اسوانا  
 نسبتهم احتياطا فمخنت















لقد تنبوا ان الجنون ليسوا بالانبياء بل غلبت عليهم

فقال ابا بكر ان اتبع فان تسوا الله صلى الله عليه وسلم فالتبوا

لبيس في زياده ولو علم الله ان ليسوا بمرسلين لولا ان الله انزل

الانجيل لكانت نورا لهم لو كانت

کہ میں نے ایک روز قصہ کیا کہ ان کپڑوں کو پہننے سے منع کر دوں اس لیے کہ میں سناسی  
کہ یہ بڑی بونگہ پیشاب سے رنگے جاتے ہیں پس ابوالکاس نے انکی خدمت میں عرض کیا کہ آپ  
منع فرماتے ہیں مگر رسول خدا صلی علیہ وآلہ وسلم نے انکو پہنا ہی اور اوروں نے بھی آپ کے  
زمانہ میں پہنا ہی اگر خدا کو معلوم ہوتا کہ انکا پہننا حرام تو انہیں رسول کو آگاہ فرمادے  
حضرت عمر نے فرمایا کہ درست کہتی ہو۔ پر پھر یہ جا کہ صحابہ میں کوئی دسواشی تھا  
اگر دسوسہ ہی میں کچھ بہتری ہوتی تو اللہ تعالیٰ انہیں رسول اور اسکی اصحاب سے اسکو  
نہر کچھ پڑتا کہ وہ بہترین خلق اور سب سے افضل ہیں اور اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسوا سیوں کو دیکھتے تو انسی مارا ض ہو اور حضرت عمر نے دیکھتے تو انکو مارے اور زب  
دیتی اور صحابہ دیکھتے تو بدعتی کہتے اب ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے انکے خلاف مذہب  
کی باتیں تفصیل ذکر کرتے ہیں **فصل اول** نیت اور طہارت اور نماز میں  
نیت کہ معنی میں ایک چیز کے کرنے پر قصد اور پکارا وہ کرنا اور اسکی جگہ دل  
ہو زبان سے اسکو کچھ علاقہ نہیں اور سیوا اسکی صورت میں آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم  
اور انکی اصحاب سے کوئی لفظ نیت کا منقول نہیں اور یہ عبارتیں کہ شروع طہارت  
اور نماز کے لیے نیامی گئی ہیں انکو شیطان دسواشیوں کے لہو کہا مفر کیا ہے کہ  
انہیں انکو روک دیا ہے اور ستا ہا نماز میں انکو کچھ دخل نہیں بلکہ نیت تو کسی کام

اصحاب سے انکو نیت سے منع کیا اور انکو  
انوسوسہ فضیل تھا اور انکو افضل سے اور انکو  
صحابہ و غیر خیر الخلق و افضل سے اور انکو  
سعی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے  
تکفر و لو انکونتم اعداء لولا انکونتم

اور انکو تکفیر لیسوع و ہانا انکو  
بجائے خلاف مذہب ہم عالمین اللہ تعالیٰ سے  
**الفصل** اول والنیة والطہارۃ والصلوۃ

النیة فی الفصل عن الصلوۃ  
لا تعارض باللسان بل بالقلوب  
اللہ عالمی جو فی الصلوۃ  
وہذا العبارۃ الی اللہ

عند افتتاح الصلوة والصلوۃ  
الشیطان یصور کالارض  
الوسواس یجلس عند  
و بعد بصر فیہا ویسیر  
من الصلوۃ فی شیء وانما النیة

فقد فعل الشيء وكل عام على فعل  
 فهو ناوله لا ينصرف  
 الكنية فمن فعل ليتوضأ فقد  
 نوى ومن قام لصلاة فقد  
 نوى فالنية امر لا ينصرف  
 نوى فالنية المفضولة

لا يقال العشاء المفضولة  
 بل نواتد الحلال تنحل  
 قوله الاختيارى عن النبي يعجز  
 ولو كلفه الله ذلك لكان  
 غايه سعاه وما كان  
 للعب في تخصيصه وان شئت  
 ذلك فهو عجز ان كان

کے کر نیک قصد ہی جو شخص کسی کام کا عزم کر گیا وہ اسکی نیت کر نیوالا ہی اور سکا نیت  
 سے جدا ہونا خیالین نہیں آتا مثلاً جو شخص وضو کو بیٹھا اور جو نماز کو اٹھا  
 وہ بھی نیت کر چکا غرضکہ عاقلو کما بقنی فعال قصد آہوتے ہیں نیت سب میں ضرور  
 ہوتی ہے بلکہ اگر کوئی چاہے کہ اپنی فعل اختیار ہی کو نیت سے علیحدہ کہے تو نہیں کر سکیگا  
 اور اگر خدا تعالیٰ اس امر کا حکم آدمی کو کرتا تو طاقت سے باہر چیز کا حکم فرماتا اور  
 جب ایسی نوبت آتی تو اسکی حاصل کر نہیں مشقت ہوا کرتی اور اگر نیت کو حاصل ہونے  
 میں شک کیا جاوے تو یہ ایک قسم کا جنون ہے اسلیو کہ ہر ایک قیل پو نفس سے نیت کو  
 پھچھتا ہے بلکہ احوال کے قرینوں سے دوسرا شخص بھی جان لیتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص  
 کسی آدمی کو نماز کی وقت جب لوگ اکٹھے ہونے لگیں صف میں بیٹھا ہوا دیکھے تو جان  
 لےگا کہ یہ نماز کا منظر ہے اور جب دیکھے گا کہ لوگوںکی ساتھ نماز کے لہو کھڑا ہو گیا  
 تو جانےگا کہ نماز پڑھنے کو اٹھا ہے پھر اگر وہ شخص کو آگے کھڑا ہوگا تو جانےگا کہ انگلی اٹھا  
 کرنا چاہتا ہے اور اگر صف میں دیکھے گا تو جانےگا کہ سفندی ہونا منظور ہے اب جو یہ نمازی  
 شیطانی بات مان لے کہ نیت نہیں کی تو آنکھ کی دکھی چیز کے انکار میں اسکو سچا کرنا  
 ہی علاوہ ازین نیت جو موجود ہو سکا حاصل کرنا اور پیدا کرنا ممکن نہیں اسلیو کہ کسی چیز  
 کی ایجاد کی شرط یہ ہے کہ وہ معدوم ہو موجود کی ایجاد میں کچھ فائدہ نہیں ابو محمد

عافان علم من نیت  
 ذلك يقينا بل يعلمه غير بقدر انما  
 فالورای انسانا ناجا لسان في الضعف  
 في وقت الضلوع عند اجب تمام  
 علم انما ينظر الضلوع واذا  
 الناس علم انما ينظر الضلوع واذا  
 لا فاقم ففرض مع التالى كما علم انما فاقم الصلوع  
 تقدم بابتى الى الامور انما يتدبر  
 زانم وان راه فالصف علم النية  
 انما فاقم ففرض مع التالى كما علم انما فاقم الصلوع  
 تقدم بابتى الى الامور انما يتدبر

انما فاقم ففرض مع التالى كما علم انما فاقم الصلوع  
 تقدم بابتى الى الامور انما يتدبر  
 زانم وان راه فالصف علم النية  
 انما فاقم ففرض مع التالى كما علم انما فاقم الصلوع  
 تقدم بابتى الى الامور انما يتدبر



قال من ابتغى ثواباً لم يجز له ان يفتقر الى الله  
 الخوف من الله انما هو خوف العبد من ربه  
 الخوف من الله انما هو خوف العبد من ربه  
 الخوف من الله انما هو خوف العبد من ربه

کہتے ہیں کہ تعجب کی بات یہ ہے کہ جب تک امام کوغ کرتا ہے اور مقدمی کھارتا ہے  
 جہی تک دسواں کرتا ہے مگر جب کوغ کے جاتے رہتی کا خوف کرتا ہے تو جلد ہی  
 اللہ اکبر کہہ کر شامل ہو جاتا ہے اب ہم پوچھتی ہیں کہ جس شخص کو بڑی درتک فارغ لبا  
 کھری رہتی میں نیت حاصل نہونی اور سکو تنگ وقت میں کسی حاصل ہوگی تو رکعت کے  
 جاتے رہتی کا کہہ کا بھی لگو لگا ہوا ہے اور آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم اور انکو اصحاب  
 اور تمام مسلمانوں کی نماز کو جنہونے اس شخص کا سا فعل نہیں کیا کیا کہیگا ان لوگوں کی  
 نماز اور سکو نزدیک قص ہے یا اچھی خاصی کامل ہے تو پھر وجہ انکی مخالفت کی کیا ہے اگر  
 کہو کہ یہ ایک مرض ہے جسمین میں مبتلا ہو گیا ہوں تو ہم کہیں گے کہ بجا ہے مگر اسکی علت  
 شیطان کا قول مان لینا ہے اور اللہ تعالی نے یہ غدر کیسکو نہیں بتایا تو سنت کو ترک کر  
 اور شیطان کی بات ماننی میں تیرا کچھ عذر نہیں میں کہتا ہوں کہ ہمارے استاد کا قول ہے  
 کہ نیت کو ادا کر نہیں ایسا آدمی دس بدعتیں کرتا ہے جو رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم اور  
 انکے اصحاب نے ایک بھی نہیں کی مثلاً کہتا ہے کہ پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود  
 نیت کرتا ہوں کہ ظہر کے فرض وقت چار رکعتیں خدا کو لگو اور اگر وہ امام خواہ مقتدی  
 ہو کر سنہ میرا کہہ کیطہ پہ اپنی اعضا ملاتا ہے اور ماتھا جھکتا ہے اور اپنی دونوں  
 آنکھوں کی رگین تانکر زور سے اللہ اکبر کہتا ہے گویا دشمن پر کبیر کہتا ہے ابو محمد کہتی ہیں کہ بعض

تقول هذا في صلواتي وسائر المسلمين الذين  
 الله عليكم والاسلام واصحابه وسائر المسلمين الذين  
 لم يفعلوا فعلة هي عندنا افضل من انما فاضلت  
 فسادا فاه الشيخ الفخر فان قال هذا من غير ان نيت به  
 قالنا نعم كما سبب في قوله  
 من الشيطان قلت فانك لا تفرك السنن والقبول  
 ولا اصحابه واحده من انما فاضلت  
 من الشيطان والسنن والقبول  
 صلي الظهر من انما فاضلت  
 اما ما او ما وما ازبهر كان  
 مستقبل القبلة ثم  
 اعضاها وغيبها ووجها  
 ويقوم ويصلي  
 بالشر من انما فاضلت  
 على العذر قال من انما فاضلت

اللهم صل على محمد وآل محمد

دوسو اس وہ بین جو نماز کو فاسد کر دیتی ہیں مثلاً بعض کلمات کو مکرر کرنا اور بعض سائبر  
 کو ایذا دیتی ہیں اور دوسو اسی کی مذمت اور طعن پر انکو مادہ کرتے ہیں تو وہ اپنی  
 جان پر اتنی باتیں جمع کرتا ہے شیطان کی حکم برداری اور سنت کی مخالفت اور بدعت  
 کا کرنا اور اپنی نفس کو دکھ دینا اور وقت کا ضائع کرنا اور جس چیز سے ثواب کم ہو  
 اوس میں لگا رہنا اور اپنی نفس کو ہدف طعن بنانا اور جاہل کو دہوکا دینا اور حکم  
 سنت پر بدگمانی کرنی اور اُسکو کافی بجاننا اور نفس کا شیطان سے اثر قبول کرنا اور  
 نقصان عقل پر راضی ہونا حضرت امام ابو حامد غزالی فرماتے ہیں کہ دوسو سبب  
 یا تو شرع کو بجاننا ہے یا عقل میں نقصان ہونا اور مسلم نے عثمان بن ابی العاص سے  
 حدیث روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ شیطان مجھ میں اور  
 میری نماز میں آڑ ہو گیا ہے کہ نماز میں مجھکو شبہہ الٹا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
 فرمایا کہ اس شیطانکو خرب کہتی ہیں جب ہ سبکو معلوم ہو تو اس سے خدا کی پناہ چاہ اور  
 اپنی بائیں طرف تین بار تھوک مینے ایسا ہی کیا خدا تعالیٰ نے مجھ سے وسوسہ دور کر دیا  
 تو معلوم ہوا کہ دوسو اس داعی خرب کی آنکھ کی ٹھنڈک میں نعوذ باللہ منہ فصل اور  
 سبب دوسو اس کے وضو اور غسل کے پائین زیادتی کرنی ہے امام احمد نے اپنی سنن میں  
 عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعد پر گذر کر

وإنه لا يكفر وانفعال النفس الشيطان  
 واستاءة الظن بما جاء به السنة  
 وسبب لوم في سائر الأعمال بالشرع والماض  
 في العقل وقد روى مسلم عن عثمان بن عفان  
 بن أبي العاص قال قلت يا رسول الله إن الشيطان  
 فإحسان ينجي بين صلوات يلبسها على فقال رسول الله صلى الله عليه وآله  
 الله عليه وآله قال الشيطان يقال له خرب فإذا  
 أحسنته فيبقى بالله منه واتقل عثراتك ثلاثاً  
 ففعلت ذلك فآذنته الله عنى فأهل التوسل  
 من ذلالت الاستدراف  
 في ماء الوضوء والغسل  
 روى أحمد بن حنبل في مسنده  
 من حسن بن عتبة  
 الله بن عتبة  
 رسول الله صلى الله عليه وآله  
 واللفظ مسلم بن يسلم

۱۳ اور اس کا ذکر





فلا تفتخوا بآبائكم في فضل الله  
يا محمد بن ابي طالب  
فصل من فضل من  
ذات الواسوس انتفاض الطهارة

وقطع مسلم عن النبي قال  
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
مذا او جمل احد من اولادنا

ما شكلك عاليا  
ام لا قال الخرج من المنجحين  
فصل من فضل من  
ذات الواسوس انتفاض الطهارة

بنو جاد و مرد وضو کے باعث جنت کے دروازے کھلنے کے جس میں سے چاہے جو سجاو  
فصل از منجملہ دوسوسوں کے وضو ٹوٹی کا دوسواں ہے صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ  
قراتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی بیٹہ میں  
کوئی چیز معلوم کرے اور اسکو شک پڑ جاوے کہ کچھ اندر سے نکلا ہے یا نہیں تو وہ نماز کی طہیر  
سے باہر نہ جتک کہ کچھ آواز نہ سنو یا بونپاؤ سے اور بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن زید  
سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک شخص کی شکایت کی گئی کہ او  
سے خیال ہو جاتا ہے کہ نماز میں کچھ ہو گیا آپ نے فرمایا کہ وہ نماز سے پہلے جب تک کہ آواز نہ  
یا بونپاؤ اور سننا اور سننے ابی داؤد میں حضرت ابو سعید سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے کسی کے پاس نماز کے اندر آتا ہے اور ایک بال اوسکے  
پیر کی طرح فسی لڑ کر کہنچتا ہے تو نماز ہی کو معلوم ہوتا ہے کہ میرا وضو نہا پس و سکو چاہے  
کہ نماز سے نہ پہرے جتک آواز نہ سننے یا بونپاؤ اور ابوداؤد کی روایت ہے کہ جب  
شیطان تم میں سے کسی کے پاس آ کر کہے کہ تو بوضو ہو گیا تو اس سے کہنا چاہے کہ جو چاہے  
مگر افسوس نہیں کہ اپنی ناک سے بوضو معلوم کرے یا اپنی کان سے آواز نہ دیکھو آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس امر میں کہ احتمال ہے کہ اتنا او سمین شیطان کے جو ملائکہ حکم  
تو جس صورت میں اوسکا جھوٹ یقینی ہو وہ ان کسی نہ ہو گا مثلاً دوسواں کو اوسکا کہنا کہ

ام لا قال الخرج من المنجحين  
فصل من فضل من  
ذات الواسوس انتفاض الطهارة  
الرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
بمخيل اليه اذ بهجيد  
والله اعلم  
بما في الصدور  
فصل من فضل من  
ذات الواسوس انتفاض الطهارة  
فصل من فضل من  
ذات الواسوس انتفاض الطهارة

معلوم کیسے کیسے اذ ان کان  
الشیطان فیما یجمل صدقہ  
علیہ والہن من کذب  
اوسمہ من کذب  
ذات الاما و جمل یجا بانفا  
الحکم فقال انک ایتل فلیقلنا  
ریحاً و لفظ الی ان کلام اذا ان الشیطان  
تکلم فلیقلنا انک ایتل فلیقلنا

م تفعل کذا وقد فعله قال النبی  
ابو جمل ویسئب الانسان ان یفعل  
لیدرنه عن نفسیه الوستوس  
فمنی وبعث بالمال هذ من ابی  
الذی نغضه لماروی ابو ذر

عن سفیان بن عاصم قال کان النبی صلی اللہ علیہ  
بن سفیان قال کان النبی صلی اللہ علیہ  
والعقلم اذا ابال توفیاً وینظر فی زواید  
سایت ابی النبی صلی اللہ علیہ  
نظر فی زواید کما یرون  
الی حکام اهل بعض اصحابہ

۱۳  
سوا کل ذکر

الوضی فقال لا تغضه فاما علیه المناة فقال  
استان لا ابالك لا تغضه وفضل  
یفعلہ  
وهو عن انساب التسلات فیسلت الذکر  
من اصله الی اسه ووفیہ الحدیث  
غریب کو ثبت فی التسلات و  
سنن ابن ماجه عن عینی  
صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم قال  
لحق فلینسب ذکرة نذرت و القاب  
بن زریان ابان فامسک  
استفاح ذکرة فانہ یقطر واد

تو نے نہیں کیا حالانکہ وہ کرچکا ہے۔ شیخ ابو محمد فرماتے ہیں کہ آدمی کو مستحب  
کہ جب پیشاب کرے تو اپنی ستر اور پاجامہ پر چھینا پانیکا دیکھنا کہ اپنی نفس سے دوسرا  
کو دور کرے اور جب تری معلوم ہو تو کہو کہ بیہ اوسی پانی کی ہے جو میں چہرہ کا ہی چھانچہ  
ابو داؤد نے سفیان ابن الحکم یا حکم بن سفیان کو روایا کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم جب پیشاب کرتے تو وضو کرتے اور چھینا دمی لیتے اور ایک دایت میں  
یون ہو کہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ پیشاب کیا پھر اپنی ستر پر پانی  
چہرہ کا اور حضرت ابن عمر اتنا پانی چہرہ کو کہ انکا پاجامہ تر ہو جاتا اور امام احمد کے  
بعض یاروں نے اسے کلمہ کیا کہ مجاہد بعد وضو تری معلوم ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ تم  
سے غافل ہو جاؤ سنو دوبارہ سوال کیا آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ نہو کیا اوسی تو وہ ہنسا  
چاہتا ہے اوس سے غافل ہو جاؤ **فصل** اور بخلا سے اس کے وہ ہے جو بہت سے دوسرے  
بعد پیشاب کرتے ہیں اور وہ دس چیزیں ہیں ایک شرمگاہ کو جڑ سے ستر تک دانا ادا  
اسباب میں صیغہ غریب ہے جو ثابت نہیں ہوتی چنانچہ مسند اور سنن ابن ماجہ میں ہے  
بن زرداد اپنی باپ کو راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے  
کوئی پیشاب کرے تو اپنی ستر کو تین بار پونچھ لے اور جا برین رید لے کہا ہے کہ جب تو  
پیشاب کرے تو اپنی ذکر کے نیچے ہاتھ پیردی کہ اس سے بند ہو جاوے گا اس روایت

بن زریان ابان فامسک  
استفاح ذکرة فانہ یقطر واد  
صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم قال  
لحق فلینسب ذکرة نذرت و القاب  
بن زریان ابان فامسک  
استفاح ذکرة فانہ یقطر واد







انداوٹی انتھکھ الاذی  
خجیہ فطریہ ہا التراب  
روحها ابودان وروی ابو  
سعیدان رسول اللہ صلہ

روایت میں یہ ہے کہ جب ہم میں سے کوئی اپنے موزوں سے ناپاکی کو پا مال کرے تو  
موزوں کی پاک کر دینے والی سٹی پران دو نور وایتونکو ابوداؤد نے بیان کیا ہے اور  
ابوسعید روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی پس اپنی  
جوتیان نکالیں لوگوں نے بھی اپنی جوتیان اتار دیں جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو کوسو پوچھا  
کہ تمہاری جوتیان اتارنے سے عرض کیا کہ ہنسی آگے دیکھا کہ جوتیان اتاریں ہنسی بھی اتاریں  
آپ نے فرمایا کہ میری پاپس جبریل نے آکر خبر دی کہ انہیں ناپاکی ہے تو جب تم میں سے  
کوئی مسجد میں آئے تو چاہو کہ اپنی جوتیوں کو الٹ کر دیکھو اگر انہیں کچھ نہ ہو یعنی ناپاکی ہو  
تو اسکو زمین سے گر دو پہر ان سے نماز پڑھ لے اس حدیث کو امام احمد نے روایت  
کیا ہے اور اسکو معنی جو یہ کہتے ہیں کہ ناپاکی سے غرض مکر وہ چیزیں ہیں مثل ریشہ وغیرہ  
پاک شیا کے تو یہ تہہ دہل گئی وجہ سے درست نہیں اول تو یہ کہ اسطرح کی چیزیں خبث  
نہیں کہلاتیں دوسری وجہ یہ کہ نماز کی وقت ان شیا کے پونچھنیکا حکم نہیں کیونکہ اسے  
نماز نہیں جاتی تیسرے وجہ یہ کہ انکو لہو نماز میں جوتیان نہیں اتارنی چاہئیں سہو کہ کلام  
بمضرت ہو دنی بات ہے کہ مکر وہ ہوگا جو تمہی وجہ کہ یہ آوارقظنی کی ابن عباس سے  
یہ ہے کہ رسول مقبول صلی علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جبریل نے میری پاپس آکر خبر دی کہ  
انہیں خون حکمہ ہے جو بڑی قسم کی کلنی ہوتی ہے اور اسوجہ سے کہ جوتی ایسی حکمہ ہے کہ اکثر

الانسان فخلقناہم نعلیہم فضلہ  
صلی علیہ وآلہ وسلم  
فما خلقنا فقال ان جبریل اتانی فالتجسس ان جبریل  
فما خلقنا فقال ان جبریل اتانی فالتجسس ان جبریل

قال کہ خلقنا فقال ان جبریل اتانی فالتجسس ان جبریل  
اللہ علیہ وآلہ وسلم  
فما خلقنا فقال ان جبریل اتانی فالتجسس ان جبریل

۱۷۱

عن ابن عباس ان النبی صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان  
جبریل اتانی واخبرنی ان  
فبتھامہم من کلہم والھم  
جبریل اتانی واخبرنی ان  
فبتھامہم من کلہم والھم

عن ابن عباس ان النبی صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان  
جبریل اتانی واخبرنی ان  
فبتھامہم من کلہم والھم









وینفق الاضرائضا لکن انما یصیر  
 کتاب العین و اول باب التفتیح من  
 فی الغلام و من استغل الحرف و الخیار  
 من ذلک جاء المسالین علی مسننہ  
 و من ذلک صلی اللہ علیہ و آلہ  
 و سلم من جواز الایستحباب  
 و یجاریف زمن الشیاء الضیف  
 من ان التحلیف فیمنظح الی التوفی و لم یجاء  
 بغسلہ من ذلک و من ذلک  
 من ارواٹ البغالی الشیاء فی حدیث الروایتین  
 عن احمد اختارہا کثیرا لشفقہ للاختیار  
 قال الولید بن مسلم قلت لافضی الیہ ابوالانوار

ہو کہ اس سے بچنا بہت مشکل ہے کیونکہ جوان اور مجرد آدمی کو اکثر عارض ہوتی ہے تو  
 اس میں تخفیف ہونی لڑکے کے پشاب اور موزہ اور جوتے کے نیچے کی نجاست کی نسبت کہ  
 زیادہ مناسب ہے اور اس میں سے ہر اتفاق سلما نو کا اس امر چسکوا حضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے انکو لیس سنون فرمایا ہے یعنی ڈبلوں سے استنجا کرنا جائز ہے اور گرمی کے موسم میں  
 بار جو دیکھ استنجہ کی جگہ پر پشیا کر کپڑی پر لگاتا ہے مگر اس کے دھونیکا حکم نہیں دیا اسلئے  
 کہ ہر ج نہو اور اس میں سے ایک یہ ہے کہ تھوڑی مقدار خچرون اور درندہ کی لید کی معاف  
 ہے یہ ایک روایت ہے امام احمد کی دور وایتوں سے اور ہمارے استاد نے اسکو پسند  
 کیا ہے اسوجہ سے کہ بچنا مشکل ہے ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے اوزاعی سے سنا ہے جو پاپو  
 پشاب کا حال پوچھا جنکا گوشت نہیں کہا یا جاتا مثل خچر اور گدھے اور گھوڑی کے  
 انہوں نے کہا کہ اگلے لوگ لڑائیوں میں انہیں بتلا سوتے تھے تو نہ جسم پر دھوتے تھے  
 نہ کپڑی پر اور اسوجہ سے امام احمد نے تصریح فرمائی ہے کہ تھوڑی سی ودھی معاف  
 ہے مثل ندھی کے اور اسطرح تھوڑی قومعاف ہے اور ہمارے شیخ کہتے ہیں کہ کپڑی اور  
 جسم کا دھونا مواد اور پب اور زرد آب غبرہ سے واجب نہیں اور اسکی نجاست  
 پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ وہ پاک ہے بیان کیا ہے اسکو  
 ابو البرکات اور حضرت ابن عمر اسکی باعث نماز نہ توڑتے تھے اور خون کے نکلنے سے نماز

۱۱۳ اور اسکا ز

الانواب عما یوکل لعلہ کا کبعل والجار والقرن  
 فقال فان فانیبنا بنیادک فومغازیم و لا  
 یفسلقناہ من جسدنا ولا نقوب بوزنک انقض  
 احمان علی ان العی فی بعض عن سبایح کالمدن و کذا  
 و القیرو الصدقین فان اولہم فی  
 غنن اللقا وہ الجسد من المذنب  
 و القیرو الصدقین فان اولہم فی  
 غنن اللقا وہ الجسد من المذنب  
 و القیرو الصدقین فان اولہم فی  
 غنن اللقا وہ الجسد من المذنب

وکان یعمی لایحرف فیمنظح  
 حکاھا ابوالبرکات  
 اصل علی خاستہ و ذمب  
 و القیرو الصدقین فان اولہم فی  
 غنن اللقا وہ الجسد من المذنب



کہ آدمی جب اپنے ہاتھوں یا کپڑوں پر بعد نماز کے نجاست دیکھو اور پہلو سوا دیکھو  
 معلوم نہ تھی یا اسکو ہو لگتا تھا یا اسکو درگزی سے عاجز تھا تو اسپر اس نماز کا دوبارہ  
 پڑھنا نہیں اور حسین سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نوہی امامت زینب  
 کو گود لئی نماز پڑھی جب سجدہ کرتے تو اتار دیتی اور جب کپڑے ہوتے تو اٹھا لیتی بخاری  
 اور سلم دو نو تین روایت ہوا در امام احمد زہبی صورت حضرت حسین کے حق میں  
 ابوہریرہ روایت کی ہوا و شدا بن ابیہا و کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت  
 حسن باجین کو اٹھائی ہوئی ہمارے پاس نکلی پس انکو شہا کر نماز کے لئے اللہ اکبر کہا  
 اور اس نماز میں ایک لمبا سجدہ کیا جب نماز پڑھ چکی تو فرمایا کہ میرا لڑکا مجھ پر سوار ہو گیا  
 تھا تو مجھکو جلدی اتار دیا اچھا نہ معلوم ہوا روایت کیا ہی اسکو احمد اور ابی نے آہ  
 حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد پڑھتے اور میں حالت حیف میں  
 آگے برابر ہوتی اور مجھ پر ایک چادر ہوتی جس میں سو کسیدہ آگے اور ہوتی روایت کیا ہی  
 اسکو ابو داؤد نے اور فرماتی ہیں کہ ایام حوض میں میں اور آپ ایک کپڑے میں سوتے  
 اگر کچھ مجھ میں ہو اس کپڑے کو لگاتا تو آپ سفید کو دیکھتے اور اس سے زیادہ نہ بڑھتے  
 اور اسی سے نماز پڑھتے اور حسین سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کپڑوں کو  
 پہنا اور اسی نماز پڑھی جنکو مشرکوں نے بنا تھا اور جب حضرت عمر فرمایا انکو پتھر سے

اللہ علیہ وآلہ وسلم زینب  
 حاملہ تھی اور اذاقہ  
 فادہ زینب و وضعہا و اذاقہ  
 من الحسن والحسين عن ابی ہریرہ و قال النبی  
 بن اللہ بن عمر علیہما السلام فوضعهما  
 بن ظہر ابو الحسن بن علی بن ابی طالب  
 قال ابن ابی زینب قال قلت لابی عبد اللہ  
 والنساء و قالت عائشہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 والہ و آلہ یصل باللیل و انالی جنبہ و نا حاض  
 و علی مرط و علیہ بعضہ و رواہ ابو داؤد و قال  
 كنت انا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و آلہ و انما طامت فان اصابنا  
 الواسع و انما طامت فان اصابنا  
 منی شیء غسلت ما كان علیہ و لم یبق  
 و صل فیہ و یمن ذاک اثابہ  
 صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لیس  
 الشیاب لکنہ نسیجھا  
 تقدیر قول ابی مالک لیس

اور سوا نماز



بما اسد ان ينهي عن ذلك بها  
على قياس ذلك الجاهل  
فجذبته من باب التوسيد

وما قام علم الجاهل بتفتق  
نوبان نصراني فلبسه  
حتى خاطوا الله فتيصه

او غسوا في نضوبه  
ابو الكداء هل فتيصه  
وكان تسلما ان يوالد

کرنا چاہتا تھا تو ابوالکلام نے جو کچھ کھتا تھا وہ پھیلے ہم پر ان کر چکے اور اسی پر  
پر باتات ہی پس اس سے بچنا داخل سواس ہوا جب حضرت عمر جاہد بن شریف  
تو ایک کپڑا ایک نصرانی سے مانگ کر پہنا یہاں تک کہ آپ کے لٹی قمیص سیا گیا یا دھوا گیا  
اور ایک نصرانی عورت کو گھر لیسے وضو کیا اور حضرات سلمان اور ابوداؤد کی  
نصرانیہ کے گھر میں ہی حضرت ابودرداء نے اس سے کہا کہ تیری گھر میں اگر کوئی جاہد پاک ہو تو  
ہم نماز پڑھیں اور سو جو یاد یا کہ تم دونوں اپنی دلوں کو پاک کر لو پھر جہان چاہو مان نماز پڑھو  
حضرت سلمان نے اسے کہا کہ سیکھ لو یہ بایس شخص سے جو فقہ نہیں اور آسمین سے وہ کہ  
صحابہ اور تابعین حوض اور کسل برتنوں میں سے وضو کرنے سے اور یہ پوچھو تم کو کہ نہیں  
تو پاکی تو نہیں لگی باگتو خواہ درند نے تو نہیں پیا چنانچہ بطالین بن عقیب سے  
روایت ہے کہ حضرت عمر ایک سال کے ساتھ باہر نکلے آسمین عمرو بن عاص بھی تھی تھی کہ وہ  
ایک حوض پر پونچھ عمرو بن عاص نے حوض سے اسی پوچھا کہ تیری اس حوض میں درند  
تو پانی نہیں پتی حضرت عمر نے فرمایا کہ مت بتلانا اسلئے کہ ہم اور درند ہی ایک دوسرے  
کے بعد آنے میں آدرسن ابن جہد میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہیں سوا  
کیا کہ گدہ ہونے کے جوڑی سے ہم وضو کریں اپنے فرمایا کہ مان اور درند دنگو جھوٹی  
بھی اور حضرت عمر ایک روز جلو جاتے تھے پراہ میں سے کوئی چیز آپ کے اوپر گری آپ کے

ابو الكداء هل فتيصه  
وكان تسلما ان يوالد  
ابو الكداء هل فتيصه  
وكان تسلما ان يوالد  
ابو الكداء هل فتيصه  
وكان تسلما ان يوالد

فقلو طلعن  
ربك ستم  
هوذا فقال عمر  
السباع فقال عمر  
زيد علي السباع  
وفي سنن ابن ماجه ان  
ابو الكداء هل فتيصه  
وكان تسلما ان يوالد  
ابو الكداء هل فتيصه  
وكان تسلما ان يوالد

عليه بن عيسى من غير ان يجمع  
عليه بن عيسى من غير ان يجمع  
عليه بن عيسى من غير ان يجمع  
عليه بن عيسى من غير ان يجمع







فقال يوكل فضل من ذلك انه صلى الله عليه و

السلام كان يجيب من دعاه

فياكل من طعامه ووضايقه و

نجيب شعير واهل الكعبة و

احل الله اطعمه اهل الكتاب

وكان المسلمون ياكلون من

اطعمهم وفضل عليهم

غرضنا فانه من يمين وجهه

کہا تا جو فصل اور اس میں سرسری کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو شخص دعوت کرتا آپ قبول فرماتے اور اسکا کہنا کہہاتے اور انکا یہودی لے آپکی ضیافت جو کی روٹی اور بگڑی سالن سرسری تھی اور خدا تعالیٰ نے اہل کتاب کا کہنا ماحلال فرمایا اور مسلمان انکا کہنا کہہا کرتے تھے اور حضرت عمر نے اسے شرط کر لی تھی کہ جو مسلمان تمہاری پائیں آدمی اور اسکی ضیافت کو دو جو تم کہاتے ہو اسکو کہلاؤ اور جب آپ شام میں تشریف لائے تو اکیلے لے کر اہل کتاب نے کہنا تیار کیا اور بلایا آپ نے پوچھا کہ وہ کہاں ہے انہوں نے کہا اگر جا میں ہے آپ کے اندر جانا مکڑہ سمجھا اور حضرت علیؑ ہی فرمایا کہ تم لوگوں کو لہجہ چنانچہ وہ لہجہ اور کہنا کہہا با حضرت علیؑ گرجا کی صورتوں کو دیکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر امیر المؤمنین عمرؓ بھی آتے اور کہتے تو کچھ انکا ہر جہ نہ تھا اور ایک لڑکے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلا کر اپنی گود میں بیٹا یا اور آپ پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگا کر اسپر چڑھ کر دیا اور ہوا نہیں اور یہ بیان بہت میں سے تھوڑا ہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں بھیجا گیا ہوں اکیلی اور نرم ملت کے ساتھ روایت کیا ہے اسکو احمد نے اور اس ملت کو ایک طرف فی اور زم اسٹی فرمایا کہ نوحید میں لکھا اور عمل میں سہل اور ان دونوں باتوں کی ضد شرک و حلال کو حرام کرنا ہے اور انہیں دونوں کی طرف اشارہ ہے اس حدیث قدسی میں کہ میں نے اپنے

المسلمین قال اطعموہم ما یا اکلوا ولما قال ینفقوا صلوا لہ اهل الكتاب بطعامه قالوا العالی بالکتاب قالوا والکنسہ فکفہ وخطها قالوا العالی بالکتاب فان صلب بالیسلمین واکلوا وجعل علیہم الاصلی بالکینتہ وبقول علی ایہ المؤمنین لو دخلوا کل وادی صل علیہم واللہ علیہم و صل فی جمیعہم قال علیہ فادی ما فی فظہ ولم یقتله وهدا اقلیل من کثیر و قال صل اللہ علیہم واهل و سلم بیعت الحنیفۃ الصحابہ و اہل احمد و جمعہم کو نہ کھانے دینے صحیحہ صحیفہ والنوحیہم فی العمل و ضد الامسکین التشرک و غیرہم الحلال و ما المشار الیہم سلفہ قول اللہ تعالیٰ خلقتہم

اللہ اعلم

عبد الجبار حنفی صاحب النعم  
 الشیخ الجلیلین عن دینہم وحقہم  
 علیہم ما اختلفت لہم وادعوتہم  
 ان یبذروا ابن کالم ازل بہ  
 سلطانا فالتشرک وحقہم  
 علیہم ما اختلفت لہم وادعوتہم  
 الخلال وینان فوالا لہم  
 المنظمین وینجیر علیہم  
 المنظمین ان تارکوا وخالق بعض الصحابہ  
 انہ ما رأی احد انشد علی المنظمین  
 ما واصل صلے اللہ علیہ ووالہ وسلم  
 رائی لہم ان یونکھ لہم ان یو اصلین

بند و نکو ایک طرفہ پیدا کیا پس شیطانون نے اذکوا دنگے دین سے فریب یا اور  
 آپ پر میری حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیا اور انکو حکم کیا کہ میری ساتھ اس چیز کو شریک  
 کریں جسکی میں نے حجت نہیں اتاری غرضکہ شرک اور طلال کا حرام کرنا ساتھ ہی ساتھ  
 میں اور آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم نے مبالغہ کرنا ہوا لکنی ذمت فرمائی ہے اور انکی بیانیگی  
 ضروری چنانچہ تین بار فرمایا سنلو کہ غلو کرنا ہوا ہلاک ہوئی اور بعض صحابہ نے  
 قسم کھائی ہے کہ غلو کرنا ہوا لکنی تمہیں جتنی سخت تر رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم تمہی اتنا میں  
 اور سیکو نہیں دیکھا اور جو جسے جب اپنے روزہ وصال کا رکھا اور چاند دیکھا تو فرمایا  
 کہ اگر چاند و بر میں نکلتا تو میں ایسا وصال کرتا کہ مبالغہ والے اپنا مبالغہ چھوڑ دیتے اور  
 صحابہ کا دستور تھا کہ اپنی نبی کی اقتدا کے باعث تکلف نہیں کرتے تھے اللہ فرماتا ہے  
 قل یا ایہا الذم علیہ من اجرہ وانا انامن السلفین اور حضرت انس فرماتے ہیں کہ ہم حضرت  
 کو کہ میں نہیں بلکنا تمہی اسپر کچھ بیک اور میں نہیں تکلف کرتا ہوں یہ  
 عمرہ کے پاس تھی پس تمہی سنا کہ کہتے تھے کہ ہم تکلف سے منع کی گئی ہیں اور آنحضرت  
 صلی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر پھلو میں سے اس علم کو انکو عادل اٹھاؤ نیگو وہ اس  
 الفاظ کا بدن غلو کرنا ہوا لکھا اور زیادہ بباختیار کرنا باطل والو لکھا اور معافی کا  
 بدن جاہلو لکھا و در کر نیگو اس حدیث میں اسلام کا بگاڑ تینوں جماعتوں کی طرف سے  
 فرمایا اور غلو کرنا ہوا لکھا شروع کیا پس اگر خداوند پاک اپنی دین کے لئے ایسے

و صارا ابداع المتعقون تعقروا وکان الصحابہ یبذرون  
 لا یتکلفون اقتداء ابیہم صحفہ قال انکال  
 اشاکم قالیہ وینان وانا انامن السلفین و قال انس  
 اشاکم فسمعتہ یقول فبینا علی الکلف  
 کما عندنا فسمعتہ یقول فبینا علی الکلف  
 وقال صلی اللہ علیہ ووالہ وسلم خالف  
 العلم من کل تخالف  
 عن ولا یقیقون ان عنہ  
 یخفی لہم ان یخالف  
 بل یبطلون وینان وینان وینان  
 فساد الاسلام من الطوائف  
 الثلاث وید ابانہ لای  
 فوالا انہ یسبحنہ اقام لہ

۱۳۰۰

فوالا انہ یسبحنہ اقام لہ  
 الثلاث وید ابانہ لای  
 فساد الاسلام من الطوائف  
 الثلاث وید ابانہ لای  
 فوالا انہ یسبحنہ اقام لہ

من نفي عن الدين فساد مصداق  
لجأ عليه ما جرت على علقته  
ولاد يان قبله منهم فصل

وتميز ذلك الوصف في فخر  
المحسن والتلطف في حق  
قال ابو محمد بن قتيبة

مشكل القرآن كان للناس  
مقرون بلقائه في خلف من بعد

شخص كوقام نكرتاجو دين سوسا دور كر نو اس دين پر دوسي گذر تا جوان لوكون  
كے نامتہ سے پہلے سب بنون پر گذر اہم فصل اور سب سے ہر مرد کے خارج میں  
وسوسہ اور مبالغہ کرنا ابو محمد بن قتیبة مشکل القرآن میں کہتے ہیں کہ پہلے لوگ اپنی  
ربانوں میں بڑا کرتے تھے پھر ان کے بعد ایک قوم شہر والون اور عجم کی اولاد میں سے  
آئی جنکی سرشت اس زبان کی نہ تھی پس انہوں نے بہت سے حرفوں میں لغزش اور یک کی  
اور بگاڑ انہیں میں سے وہ شخص ہے کہ عوام کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اسپر نیکی کا پردہ  
ڈالا اور دل کو عندیہ میں دین کا سانھی کیا مگر میں نے اس سے زیادہ خلط کر بولا کوئی  
نذیکہا کہ ایچرف میں جس یا کو استعمال کرتا ہو اسکی نظر میں شکو چوڑ دبا ہو اور ایک  
اصل فرار دبا ہو اور بلا وجہ اسکی مخالفت کرتا ہو اور مرد اور مہرہ اور شہام اور  
اشجاء اور آدغام میں زیادتی کرتا ہو اور سیکھنے والوں سے سختی اٹھاتا ہو اور جو  
بات خدا تعالیٰ نے آسان کی ہو امت پر اسکو مشکل کرتا ہو اور عجیبات یہ ہو کہ لوگوں کو  
یہ اختلافات پر ناما ہو اور نماز ان سے کر دیا جائے تو اگر ان سے نماز ہی جائز نہیں  
تو پھر کس جگہ اس قرأت کو استعمال کیا جاوگا اور ابن عیینہ کی نزدیک جو شخص اس جسی  
قرأت پڑھو اسکو اقتدا درست نہیں اور ابن عیینہ کی راہ کے موافق بہت سے صحابہ  
مگر عوام اور باری اس قرأت کو اچھا جانتے ہیں اسنظر سے کہ جب انہوں نے اسکو شکل

فقہ من اهل الاصطبار وابتا الیہ یجزم کیسے کہ طبع اللغۃ  
فوق اولئک یرید علیہ ووزوا واخلوا قال  
فہنفو اولئک یرید علیہ ووزوا واخلوا  
عجبت انزل اللہ علیہ عند العاۃ بالصلوات  
من الفلور بالبدن ما رات اکثر تخطیطا منہ یدعی  
من الف ما یدعی فی نظیرہ وبقول  
اصلا وینظر لغیرہ عاۃ وینظر فی اللہ و  
المنہ و لا شکر اور الضمائم علی الادغام وجمیل  
للتعبیۃ علی الضمائم بعد الامام تالیف اللہ و  
باجابت انہ فی حق الناس علیہ الذنوب وکانت  
بما فی ای المواضع ینعم ہذا اللہ و  
انکلت الصلوۃ لاجبی نہ ہوا وکان  
بن عیینہ قری عدم الامامین  
نہ نہ ہذا الرجل وواقران  
علی کینہ جماعہ میں  
الصلوات ای العاۃ والسوفہ  
بسیکونہا وھا الفضیلین

اس کا سزا کر





بعدم موافقہ وان مخالف  
لہ و بعد ذلک لا یفتی بحد

نہیہ احتیاطاً و حال میں  
ہو کہ اس کتاب محظوظ و سماہ

نہیہ ہا کہما کیسی می  
والزبا معاقلة والتخلیل

الذی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
مناخبا و نکاحا و نكبا

موافق نہیں مخالف ہو پس اسکے بعد اسکو احتیاطاً نام کرنا شہادتی مفید ہوگا یہ تو  
ایسا ہی ہوا کہ کسی شخص نے امر ممنوع کیا اور اسکا نام کچھ اور رکھ لیا جیسو  
کو اور نام سوچا کرتے ہیں اور سو کو معاملہ کہتی ہیں اور طلاق کو نکاح کہتی ہیں جسکے  
کرنیوالیکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور نماز میں مگرین مارنیکو تحفیف  
کہتی ہیں حالانکہ اپنے زیادہ کہ ایسے شخص نے نماز نہیں ادا کی اور نہ اس سے مقبول  
ہوئی تو اسے طرح تم بھی زمین غلو اور سبائتہ کو احتیاط کہتی ہو اور وہ احتیاط کہ آدمی کو  
بکار آمد ہو اور اوپر اللہ تعالیٰ اسکو ثواب و بدست کی موافقت میں ہے اور جو شخص کہ  
سنت سے باہر ہو گیا اور سزا پزیر نفس کی احتیاط نہیں بلکہ اصل احتیاط کو ترک کر دیا  
اور ایسی ہی جو لوگ کہ اختلافی جگہوں میں طلاق پڑ جائیکو لہو جلد می کرتے ہیں مثلاً  
کسی سے زبردستی طلاق دلوائی جاوے اور شہد کی طلاق اور طلاق البتہ اور  
تین طلاق کا اکٹھا دینا اور طلاق بجز نیت کی اور طلاق مدت مفر کی ہو جسکی  
میعاد کا نام معلوم ہو اور قسم طلاق کی وغیرہ کہ انہیں اماموں کا اختلاف ہے جس  
سنتی تقلید کی روسے اس طلاق کو واقع کر دے اور کہہ کہ شرکاً ہونے کے لئے زیادہ چنبا  
اس میں ہے تو اصل احتیاط کا تارک ہے اسلئے کہ وہ شرکاً کو ایک پر حرام کرنا ہی  
دوسری پر مباح تو احتیاط کہاں رہی احتیاط کی صورت تو یہ ہے کہ اسکو اپنی حال پر

واللہ علیہ وآلہ وسلم مناخبا  
الصلح الذی فیہ یصلحون  
وسلم ان قالوا لم یصلحوا  
لنہیہم الغلو فی الدین  
والتنظیم احتیاطاً  
طیاً

من موافقہ السنۃ و ما احتیاطاً  
المنع عن الوقوع فی الطلاق  
الذی اختلف فیہ الامم  
الشکران والبنیۃ و جمیع النارات  
الطلاق عجم والنبیۃ و الطلاق  
المعلق علی الجملة والہین بالطلاق  
و غیر ذلک و اذا وقع المقتضی  
وقال ذلک لیس فی الفروج فقد  
کر اس معنی احتیاطاً طلاقاً  
الفرج عاقلان و بیعیہ غیر فانی  
الاحتیاط طیل و ابقاہ علی

۱۱۳

ایمانی بدوہان میں اللہ ورسولہ  
 حالہ صحیحہ الامتہ علیہ  
 عادلان لکن قدیمان بالاحتیاط  
 فکلف علیہ احمک طلاق الشکر  
 فکان فی رویہ ابی طالب الذی  
 وایم بالطلاق غائرہ صوما  
 وایم بالطلاق غائرہ صوما  
 وایم بالطلاق غائرہ صوما

رہنہ و تباہانک کہ اسکی حرمت پر اجتماع است ہو جاتا یا کوئی حجت اللہ تعالیٰ اور  
 اسکو رسول کہ پرفسرو اسپر لانا جیسا کہ اسپر امام احمد نے نشہ واک کی طلاق تین صحیح  
 فرمائی ہو کہ ابوطالب کی بیعت میں کہا ہو کہ جو شخص طلاق حکم نہیں کرتا وہ ایک ہی بات کرنا  
 ہو اور جو طلاق کا حکم دیتا ہو وہ بائین کرتا ہو کہ خاوند پر حرام کرنا ہو اور دوسرے  
 پر بیاح نو پہلا شخص دوسری کی نسبت کرنا چاہا ہو اور طلاق پر نہیں احتیاط ممکن نہیں  
 لگا وہی صورتیں کہ جماع است ہو یا وہان کوئی رض اللہ تعالیٰ اور اسکو رسول کیجا  
 سی ہو کہ اسپر رجوع کرنا واجب ہو ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ احتیاط جب تک چہی  
 ہو کہ آدمی کو سنت کی مخالفت پر نہ پونہچا دی اور جب مخالفت پر پونہچا دی تو احتیاط  
 یہ ہے کہ اس احتیاط کو چھوڑی اس پانسی و سو سو کی حجت کا جواب بھی نکل آیا جو  
 ان احادیث سے کرتے تھے کہ جو شخص شبہ کی چیز کو چھوڑتا ہو وہ اپنی دین اور آبرو کو  
 پاک کرنا ہی اور چھوڑ دے اس چیز کو جو شک میں ہے تاکہ وہ اسے خیر کی جو  
 میں نہ ڈالے اور گناہ ہے جو سینہ میں خلش کرے اور اسکو کہ شبہات وہ ہیں جنہیں حق  
 باطل ہو اور حرام حلال ہو ایسی طرح مشتبہ ہو جائے کہ اوہین دلیل کیسے اور نہ یہی  
 علامتیں مقابل ہوں اس نظر سے آنحضرت ﷺ علیہ السلام نے مشتبہ کو چھوڑنے اور ضم  
 اور ساکت رہنے کی ہدایت فرمائی اور ظاہر ہے کہ غایت دوسو اس سے کہ دوسو

و ان حکمناک رض عن اللہ ورسولہ  
 الیہ قال انینینا و الاحتیاط حسن کم یفطن  
 حیا العیالۃ الشیخ فاذا نظر الذی لا یحتیاط  
 ۱۳ اور سوا کا ذکر

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 الی ترک المشتبہ والحدیث  
 ان غایتہ اوسواس ان  
 وینبہ لایبک علی الحدیث  
 وینبہ لایبک علی الحدیث  
 وینبہ لایبک علی الحدیث





مخالف عليه الجواب كما حلف  
ان هذا فان هو شاك  
فيه عند الحلف فبين ان  
انه غيره اوله بين اهل الحلف  
عليه او لا تحت عنك وان  
بين انه الحلق فان حلفك  
وكان حال التبين لا يحل  
حقيقته ولا يغلب عاقله ولا  
له العلم به فالعاده فانها  
تحت الحلف فالحالف تحت  
حاله اذ الظاهر بان يفعل  
عليه اذ الظاهر بان يفعل  
و اما والخبر فبان تبين  
كذبه وعند الله

بين انك تطلق هو جاد لكي جيسه اگر قسم كمانى كيه فلان شخص هو اور قسم كيوقت  
اسكو اور شخص مين شك هو پر ظاهر هو كه ده نهين يا معلوم هو كه جيسه قسم  
كمانى هو كه نهين تو او نكوز ديكه حانت هو جاد وگيا اور اگر معلوم هو كه جيسه  
قسم كمانى هو هو اور قسم كيوقت اسكى حقيقت بنجاشا تها اور نه ظن غالب تها او  
نه عادت كو اعتبار هو اسكو جانبو كا كوسى طريق او سكو ميسر تها نبهى انكوز ديكه  
حانت هو كا اسو جيسه كه قسم كيوقت اسكو شك تها حاصل هيه كه قسم كمانى او الا بين  
قسم كمانى هو اسكى مخالفت كرنه هو حانت هو كا تها هو خواه طلب مين مخالفت هو  
مشا كسى كام كو كرنه پر قسم كمانى هو اور اسكو كر بشير خواه خبر مين هو كه اسكى قسم  
خلاف نخل او هو اور امام مالك كو نزد يك ان دو مورد نو كوسو ايك اور بات هو بهى  
حانت هو تها هو ليني قسم كه وقت شك كرنه برابرى هو كه پر ده سچ نكلو يا نهين  
اور اس هو بهى زياده هو هو كه جو شخص قسم كمانى تها او اسكى پيلو كى ان پر اسى  
اور جزير پر اسى جزير نهين هو كه جنس شك نهو اور كه هو كه بهه ان هو يا تها پر وغيره نو ده  
حانت نهو كا اور عات دو نو جگه ايك هو حكم كى هو كه قسم كمانى او الا كپ كرامه مشا  
كهو كه تها تها او عورت نهو يا مين مرد نهون تو اس كلام كه معنى بجز  
كپ كه او كجه نهين او كه بهى حانت هو نكلو علت هو بيان كى هو كه كنهو الے نه جا

حقيقته ولا يغلب عاقله ولا  
له العلم به فالعاده فانها  
تحت الحلف فالحالف تحت  
حاله اذ الظاهر بان يفعل  
عليه اذ الظاهر بان يفعل  
و اما والخبر فبان تبين  
كذبه وعند الله  
هو بين من هو الشك حال التبين  
من حلف بالظان على الانسان  
على جانبه انه انسان او  
هوى او نحو ذلك كمن حلف  
فيه وعما تها في الموضوعين  
ان الحالف هازل فان  
من قال انت طالق ان  
كوفى امره او وان  
كوفى رجله او كوفى  
كوفى امره او كوفى  
كوفى امره او كوفى

۱۳۱۳









فقول شاذ انما قاله بعض  
اصحابك لا تسائر اصل العلم

مطبوع على انه لا يانع  
بشيء حتى ينفق وعلى قول شيخنا  
تاريخ كفاية عين الحسبان  
ذلك موجب الحسبان كلنا

قول خلاف تياس بر بعضه بالكي اسكه قابل بين اور اهل علم اسپر شفق بين كه اس  
شخص بر كچه لازم نهين آتا جنگ كه يقين نهو اور هر كه شيخ كه قول بر هر او سكو  
قسم كا كفاره لازم هر سلسله كه او نكه زرديك نسب مونكا عوض نهی فصل اور حس  
شخص نه کسی فعل كه كرنه بر قسم كهانی اور وقت معين نكيا تو جمهور كه زرديك  
او سكو مهلت آخر عمر تك كي هو كي مگر اس صورتين كه انجی نیت مين كوئی وقت معين كه  
تو او سكي قيد هو جاو كي اور اگر اس كام كه بالكل كرنه بر عزم كرسه تو عزم  
كر نيكه وقت حاشه هو كا اسپر امام احمد نه تصحيح كي هر اور امام مالك كته مين كه  
ده كام كرسنه تك حاشه هر رهگا اور او سمين اور او سكي بي بي مين جدالی كور سجاو  
بها تك كه حين كام بر قسم كهانی هر او سكو كرسه اور بيه امام مالك كرقاعه كي رونو در حو  
كرو كنهو مين هر سلسله كه جب مهلت وقت موت هو كي تو قسم كا كيا فائده رنا اور طلاق كا  
ايسو وسو مقيد كرنا جو يقيناً اوگا مثلاً شهر اور برس كا شروع تو اسمين جاو قول مين ايك هر كه كسالی  
مين طلاق نهو كي بيه سبا بن حزم كا هر اور ابو عبد الرحمن شافعی بهی سكو اختيار كرسه مين  
اسلهو كه طلاق شرط سو مقيد نهو سكي قابل نهين جيسو سكاخ اور بيع اور هر مين كه طلاق نهو اسو  
بر كي اسلهو كه اسو طلاق كو فوراً واقع نهين كيا اور زميعاً كرسه پراقع هو كي كيونكه اس  
اسوقت تو طلاق صادر نهو كي اور سو اميعاً آنيكو اور كوئی نيت نهين هو كي اور اس قول كه

عنده فصل و فصل و اما من حلف  
لتفيعان كذا ولم يعين وقتا فغفل الجرم هو  
هو على التراخي وان عزم على التراب والكلية فغفلت  
وقتا فبالتقيد وان عزم على التراب والكلية فغفلت  
حاشه غفلت فكلية فغفلت وان عزم على التراب والكلية فغفلت  
الترابي وهو على اصله وسئل الزائغ لانه اذا كان على  
تعلق الطلاق بوقت يعين لانه اذا كان على  
ففيه ايضاً اقوال اهل العلم لانها في النكاح والتمتع  
ابتنهم واختيار ابو عبد الرحمن الشافعي لان  
الطلاق لا يقبل التعليل بالشرط  
كالنكاح والتبعية ولو او  
الطلاق لا يقع في الجمال  
لانها لو هي افعه مبنية  
ولا عند جميع الفقهاء لانها  
كهر بصل من غير طلاق جسد  
ولو بغيره في سواي من الزمان

الترابي

وقابل هذا القول من قال  
 يقع الطلاق في الحال وهو  
 ملاك جماعة من التابعين  
 لا يهملون يقع في الحال  
 استباحته وظهور  
 ثم تكلم المنفصل في قول  
 الاجابة قال ابو الفوارس  
 لا يبيح نكاح المدام بين  
 وفان وقت النكاح بينه  
 ابتداء عقد النكاح في  
 ولكن ابتداء عقد  
 ولكن ابتداء عقد

مقابل شخص كما قول من كذا كذا هو الطلاق سيوفت بربا وكي اوريه قول امام مالك  
 اورا يك جماعة تابعين كما هو انكي دليل به هو انك اطلاق او سوفت نه پري نووه صحبت  
 بسين وقت كي قيد لگي ہوئی ہو وہ سباح پھر گئی حالانکہ نكاح شعبه اسی جہت سے  
 حرام ہو گیا کہ او میں سیار کا دخل ہو جو لوگ کہ سبھا پر طلاق واقع کر تو میں بھی  
 کہتے ہیں کہ ابتدا کے حکم سے دوام کا حکم لینا چاہیو اسلام کو کہ شریعت نے دو لو میں بہت  
 جگہ فرق رکھا ہے مثلاً ابتدا عقد نکاح احرام میں فاسد ہو گیا اسکا ہمیشہ رہنا فاسد نہیں  
 اسبطح مرد کا عقد کرنا اپنی زوجہ کی عقد میں کہ او سکی ابتدا فاسد نہ دوام اور ایسی ہی  
 ابتدا ہونڈی کی نکاح کی باوجود قدرت آزاد عورت کے نکاح کی اور شوخوت نکاح کی ابتدا فاسد  
 نہ دوام کو اور امام احمد اور جو انکو موافق ہیں انکی نزدیک ناکارہ عورت کے عقد کی بھی ابتدا  
 فاسد نہ دوام اور اسبطح علی اور ظہیرین میں اور جس سبب کے نکاح منع حرام ہوا وہ یہ ہے کہ وہ عقد  
 اصل سے موقت تھا اور یہ عقد مطلق ہو اور میں جہت جسکو اسی بات پیش آئی گی جو  
 عقد کو باطل کرے تو باطل ہوگا مثلاً اگر طلاق کو کسی شرط سے مقید کیا اور جانا ہے کہ عورت ضرور  
 کرے گی یا خود او سکون ضرور کرے گا نام ہو جو اسکو خلا کرے میرا قون ہے کہ اگر طلاق مقید نہیں ہوگی  
 نو سیوفت بربا ونگی اور اگر جہی ہوگی تو وقت سے پہلے نہ پڑگی اور امام احمد کی درود پڑھیں  
 سواکیت ہے اور چوہا قول یہ ہے کہ صرف سبھا آسنے پر طلاق پڑگی یہ قول جمہور کا ہے

عام من حق العنت ابتداء عقد على الزانية  
 رواه عن ابن جهم وافقوا ونظائر ذلك قالوا  
 والمعنى الذي مر اجابوه انك لا تستغفر لغير العاقلة  
 منقار من صلح من هذا العقل مطون ولا عرض كما بطله  
 ولا يجلد الا لو علو الطلاق بشرط وهو يعلم انك لا تاتانا  
 نفعه وهو لا بد وان كان يوجب تخلفه والقول  
 الثالث انك لا تطلق للمعاذ لاننا  
 وقع في الحال وانكار رجبيا لم يقع  
 عن احمد والقول الرابع  
 منك لا تطلق الا عند جہی  
 ولا جہل وهو قول الجہی

اور سوا سوا

فضل انما افترجه الحسن  
وابهتدوا لك فاحرار التبر

عنه ان شك وانقاص  
موضوعا احتياطا للجبر  
والكفر وانما انه لا يجب

عليه اقاد الوضوء ليجب  
الان يتيقن شك وانقاصه  
مسلم عن ابن تيمية

فصل اور جو فتویٰ کہ حسن اور ابراہیم اور ایک ایت میں امام مالک نے  
دیا ہے کہ جو شخص اپنی وضو کو ٹوٹو میں شک کرے تو وہ احتیاطاً وضو کرے تو اس  
سلسلہ میں جمہور کے نزدیک کہ انہیں سے امام شافعی اور امام احمد اور امام غفرم ہیں  
اور ایک روایت امام مالک کی بھی ہے یہ ہے کہ وضو کا دوبارہ کرنا واجب نہیں جس وضو  
میں کہ یقین ہے اور اگر ٹوٹو میں شک ہے اسی سے نماز پڑھ لی اور ان لوگوں کی حجت وہ  
روایت ہے کہ مسلم نے ابو ہریرہ سے کہا ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنی بیٹھ میں کچھ یاد  
اور اسکو شبہ ہو کہ اس میں سے کچھ نکلا ہے یا نہیں تو وہ مسجد سے نکلے یہاں تک کہ آواز  
سنے یا بو پادھی اور یہ بات نمازی اور غیر نمازی کو عام ہے اور پہلے قول ہے کہ تہی  
ہیں کہ نماز اس شخص کے ذمہ یقینی ثابت تھی اب اسکو شک ہوا کہ اس وضو سے میں  
اس سے بری الذمہ ہوا ہوں کہ نہیں اور اسکا جواب ہے کہ وہ نماز ایک طہارت معلوم  
پر منسوب تھی جبکہ باطل ہو نہیں شک ہو گیا ہے تو شک کی طرف التفات نہ کیا جا دیکھا اور  
یہ یہ شک یقین کے دور کر نہیں موزن ہوگا جیسے اگر شک کرے کہ میری کپڑی پر یا بدن پر  
نجاست لگی ہے یا نہیں تو اُس پر ہونا واجب نہ ہوگا وہ لوگ یہ تقریر پیش کرتے ہیں کہ  
نجاست سے بچنا شرط نہیں اور اسی لحاظ سے اسکی نیت واجب نہیں بلکہ نجاست ایک  
مانع ہے اور اصل اسکا ہونا ہی بخلاف وضو کہ وہ شرط ہے اور اسکی نیت ثابت رہی میں

فان شك على انك  
حتى يجمع صفا  
المصلحة وغیرہ  
النظر في ثبوت  
في زيادة الذم  
انها صلو  
الشك في طهارة  
فان الله اليقين  
او بدنه نجاسته  
عساها فالو الجنب  
النجاسة ليس بشرط  
لا يجب يثبتها  
مانع والاصل عند  
بخلاف الوضوء فان  
بشرطه في شك

الاصح



التعجب الخبيث الشر كالصداق  
والضيق فيه حرام وقت عجب  
عن السارطاهن فيسقط فرض  
الشر وهو ضعيف والقول  
بالحس هو الوجه سواء شتر  
عدت الثياب تشرع للمسقط

ناپاک کپڑا شرع میں مثل سعدوم کوہی اور اس سے نماز پڑھنی حرام ہے اور پاک  
کپڑی سے ستر کو ڈھانکنی سے عاجز ہو گیا اسوجہ سے ستر کی فرضیت اسکو حق میں نہیں اور یہ  
قول پوچھ ہے اور اٹکل کر نیکا قول غالب سے گو شمار کپڑوں کی زیادہ ہو  
اور اٹکل کر سے مشقت کی وجہ سے اور اگر شمار کم ہو تو یقیناً پر  
عمل کرے۔ ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ نجاست سے احتراز  
کرنا از قبیل ممنوع ہے پس اگر اٹکل کرے اور اپنی گانہیں ایک کپڑی کی طہارت  
غالب جانکر اس سے نماز پڑھے تو شک کی باعث اسکی نماز کو باطل ہونیکا حکم نکلیا جاوے گا  
اسلمو کہ اصل تو نجاست کا نہ ہونا ہے اور اوسیکا شک اس کپڑی میں ہے تو اسی سے نماز  
پڑھے جیسے اگر کوئی کپڑا مانگ لیا یا خریدا اور اوسکا حال نجاستا ہو اور ابو ثور کا  
قول نہایت خراب ہے اسلمو کہ اگر بالفرض کپڑی کی نجاست کا یقین ہی ہونا تب بھی تو  
اس سے نماز پڑھنی خدا تعالیٰ کے نزدیک محبوب تر اور بہتر ہے اس سے کہ نہنگا اور دیکھنے والوں  
کے سامنے ستر کو کہو لکن نماز پڑھتا بہر حال یہ مسئلہ وسواس مذموم میں سے نہیں **فصل**  
اور برتنوں کی مشتبہ ہونیکا مسئلہ بھی وسواس کی قسم سے نہیں اور اوسین اختلاف ہے  
امام احمد فرماتے ہیں کہ تیمم کر کے اور برتنوں کو چوڑھی اور ایکبار یہ فرمایا ہے کہ اٹکا  
پانی گرا دی تاکہ پانی کا گرم کر نہوالا ہے اور امام عظیم فرماتے ہیں کہ اگر پاک برتن زیادہ ہوں

وان قال عمل بالیقین قال شيبانكا  
اجتنبوا الخبائثا من ثوبها و صافين  
وعلم على ظنهم علم الخبائثا وقت شك  
بالتناقض الاصل علم الخبائثا وقت شك  
فيجاف هذا الزيف فيصلي فيه كما  
هو استعاره ثوبا او اشتراه ولا يعلم  
ابن قتيب في غاية الفساد فانه لو يقين  
بجاسته الغيب لكانت صكوا فيه بخيار  
احب الي الله حين صلبوه بخير بادي الشقة  
للاخطى بوجوه حال فليس هذا من الوضوء  
الذموم فصل اما مسألة التثنية  
لا واني فليكن من يارب الوضوء  
ايضا وفيها اختلاف  
قال اهل يمينهم ويترها  
وقال مشقة يربوها  
وقال من عادها  
بكره كون عادها  
قال ابو حنيفة في ان  
كانت الظاهره اكثر

کر  
اور اسکا





لا فخر واعتزاز في التشهد على  
 خذوا مني اذا قلت هذا فقل  
 من صلواتك واما على من  
 صاحبنا ابن عبد النبي و  
 صاحبنا فاجزي عنهما التبريد  
 فانهبنا فاجزي عنهما التبريد

ہو جاتی ہے اسلئے کہ انہوں نے حضرت ابن مسعود کے اس قول پر تشہد میں عمامہ  
 کیا ہے کہ جب تویبہ کہی یعنی التیمات پڑھے تو تیری نماز پوری ہوگئی مگر ابو عبد اللہ شافعی  
 کے اور ہمارے مذہب پر کافی نہوگی سلمیٰ کہ ہم اس حدیث کو سند کرتے ہیں کہ نماز  
 کے اندر آنا اللہ اکبر کہنا ہے اور اس سے باہر ٹھنسا سلام ہے اور ہمارا مذہب ہے التیمات  
 میں درود پڑھنا آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم پر ابو البرکات فرماتے ہیں کہ یہ روایت جو  
 امام احمد سے منظر ظاہر کرتی ہے کہ ایک نماز کی قضا اسکو کافی نہوگی سلمیٰ کہ نماز کو  
 باہر آنا معتبر طور پر دشوار ہے نہ سلمیٰ کہ معین کرنا نیت کا فوت ہو گیا پس جب تین کو  
 قضا کریگا تو توری کہتے ہیں کہ مفسد نماز جا تا رہا حال سہین کچھہ و سواس و انکو  
 راحت نہیں فصل اور جسکو اپنی نماز میں شک ہو تو وہ یقین پر بنا کر سلمیٰ کہ  
 اسکا ذمہ شک سے پاک نہوگا اور یہ جو ذکر کیا ہے کہ شکار کا کہنا حرام ہے اسصوت  
 میں کہ شکاری کو شک ہو جاوے کہ وہ زخم سے مرہ ہے یا پانی سے اور مصورتین کہ اسکی کئی  
 کے ساتھ دوسرے کا کتا لگیا ہے تو یہہ امر رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے ہی ارشاد فرمایا  
 ہے اور اسکی جہ سے کہ حلت کر سبب میں شک ہو گیا اور حیوان میں اصل حرمت ہے بخلان  
 ان اشیا کے جنہیں اصل حلت ہے جیسے کہنا نایا کبڑا خریدا جسکا حال معلوم نہیں تو سکا  
 استعمال جائز ہے گو شک ہو کہ یہ نایا ہے یا نہیں سلمیٰ کہ شرط کا جب معتبر کرنا مشکل ہوتا ہے

وخلینا لہما اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ان قضاء الواحد فی الجمیۃ یقتضی ثلثا  
 المعنی لا یقتضی نیۃ التعین فاذا اقصی ثلثا  
 قال الثوری انذ فہ المفسدین کل حال  
 ۱۳ اور اسکا ذکر  
 فلا یس هذا راحة لله وسواك  
 وقلق فانہ یجوز علی الیقین لانہ ان یترک ذمہ بانساک  
 وامتنع اکل الضبی اذا اشک صا حہ اصل کالج او  
 بالما یخیر اكله اذا اشک طلبة کلبا غیرہ فہو الزی  
 لا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لانہ قد نزل فی  
 سبب الخلل والاصول والحدود الخیر فیہم بخلان  
 ما کے  
 فیہ الخلل كما لو اشتری  
 طعما او ثوبا لا یحکم  
 حالہ یجوز ان یسعد ما لا  
 اشترط من شیء اعتبارا  
 ان اشترط من شیء اعتبارا



روکان الاصل علم النافع  
 لم يلبثت الى ذلك الا قدام اول  
 كما اذا اذ ان يلبس لاجل  
 من اذ اذ ان يلبس لاجل  
 من اذ اذ ان يلبس لاجل  
 من اذ اذ ان يلبس لاجل

يا اصل نافع فهو ما هو في توادسكي طفت التفات نهين كما جاتا پہلی صورت کی  
 مثال یہ ہے کہ جیسے کسیے پاس گوشت آدمی اور اسکو معلوم نہ ہو کہ ذبح کرنا ہوا ہے  
 بسم اللہ کہی یا نہین اور شرطین فریح کی پوری کہیں یا نہین تو یہ امور قابل التفات  
 نہین سلمو کہ انکی لغتیش میں وقت ہو اور حضرت عائشہ نے حضرت عائشہ علیہ السلام  
 کی خدمت میں عرض کیا کہ کچھ لوک باہر کے ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں مگر ہمکو معلوم  
 نہین کہ انہوں نے سپر خدا کا نام لیا ہے یا نہین آپ نے فرمایا کہ تم بسم اللہ کہہ کر لیا  
 کرو باوجودیکہ آپ نے منع فرمایا ہے اس جانور کے کہانی سے جس پر خدا کا نام لیا گیا  
 ہو اور دوسری صورت کی مثال یہ ہے جو پانی اور کہانی کی مذکور ہوئی فصل  
 جو حال تنہا بن عمر اور ابو ہریرہ کا ذکر کیا تو خود ان دونوں صاحبوں نے تنہا ایسا  
 کیا اور صحابہ نے نہین کیا اور حضرت ابن عمر فرمایا کرتے تھے کہ مجکو دسواں سے تم  
 میری پیروی مت کرو اور ظاہر مذہب امام شافعی اور احمد کا یہ ہے کہ وضو میں درون  
 آنکو نکر اندر کا دھونا مستحب نہین اور یہ امر مضر ہے سلمو کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم  
 سو منقول نہین کہ آپ نے اسکو کیا ہو یا اسکا حکم دیا ہو حالانکہ آپکو بہت لوگوں نے وضو  
 کرایا ہے مثل حضرات عثمان اور علی اور عبداللہ بن زید اور بروج بنت معوذ وغیر ہم کے  
 اور کسی بیہ امر آپ سے نقل نہین کیا اور جنابت میں اسکو واجب ہو پر امام احمد سے

عائشہ و اللہ وسلم ان ناسا من الاعراب یوتنوا بالانتم  
 انما رى ذلك و ايسون الله صلوات الله  
 انتم و كما امر الله و قال في عن اكل ما لم يذبح  
 انتم و كما امر الله و الثاني كما اذا ذكر من الماء و  
 انتم و كما امر الله و الثاني كما اذا ذكر من الماء و  
 انتم و كما امر الله و الثاني كما اذا ذكر من الماء و  
 انتم و كما امر الله و الثاني كما اذا ذكر من الماء و

فصل الطعام

ابن عمر

ابن عمر و الربيع بن  
 معوذ بن عمرو بن  
 احمد بن حنبل  
 ابن عمر و الربيع بن  
 معوذ بن عمرو بن  
 احمد بن حنبل  
 ابن عمر و الربيع بن  
 معوذ بن عمرو بن  
 احمد بن حنبل











عن خذ السجل القابض وهي  
الامر والامر بالامر والامر  
والامر والامر والامر والامر  
والامر والامر والامر والامر

والامر والامر والامر والامر  
والامر والامر والامر والامر  
والامر والامر والامر والامر  
والامر والامر والامر والامر

والامر والامر والامر والامر  
والامر والامر والامر والامر  
والامر والامر والامر والامر  
والامر والامر والامر والامر

والامر والامر والامر والامر  
والامر والامر والامر والامر  
والامر والامر والامر والامر  
والامر والامر والامر والامر

والامر والامر والامر والامر  
والامر والامر والامر والامر  
والامر والامر والامر والامر  
والامر والامر والامر والامر

لوگو نکو شرک اکبر یا اوس کسی کتر شرک میں ڈالو یعنی لوگ ان نیکیوں لوگوں کی  
مورنوں سے اور ان مورنوں سے جنکو ستاروں کا طلسم بنانے تم اور اسپر علی  
مورنوں سے شرک بگلی اسلام کہ ایسے مرد کی قبر جو پیر چینی کا عقائد شرک کرنا نفسوں  
سویزی ہر لکڑی یا پتھر کے ساتھ شرک کرنے سے اور ایسے جو سواہل شرک کو  
دیکھتی ہو کہ فردن کے پاس تضرع اور عاجزی کرتے ہیں اور عبادت دل سے کرتے ہیں  
کہ اسپر علی خدا گہر دین نہیں کہنے نہ سحر کو وقت اور بعض لوگ قبر نکو سجدہ کرتے  
ہیں اور اکثر لوگ قبر کے پاس کی نماز و دعائیں ایسی برکت کی توقع کرنے میں جو مسجد و  
میں نہیں تے تو ہی خرابی کیواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی سرسوی چڑھی  
کاٹ دی کہ قبرستان میں نماز پڑھو کہ مطلق منع فرما دیا گو نمازی کا قصد اپنی نماز میں  
اوس جگہ کی برکت حاصل کرنا نہو جیسے کہ نماز پڑھنی آفتاب کو نظر اور ڈوبو کو وقت  
منع فرمائی اسلام کہ ایسے اوقات ہیں کہ شرک اسین آفتاب کیواسطہ نماز کا قصد کیا  
کرتے ہیں اسی نظر سے اوس وقت نماز سے منع فرما دیا گو نماز بونکا قصد وہ نہو جو شرک کا  
ہوتا ہو گریہ واسطہ دور کر نیو منع فرمایا اور اگر نماز سے قصد اس جگہ کی برکت لینو کا ہو  
تو یہ صریح دہو گا دینا ہر اللہ تعالیٰ اور اوسکے رسول کو اور مخالفت ہوا و سکودین  
کی اور ایجاد کرنا ہر ایسے دین کا جسکی اجازت اوسے نہیں دی۔ غرضکہ آنحضرت

عن الرجل الذی یعتقد صلاہ صحیحہ  
من اللہ فی نفسہ من اللہ فی نفسہ  
من اللہ فی نفسہ من اللہ فی نفسہ  
من اللہ فی نفسہ من اللہ فی نفسہ

عن الرجل الذی یعتقد صلاہ صحیحہ  
من اللہ فی نفسہ من اللہ فی نفسہ  
من اللہ فی نفسہ من اللہ فی نفسہ  
من اللہ فی نفسہ من اللہ فی نفسہ

عن الرجل الذی یعتقد صلاہ صحیحہ  
من اللہ فی نفسہ من اللہ فی نفسہ  
من اللہ فی نفسہ من اللہ فی نفسہ  
من اللہ فی نفسہ من اللہ فی نفسہ

صلوات اللہ علیہم والہم السلام بالضرورة  
عند القبول منی عنہم من عامہ  
انخذھا ساجدا فقل صرح عامہ  
فان ابیہم بنی الساجد علیہم  
الصلوات علیہم العجلۃ الہدیۃ

مناقبہم والادب الشافی  
اصحاب الرحمن والادب الشافی  
و صرح اصحاب الرحمن والادب الشافی  
ان یجمل علیہم اظہر البکر  
یعنی ہم انہیں جو لوگ انہیں تعارف میں سے لے کر اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں دینے والے ہیں انہیں جملہ میں جملہ بن عبد اللہ بن ابی قحطیبہ

انہی صلی اللہ علیہم والہم السلام قبلاً  
انی برا اللہ ان یقول انکم خلیل  
لا تخزن ابابک خلیل الا وان القبول جنتانی انکم  
انہی صلی اللہ علیہم والہم السلام قبلاً  
انی برا اللہ ان یقول انکم خلیل  
لا تخزن ابابک خلیل الا وان القبول جنتانی انکم

۱۳  
کراچی شیطانی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زین منین سے یہ بات یقیناً جانی گئی کہ قبروں کو پاس نکلنے پر منع کی ممانعت ہو اور یہ کہ آپ نے اس شخص پر لعنت کی جو قبروں کو مسجد میں کرے اور علماء کو اکثر گروہوں بوجہ بیرونی حدیث سے منع کرے کہ قبروں پر مسجد بنائے یا منع کر دیا اور امام احمد اور مالک اور شافعی نے منکوحہ کو کہا ہے اور کچھ لوگوں نے مکروہ کہا ہے مگر یوں مناسب ہے کہ مکروہ تحریمی اس سے مراد لیا جاوے تاکہ ان لوگوں کو ساتھ حسن ظن ہو اور آبرو بچے گا انہوں نے کہا کہ جس بات سے کہنے والے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لعنت کا کرنا اور اس سے منع فرمانا تو از ثبات ہو چکا ہے اسکو یہ لوگ جازر کہتے ہیں چنانچہ صحیح مسلم میں جبکہ ابن عبد البر نے بھی روایت ہے کہ ابن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باخبر ہوں پیشتر آپ کی وفات شریف کی سنہ ہجری کے زمانے تھے کہ میں بڑی ہونا ہوں اللہ کی طرف اس سے کہ تم میں آدھرا کوئی خلیل ہو اور اگر میں خلیل بنانا تو ابوبکر کو بنانا سنلو کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنانے سے منع فرمادے اور تم قبروں کو مسجد میں مت بناؤ کہ میں منکوحہ اس سے منع کرنا ہوا اور حضرت عائشہ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مریض ہوئے تو اپنی چہرہ مبارک پر اپنی ایک چادر ڈالی لگی پس جب گہرا ہوئے تو اسکو اتار لیا اور اسی مالین فرمایا کہ لعنت ہو خدا کی یہود اور نصاری پر کہ انہوں نے اپنی انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیں اور اس سے آپ کو ان کے فعل سے ڈرانا منظور تھا روایت کیا اسکو بخاری

فقال وهو کن لك لعنته  
انخذھا ساجدا فقل صرح عامہ  
انخذھا ساجدا فقل صرح عامہ  
انخذھا ساجدا فقل صرح عامہ



قوله الصحيح عن ابن عمر رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وآله قال لعن الله اليهود والنصارى

اور مسلم نے اور صحیحین میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ کو مارے گا کہ انہوں نے اپنی انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ لعنت کریم خدا تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر کہ اپنی انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا بہر حال قبروں کو مسجد بنانا سوائے اپنی آخر عمر میں منع فرمایا اور اہل کتاب میں سے جسے ایسا کیا اس کو لعنت فرمائی تاکہ اپنی امت کو اس فعل سے ڈراوین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے اوس مرض میں فرمایا جس کو کہ نہ اٹھو کہ لعنت کریم اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ کو کہ انہوں نے اپنی انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا اور اگر یہ بات آپ ارشاد فرماتے تو آپ کی قبر شریف بھی کھلی رہتی مگر اسکا ڈر ہوا کہ کہیں مسجد نہ ہو جاوے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور حضرت عائشہ کو قول نبی صیغہ مجہول علت ہے قبر کے کھلاز کہنہ کی اور امام احمد نے سند بخندہ سے حضرت عبدالسد بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سے بدترین وہ ہونگا کہ اوکو قیامت آلیگی اور وہ زندہ ہونگا اور وہ لوگ کہ قبروں کو مسجد بناوے بناتے ہیں از زید بن ثابت سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ لعنت کریم قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور ان لوگوں پر جو قبروں کو مسجد بنادیں اور چراغ دہریں اسکو امام احمد اور سنن ابون نے روایت کیا ہے

عن ابن عمر رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وآله لعن اليهود والنصارى

فقد نعى عن اتخاذ القبور مساجد  
في اخر صحيحين ان نفعوا ذلك قالوا لعنته رضي الله  
عنه قال رسول الله صلى الله عليه وآله لعن  
اليهود والنصارى ولو ادركت  
القبور مساجد لعنتهم

وقوله لعنته يعني ان يكون مسجدًا مستنقفاً عليه  
فان وعى الامام احمد ان رسول الله صلى الله عليه وآله لعن  
اليهود والنصارى ولو ادركت القبور مساجد لعنتهم  
ان رسول الله صلى الله عليه وآله لعن اليهود والنصارى  
والله اعلم بالصواب

الامام احمد في اهل السنن  
والله اعلم بالصواب  
والله اعلم بالصواب  
والله اعلم بالصواب

وروى البخاري عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 يد اعلان الله كان من المستغفرين هم  
 النضر عن الصادق عن عبد القبر واذا دخل  
 القبر وقال بوسم عبد القبر او قال  
 انسى عن القبر او قال لا اضر كل واحد  
 صلح الله عليه وآله الامام محمد  
 اهلا السنن وهو ابو حاتم وابن جبار والباقر بن  
 زهراة عن الصادق عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 الفباة وروى مسلم في صحيحه عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 على القبر ولا تضلوا اليه وهذا الرجل القوي بن  
 ۱۳۱۳ اسرار

اور صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر نے انس بن مالک کو ایک قبر کے پاس نماز پڑھنی  
 دیکھ کر فرمایا کہ قبر بڑی قبر۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کے نزدیک تمہری ہوئی بات نہیں  
 کہ قبر کے پاس نماز منع ہے مگر حضرت انس کو قبر کا خیال نہ آیا اور ابو سعید خدری فرماتی ہیں  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زمین بالکل مسجد ہے سو مقبرہ اور حمام کے ہونے کو  
 امام احمد اور سنن الاصحیح روایت کیا ہے اور ابو حاتم اور ابن جبار نے اسکو صحیح کہا ہے  
 اور اس سے بڑی کبریاں قبر کبریٰ نماز پڑھنی کی ہے کہ نمازی میں اور قبر میں کچھ آڑ نہ ہو  
 چنانچہ مسلم نے ابی مرثد غنوی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا  
 کہ قبر پرست بیہودہ نہ اٹکی طرف کو نماز پڑھو اور اس حدیث سے اس شخص کا قول باطل ہے  
 جو قبرستان میں نماز پڑھنے کی ممانعت کا باعث نجاست کو بیان کرتا ہے کیونکہ یہ بات آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاصد سے بہت بعید ہے اور کسی وجہ سے باطل ہے اور حدیث میں بھی  
 اور کبھی ہو ہی مقبروں میں کچھ فرق مذکور نہیں جیسے علت نجاست بیان کر کے کہتے ہیں  
 دوسری وجہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹھ اور نہ صاری کو اپنی انبیا کی قبروں کو  
 مسجد بنانی پر لعنت فرمایا ہے اور یہ بات یقیناً معلوم ہے کہ اسکی وجہ نجاست نہیں  
 ہو سکتی اسلئے کہ انبیا کی قبریں تو نہایت پاک جگہوں میں ہی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے زمین  
 پر حرام کر دیا ہے کہ اونکو جسوںکو کہا دے یہ کہ جسے کہ آپ نے اونکو طرف کو نماز پڑھنے سے

عم ان النضر عن الصادق عن عبد القبر  
 تف عن صادق عن النضر عن عبد القبر  
 وروى البخاري عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 يد اعلان الله كان من المستغفرين هم  
 النضر عن الصادق عن عبد القبر واذا دخل  
 القبر وقال بوسم عبد القبر او قال  
 انسى عن القبر او قال لا اضر كل واحد  
 صلح الله عليه وآله الامام محمد  
 اهلا السنن وهو ابو حاتم وابن جبار والباقر بن  
 زهراة عن الصادق عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 الفباة وروى مسلم في صحيحه عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 على القبر ولا تضلوا اليه وهذا الرجل القوي بن  
 ۱۳۱۳ اسرار

فبعوا زواجا بيا دين  
 اطهر البقاء فان الله  
 قد فرغ من خلقه  
 ان تاكلوا من ثمره  
 وما اذنه عن الصادق العجوة  
 فبعوا زواجا بيا دين  
 اطهر البقاء فان الله  
 قد فرغ من خلقه  
 ان تاكلوا من ثمره  
 وما اذنه عن الصادق العجوة







ان بلیغہ الترقی و بیغیہ  
 غضباً لربہ ان یعمل بیسواہ فای  
 الترقی الایضیۃ امر و اذکار  
 غیبیہ و تالیفہم الشیطان لہ  
 تعظیم لقبی الصالحین و کما  
 الترقی لہا تعظیم الترقی  
 اسعد و من اعد اخصر ارجع  
 البیغیۃ من ہذا الباب بعینہ  
 علی عباد یقوی و یقوی و من  
 یحل علی عباد الاصنام  
 البیغیۃ تہتم الترقی کن بین  
 فیصلہ یقوی و ہکذا اللہ اهل التوحید لیسوا  
 اذکار

اوسکو شرک لگ کر ڈالنا کہ دوسرے پر بزرگی کی لہجہ ہے کہ اوسکی ساتھ اسکی  
 غیر کی برابری نہ کی جاویں مگر مشرکوں نے آپکے حکم کی نافرمانی ہی کی اور جس بات سے منع  
 فرمایا تھا وہی کیا اور شیطان اذکو چکچک سے فریب دیا کہ یہ امر نیکوئی کی قبر و نیکو تعلیم  
 اور جسد نرم انکی زیادہ تعظیم کرو گو دتا ہی ان مسلما کو قرب سے سعادت یاب اور اونکے  
 دشمنوں سے دور تر ہو گے اور بخدا کہ اس مردود بعینہ اسی فریب سے لغوٹ اور بوق  
 اور کے پوجنے والوں کو دیکھا اور اسی دروازہ سے بت پرستوں کو پاس جب سے کہ  
 بہ سوئی میں قیامت تک آویگا اب مشرک کبار کو باہین جنس تو مسالہ کرنے لگی اور بعض  
 اذکو طریق میں نظر کالو لگو اور اللہ تعالیٰ نے اہل توحید کو ہدایت کی کہ اکابر کے  
 طریق پر چلو اور انکو اس مرتبہ پر جانا جس مرتبہ پر خدا تعالیٰ نے انکو کیا ہے یعنی اذکو  
 بندہ جانا اور معبود نبوی کے خواص و نسو دور کہو اور یہ امر انکی نہایت تعظیم و عت  
 کا ہے اور مشرکوں نے انکو امر کی نافرمانی کی اور تعظیم کے پیراہ میں اذکو گھٹایا۔  
 امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں مکہ وہ جاتا ہوں کہ کتنی مخلوق کی اتنی تعظیم  
 کی جاویں کہ اسکی قبر مسجد ٹھہرائی جاویں کیونکہ اس میں خون فتنہ کا ادسپر بھی ہے اور اسکی  
 بعد کے لوگوں پر بھی اور اسکی علت شرک اور یہود اور نصاری کی مشابہت کو کیا  
 ہے یہ قول کتابنا سنح الحدیث و منسوخہ میں اس جگہ ہے جہاں اس حدیث میں گفتگو

من العیوب وہو سلب خصائص الہیۃ عنہم و ہذا  
 طمغہم و انزلہم من اظلم التی انزلہم اللہ انما  
 من العیوب وہو سلب خصائص الہیۃ عنہم و ہذا  
 غایۃ تعظیمہم و طاعتہم و اما الترقی کن فغصو  
 امرہم و منقصوہم فی صلوۃ التعظیم لہم  
 قال الشافعی اذکے  
 خلعا فحق جعل قبرہ مسجدا  
 مخالفاً للفتنہ و قال ابو و  
 علی من یعد من الناس  
 و عنک بالشرک و مشابہۃ  
 و من فی کتابنا سنح الحدیث  
 و من فی کتابنا سنح الحدیث

و من فی کتابنا سنح الحدیث  
 و من فی کتابنا سنح الحدیث  
 و من فی کتابنا سنح الحدیث  
 و من فی کتابنا سنح الحدیث



الحق بين الذانفة بعد لفظ  
وعين الحسن وایام منی ومن الملکود  
الکعبة و عرفه و منی و النملود  
فی صلی الله علیه و آله و قال  
انما ذوق الثریف عید اقال  
ابوح او کحل احمد بن صریح  
ابو الحسن اذ نبی عبد الله بن  
قال فوات علی عبد الله بن  
قال فوات علی عبد الله بن  
قال فوات علی عبد الله بن

سلمانو کرمی عید الفطر اور عید قربان اور منی کے ایام میں اور جگہ کی عید کے پہلے  
میں کعبہ اور عرفہ اور منی اور مقام حج میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قبر  
سبارک کو عید بنا سے منع فرمایا چنانچہ ابو داؤد کتبی میں کہ مسی حدیث بیان کی محمد  
بن سالم نے کہ کتبی میں کہ میں نے عبد اللہ بن نافع کو سانسو فرات کی کہ خبر دی مجھ کو ابن علی  
ذینے سعید مغبری سے اور انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
فرمایا کہ تم اپنی گہر و کوفہ قبرین مت بناؤ اور نہ میری قبر کو عید مہراؤ اور میرے اور پروردگار  
اسلو کہ تمہارا درود مجھ کو پہنچ جائیگا جہاں تم ہو گے اس حدیث کی اسناد حسن  
اور اگر اوی مغبر اور مشہور میں اور ابو یعلیٰ موصلی اپنی مسند میں فرماتے ہیں کہ مسی  
حدیث بیان کی ابو بکر بن ابی شیبہ اور ان سے زید بن الحباب اور انس بن جعفر بن بزم  
نے جو ذی الجناحین کی اولاد میں سے ہیں اور ان سے امام زین العابدین نے سطح کہ آپ  
نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک سنگ کی طرف کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کی قبر مطہر کے پاس تھا آتا ہی اور اسکی اندر جا کر دعا مانگتا ہی آپ نے اسکو منع فرمایا  
اور کہا کہ سنو میں تم سے وہ حدیث بیان کرنا ہوں جو میں نے اپنی باپ سے اور انہوں نے  
میرے داد سے اور انہوں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے کہ فرمایا میری  
قبر کو عید مت بناؤ اور اپنی گہر و کوفہ قبرین ہو اسطرح کہ تمہارا سلام جہاں میں ہو گا بھی

المغبری عن ابی ہشام رضی اللہ عنہ  
قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
لا تجعلوا يوم قبوري اعياد ولا تجعلوا اولي عيشتي  
وتصلوا علي فان صلواتكم علي خير لكم  
ابو يعقوب  
حسن ورجالہ ثقات و متساھد برو قال ابو يعقوب  
المعروف من مستند ثقات ابو بکر بن ابی شیبہ  
بن الحباب ثعلب جعفر بن ابرھیم من وثق بنی الجناح  
ثعلب بن الحسين انہ راى رجلا يجلس  
عند قبر النبي صلى الله عليه وآله وسلم  
فقال له يا رسول الله ما فعلت فقال  
كنت عند قبر النبي صلى الله عليه وآله وسلم  
فقال له يا رسول الله ما فعلت فقال  
كنت عند قبر النبي صلى الله عليه وآله وسلم

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
قال لا تلحقن و اقابر عتہ او  
تساہدکم یا یغی انما کنت  
تساہدکم یا یغی انما کنت









من هؤلاء الضلال والذمائم  
الحسن بن علي بن اهل بيته  
لك ان يقصد الرجل الفزاد  
لم يكن يريد المجد والرياء  
ولا ان يخادع عبيد قال النبي  
لا ارضى من اخذني في جفاتي

وانظر هذه السنن الذين  
اهل بيتك في اهل البيت الذين  
اهل بيتك في اهل البيت الذين  
اهل بيتك في اهل البيت الذين

ان جابلونكي نسبت كز ياد ه سمجتهو سيطر انك چوا حضرت امام حسن نے جو اہل بیت  
میں سے بڑی تہیہ راجانا اسکو کہ کوئی شخص قبر شریف کا قصد کرے اور تصور میں کہ مسجد  
کا ارادہ نہ کہتا ہو اور اس امر کو یہ تصور فرمایا کہ قبر مبارک کا عید ٹھہرانا ہے ہمارے شیخ  
زمانے میں کہ اب سنت کو دیکھو کہ وہ مدینہ منورہ کے لوگوں اور اہل بیت سے نکلی ہے جنگو  
رسول اللہ سے اللہ علیہ آہ وسلم سے قرب نسب و نزدیکی مکان کی تھی اسلئے کہ غیروں  
کی نسبت کرادنگو اسکی حاجت زیادہ تھی تو انہیں کو خوب یاد بھی ہوگی فصل  
پہر فرزند عید ٹھہر لینے میں اتنی بڑی خرابیاں ہیں کہ اونکا علم سوا خدا تعالیٰ کے  
اور کوئی نہیں جانتا انہیں سے ایک یہ ہے کہ اونکو عید اسلئے بنانے میں کہ انکی طرفلو  
ناز بڑھیں اور انحاطات کریں اور جو میں چاہیں اور انکی خاک پر اپنی خسار کریں اور  
قبر والونکی پرستش کریں اور اون سے مدد اور روزی اور حسد اور ادا می فرض اور  
سختی کے در کرنے اور مظلوم کی داد سےی وغیرہ کا سوال کریں جو بت پرست اپنی توتو  
مانگا کریں اور بھیدہ باتیں ہیں کہ ایمان اور اسلام انکو پتہ نہیں بلکہ جسکے دل میں اللہ کی تہیہ  
سے بھی غرت ہوگی وہ بھی اسکی باعث غصہ کرکے لگا کر کیا کچھ مردہ کو زخم کا درد نہیں ہوتا۔  
ان لوگوں کو ببالغہ کرنا انکو دیکھو کہ دور دراز جگہ سے چلکر سوار یوں ہوا تر کر اپنی ماتھی  
کھینچیں اور زمین کو سمیٹیں اور سر کو لکر بلند آواز سے اسے شخص کو پکارتے ہیں جن زبید اگر

فکانوا لها اضبطا فصل  
اعبادا من المفاسد العظيمة  
فتن لك اتخاذهما اعبادا  
والطواف بها وتقبيلا واستلامها  
على راسها وعبادة اهلها وسؤالها  
العافية وفضائلها ونفوسها  
وفيراتك ما كان اصل الايمان  
في قلبه الله آذني قاروا كين  
فلاظم وقتن لعن الاقوام  
من مكان بعيد فوضعا  
الرجاء فلبوا الاضغاث  
بالاستغناء عن بيتك

۱۳  
اسلامی نظامی

من مکان بعید فوضعا  
الرجاء فلبوا الاضغاث  
بالاستغناء عن بيتك

ولا یعدن الیقین فی بعض علی  
توسا آداب من لا ینبغی الیقین

ذو العاقبات مساق ذوی  
العاقبات من لا ینبغی الیقین

المسلم الذی یجعل الله تعالی  
مکافوا علیہ کطوفات النور

وهذا للعالمین الذی یجعل الله تعالی  
مکافوا علیہ کطوفات النور

نه مرے بعد جلا ہونے اور نکلنے کی کسی چیز پر قدرت رکھو اور اس سے وہ چیز مانگتے ہیں  
جسکا مانگنا خدا کے سوا اور کسی کو سچا نہیں یعنی سختی کا دور کرنا اور فاقہ والوں کو تو نگر  
کرنا اور مرض والوں کو شفا دینا پھر کہے کہ سجدہ میں گر پڑنے میں پھر اسکے گرد ایسے پیر  
ہیں جس سے فائدہ کہہ سکتے گرد پڑنے میں جسکو اللہ تعالیٰ نے مبارک اور تمام جہان کے لوگوں پر  
بنایا ہے پھر اسکو چومنی چاہنی لگتی ہیں جس سے خیر کبھی نہیں آتا اور جو اسکو ساتھ کرتے ہیں  
پھر قبر پر اسے اپنے ہاتھ اور سر خاک آلود کرتے ہیں اور خدا کو معلوم ہے کہ اسکو سزا سجدہ میں  
دہشت اور خرابی سے کبھی خاک آلود نہیں ہے اور اسکو لہو قربانیاں کرتے ہیں اور انکی نماز  
افعال سب غیر اللہ کے لہو کرتے ہیں پھر یہ دیکھو کہ ایک دوسرے کو مبارکی دیتی ہیں اور کتبی ہیں کہ مگو  
اور تمکو خدا تعالیٰ بہت سزا اور ثواب دے اور جنت پھر لڑاتے ہیں تو جو لوگ سب اللہ کے لئے  
انکو ساتھ نہیں تیار ہوا کرتے ہیں کہ تم میں سے کوئی اپنی حج قبر کے ثواب دینا اور اس  
ثواب حج کعبہ کا لیلو ہو جو دیتی ہیں کہ ایک حج سے تو کیا ہزار حج کے ثواب سے بھی بد لیں گے  
اور پہلو گزرتے ہیں کہ اس قسم کی باتیں بہت پرستی کا ہوتی ہیں اور بند کرنا ایسے ذریعہ کا جس سے  
یہ منوع چیز پیدا ہو نہایت ضروری اور اس میں کہہ شک نہیں کہ سب شریعت نے جو بات منع کی  
ہو وہ منع میں تاکہ فراموشی اور پر عیب کیا ہو اور انجام دینا کہ وہی جو جاننا ہو اللہ لو فاقین عقل نہ کیا ہو  
انکی عبارت یہ ہے کہ جب جانوں اور کینوں پر احکام شرعی دشوار ہونے تو انہوں نے شرعی

وہذا للعالمین الذی یجعل الله تعالی  
مکافوا علیہ کطوفات النور

وهذا للعالمین الذی یجعل الله تعالی  
مکافوا علیہ کطوفات النور

ان صاحب الشرع اعلم بالظن  
ما یحییہ وما یؤمل الیہ و احکم  
وفیہ عنہ ونوعہ علیہ  
قال ابو الوفاء یحییہ علی  
ما صعبت الکالیف علی  
لبمال والطعام علی لوین









وف ما نشره هو لا يستحق  
النفاسد ما يجنب عن خصم

فمن اك تعظيما للمفجرف  
الافتنان بما بين العلم

المجاورة عنك وتعلو الشفا  
عليها وسدتها وعقادها

بوجهي من الجاورد وعقادها  
المسجد للمسلم وبروا سندن

عند  
الفضل من فضل

اور جو باتین ان لوگوں کے تراشی میں انہیں شمار خرابان میں اول قبر و کلمہ  
تعمیر کرنی جو فتنہ میں داخلے شلا ان پر بیٹھنا اور مجاورد بنا اور ان پر پردی ڈالنے  
اور انکی خدمت کرنی اور قبر پرست قبر و کلمہ پاس مجاورد بنی کو کعب کے پاس مجاورد بنی  
سوی زیادہ سمجھتی ہیں اور انکی خدمت کو مسجد و کلمہ خدمت سے افضل جانتی ہیں اور جو شخص  
کہ انکا خبر گہراں ہو اس سے اگر کسی رت قبر پر لٹکی ہوئی قدیل کل ہو جاوے تو انکی زودیک  
اوس شخص کی خرابی ہر دوسرے قبر و کلمہ اور انکی خادموں کی منت ماننی تیسری اس  
باتکا معتقد ہونا کہ یہ مصیبت کو دور کرتی ہیں اور دشمنوں پر فتح دیتی ہیں اور میں پرستی  
ہیں اور سختیوں کو مالتی ہیں اور حاجتوں کو رد کرتی ہیں چوتھی اور انکو مسجد میں ٹھہرائی اور  
اوپر چراغ جلائی خدا کی لعنت میں اخل ہونا یا پتھون قبر والو کو رنج دینا اسلئے  
کہ وہ ان باتوں سے ناخوش ہیں اور ایذا پاتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
کو نصاری کے وہ اعمال ہواؤںکی قبر پر کرتے ہیں کے معلوم ہو ہیں اسطرح آپ کے  
سوا جنو انبیا اور صلحا میں وہ بھی بڑا جانتے ہیں اور قیامت ان لوگوں  
سے پہلو تہی کریگے اللہ تعالی فرماتا ہے ولوم یخسر ہم وما یبدر و ان  
من دون اللہ فقول را اسم اضلکم عماد می نوللا را ام تم ضلوا السبل  
اور جس دن جس کو اللہ کا دیکھا اور انکو اور جنکو  
بولجے ہیں اللہ کے سوا پیر ان سے کہا جائے کہ اللہ کے بندوں کو یاد وہ آپ کے راہ سے  
قالوا انما کان منسجناک یا کان منسجناک لانا ان یختر من دونک من اولیاء  
اولیین کے ذراک ہی ہو گویں نہ ہوا تھا کہ ہم نے تم سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے

المسجد للمسلم وبروا سندن  
المسجد الاول عن فضل تعظيما للکتابه  
الفضل من فضل  
الفضل من فضل  
الفضل من فضل

الاعمال وتزال الغيبات ونفح  
الاعمال وتزال الغيبات ونفح  
الاعمال وتزال الغيبات ونفح  
الاعمال وتزال الغيبات ونفح

تعالى ويبي  
من دون الله فيقول  
انتم اضلتم عبادي هو  
ام ضلوا السبل  
سبلنا ما كان ينبغي لنا ان  
نختر من دوننا اولياء



من الدعاء والتمتع والاعتقاد  
فابعد لان نزاج اهل الجان  
والتمتع عيا الله وازين بلديها  
وبان زيارة اهل الشرك والنبي  
منفسك فالت عانت مكان

رسوال الله صلى الله عليه و  
سليتي منفيين من اخر الليل  
السلام اذا كان بيلتي منفيين من اخر الليل  
السلام اذا كان بيلتي منفيين من اخر الليل

رسوال الله صلى الله عليه و  
سليتي منفيين من اخر الليل  
السلام اذا كان بيلتي منفيين من اخر الليل  
السلام اذا كان بيلتي منفيين من اخر الليل

اب اهل ايمان کی زیارت کو سب جو اللہ تعالیٰ نے مشروع کی ہے اور اسکو  
اور شرک والوں کی زیارت کو جو شیطان نے اونکے واسطے مشروع کی ہے مقابلہ  
کر دیا پھر جو کسی چاہو اپنی لہو پسند کر دے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ  
ﷺ علیہ السلام میری نوبت کی رات میں پہلی رات سے بقیع میں تشریف لیا کرتا تھا  
السلام علیکم دیا رقوم مومنین واما کم ما تو عدون خدا موحسون وانا  
تیر سکتم اسی یا نذا رنو گوئی بستی اور نکو آچکا جو عدو تھا تکو کل تک کی صلوات ہو رسول اللہ  
ﷺ انشاء اللہ بکم للاحقون اللهم اغفر لامل بقیع الغرقد روایت کیا اسکو  
اگر خدا چاہے تو تم سے بلیتے الی تو یکن ریز بقیع غرقد والو کو  
لے اور مجھ بھی اونیسین سہی روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آچکر پاس  
آئے اور فرمایا کہ تمہارا رب تمکو حکم فرماتا ہے کہ تم بقیع والونہین جا کر اونکو لے  
منفعت کی درخواست کرو حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کسی کہوں آپ نے فرمایا کہ یوں کہنا السلام علی  
اہل الدیار من المومنین والمسلمین ویرحم اللہ المستفید من منکم والمستأخرین  
الستی و التون بر ایانہ من اور مسلمانوں سے اور رحم کرے اللہ تم میں سے اکلون اور بچوں کو  
وانا انشاء اللہ بکم للاحقون اور برید ہون کی حدیث میں اونکے باب سے یہ  
اور تم انشاء اللہ تم سب کو لے لے لے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب کو سکھلاتے کہ جب قبرستان میں جاؤ  
تو یوں کہو السلام علی اہل الدیار۔ اور ایک روایت میں السلام  
علیکم اہل الدیار سے آخر حدیث تک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
تم پر تم بستی والو

رسوال الله صلى الله عليه و  
سليتي منفيين من اخر الليل  
السلام اذا كان بيلتي منفيين من اخر الليل  
السلام اذا كان بيلتي منفيين من اخر الليل

رسوال الله صلى الله عليه و  
سليتي منفيين من اخر الليل  
السلام اذا كان بيلتي منفيين من اخر الليل  
السلام اذا كان بيلتي منفيين من اخر الليل

رسوال الله صلى الله عليه و  
سليتي منفيين من اخر الليل  
السلام اذا كان بيلتي منفيين من اخر الليل  
السلام اذا كان بيلتي منفيين من اخر الليل

قد ضعی عن زیارة القبر سنن  
لکن زیعة فلما علم النویس  
فلا یوم اذن فی ذلک ما فی  
بریدة قال رسول الله صلوات  
علیه وواله و سلم کنت عینکم  
علیه وواله و سلم اراد ان

عن زیارة القبر ارجو ان  
من زیارة القبر ارجو ان  
من زیارة القبر ارجو ان  
من زیارة القبر ارجو ان  
من زیارة القبر ارجو ان

قبر وکی زیارت سوزیہ کے بند کرنے کے لئے منع فرمادیا تھا جب یہ صحابہ کے  
دو نمین جملگی تو اسکی اجازت دیدی چنانچہ بریدہ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت  
صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمکو قبر وکی زیارت سے منع کر دیا تھا  
جو چاہی وہ زیارت کر ہی اور فحش نہ کہی روایت کیا ہی اسکو احمد اور آپ کا  
اجازت دینا قبر وکی زیارت کے لئے اسی مشروع طور پر تھا اور فحش کہنی  
منع فرمادبا پس جو شخص کہ اونکی زیارت اس طور پر کرے اسکو اجازت نہوگی  
اور سب سے بڑا فحش یہ ہے کہ قبر وکی کے پاس قول اور فعل کی روسی شرک کرے  
اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
فرمایا کہ زیارت کرو قبر وکی کہ وہ موت کو یاد دلاتی ہیں اور اسباب میں حضرات  
علی اور ابن عباس اور ابن مسعود اور ابوسعید سے حکم زیارت قبور کا موت کی  
یاد اور عبرت اور دنیا سے نئے رغبتی کے لئے مروی ہے اب بتاؤ تو کہ جو چیز آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع فرمائی ہے او میں ان امور میں سے کچھ ہے جو شرک  
و بدعت والے کرتے ہیں یا ان دونوں میں ہر طرح سے مخالفت پاتی ہو اور اکابر سلف  
نے توحید کو اتنا خالص کیا اور اسکی رعایت اتنی کی کہ اگر کوئی آمین سے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کرتا پھر دعا مانگتا منظور ہوتا تو اپنا منہ قبلہ کی طرف نہ کر کے

۱۳۰ کا بیضا

مسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول  
الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیارة القبر فافکتا  
تذکر المتأوفی الباب عن علی بن ابی طالب  
وابوسعید الامری زیارة القبر  
فیما شرفہ علی علیہ وآلہ وسلم  
ام یجد ما یفعلہ اهل الترتک والبیہ  
کل وجہ ولقد جن الشاف  
حتى کان اصبح اذ استلم  
على النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
وتسلم ثم ارجع الدعاء استقبال

القبلة وجعل ظلال الجبار  
القبر دعاء قال تسليمة بن جابر  
رسول الله صلى الله عليه وسلم  
ثم يسند خطبة الجبار القبر  
ثم يدعو ونص على القبر  
الائمة الاربعة انه يستقبل

قبر اطهر کی دیوار کی طرف پشت کر لیتا پھر دعا مانگتا سلم بن الوذان کہتے ہیں کہ  
میں نے انس بن مالک کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم پر سلام کہتے پھر اپنی پشت  
دیوار کی جانب کرتے پھر دعا مانگتے اور چاروں اماموں نے تصریح فرمائی ہے کہ  
دعا کی وقت قبل رخ ہوتا کہ دعا کا مانگنا قبر کے پاس منع اسلمی کہ دعا عبادت ہے  
چنانچہ ترمذی وغیرہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ دعا عبادت ہے اور میت کے  
اعمال جب منقطع ہو گئی تو وہ دعا اور استغفار اور رحم کا محتاج ہے اسلمی مرد  
پر نماز پڑھنے میں وہ الفاظ ہیں جو زندہ کے لئے مشروع نہیں عوف بن مالک  
کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازہ کی نماز پڑھی تو آپ نے عافیت  
یا ذکرئی الہی اور سکو بخشدی اور رحم کر اور عافیت دی اور اس سے درگزر کرو  
اور سکی مہمانی اچھی کر اور اسکی جگہ کٹ دہ کر اور اسکو پانی اور برف اور  
اگلے سے غسل دی اور اسکو گناہوں سے ایسا صاف کر جیسا سفید کپڑے کو  
میل سے صاف کر دیتا ہے اور اسکو گہری بہتر اور اسکو گہری بد میں دی اور اسکی  
بی بی سے بہتر بی بی عنایت کر اور اسکو جنت میں داخل کر اور عذاب قبر اور عذاب ذر  
سے اسکو محفوظ رکھہ راوی کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ تمنا ہوئی کہ کاش یہ مردہ میں  
ہوتا اسجہت سے کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم فرما دے کہ دعا مانگی رہو کیا اسکو

القبلة وقت التمسک حتی لا یبق عن القبر  
فان الدعاء هو العبادۃ والیت لما انقطع عمل صارا  
الدعاء هو العبادۃ والیت لما انقطع عمل صارا  
محتاجا الی الدعاء الاستغفار والرحم والیت  
محتاجا الی الدعاء والیت لما انقطع عمل صارا  
عن جنازۃ تفضلت بین ما تہ  
لہ وارجو عافہ واعف عنہم والکفر نافع  
ووسعوا فی خاۃ اغسلہ بلایا والناس والبدو  
نقہ من الخطایا کما نقبت اللوب الخیر امین دار  
الدین وابدلہ داخرا

شیخانی  
۱۳۱۳ھ

ومن جاحذ القبر  
الجنة واعلم من طيب القبر  
ومن عبد النار حتى قنبت  
ان ان الیت لدعا رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کذا لا الیت والیت



الذین یقولون کالیضوا و یفعلوا کالیضوا و یفعلوا کالیضوا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 سنہ و سنہ خلفاۃ و عندہ  
 جمیع الصحابة و التابعین  
 یکن من اهل الضلال ان یأقوا عن

جو کہتے ہیں کچھ اور کرتے ہیں کچھ اور ایسے افعال کرتے ہیں جیسا کہ انکو حکم نہیں  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور قبر والونکے باب میں کچھ اور پرنسپل برس  
 یہی رہا اور آپ کے خلفا کا طریق اور تمام صحابہ اور تابعین کا یہی تھا مگر ابھی دہ  
 انہیں کسی کسی روایت صحیح یا حسن یا ضعیف یا منقطع بیان تو کرین کہ جب  
 انکو کوئی حاجت ہوتی تھی تو وہ لوگ قبر و قبر جا کر دعا مانگتے اور انکو ہاتھ لگا  
 تھو اور انکو پاس نماز پڑھنے اور مرد و نکر طفیل سے خدا ہی کچھ مانگنی کا تو کیا کر  
 ہو پس کوئی قول ان لوگوں کا بیان کرین اور ہرکو ایک ہی حرف پر مطلع کرین ہاں یہ  
 ہو سکتا ہے کہ انکے بعد کے لوگوں کے اقوال نقل کرین اور جس قدر زمانہ بڑھتا گیا  
 اور وہ عہد دور ہوتا گیا یہ بلا پہنچتی گئی مین اسباب میں چند کتابیں دیکھیں  
 مگر انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ مردی نہ پایا نہ آپ کے خلفا اور صحابہ  
 کسی کوئی حرف تھا بلکہ انہیں اسکی خلاف بہت تھا چنانچہ احادیث مرویہ ہم بیان  
 کر چکا اور انما و صحابہ یہی حصر سے زیادہ ہیں حضرت عمر کا انکار حضرت انس کو  
 قبر کے پاس نماز پڑھنے سے اور یہ فرمانا کہ قبر پر پیشہ لکھی ہی چکو ہیں اور محمد بن سہمت  
 نے اپنی بیخانی میں خالد بن دینار سے اور اسنے ابو العالیہ روایت کی ہے کہ جب  
 ہمیں تشریف فرما کیا تو ہر مزان کے بیت المال میں ایک تخت پایا جس پر ایک شخص

اختارہم بقول صحیحہ و حسنہ و ضعیفہ و منقطعہ  
 کا نوا اذا کان لکم حاجتہ و قصد الی العیوب فالعوا  
 عنہم و مسکو ابا فضل عن ان یصلوا عند او  
 سألوا اللہ باصحابہا سؤلہم فلیأقوا عنہم کما یأقوا  
 علی حرف و واحد بل ینکتم ان یأقوا عن  
 کانت لک الذنوب و کما طار الزمان و نکر العیوب  
 لیس فی ذلک فقل بجد فی ذلک تصنفاع  
 و سلم و لکن خلفاۃ و سائر اصحابہ و من و لکن  
 من ان یحاطبوا و قال ذکری الخیار  
 علی ان یصلوا عند القبر و قولہ  
 کہ القبر و ذکری الخیار  
 فی مغازیہ عن خالد بن دینار  
 ابی العالیہ قال یا فضل انک ترونا  
 و ذین قال لہم ان یصلوا عند القبر

کتابہ شریف

معنی عنده اسے مصحف ناولہ  
 عملنا المصنفی الی غیر من کتب  
 فتنجہ بالعمیہ فیہ فانما الطویل  
 وراہتھا ما اقر القرآن فقلنا لای  
 العالیۃ ما کان قال بیدر بن  
 امیہ بن کلثوم قال  
 بعد قلت فما صنعتم بالبحرین  
 بعثنا انما نزلتہ فیہ فیما استقر فیما کان  
 بالبلد فناہو سبوا القیدی کلما لیس فیہ علی النابین  
 لا یستوفی قلیہ فیما یجوز فیہ فیما کان  
 عنہم بزیرو المبرر فیما یجوز فیہ فیما کان  
 فنادی انما القلتی من کتب فیما کان فیما کان

مردہ اور اسکو سرانے اور اسکا مصحف تھا ہمیں مصحف کو اٹھا کر حضرت عمرؓ کے  
 پاس بھیجا اپنے کعب جبار کو بلو کر اسکو عربی میں لکھوایا اور سب سے پہلو اسکو  
 میں نے پڑھا جیسے کہ وہ ان پڑھا ہوں خالد بن دینار کہتے ہیں کہ میں ابو العالیہ  
 پوچھا کہ اوسمیں کیا تھا فرمایا کہ تمہاری خصلت اور کام اور گفتگو کے لہجہ اور ج  
 آگے کو ہونا تھا وہ مذکور تھا میں نے پوچھا کہ تمہیں اس شخص کو کیا کیا فرمایا کہ ہمیں  
 دیکھو تیرہ قبریں دوردور کہوں جب ات ہوئی تو ہمیں اسکو دفن کر کے سب قبروں کو  
 برابر کر دیا تاکہ لوگوں کو حال معلوم نہ ہو اور قبر انہوں میں نے کہا کہ اس شخص سے انکی کیا  
 غرض تھی کہا کہ جب مینہ نہ پڑتا تھا تو وہ تخت نکالا کرتے تھے اور پانی برسا کرتا تھا  
 میں نے پوچھا کہ تمہاری دست میں وہ کون شخص تھا کہا کہ انیال بنی تمہیں کہتا تھا کہ تمہارا  
 نزدیک انکو مری کتنی روز ہو گیا کہ ۳۰ برس میں نے کہا کہ انہیں سب کچھ بلانا تھا کہا کہ انہیں  
 صرف چند بال کے ہی بدلتی تھی سہلو کہ انبیا کو گوشت کونہ زمین میں ڈال دینا اب ہر  
 قصہ میں فعل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت وانیال کی قبر کو چھانیکو دیکھو کہ  
 لوگوں کو بلا میں پڑنا نہ بلکہ پچھلو لوگ اس تخت کو پا کر تو تلواروں لڑو اور خدا کو سوا اسکی پرستش  
 نہ کرو اور اگر قبروں کو پاؤں غانا گنو اور انسوکت حاصل کر نہیں کچھ بہتری ہوتی تو مہاجر انصار میں  
 گوشہ پر کرتے تھے اسکا بادعا انگو سہلو کہ لوگ تو بہتری کو پیش قدمی کرتے تھے سہلو کہ انیسویں ہجرت میں  
 انیسویں ہجرت میں انیسویں ہجرت میں انیسویں ہجرت میں انیسویں ہجرت میں

ان لحوم الانبیاء لا یخبروا الا الاشیعہ انما یجوز فیہ فیما کان  
 ما وہن فی القضاۃ صنع اصحاب سب علی اللہ علیہ  
 والاسلام و تمیہ قبر ہذا الرجل الثلاثین بہ الناس فیہ  
 والہو و انما بالبحرین بالبحرین  
 و انما بالبحرین بالبحرین بالبحرین

و انما بالبحرین بالبحرین بالبحرین  
 و انما بالبحرین بالبحرین بالبحرین  
 و انما بالبحرین بالبحرین بالبحرین  
 و انما بالبحرین بالبحرین بالبحرین



کیا مصارعات کذا فیما استفتاوا  
تبار احدیہم ولا عوی ولا عوا ابہ  
ولا عوا عندہ ولا استشفوا ابہ

ولو كان ذلك منهم لمقال فیکون  
ووجهی وظفیرہ الخفاق و  
علسی ام کا فاطمہ بن ابہ ویکلفہ

علسی ام کا فاطمہ بن ابہ ویکلفہ  
علسی ام کا فاطمہ بن ابہ ویکلفہ

شہر دین بہت تہین اونہون نے بھی کسی قبر پر فریاد کی نہ اوسکو پکارا نہ اوسکو  
طیغیل اور نہ اوسکے پاس دعا مانگی نہ اوس سے سفارش چاہی اگر اونہین سے  
کوئی بات بھی وہ کرتے تو روایت کیجاتی بھلا ایسی بات میں بہتری ہو کہ اوس  
عمدہ زمانہ کے لوگ تو محروم اور ناواقف رہی ہوں اور بچپن اوس سے بہرہ ور  
اور واقف ہو گئی ہوں یادہ لوگ اوسکو جانتے تھے اور نے رغبتی کر گئے حالانکہ امور خیرین  
کو گونگی نسبت کر حریص تر تھے تو اگر یہ امر خلاف شرع نہ ہوتا تو وہ ضرور کرتے کہ دعا  
کی حاجت تو ہر ایک کو ہوتی ہے خصوصاً جو موت کہ کوئی بیماری مصیبت آدمی پر آوے  
اور صحابہ نے تو اس سے کلمہ کا بھی انکار کیا ہے چنانچہ معمر بن سوید مروی ہے کہ  
میں نے حضرت عمر کے ساتھ مکہ معظمہ کی راہ میں نماز صبح پڑھی آپ نے اوسمیں تم  
اور لایات قریش پڑھی پھر لوگوں کو دیکھا کہ ادب اور جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم  
کہاں جاؤ کسی نے کہا کہ ایک مسجد ہے کہ اوسمیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی  
ہو تو لوگ بھی اوسمیں نماز پڑھیں گے آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلو لوگ اسی جیسی بات  
سے ہلاک ہوئے وہ بھی اپنا انبیاء کے نشانات ڈھونڈتے اور اونکو بتھانے  
اور گرجے بنا لیتے پس تم میں سے کسیکو اگر ان مسجدوں میں نماز کا وقت  
آجائے تو نماز پڑھ لے اور وقت نماز نہ ہو تو چلا جاو اور انکا قصد نہ کر

رہنہ واقف ہو و قد کانوا احرص الناس علی  
الختیار فاولم یکن سنا فی الاشرع مع تختیار  
کل احد الی ان عامہ سبباً عند نزول الحوادث العظیمة  
ہو و قد انکار الصلحاء تہنئاً و قد اذعنوا فی  
المرکز و بن سوید قال صلیتہ مع عمر بن الخطاب

عمر بن الخطاب

فقال ربک یا حبیب الفیاء و کیف فربک  
فوالی لک انکسید فی ذہب من ذہب فقال ابن  
نزدہین فقیل سبحانک علیک ووالہ و سبب فیصل  
صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فہو فیصل  
فیہ فقال انما ہذا کتبک  
فبما کہم ہذا کا نوایتیہ  
انارینیا ہم و بن سوید  
و یوسف بن زید  
من لا یقضین ولا یصلوا  
اللسا جرد فیصل  
من لا یقضین ولا یصلوا

و انہ سے بقطع النجسہ الخی تا یلمسہا  
 صحابہ النبیین صلی اللہ علیہم  
 وسلم و انما الذی علی اللہ علیہ  
 والہ و سلم علی اصحابہ لما قالوا  
 ان للمشرکین ذوات اوطاط یمنی  
 یعلقون حولها وینویطون بها  
 اسلحہم و ساءوا ان یجعل اللہ علیہ و آلہ  
 و سلم ہذا کما قالت بنو اسرائیل لوسی  
 لنا الہا کما کلم الہیہ فقال قال انکم فیہم  
 لایان لذرین سن من کان قبلکم فاذا کان  
 لخاصہم فی النجسہ الخی تا یلمسہا

اور نیز آپ نے جس پیر کے پیرچرا حضرت ایشی علیہ السلام نے صحابہ سے بیت لی تھی  
 اور سکو کاٹ ڈالنے کا حکم فرمایا اور جب صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کو بچہ ستین عرض  
 کیا کہ مشرکوں کا ایک درخت ذات اوطاط ہے جس کے گرد وہ بیٹھتے ہیں اور اپنی ہتھیار اور سین  
 لٹکا ہتھیں اور درخت کی کہ آپ بھی ہمارے لٹکے کوئی درخت ایسا مقرر کر دیجئے کہ جس پر  
 ہم اپنی ہتھیار لٹکایا کریں تو آپ نے انکی بات نمائی اور فرمایا کہ تمہارا یہ سوال ایسا  
 جیسا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ ہمارا کوئی معبود کر دو جس پر مشرکوں  
 کے ٹھاکر ہیں اور حضرت موسیٰ نے جواب دیا تھا کہ تم جاہل لوگ ہو آخر قصہ تکتم اپنی  
 پیشتر کے لوگوں کی جاہل پتھر ہو پس جس صورت میں کہ اس درخت کا مقرر ہونا ہتھیار  
 لٹکانا اور گرد بیٹھنے کے لٹکے ایسا ہوا جیسا خدا تعالیٰ کی ساتھ اور معبود کا ہتھیار ہونا ہوا  
 وہ لوگ اس درخت کی پرستش کرتے تھے اور اس سے سوال کرتے تھے تو پھر پتھر گرد بیٹھنے اور  
 اسکو وسیلہ سے اور اسکے دعا مانگنے کو کیا سمجھنا چاہے بعض مالکیوں نے اپنی کسی کتاب میں  
 کہا ہے کہ خدا نے ہر قوم کو دیکھو جہاں کہیں تمکو ایسا درخت ملے کہ لوگ اسکو پاس جا ہوں اور انکی  
 گرد ہوں اور اس سے توقع سلوک کرنی اور شفا کی کہتے ہوں اور ان سے سین اور کپڑے کاڑھنا ہوتے ہوں تو  
 ذات اوطاط ہے اور سکو کاٹنا اور جو شخص ہر شریعت سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ اگر سلف اور ان  
 پہلو میں فرق پورے کچھ کا ہر شعر وہ کسی شرف کی ستاد میں رکھو ہر فرق و لون میں بہت بلو ہر  
 علم ان باین التلقین بایں التلقین  
 راحۃ مسترقۃ و راحۃ مسترقۃ  
 نشان باین مسترق و مسترق

۱۲  
 سہ اولیٰ کتبہ فی جزیرہ کربلا

۱۳  
 اسکا شیطان  
 حوطا اتخا ذالہ مع اللہ مع اعظم العباد و غنا  
 و لا یسلو غنا فذا الرظن بالاعاق و قال القبر والک  
 بہ والدعاء عینہ و قال بعض الماکیہ  
 و مولفہ فانظر و اعظم غنا و جبر  
 یجین یفصل الناس و یعظمون غنا و جبر  
 و الشفا کونہا و یضربون بہا المساکین  
 و الحرف فخرجت اذ اوطاط و یطون  
 و من لہ خیرہ باثر التشریح  
 الخا بعد باین التلقین  
 راحۃ مسترقۃ و راحۃ مسترقۃ  
 نشان باین مسترق و مسترق







امیرانی فعلوا ما تموا به و انزلهم  
 الذی علیہ سنانی رکنی قال ابو  
 اسحق وغیره الاستقسام باللائع  
 کلام ولا فرق بین قول الراوی  
 و بین قول الیوم لکن من اجل طلوع  
 یوم کذا و اولی من قبل ان یرئی  
 یوم کذا لان الله یقول و ان تادی  
 نفس قادی ان کسب نفسا یادی

حکم کا غلط تو اس کام کو کرتے اور دوسرا جس پر منع لکھا تھا نکلتا تو اسکو چھوڑتے  
 ابو اسحق وغیره فرماتے ہیں کہ پانسے ڈالکر یا شحرام ہی اور اسکو قائل ہو میں اور  
 نجومی کے قول میں کچھ فرق نہیں جو کہہ دیتا کہ طلاق ستارہ کی باعث تو باہر ت جا اور فلان کے  
 طلوع پر باہر نکل کیونکہ اسد لکھا فرماتا ہے و ما تدری نفسک تا اذا نکشت عد او ما تدری نفسک  
 اور کوئی جی نہیں جانتا کیا کرے گا کل اور کوئی جی نہیں جانتا  
 یا حتی ارض تموت اور نجوم کا قائل ہونا اللہ عزوجل کے علم میں داخل ہونا ہی جو آدمی  
 سے درپردہ ہی اسکو حرام ہے جسے پانسے جتنا خدا تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے اور جو کچھ  
 شیطان مشرکوں کی واسطی مقرر کیا ہے خواہ درخت ہو یا لٹھ یا بت یا قبر یا لکڑی وغیرہ  
 وہ سب انصاف میں ہے ان سب کا بگاڑ دینا اور شان مٹا دینا واجب ہے جیسے آنحضرت  
 صلی علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اونچی قبروں کے ڈمانے اور زمین سے برابر کرنا حکم  
 فرمایا تھا چنانچہ حدیث ابی الہیاج اسدی کی اسباب میں پہلے گزری اور جس طرح  
 کہ صحابہ نے حضرت عمرؓ کے حکم سے حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر کو منحنی اور لوگوں سے  
 پوشیدہ کر دیا اور جب آپکو خبر پونہچی کہ جس درخت کو بیچے آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم  
 اپنے صحابہ سے بیعت لی تھی وہاں لوگ پیارے جاتے ہیں تو آپ لوگوں کو اسکا کانٹوں کو لے  
 بیجا اسکو ابن وضاح اپنی کتاب میں روایت کیا ہے کہ بین عیسے بن یونس سے سنا ہے کہ کئی تری  
 کہ حضرت عمرؓ اس درخت کے کانٹوں کا حکم دیا جسے بیچے آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے بیعت کی تھی

فی نفسی و ذلک منھن ل  
 الذی ہو عیب انھو حرام کلار لام  
 و بین ان انصاف کا قدر نصیبہ الشیطان اللہ  
 من شیخ آرمی اوون و قر و خشیہ او  
 ۱۳۱۳ انصاف شیطانی  
 من ذلک و ما تدری نفسک تا اذا نکشت عد او ما تدری نفسک  
 ان الناس یبغون الثمن بالثمن التي یبغون  
 ان طیارہ الاسد و کما علی الصحابة باعوا من الخطایا  
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم  
 لقطع ما رواه ابن وضاح  
 یومین بقول امیر من الخطایا  
 یقطع الشیطان الی یومین

ان الناس یبغون الثمن بالثمن التي یبغون  
 ان طیارہ الاسد و کما علی الصحابة باعوا من الخطایا  
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم  
 لقطع ما رواه ابن وضاح  
 یومین بقول امیر من الخطایا  
 یقطع الشیطان الی یومین

انہی صل اللہ علیہ والہ وسلم  
 فقطہرکان الناس انما نواذیہم  
 فیما نختارنا فاعلموا انما الفتنہ  
 قال علی بن یونس مؤمنان  
 من شئت ابن عوف عن یونس  
 کان هذا فعل عن النجاشی  
 انہی ذکرھا اللہ تعالیٰ فی القرآن و

آپ نے اسکو اسلئے لکھوایا کہ لوگ اس کے نیچے جا کر نماز پڑھتے تھے اور سوچتے  
 آپ کو خونِ فتنہ کا ہوا عیسیٰ بن یونس نے کہا ہے کہ یہ مضمون ابن عوف کی حدیث  
 سے جو نافع سہی مروی ہے جو بکو پونچھا ہے۔ غرض کہ جب حضرت عمر کا فعل اس وقت  
 کے ساتھ یہ ہو جسکا ذکر قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اسکو نیچے سما  
 نے آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم کی بیت کی ہے تو اس کے سوا اور چیز نہیں آچکا کہ حکم  
 ہوگا مثلاً ان تو نکلے باہر جنسی بڑا فتنہ اور گہری مصیبت پڑ رہی ہے کہ قبر پر مسجد  
 آباد ہیں یہ تو مسجد فرار کی نسبت کہ جی جسکو رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے ڈیادیا تھا  
 زیادہ تر سزا اور ڈمانے کے ہیں اور فتنہ اور خرابی میں بہت بڑی ہیں اور اسطرح  
 جو جیتے کہ قبر پر نہیں اٹھا ڈمانا اور جب ہے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کی  
 نافرمانی پر بنا کر گئی ہیں چنانچہ آچکا منع فرمانا قبر پر عمارت کے بنانے پہلے  
 گذر چکا تو جو عمارت کہ آچکی نافرمانی اور مخالفت پر بنی ہو اسکی کوچہ عزت نہیں اسکا  
 ڈیادیا اس عمارت کو ڈیانیسے اولی ہے جو خاص ہے دوسری زمین چہن کر اور سپر  
 بتلی ہو اور چونکہ آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم نے اونچی قبروں کے ڈیانیکا حکم فرمایا تھا تو  
 جو قبر اور مسجد بنیں انہیں بنائی گئی ہوں اور کاد ڈیانا اولی ہے اسلئے کہ قبر پر مسجد بنانے  
 والوں پر تو آپ نے لعنت فرمائی ہے اسطرح ہر قدیل در چراغ کا قبر پر ہو وہ کوٹنا ہے

بایعہ تختہ الصحابہ کر سق کلمہ صلی علیہ وآلہ وسلم  
 وسلم فنادی حکمہ فی ما عل من اہل ہذا القبلیۃ ومن  
 وان عظمت الفتنۃ بجا واشتد البلیۃ ومن  
 فان علی القلیۃ فانھا اولی بالہن من سبیل  
 الی غیر ذلک والذی یحکم فی سؤل اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم  
 واعظم فتنۃ وفساد اوکذ القبایلی علی  
 القلیۃ فانہ یجب ہلکھا انہی است علی  
 الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما تقدر علی  
 عن البنا علی القلیۃ فبناء اسس علی مہینہ  
 ومخالفتہ بنای علی عزم وهو اولی بالکلام من  
 بناء الفاصب قطبوا فادرسوا اللہ  
 صل اللہ علیہ وآلہ وسلم القبای  
 القبای الشرفۃ فہذا  
 المسکب النبی صلی علیہ وآلہ وسلم  
 لادہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 من مہندی المسکب علی اوکذ  
 بجز اللہ کل قدیل ودر علی

۱۳۱۳









النافع والعمل الصالح تدون  
العلم على قلوبهم واتخاذها

روانا ومن اقفى نارا ثم تنكب  
كلما ينجيهم كبايعا وادعوا

الناس الى اتباعهم واذ العذر  
عما عوا اليه واستغفل بعضا

من نفسه حق من ذلك لا جبر  
فانما تعظيهم لهم

اوسلی پریدی کرین یہ کہ اونکی قبر و پریشیکرا و نکوبت بنا لین اور جو شخص اونکا اقرار کا  
تالیج ہو گا وہ اونکی ثواب کی زیادہ ہونیکا باعث ہو گا اسلئے کہ اونکا اتباع کیا اور  
لوگوں کو اونکے اتباع کیطرت بلایا اور اگر اونکی اقوال سے منہ موڑ گیا اور اوسکی ضد میں  
مشغول ہو گا تو اپنی آپکو اور انکو د و نو کو ثواب سے محروم کر جا اسمین انکی کونستی ملی  
ہی اور اکثر آدمی طرح طرح کی نئی خرابیوں میں مشغول ہیں جنکو اللہ تعالیٰ اور اوسکا رسول  
بر اجابتی ہیں اسلئے کہ وہ کل امر مشروع بالعرض سے منحرف ہیں اگرچہ اوس امر کی صورت  
ظاہری کو قائم رکھا ہی مگر اوسکی حقیقت مقصود کو چھوڑ دیا ہی ورنہ جو شخص نماز پنجگانہ پر دل  
سے متوجہ ہو اور جو کچھ انمین کلمات طیبہ اور اعمال نیک ہیں اونکو جانتا ہو اور اونکا ہتمام  
کرے تو یہ بات اوسکو شرک سے بری کر دیگی اور جو شخص نماز و زمین کل میں بالعرض  
میں قصور کرے نوادسمین شرک تصور ہی کی مقدار پر پاؤ گے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے  
کلام کو گوش دل سنکر اوسکو سمجھ بوجھیکا تو یہ امر اوسکو سماع شیطانی کے سننے سے کافی  
ہو گا جو اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے روکنا ہی اور دلین نفاق الگامی اور اسطرح  
جس شخص نے کلام الہی اور احادیث رسول اللہ ﷺ علیہ السلام پر بہت تن کان دہرا اور  
اوسکی نفس تے قرآن ہی سے روایت اور علم پانکی لئو کوشش کی نہ اوسکو غیر سے تو اوسکو  
سب عتوں اور راجوں اور تمام نفس کے وسوسوں اور خیالات سے شے پروا کر دیا

بأنواع من الفسادات البتة عن التشرع أو بعضه أو أن  
وسوء كلهم عن التشرع أو بعضه أو أن  
بصورة الظاهر فقط وليس الحقيقة المقصود منه  
وإنما اشتد قبل على الصلوات الخمس قلبه فأزف  
هنا ما اعتدته من الكلام الطيب والعمل الصالح  
ويفضها بغيره بين التمر والخبز والذرة ونقصها  
عن الكلام اللطيف والذبي بصالح عن ذلك الله  
وعن الصلوات والحمد والحمد  
وكن من ضمنه والحمد لله عليه وآله  
والشواصل لله عليه وآله  
وسلم بكتبت ووجاهت  
بأفتابك من العالمين  
من غير اعتناء عن النفس  
الأمراء وسائر الناس

بصورة الظاهر فقط وليس الحقيقة المقصود منه



لَمَّا بَيْنَ الْأَسْلَامِ النَّبِيِّ وَصُعْبَةَ  
الْمَشْرُوقِ وَدَحِيبَةَ عَلَى شَيْبَةَ

بَيْنَ الْجَبَالِ وَالضَّلَالِ وَاللَّهَافِ  
عَبْتِ سَعْدِ بْنِ صَالِحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَالْوَالِدِ تَسْلِيمَ الْقِتَالِ مِنْ حَسَنٍ  
بِأَجْحَارٍ وَجَنبِ الْأَسْمَةِ

لَمَّا تَقَامَ وَمِنْ قِبَلِكُمْ كَمَا كُنْتُمْ  
عَلَيْتُمْ لَكُمْ عَنِ نَبَاتِ الْقَابِ فَإِنْ اسْتَفْتَا

دین اسلام کے مخالفین جنکو مشرکوں نے گرتا ہی اور پیران حبیبو جابلون اور  
گراہونین رفتہ رفتہ آگئی میں حالانکہ خدا تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسلیکویہا  
کہ جو شخص تہرے حسن ظن کہتا ہوا اس سے لڑیں اور آپکی امت کو قبر میں مبتلا ہونے  
سے ہر ایک طور سے علیحدہ فرمایا چنانچہ پہلے مذکور ہوا تیسری یہ کہ چند حکایتیں اذکر سائے  
بیان کی گئیں کہ فلا نے شخص نے کسی سختی میں فلان قبر سے فریاد چاہی تھی وہ اس  
بلا سے چھوٹ گیا اور دوسرے اوسکو پکارا خواہ اوسکو وسیلہ سے دعا کی تو اوسکی حاجت  
پوری ہوئی اور قبر کے مجاروں اور گور پرستوں کو اس قسم کی حکایتیں بہت یاد ہیں  
اور وہ لوگ خلق خدا میں سے زندوں اور مردوں کے باہم بڑی جوڑے  
ہیں اور نفس اپنی حاجتیں روا ہونے کے حریص ہیں جہاں سنا کہ فلان بزرگ  
کی قبر تریاک مجرب ہے جب ہی شیطان بلائے میں نرمی برتا ہے اور اول یہ کہتا  
ہے کہ تو اوسکو پاس دعا مانگ پس بندہ اوسکے پاس سوز و گداز اور ذلت و نیاز  
دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اوسکی دعا اس حضور دل کے باعث قبول کر لیتا ہے نہ قبر کے  
باعث مگر وہ جاہل ہی جانتا ہے کہ قبر میں اثر ہے حالانکہ خدا تعالیٰ تو مضطر کی دعا قبول  
کرتا ہے گو کافر ہی ہو چنانچہ فرماتا ہے **كَلَّا تَتَذَكَّرُ إِلَّا نُوَلِّهِمْ أَصْحَابَ الرَّسَدِ** وَمَا  
كَانَ عَطَاؤُكَ رِزْقًا مَحْظُورًا اور حضرت ابراہیم خلیلؑ نے دعا مانگی **رَبِّ اجْعَلْ نَدْوَى بَلَدِ امْتِنَانِ**  
میں سے اور تیرے رب کی بخشش کسی سے نہیں کہی

بِقَابِ الْأَقْلَانِ فِي شِدَّةِ فَتْحِ الْخَلَصِ مِنْهَا وَقَالَ  
رَعَاهُ أَوْ دَعَى بِهِ فِي حَاجَتِهِ فَتَقْضَى تَرْتِيقًا  
مِنْ الشَّدِيدِ نَهْدُ الْقَابِ تَبْدِيلًا مِنْ تَابِثِي بِطُولِ  
مَوْلَاهُ بِقَضَاءِ حَوَائِجِهِ وَيَتَمَرَّجُ بِأَنْبَاءِ  
زِيَارَتِ عَجَبِ الشَّيْطَانِ إِلَى مَا لَطَفَ فِي الدَّعْوَاهِ  
فِي عَمَلِ الْأَوْلَادِ حَالِ عَمَلِ فِي عَمَلِ الْعِبَادِ  
وَأَتْلُوهُ فِي عَمَلِ الْفَقِيرِ فِي عَمَلِ الْغَنِيِّ  
لِأَجْلِ الْقَبْرِ فِي ظَنِّ الْجَاهِلِينَ لِلْقَابِ  
وَاللَّهُ سَجِينٌ هُوَ جَسَدٌ دَعْفٌ  
الضَّرُّ أَوْ لَوْ كَانَ كَافِرًا كَالْقَابِ  
هُوَ الْأَوْ وَهُوَ الْأَوْ فِي عَمَلِ  
زِيَارَتِ مَا كَانَ عَطَاؤُكَ رِزْقًا  
مَحْظُورًا وَقَالَ بَرَاهِيمُ خَلِيلٌ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ رَبِّ اجْعَلْ نَدْوَى

۱۳۱۳ شہادت









لا تفر من المشركين واحل  
بعضها فبمثلهم الشيطان  
احبانا وقد يخاطبهم ببعض  
الاصناف الغائبة وكان لا يشعرون  
تقبله الموتى الثانية ان يقال  
الله به وهذا يفعله كثير من المتأخرين وهو  
بدعة باتفاق المسلمين الثالثة ان يقال  
نفسه اربعة ان يظن ان الدعاء عند  
قبره مستجاب انه افضل من الدعاء في  
فيفصل يارته والصلوة عند الاجل طلب

جسابت پرستونکے لہو صورت پکڑ جاتا ہے اور یہ بات مشرکوں اور اہل کتاب کے  
کا فرد کو ہو جایا کرتی ہے کہ اونہیں کسی کوئی ایسے شخص سے دعا مانگتا ہے جسکو بڑا  
جاننا ہے پس انکی نظر و نمیشیطان کہی صورت پکڑ جاتا ہے اور کہی بعض غائب باتیں  
اونسی کہدیتا ہے اور اسی مرتبہ میں ہی قبر کو سجدہ کرنا اور اوسکو ماتھے لگانا اور بوسہ دینا  
دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے میت کو طفیل سے دعا مانگی اور یہ امر پچھلے لوگ اکثر کرتے  
ہیں اور یہ بدعت ہے مسلمانوں کے اتفاق سے تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ خود میت کو پکار کے  
چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ گمان کرے کہ اوسکو قبر کے پاس دعا مقبول ہوتی ہے اور مسجد میں دعا  
مانگنے کی نسبت کرا افضل ہے اس خیال سے اپنی مراد دیکھی طلب میں اوسکی زیارت اور  
اوسکے پاس نماز پڑھنے کا قصد کرے اور یہ سبھی مسلمانوںکی اتفاق سے ایک بڑی بدعت  
ہو اور حرام ہے جو معلوم نہیں کہ دین کے امامونہیں سبباً ہمیں کچھ خلاص ہو اگرچہ پچھلے لوگ  
الشریہ امر کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ فلان بزرگ کی قبر تریاک مجرب ہے اور یہ جو  
حکایت کرتے ہیں کہ امام شافعی دعا کیو اچھا امام اعظم کی قبر کے پاس جایا کرتے تھے صحیح  
ہے جو ہر فصل موحدون اور مشرکون کی زیارت میں فرق کے ذکر میں موحدونکو قبروں  
کی زیارت سے تین باتیں مقصود ہیں اول آخرت کا یاد کرنا دوسرے میت  
کے ساتھ سلوک کرنا اور زیارت کو بہت دن نگذرنوینا اس طرح کہ آدمی میت کو چور کر

تقبلہ الموتی الثانية ان يقال  
الله به وهذا يفعله كثير من المتأخرين وهو  
بدعة باتفاق المسلمين الثالثة ان يقال  
نفسه اربعة ان يظن ان الدعاء عند  
قبره مستجاب انه افضل من الدعاء في  
فيفصل يارته والصلوة عند الاجل طلب  
اتفاق المسلمين وهي حرامه ما علمت ذلك  
تعالين اتم الدين وان كان من المتأخرين  
يفعل ذلك ويقول بعضهم  
والحكايه المنفردة عن الشافعي من كان  
يقصد الدعاء عند قبره حرامه  
من اللذات الظاهر فصل  
في الفرق بين زيارة القويدين  
والشركين اما زيارة القويدين  
فمقصودها ائنة اشياء  
احلها انك دعا لاخيه  
الذي يظن ان الدعاء مقبول

اشياء اخر



ہذا زیارتہ علیٰ هذا الوجہ  
ابن سینا و الفاریج و غیرہما

عبادہ سوا و قالوا اذا اتعلقوا بالنفس  
الناطقۃ بالاسرار العلوۃ

فاض علیہا منہا الالف و کتبنا  
الکتاب و صنفنا لها الدعوات و اتخذنا لها

المختارۃ لها و هو بعینہا هو الذی  
آو جوب لعیاد القلوب

زیارت کو ابن سینا اور فارابی وغیرہ نے ذکر کیا ہے حالانکہ ستارہ کے پوجن والے  
بھی ستارہ کی پرستش میں ہی کہتے ہیں کہ جب نفس ناطقہ ارواح علوی سے بستہ ہوتا ہے تو اس پر  
ادھن سے نور آدرتا ہے اور اسی سبب باعث ستارہ پوج کرے اور انکی صورتیں نہیں  
اور دعائیں تصنیف ہوئیں اور انکی صورتیں مقرر ہوئیں اور یہی وہ بعینہ قبر پرستوں  
کے لئے موجب ہوئی کہ انکو عید ٹھہرایا اور انپر پردے ڈالے اور چراغ جلائے اور مسجدیں  
بنائیں اور اسی باتکا دور کرنا اور مٹانا اور باطل کرنا اور اسکو ذریعہ نکالنا  
رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو مقصود تھا مگر مشرک اپنی راہ میں کٹر ہو گئے اور آپکو مقصود  
کے مارج ہوئے اور قبر و نکی زیارت میں جو کچھ یہ لوگ بیان کرتے ہیں وہ شفاعت  
ھے کہ مشرک سمجھتے ہیں کہ زیارت کی باعث انکی مبعوداؤنکو فائدہ پہنچاؤنگے  
وہ کہتے ہیں کہ بندہ کی روح اگر مقرب شخص کی روح سے متعلق ہو جاتی ہے تو  
ان دونوں میں ایسا اتصال ہو جاتا ہے کہ جو کچھ مقرب کو خدا تعالیٰ کے  
یہاں سے ملتا ہے اوسمیں کچھ حصہ اسکو بھی پونچتا ہے اور اوسکی مثال یہ  
کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی بادشاہی امیر صاحب عزت کی خدمت کرنا  
ھے تو بادشاہ جو کچھ انعام امیر کو دیتا ہے اوسمیں سے کچھ اثر اس خادم کو بھی  
بحسب تعلق پونچتا ہے۔ اور قرآن مجید اول سے آخر تک ان اقوال کی تردید سے پر ہے

اتخذنا لها اعیاناً و تعلیق المساق و اتقاد الراج  
علیہا و بناء المساجد علیہا و هو الذی فصلت سورۃ  
صلی اللہ علیہ وسلم انزلتہ و صحی و ابطال الہ  
من الذی راہ البیہ فوقف الشریک فی طرفہ  
و ناقضو فی فضاہ و هذا الذی ذکر وادی  
زیارتہ القلوب هو الشفاۃ الی نظن المتعمرون  
ان اللہم تقدم ہما فالو فان العبد اذا  
تعلق روحہ بروح العبد نصیب ہما  
انصال الغیض بہ قلبہ نصیب ہما  
من اللہ و شہد ہما من بیض  
بجاء و حطی عند الشیطان فان  
بنا من انذارک للمغایبین  
من انعام الشیطان بسبب  
من انعام الشیطان بسبب  
التعلق و القیان بین اولہ الی  
لہن مالوتین الی علی اھل ہذا

سیدنا محمد



بدون اوسکی اجازت کے پیشقدمی نہیں کرتا اور ان دنوں سفارشیوں میں فرق اتنا ہی ہے جتنا شریک اور بندہ محکوم میں ہے اور اس وجہ سے لوگوں میں سب سے زیادہ سعادت یاب قیامت کے روز توحید والے ہونگے پس جس صورت میں کہ معاملہ شریکہ تعالیٰ ہی کے لکھی اور اوسکو نزدیک سب مخلوق میں سے برتر اور بزرگ تر رسول اور مقرب و شہتہ میں اور یہ سب محض بندگی میں کہ نہ کچھ اسے بڑھ کر بولیں اور اسکی بدون اجازت کوئی کام کریں اور شریک انکی باعث شرک کریں اور اللہ کی سوا انکو سفارشی ٹھہرائے سنبھال سکیں میری اس عقیدہ سے یہ لوگ بڑھ کر میری سفارش کریں تو وہ شخص اللہ کی حق سے بڑھ کر کوئی نسبت کر جاہل ہو اوسکو معلوم نہیں کہ اللہ کی واسطہ کیا چیز ضروری اور کیا بات اس پر مجال ہے اور سنی تہذیب کو بادشاہوں اور امیرنہر قیاس کر لیا کہ آدمی اور انکی خواص میں سے کسیکو مقرر کر لینا ہے جو اوسکی حاجات میں بادشاہ کو سامنے اور اسکی سفارش کر دے اور ان خواص کا حال یہ ہے کہ لوگ بادشاہوں اور رئیسوں کو شریک و مددگار اور انتظام ریا کی دربار ہوتے ہیں اگر وہ نہیں تو لوگوں میں اونکا قابو بھی بہیلے سنظر سے خواہ مخواہ خواص کی سفارش اونکو قبول کرنی ہی پڑتی ہے مگر جو شخص انبی ذوات سے معنی ہو اور تمامی آسمانوں اور زمین کے لوگ اوسکو غلام ہوں اور اسے زیر حکم ہوں تو ایسی لوگوں کو افعال اوسکے حکم و اجازت پر مقید رہنا چاہیے اگر شریک ان سے شرک کریں اور خدا کی سوا انکو سفارشی ٹھہرائیں اس خیال سے کہ جب میں ابرو نکھا تو وہی میری سوا

بایدانہ والفرق بین التفعیلات  
 و الفرق بین التشریک والعبادۃ  
 و ان کان استعمل الناس بالشفقا  
 بعد القیامۃ اهل اللوحید فاذا  
 کان الامر لله وحده و احد و اقل الخلق  
 عندہ و اکرم الرسل و الملائکۃ  
 المقربین و ہم عیبنا محض یبقونہ  
 بالقول و لا یفعلون شئنا الا من بعد انہ

و اکثر کتیبہ المشرک فلکن انہ لا یفعلون شئنا الا من بعد انہ  
 کلنا منہ انہ اذا فعلنا لا یفعلون شئنا الا من بعد انہ  
 کلنا منہ انہ اذا فعلنا لا یفعلون شئنا الا من بعد انہ  
 کلنا منہ انہ اذا فعلنا لا یفعلون شئنا الا من بعد انہ

عندہم فی المویج لان اولنا اول المویج کلنا منہ  
 و اعوانہم و انصارہم و قیامہم من ہم ہم  
 فلو کلنا منہ انہ اذا فعلنا لا یفعلون شئنا الا من بعد انہ  
 کلنا منہ انہ اذا فعلنا لا یفعلون شئنا الا من بعد انہ

کلنا منہ انہ اذا فعلنا لا یفعلون شئنا الا من بعد انہ  
 کلنا منہ انہ اذا فعلنا لا یفعلون شئنا الا من بعد انہ  
 کلنا منہ انہ اذا فعلنا لا یفعلون شئنا الا من بعد انہ  
 کلنا منہ انہ اذا فعلنا لا یفعلون شئنا الا من بعد انہ

اشخاص کا ذکر



والشرك ومن جعل الله له نور  
فقال من نور فصل من كتاب  
عن الله التي كاد يامن ان تصيبه  
بين العلم والعقل والدين صادقاً  
فان الجاهل بين والبطال بين  
بلكا والتصديق والغنا حتى كانت

اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے نور عقل عنایت فرمایا تو اسکو نور کہاں  
فصل اور ایک کراوس  
دشمن خدا کا جس سے اوسنی علم اور عقل اور دین سے کم بہرہ دے والو نکو فریب یا ہر اور جاپون اور  
باطل والو نکو شکار کیا ہے سینٹی اور راگ کا سنا ہے یہاں تک ان لوگوں کو نزدیک شیطان  
مزامیر ان مجید کی آیتوں کی نسبت کہ مجبور ترین اور شیطان کو جو چہ فسق و معصیت اور منظر  
تو اوسنی اپنا مطلب بہر پابا اور اونکی توصیف میں کہنے کے نے خوب مضمون کہا ہے شطرم

پڑ بیسے کتاب اونہ تو ڈر ہو بملقا  
اور راگ ہو تو رنگین گدہ کی طرح ہم  
مزار و ڈھول اور ہون مطرب کے راگ رنگ  
اللہ کی کتاب ہو دل پر بہت گران  
کرنے پر معصیت کی جو زبرد عتاب ہو  
قرآن کو جو دیکھا تو سمجھے کہ نفس کو  
اور نفس کی غرض کے مطابق پڑا ساء  
اب دیکھو جو کہ مست ہے پیکر شراب کو  
کیڑونکی ٹکڑی کس طرح کرتا ہے دیکھو  
پہر یہ کہو کہ کون ادو نوشونین ہے

لہو و لعب کے طور سے پر سر کولین جھکا  
یہ پناح تو نہیں بخدا از پے خدا  
تسے ندیکھی ہوگی عبادت میں یہ بلا  
اوسین جو امر نہی کو پاتے ہیں سب لکھا  
بجلی اوسے سمجھتے ہیں اور رعذ کی صد  
کرتا ہے یہ تو دنیا کی لذات سے جدا  
نزدیک اونکی اسلئے یہ راگ ہے بڑا  
اور جبکہ ہے سرور مزامیر و عود کا  
دل جو کہ لہو میں ہے وہ پہلے ہی بہت چکا  
حمت میں اور جرم میں اللہ کو بیان بڑا

القرآن بالغہ منہم املاہ من الفسوق والکتاب فاطمہ  
الحسن القائل فوضفهم من آل الغناء فکما لجا  
لکنہ اهل اوقنتاہ کلاہ و آل الغناء فکما لجا  
واللہ ما رقصو لاجل اللہ و ذمہ و ذمہ و ذمہ  
فمنی ایتر عباد اللہ نقل اک کتاب علیہم

اللہ

تفتیح بابا و امر منی اھی \* سمعوا اللہ  
رعزل و بیقا الذی تجرا و تخویفا بفعال تنانہ  
وراوہ اعظم قاطم للنفس عن شہواتها  
یو یجہا اللہ اھی \* واتی السامع منی افقا  
انما ضحفا و اجال الذی اعظم الجاہل  
فانظر الی الشیطان عند تبارک  
وانظر الی الشیطان عند  
ملا اھی \* وانظر الی  
تزیق ذوق ابہ من  
بعد تمزیق الفواد اللہ  
واحکم فای الحسین لہی  
بالشیطان التایم عند اللہ

وہم یزیدنا لشمس الامام وخطواتہ  
 الحدیث جیلون بین ہولاء واقفا  
 والنشی علی طریقتہم مخالفہ ہوجاہ  
 انہم الذین کما ذکرتہ الامام ابو یوسف  
 الطوطوسی فی خطبہ ثلثا بویق  
 الطوطوسی فی خطبہ ثلثا بویق  
 الثمغنی قال اما بالوفاء فی حق  
 الخیر من سماعہ وقال انہ انما یقول  
 الغناء وین سماعہ وقال انہ انما یقول  
 الخیر من سماعہ وقال انہ انما یقول

اور اسلام کے مدکار اور ہدایت کرنیوالوں کو گروہ ہمیشہ ان کو کونسی اور انکو قد مونہ پر چلنے  
 اور انکی پیروی ڈرا کر رہی انکا طریق سب ائمہ دین کے مخالف ہی چنانچہ امام ابو بکر طوطوسی  
 حرمت سماع کی باہین جو کتاب لکھی ہو اسکو دیا جس میں ذکر کیا ہو اور یوں کہا ہے کہ امام مالک نے  
 راگ سے اور اسکو سننے سے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ جو کوئی ایک لونڈی مولیٰ اور معلوم ہو  
 کہ وہ گانیوالی ہے تو مشتری کو اختیار ہے کہ اسکو عیب کے باعث واپس کرے اور انسی کسی نے  
 اس راگ کا حال پوچھا جسکی اجازت مدینہ و مکہ دینی میں تو فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو یہ ہم  
 فاسق ہی کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ راگ کو مکروہ فرماتے ہیں اور اسکو گناہ نہیں ہے پھر آتے  
 ہیں اور یہی مذہب اہل کوفہ اور سفیان اور حاد اور ابراہیم اور شعبی وغیرہم کا ہے اور بصیرہ  
 والوں میں بھی راگ سے منع کر نہیں کچھ خلاف ہو کو معلوم نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ امام  
 ابو حنیفہ راگ کی باہین سب ماموں سے قول میں سخت ترین اور انکا مذہب و سہمیں نہایت سخت  
 ہے اور انکی اصحاب حرمت سب ماموں کی جابگی ہے خواہ فرما ہو خواہ ڈھول خواہ  
 لکڑی ہی کا بجانا اور فرمایا کہ یہ ایسی معصیت ہے کہ جس سے آدمی فاسق ہوتا ہے اور اسکی گواہی  
 قبول نہیں ہوتی بلکہ یہ کہا ہے کہ راگ سے لذت حاصل کرنی کفر ہے یہہم انکا قول ہے اور کہا ہے کہ  
 آدمی راگ کی پائیں گندے خواہ اسکو پر دس میں راگ ہونے اور سپردا جب ہے کہ اسکو نہ سننے میں  
 کوشش کرے اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ جس گہر میں سے آواز باجون اور کھیل کی چیز نکلی

عندنا الفساق واما ابو حنیفہ فانہ یکرہ الغناء و یجعلہ  
 من الذنوب و لکن لا یعمل بہ الا اهل الکوفہ سفیان و  
 حاد و ابراہیم و شعبی و غیرہم و لا یعمل بہ الا اهل  
 الکوفہ سفیان و حاد و ابراہیم و شعبی و غیرہم و لا یعمل بہ الا اهل

۳۱۱  
 راگ کی باہین

و انہم متصنفین بہ و یوجب الفسوق و شر بہ  
 الشہادۃ بل قالوا اللہ لا یحب  
 قاتلوا و یجب علیہ ان لا یتبعہ اذا  
 قال ابو یوسف سفوف اریبہ  
 فیما صححت العاز و الما لہی



ادخل فيها غير اذ فتمت كلان  
عن المنكر فوض فالولم يجز

من اقاؤه الفاضل او اوتقان  
الرجوع الامام اذا سمع ذلك من

وان شاء از عجايب عن داره واما  
د ان فان شاء من استنزل ترينه

اشفاقى فقال في كتاب القضاء ان الغناء لم يفت  
مكروه بنسبه الباطل والحال من استنزل ترينه

شني جاد و اوسمين بدون اونكى اجازت كى گنجا و اسلئو كه برى بان سوسنغ كزما فرض بر  
تو اگر اندر جانا بواذن درست نهو تو لوگ اس فرض كى اسو بازرين اور كتهو بن كه جب مانو  
كا حاكم شنى شخص كى كهر بن سربو او از شنى تو وه خود چلا جا و پهر اگر چاهو تو اس شخص كو كور كو  
لكا وى يا كهر سى خالدى اور امام شافى نے كتاب القضاء مين فرمايا هو كه راك مكروه هو و  
امر باطل اور محال كى مانند هو جو شخص اوسمين بهت ره و بهو قون هو او سلكى كوا هو منظور  
كيجاد هو اور آپكو اصحاب مين جو آپكو مذنب واقف مين او هو نك راك كى حرمت كى  
تصريح كى هو اور جو لوگ كه راك كى حلال هو نيكو آپكى طرف منسوب تو مين او پراكار كيا هو  
مثل قاضى البوطيب طبرى اور ابن صباغ كى شيخ ابو اسحق نے تنبيه مين كها هو كه  
حرام كام بر اجرت ليني درست نهين جسيه و كانا اور جانا اور شرايك امانا اور اسمين كچه  
خلاف ذكر نهين كيا۔ اور مذهب مين كها هو كه حرام كامون پر اجرت نهين سلكى و جسيه هو كه  
وه چيز حرام هو اسلئو او سكا عوض لينا جائز نهين جسيه مر و اور خون كا عوض جائز  
هو۔ اور ابو بكر نو وى نے اپور و ضه مين كها هو كه دوسرى قسم ني ه هو كه بعض  
آلات غناسو گا وى جنسه طرب هو كرتى هو اور شرا بخوار و نكى عادت مين هو  
جسيه و تمور اور سارنگى اور چنگ اور تمام باجه اور تار كى چيزين او خاشنا اور  
برتن حرام هو اور كها هو كه بالنسلى مين دو قول مين لغوى بر حرمت كى صحت يانكى هو

فوسنقيه تر شهادته و صرخ اصحابه بالتعارفون  
بمن هب و تجر و وان كرو اعلی من نسب البیة  
حله كالقاضي ابن الطيب لطبرى و الصباغ  
قال الشيخ ابو اسحق في التنبيه ولا يفت  
على منعه حتى كالغناء والنوع محل الختم بذكر  
فيه خلاف وقال في المذهب ولا يفت  
المنافق المحض لانه حرم فاليجي من هذا المعنى  
عنه كاللينة والدم وقال ابو بكر النوفلي في  
روضة الفهم الثاني ان لغوى بنسبه

الراك او البينة

والصباغ وسائر المعارفة و انوار  
عمن سمعته و سلمته  
قال في البراءة و جوهان  
الغناء ما هو من شعرا اشار  
المنافق المحض لانه حرم فاليجي من هذا المعنى  
عنه كاللينة والدم وقال ابو بكر النوفلي في  
روضة الفهم الثاني ان لغوى بنسبه



بعضیہ و اطال کلام فی التعلیق  
عاقبتابن الطائفتین بلنابین

باب الاستقامۃ للمحاکمات  
اللہ وکنتعجا الی اللہ بما  
یجادہم عنہ و التلک فی  
وقد ساء اصحابہ و العار فی

بمن صیبه بین غلظ النابین  
فولانی ذلک وقت تو اتر عن التشافی انہ  
قال خلقت بعباد شئیاً احدثتہم الخ نادیا قیامہ

اور ابو القاسم نے دو فرقوں کو بہت چتھاڑا جو جن سے کہ اسلام میں مصیبت ہو ایک  
اوس خیر کی حلال کرنیوالی جسکو اللہ نے حرام فرمایا ہو دوسرہ جو اللہ کا تقرب ایسی چیزوں سے  
کریں جو اولکھو اوس سے دور کریں اور امام شافعی اور اونکی پیلے اصحاب اور جو لوگ اونکی مذہب سے  
واقف ہیں وہ سب باہین نہایت سخت قول کہتے ہیں اور امام شافعی سے برابر ثابت ہوا کہ آپ نے فرمایا کہ  
میں نے بغداد میں اپنے پیچھے ایک چیز چھوڑی جسکو زندیقوں نے ایجاد کر کے تعبیر نام کہا ہے اور اوس کے  
باعث لوگوں کو قرآن سے روکتے ہیں جب آپ کا قول تعبیر کے باہین یہ ہوا اور اوسکی یہ چیز فرماتے  
ہوں کہ یہ قرآن کو کھتی ہو حالانکہ تعبیر دنیا سے رغبتی کی اشعار ہوتے ہیں کہ گائیوالا انکو گاتا جاتا ہے  
اور حاضرین میں سے کوئی شخص ایک لکڑی سے چٹری پر خواہ تکیہ پر تال دیتا جاتا ہے تاکہ وہ الگ اثر  
کری تو اب بتاؤ کہ جس راگ کو سامنی تعبیر ایسی ہو جس سے سمندر کے مقابل میں تھوڑے کہ شبہم کی خبر ہو  
اور حرام چیزوں پر شامل ہوا سکوا آپ کیا فرمادینگے۔ اسے تعالیٰ تو اپنا دین صاف بیان فرمادیا  
اور ہر سکینے والے فتنے میں پڑے ہوئے اور جاہل عابد کو بتا دیا سفیان عینہ کہتے ہیں کہ پہلو یوں  
کہا کرتے ہیں کہ بدکار عالم اور نادان طلبہ کو فتنہ سے ڈرنا چاہیے کہ انکا مبتلا ہو جانا ہر مبتلا کی  
لئے خرابی ہے اور امت کے اندر جو خرابی آگئی ہے اوسکو اگر کوئی تامل کری تو جانے  
کہ یہ انہیں دو مبتلا شخصوں سے آئی ہے فصل اور امام احمد کا قول یہ ہے کہ اونکو بڑے عبد اللہ  
کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے راگ کا حال پوچھا تو اودنہوں نے فرمایا کہ راگ

لیسوا التعبیر بصدورہ الناس عن القرآن فان کان  
فولہ فی التعبیر و تعلیہ انہ یصلح عن القرآن و شوق  
قال ذلک یغنی عنہ فی ضرب بعض الحاضرین بفضیلہ  
فانظر اعلیٰ علیہ علی توفیق عنہ فلیت شعری  
فایقول فی تالیہ التعبیر عندک لفقار فی فخر فی  
تشمک کل یفسد فی جمع من مقلدہ یا ربینہ ہو  
کا ستم ستموں و قاید جاہل اقا سفیان بن عیینہ  
کان یقال الخ و اذتہ العالم الفاجو العابد  
بالحمل و ان فتنہ کافتنہ لکل متعلق و من  
جانل الفساد الذی اخیل

۳۱۱

و اما الامام احمد فقال  
عبد اللہ ابن عباس  
ابن عن الغناء فقال الغناء  
المنع و جلالہ من طہون  
فصل



بلایین قال الشافعی و صحیحہ  
بجاریہ اذ اجمعہ الثالث عشر

فوسقہ من شیعہ آداتہ  
واغلاظ القول فیہ و قال

ہو دیاتہ قال القاضی  
ابو الطیب انما یصل ما یحبہا

سفیہا انہ دعی الناس الی الباطل کان  
من دعی الناس الی الباطل کان

من دعی الناس الی الباطل کان  
من دعی الناس الی الباطل کان

کہ جب کوئی شخص مالک نوڈھی کا اوسکے راگ سننے کے لئے لوگوں کو اکٹھا کرے  
تو وہ عقل سے خارج ہے اور سکی گواہی رد کرنی چاہیے اور اس امر کو بڑا کہا ہے  
اور فرمایا کہ یہ دیوث پن ہے قاضی ابو طیب نے کہا ہے کہ اس شخص کو جو آپ نے عقل سے  
خارج فرمایا تو یہ وجہ ہے کہ اوسنے لوگوں کو باطل کی طرف بلایا اور جو لوگوں کو باطل  
کی طرف بلاتا ہے وہ بیوقوف اور بدکار ہوتا ہے مولف کہتے ہیں کہ عود اور تمورا اور  
تمام کھیل کی چیزیں حرام ہیں اور انکا سننے والا فاسق ہے اور جماعت کی پردی نسبت  
دو شخصوں کی اتباع کے بہتر ہے جنہیں طین ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ ان دونوں مراد  
ابراہیم بن سعد اور عبید اللہ بن الحسن ہیں اسلئے کہ مولف کا قول ہے کہ راگ میں ہمارا  
خلاف دو شخصوں نے کیا ہے ایک ابراہیم بن سعد نے چنانچہ ناجی نے روایت  
کی ہے کہ ابراہیم راگین کچھ مضائقہ نہیں جانتا تھا دوسرے عبید اللہ بن الحسن غمیری نے  
اوسمیں بھی لوگوں نے طین کیا ہے فصل ابو بکر طوسی کہتے ہیں کہ یہ جماعت مسلمانوں  
کی جماعت کی مخالف ہے اسلئے کہ انہوں نے راگ کو دین اور طاعت ٹھہرایا  
مسجدوں اور بزرگ جگہوں میں اوسکے اعلان کے معتقد ہیں اور امت میں کوئی  
ایسا نہیں جسکا اعتقاد اسطرح کا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ بڑی خرابی یہ ہے کہ لوگ  
اس طریق کو جو خود اور اوسکے کر نیوالے ملعون ہیں عرفہ کی شام کو

الباطل ومن دعی الناس الی الباطل کان  
سفیہا فاسق و تابع الجاحۃ اولی من نباع رجائین  
ومنہم فاسق و تابع الجاحۃ اولی من نباع رجائین  
عبرہ اقاقتہ یرید ہا ابراہیم بن سعد و عبید اللہ  
بن الحسن فانہ قال ما خالف فی الفناء الا حیان

نیز  
۱۱۱

انہ کان لاجری بوجہ ما و الثانی علیہ  
بن الحسن الغبیری قاضی البحر زو معہ  
مطعمان فہو فصل قال ابو یوسف  
الطحاوی فی فضائلہ  
تجماعہ الشہان لا فہم جمعہ  
الفناء دینا و طاعة و رت  
افلامہ فی التاجد و البقاء  
التشریفہ و کبیر فی الامت  
من رای ہذا الری قلت و میں  
اعظم النکارن تمکینہم من  
فانہ ہذا الشعار اللعن ہو و

من سبحان لا يقضى عشيته  
 لفة وفي من سبحان لا يقضى  
 يوم مني وقد انجناهم من النار  
 والنفى مرارا واوليائهم يقبلون  
 بالسجدة الحرام فقتلوا الناصر  
 في الداء والتضرع والابتهال  
 ان الله وهم في هذا التمساح  
 بلعن بالابوة والادب والغنا فاقوا هذه الطائفة  
 على ذل الوضي يفتح في عدلهم من ارفعهم منصبه  
 اللذي ووالحسين ووالعالمين  
 الامل مفضل عبد نعوج هو مفضل التضرع  
 ان الله وهم في هذا التمساح

مسجد اقصیٰ میا در منی کے دو نمین مسجد خیف میں کرنے دیتے ہیں ہم نے  
 بہت دفعہ مار پیٹا کرونا سے اونکو نکالا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ خود مسجد  
 کعبہ میں وہ یہی حرکت کرتے ہیں لوگ تو دعا اور انکسار اور اللہ کی طرف  
 زار میں ہوتے ہیں اور یہ لوگ ناسلی اور دن کے ساتھ راگ ملعون میں ہوتے  
 ہیں پس ایسی لوگوں کا اسباب پر ہنر دینا فسق ہے جو اونکو ہنر دے اور اس کی  
 عدالت اور منصب دینی میں بڑھ لگتا ہے اور بعض علمائے کرام لوگوں کو  
 دیکھا ہے کیا خوب کہا ہے قطعہ

کہو ان سے نصیحت کی طرح تم یہ کیسی جانا لوگوں نے کہ دین میں کہا نسوی کہ ہو کی طرح کہا نا کہیں ہم سست ہیں جب خدا کو ہوں ایسی ہی بہا تم جب شکم سیر عجب ہی سست ہونے سے غنا سے نہیں تمکو دریغ انکار بدعت جو ذلت مسجد ونگی راگ سہی ہو	نصیحت ہے جبا اگر ہو دے مقبول غنا کو کتنی ہیں سنت ہے منقول پہر او سپر جمع میں وہ قص مقبول نہیں بل جا نگر پائے گئی پھول تو سیری میں اور آہن بہت ہول نشا یسین سے پاؤں نہ مجھول خرد کو اپنی کر کہا ہے عزول نہیں تنجا نو نمین بھی اس معمول
--	--

ان یستعجب من قلم الناس في دينك يا ابن  
 الغناسنننن تنبع وان ياكل الم اكل  
 و ابن قص في الجهم مني رقيم  
 الم كما وان ياكل الم اكل  
 وفنا لو اسكنوا جنت الاله وما اسكنوا  
 الفقم الا انقصم من ذلك الاله ان شبعتم  
 يا فصحها ريجها والشابعة  
 وبيك انما تم الغنا  
 وبيك لو تلبت بالانصاع  
 فبالعقول ويا للنصحتي  
 ولا سنا كو سناكم للسيد ع  
 زجان مساجدنا بالسماء  
 وتلك عن مثلك الالمية

۱۳۱۳

# وقال اخذ

زم من اذ وابتغى الاثر

ساروا وكن سيرة البطل

كثفت لافطاب اولادك

مستعمل

اور دو سنی کہا ہے کہ اس قصیدہ کے مولف شیخ عبدالعزیز بن عبدالسلام ہیں اور علم	دین کے مرد جو توجہ دے رہا ہے درود
فرق وادبش و کمینوں کی مومی اور تکی جا	اونکو دعویٰ ہے کہ ہم جلی میں اگلوں کی راہ
لیک سیرت سے یہ دعویٰ نہیں ثابت ہوتا	گدزیان پنیں لگو جنہیں بہت سے ہوں
قطب ابدال کے ہیں فخر میں گویا ہوتا	دین کے سالک جو ہیں انکو یہ دعویٰ میں ہزن
جہل و گمراہی سے کہو یا ہی ہدایت کا پتا	جسٹم ظاہر ہے تو کہتی ہیں وہ تقویٰ کا شعاع
لیک باطن میں بہر لک و ذیب اور دغا	گر کہو اوسو کہ اللہ ذنبی کا ہے یہ حکم
کبر سے وہ کرن جیشک کہ میں منکر گویا	یا کہو افسو کہ اصحاب نبی کا ہے یہ قول
یا کوئی تابعی سطر سے ہر مندر ماتا	یا کہو آل رسول عربی کا ہے یہ امر
ہو درود اپنے خدائی ملک قادر کا	کہتی ہیں شانعی یہ خواہ امام اعظم
خواہ ہو احمد و مالک نے یہ ارشاد کیا	یا کہو اونکی جو تابع ہیں وہ یہ کہتی ہیں
اونکی تزدیک یہ قبل میں باندہ ہوا	کہتا ہے دلکو میری پونچا ہے اوسکو سیر
شیر سے اوسو اور اوسکو زراحوال	حسرت و فکر سے پہر خلوت نشا ہے سیر
وارود حال سے پہر صفو زمان سے ہنچا	کہ مشہد سے اسی ذات کو سیر اوسکو
وصف افعال سے میری جو ہے اوسو علی	یہ نو دعویٰ ہے مگر جب کرو اسکو تحقیق
پاؤگ نام میں سب جہو لقب میں جیسا	

قطعوا اطناب النسا کما تبت وغور واد مستعمل  
 لکن جبالہ و ضلالہ عمن و اظفر من الاغالی  
 باقرب تمقن و حشو ابو اظفر من الاغالی  
 ان قلت قال الله قال رسوله خزن وک حنن  
 المنکر المتغالی او قلت قال الصحابة

اللهم

والاولی بنعمه من القوال والاعمال  
 او قلت قال الی المصطفی صل علیہ وسلم  
 افضل الی او قلت قال الشافعی و اجمل  
 و ابو حنیفہ و الامام الثمالی او قلت قال عجمی  
 عن سرور عن سرور عن صفوان  
 عن حضرتی عن فاری عن خلون  
 عن شامدی عن وادی عن جانی  
 عن صفو و فنی عن حقیقہ مشغری  
 عن مردانی عن منقل فغان  
 دعویٰ از حقیقت الفیہا  
 القاب زو لعتت بجان





وَقِيلَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ الْأَعْيُنَ وَالْأَعْيُنَ لَا يَأْكُلُ صِلَافًا  
 هَذَا كَمَا لَعَنُوا كَمَا حَنَبَ كَمَا  
 حَتَّى إِذَا قَامَ السَّمَاءُ عَلَى رُجْمٍ  
 وَامْتَدَّتْ الْأَعْيُنُ بِالْأَعْيُنِ  
 وَالتَّشْبِيهِ مِنْ تَرْجَمَ قَوْلًا  
 وَنَكَرْتُمْ تَلَاوُحًا  
 وَهِيَ طَرِكُ اسْتِعْوَاقِ لَتْنِيكَ صَالِحًا فَتَنَالُوا  
 الْإِشْرَاقَ وَالْإِشْرَاقُ وَالْإِشْرَاقُ وَالْإِشْرَاقُ  
 مَحَالٌ تَالَهُ لَوْ كَانَتْ حُجَّةً ابْصُرُوا مَا ذُو هَلَاكٍ  
 مِنْ قَابِلِيهِ فَعَالٌ لَكِنَّمَا سَاكِرُ السَّمَاءِ أُنْشِدُ مِنْ

چوئی سی کیون نین پڑتی کہ جو تیری ہوتی  
 واہ قرآن کو کیا سنتی ہیں خاطر کو لگا  
 بولیں اوسکی عظمت سے جو کہیں ممکن کیا  
 جسکو قوال سناتا ہے انہیں منہ جھیلنا  
 موجب اس لیے کہ سمجھیں طبع و شوق لقا  
 بہتری انہیں جو ہو وہی نہ کہی ہو اصلا  
 اونہ کیا کچھ بڑی کامنوس پڑی کے بلا  
 سخت ترمز کشتی ہی اور نہیں سکرنا  
 تب تو ایک بارگی پڑ جاتا ہے اوسپر ٹوٹا  
 جیسو نوع کہ کچھ سے کرین باز سجا  
 بخدا دیوین ان کامون پر ہرگز وہ ضا  
 گر چسپا یا کنہا کر پڑے اون سے جگر طا  
 حق کہو اوسکو تو واقع میں نہیں ہو سکتا  
 پوچھو تم اہل شراعی سے کہ کافی ہوگا  
 اور ہر زیت ابلیس برامی سفیا

کوئی قاری سو یہ کہتا ہے پڑنا نہیں  
 تپ پڑتی ہیں منسی شور و غل سے ادبی  
 راگ کا سامنا و نکر جو کہیں ہو کہراگ  
 گردنیں پڑتی ہیں پرتا سنین شیطا نکھایا  
 بوڑھی کی دجی کو سنکر کے ہلا تو میں سر  
 در دو اشواق کا اور حال کا ہو پرتو ہجوم  
 ہوتے ہستیار تو والدہ وہ کرتے معلوم  
 ایک مجبور میں قابو میں نہیں انکر عقل  
 جب وہ دونوں الٹو کسی جی میں ایک بار  
 اودہ ہت کہ کیا دین نبی کو ہی کہیل  
 دین میں ایسے ہوتے جس کو کہ میں اہل کتاب  
 جو کہ تم سے میں تیرا نکو دلا ہیں وہ ننگ  
 کہتے ہیں ہمسے کہ جس میں کی عباد ہو راگ  
 بل شریعت نہیں کوئی کہ کہو اوسکو در  
 گر کہو تم کہ حقیقت میں یہ ہر فسق و فجور

تکر الملام و دایلا اشکال فاذا همت  
 اجتمع النفس مرة يئالت من الخش ان حكا  
 منك يا امه لعبت بدین نینیا کتا رعب  
 الغتبان فی الاو حال اشبہتوا اهل الجاب  
 بدینکم واللہ لئن فی ضو ابیدی لا افعل  
 کہ ذی عیارتہم تقربیکم سر و جہت  
 عند کل حال یقولون ان محال  
 املہ ہذا السما عن الی دین محال  
 بل ہی شریعتہ بجوازہ  
 فسو الشراعی تلغو بسوال  
 لو فاتم فسق و معصیہ و ذی  
 بدین من الشیطان لا انزال

عند کل حال یقولون ان محال  
 املہ ہذا السما عن الی دین محال  
 بل ہی شریعتہ بجوازہ  
 فسو الشراعی تلغو بسوال  
 لو فاتم فسق و معصیہ و ذی  
 بدین من الشیطان لا انزال

ساراگ کرنا نہیں

یصل عن وحی لاله و دینہ

وینال فیہ حیلۃ الخصال

کنائسہ ناران ذابین اسرہ

باسمعی بن الرسل بالاضلال

والله من حرفه عننا ذوال

و یادان من فواہم و عقال

و نام ذاک القوی الجبل الی فخر

کام کر جامی جو کچھ کرنا ہو اسکو حیلہ  
 گمراہی نام کو اسمین نہیں حتی سہی ہر  
 ہوتی ہیں جگہ ہری با تو نہیں وہ اگر گویا  
 دین کے بند نکو جسے کہ کیا ہو وہیلا  
 ہو دین پونید جدا پوج ہو تانا بانا  
 حیلہ لبسین بہت سہی کر سہی اسمین پیدا  
 ہو دین اللہ کا حرام اسہی حلال الہدوا  
 ہو دین ظالم تو وہ مظلوم سہی جاہد ہلا  
 دخل حیلہ کو ہر تبدیل میں کاموں کی بڑا  
 فعل اور قول سہی جو چاہیگا بنجا و گیا  
 لفظو نہیں سہی تو بہت ہوتے ہیں سہی پیدا  
 رکھلہ کچھ نام پہلا گھبر الفظ رہا  
 منہ سہی مت کہہ کہ زنا کرنا ہوا اور چین اڑا  
 بن نہیں سکتا ہری حیلہ کو یہ کام ذرا  
 آہ کہہ دین پے ان حیلہ گردن سہی کیسا

دین سہی سوائے کی ناباز رہین  
 ہم بھی دیو نگہ شہاد کہ بہہ نبیو کا ہرین  
 اپنوکا نو سہی بہ والہ سناہی ہنہ  
 نوبت آخر کو پونہمی سہی تو اس حیلہ پر  
 دین ان حیلہ سہی وہ کپرا ہوا ہر جگہ  
 گریہی چاہتا ہر تو کہ گری کر و فریب  
 ایسا کر حیلہ کہ تجھ پر رہی کوئی فرض  
 جو کہ مظلوم ہو حیلہ سہی وہ ظالم پہ بڑھے  
 کر لہ حیلہ سہی بچو کرنی سہی جو کچھ تبدیل  
 کام نکلیگا تیرا سمجھو گا اگر حیلہ کو  
 حیلہ سہی پیلے توئے نام رکہہ سکا کچھ اور  
 سو دکہا نیکو کوئی سہی بیازے ڈھونڈ  
 کراسی طور کسی حیلہ سہی تو دلی حرام  
 پوری جب عقد ہوتے حیلہ سہی اسکو توڑ  
 حیلہ گرا سہی ہی امراض کہ ہوتی ہیں طیب

تفصلہ میں لکھو وصال  
 خدایہ و من جبار و تلبیہ  
 فخر و کبر و من خدایہ  
 فخر و کبر و من خدایہ  
 فخر و کبر و من خدایہ

۱۳ ارال کو تیرا تیر

و احتل علی لفظ و احتل علی لفظ و احتل علی لفظ  
 و احتل علی لفظ و احتل علی لفظ و احتل علی لفظ  
 و احتل علی لفظ و احتل علی لفظ و احتل علی لفظ  
 و احتل علی لفظ و احتل علی لفظ و احتل علی لفظ  
 و احتل علی لفظ و احتل علی لفظ و احتل علی لفظ



ذوق او تنہا و کما لو انہ لیس  
 واسرا فابا یخزل نوال  
 نینی شہادتہ و یخلفانہ  
 ناسی لغا و القلب ذوق  
 فادرا ای المنفوس قال ذوق  
 باللسان کجبت بالامثال  
 و یقول قاتنا صحر انخوض النار  
 ان خاض للمناکبین خیال  
 انا انقضت فقد نوات غم  
 فلا انقبیحان ما ذاب یقول  
 انک فاسق او کافر فی الحال

ایک لینی کو لٹو کرتے ہیں کتا د سوکا  
 دلین غفلت ہی میری میں تو وہ سب ہو گیا  
 واہ کیا خوب ہی یہ یاد دلا نیوالا  
 داخل نار جنم ہوں مجھو مطلب کیا  
 طوق دوزخ کو لٹو شا نو نہ میں پاؤں  
 بات کہنی کی نہیں اپنی زبان کو نہ ہلا  
 فسق یا کفر کا جسے لگے ٹمپر فتوا  
 جیسے پڑتا ہی خطا وار پہ ہجا جوتا  
 بول اس جگر میں دتر می کا ہو دنیو  
 کذب بد فعلی سے بھی ہو وہ حامی  
 دین احمد کی طرف اور نکرین خون خلا  
 کتب سول عربی حکم دین انکا حاشا  
 اصل انین سے کیسی بھی نہ کہتی بر پا  
 او نکو البتہ پذیرائی کا رتبہ ملتا  
 سب جگہ حکم میں ہی آپکے انصاف

مروح پوشی و چلی و فریب و دزدی  
 بھو لجا نامی شہادت کو قسم کہا تا ہی  
 دیکھ پر سکھ کو کہتا ہی مجھو آیا یاد  
 پھر کو می کہتا ہی میں تھوڑی سی شوت لیکر  
 پیٹ بہر دی میرا شوت سے کہ تا آخر کار  
 قاضیوں کا بھی یہی حال ہی جو تو نہ سنا  
 ایسے حکمو کو لٹو قاضی ہی کیا دو جواب  
 پھر جو زیاد کر گے تو لگیگا ورہ  
 وہ سٹاسٹ کہی اور تم کہو بس بس لیکن  
 پس تجھو ضرب و فضیحت سے بجا دمی اشد  
 اسپرہ ہی کہ نسبت کرین سب چیزوں کو  
 خواہش نفس و جہالت پہ بلا دین گمراہ  
 آپکو سامنی بھیہ باتین جو ہوتین در پشیا  
 آپکو حکم ہی لیکن جو موافق پڑتین  
 رحمت و صلح ہو یا جنگ ہو یا کوئی بات

استغنت اغنت بالجلد الذی قاطع ففہ کما  
 طرف نعال فقیو طوق فقیو قاطعاً ضای و کیف  
 جلدان اعمال فاجازک الرحمن من ضررہ من عن  
 ومن کذب سوال ذابین الامل حاشا رسول  
 حکیم بالہو و یلبس بالاحوال حاشا رسول  
 والله لو عرضت علیہ کا تھا  
 لا جبر یا بالنقض و الابطال  
 الالہی یوافی حکمہ  
 فتوالذی یبقی ببقاہ بالاقبال  
 حکما عدل و حق کا تھا  
 فی حقہ و مصالحہ وجدال

۱۳۱





عن ابن عباس بن عثمان بن عفان

وممن التائمين من ثبوت قوله

المجازية تغنيها لياروقا قال

ابن خبير عن مجاهد هو اشتراه

المغنية بل بالان كذا وهو قول كل من اختار

والنسخة بين الباطل وهو قول كل من اختار

اور ثور بن ابی الفاخنة اپنی باپ سی اور وہ حضرت ابن عباس سے ومن الناس  
من ثبوت قوله الحديث کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ مراد وہ شخص ہے جو  
کو خریدار بن گئیں کی بات تھی  
ایسی لوٹھی خریدی کہ رات دن اوسکے سامنے گایا کرے اور ابن خبیر نے مجاہد  
سے روایت کی ہے کہ اس سے مراد گانیوالی کا بہت مال کے عوض خریدنا اور اسکا  
گانا اور اس جیسا اور باطل سننا ہے اور یہی قول کچھوں کا ہے اور ابو اسحق نے  
اسکو اختیار کیا ہے واحدی کہتے ہیں کہ اس میں دخل ہے شخص جو کہیل اور راگ اور  
ذرا میر اور باجو کو قرآن پر اختیار کرے اگرچہ لفظ شرا کا آیت میں آیا ہے مگر اس سے  
کہی عوض چاہنا اور اختیار کرنا مراد ہوتا ہے واحدی کہتے ہیں کہ یہ آیت اس  
تفسیر پر غنا کی حرمت پر دلالت کرتی ہے پہر امام شافعی کا کلام غنا کے اعلان  
کے باعث گواہی مردود ہونے میں ذکر کیا ہے اور کوٹنڈیونکاراگ سب سے زیادہ سخت  
ہو سبھت سے کہ او میں وعید بہت ہے چنانچہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ جو شخص لوٹھی کاراگ سنے گا اوسکے کانوں میں قیامت کو دن آنک  
یعنی گلا ہوا سبسا پلایا جاوے گا اور لہو الحدیث کے جوہر معنی کہی ہیں اول غنا اور دوم  
عجمیوں اور رومیوں کی خبریں وغیرہ اس قسم کی باتیں جو فضول عارث اہل کلمہ  
سرفران سے بازرگ کہنے کو کہا کرتا تھا د و نو میں کچھ مخالفت نہیں

والنسخة بين الباطل وهو قول كل من اختار  
المغنية بل بالان كذا وهو قول كل من اختار  
المغنية بل بالان كذا وهو قول كل من اختار

كان اللفظ واردا بالثبوت أو لفظ الثبوت قد ياد  
الاحد والواحد والواحد والواحد والواحد  
كان اللفظ واردا بالثبوت أو لفظ الثبوت قد ياد  
الاحد والواحد والواحد والواحد والواحد

بسم الله الرحمن الرحيم

النظر في المآثر بجانده  
والدوم وهو ذلوا مما كان  
وتفسيرها بكتاب الاطلاع  
بأن تفسيرها هو الملك بالغناء  
الخاص المذاب ولا تعارض  
الانك يوم القضاة هو  
بسم الله الرحمن الرحيم

دو نولہو الحدیث میں اور راک کبیل اور ضرر ہونے میں بادشاہوں کی حکایتوں اور خبروں کی نسبت کم زیادہ ہو اسلئے کہ وہ زنا کا مستر اور نفاق کا سبب اور ن کا جال اور عقل کی شراب ہے اور قرآن سے جتنا وہ روکتا ہے اور چیز نہیں روکتی غرض کہ راک لے لے کو اس مذمت سے جو آیت میں آئی ہے کچھ بہرہ ہے اگرچہ جس قدر اس میں مذکور ہو وہ سب تو لوگوں میں سے بڑی کافر سے صادر ہوتی ہے مگر کسی قدر اس میں سے گناہوں کو بھی بہرہ ہے اسلئے کہ اونہیں سے کسی کو ناپاؤ گے جس میں علم اور عمل کی راہ سے طریق ہدایت سے گمراہی اور قرآن کو چھوڑ کر راک سننے کی رغبت اس طرح نہو کہ قرآن کو چھوڑ کر راک سننے لگے اور قرآن کا سننا گران معلوم ہو اور اسکو بہت جانے اور گناہوں کو تو اس سے زیادتی کا طالب ہو اور اسکو باری کو تہوڑا سمجھ تو ادنی بات اس امر میں یہہ ہر کہ نسبت اگر اس پر نہوگی تو اس میں سے حصہ کامل ضرور ہوگا اور اس میں گفتگو ایسے شخص کے ساتھ ہے جسکے دل میں کجیہ جان ہو لیکن جسکا دل مر گیا ہو اور اسکا فتنہ بڑ گیا ہو تو اسکو نفس پر راہ نصیحت سے دور شخص کو خدا تعالیٰ بلا میں ڈالنا چاہے تو اسکو لہو آدمی کا کہہ بس نہیں چنانچہ خود فرماتا ہے **وَمَنْ يُرِدْ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَلْبَسَ ثِيَابًا** اور جسکو اللہ نے چلا یا ہوا سو تو اسکا چین کر سکا کہ ان

وَيُتْرِكُ الشَّيْطَانَ وَخَصْفَ قَائِمٍ رَفِيعَةٍ الزَّانَا وَسَبْرَ النِّفَاقِ  
 وَالْعَقْلَ وَصَلَّ بِهِ  
 الْقُرْآنَ اعْظَمَ مِنْ صِلَى الْغَنَاءِ نَضِيبٌ مِّنْ صِلَى الْجَمْعِ  
 غَيْرَ هَافٍ أَهْلًا الْغَنَاءُ نَضِيبٌ مِّنْ صِلَى الْجَمْعِ  
 وَفِعْلُهُ كَالْفِعْلِ لَمْ يَلْمِ الْعَظِيمَ الْغَنَاءُ نَضِيبٌ مِّنْ صِلَى الْجَمْعِ  
 الْغَنَاءُ نَضِيبٌ مِّنْ صِلَى الْجَمْعِ  
 وَقِيحٌ رَغْبَةٌ عَنِ اسْتِمَاعِ الْقُرْآنِ إِلَى تَسْمَاعِهِ  
 الْغَنَاءُ بَجَائِثِ بَعْدَلِ عَنْهُ الْبِيَهُ وَتَثْقِيلِ عَلَيْهِ  
 سَمَاعِهِ وَكَيْسَ تَطْيِيلَهُ وَكَيْسَ تَزِيدُ الْبُغْيَةَ  
 وَيَسْتَفْضِرُّ رُغْبًا تَبَعًا فَاقْتُلْ مَا فِيهِ  
 مَسْنَى الْإِذْمِ أَنْ كَسْرَ نَضِيبِ الْإِذْمِ  
 مَسْنَى الْإِذْمِ أَنْ كَسْرَ نَضِيبِ الْإِذْمِ  
 مَسْنَى الْإِذْمِ أَنْ كَسْرَ نَضِيبِ الْإِذْمِ  
 مَسْنَى الْإِذْمِ أَنْ كَسْرَ نَضِيبِ الْإِذْمِ

۳۱۰۰۰ کے پائین

فَلْيَبْطِئْ فَتَسْتَفْضِرُّ رُغْبًا تَبَعًا فَاقْتُلْ مَا فِيهِ  
 مَسْنَى الْإِذْمِ أَنْ كَسْرَ نَضِيبِ الْإِذْمِ  
 مَسْنَى الْإِذْمِ أَنْ كَسْرَ نَضِيبِ الْإِذْمِ  
 مَسْنَى الْإِذْمِ أَنْ كَسْرَ نَضِيبِ الْإِذْمِ









وَأَمَّا أَيْمَانُ الْكُفَّارِ  
فَعَالِ تَعَالَى فِي نَحْوِ الْكُفَّارِ  
مَا كَانَ عَلَيْهِمْ عِنْدَ الْبَيْتِ  
أَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِمْ وَجْهٌ  
عَبَّاسُ بْنُ عَمْرٍو وَفَتَادَةٌ  
وَالْغَنَاءُ وَالنَّصَبُ فِي النَّصَبِ  
الْكُفَّارِ وَالنَّصَبِ تَعَالَى  
عَلَى بَنِي إِدْرِيسٍ فِيهِمْ صَفِيحَةٌ  
مَالِدِ بْنِ إِدْرِيسٍ مِنْهَا  
عَلَى بَنِي الْأَصْفَرِ  
قَالَ ابْنُ السَّكَيْتِ الْأَصْفَرُ أَكَلَهَا مَضْمُونٌ

اور مکا اور تصدیہ کا حال یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا فروگئے حق میں فرمایا ہے دما کان  
صَلُّوا شَرًّا عِنْدَ النَّبِيِّ الْأَمَّكَاءُ وَتَصَدَّقُوا حَضْرَاتِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِدْرَابِ عَمْرٍو عَطِيَّةٍ اِدْرَابِ  
مَجَاهِدٍ اِدْرَابِ حُكَّامٍ اِدْرَابِ حَسَنِ اِدْرَابِ قَتَادَةَ فَرَمَاتے ہیں کہ مکا سنیسی بجانا ہے اور تصدیہ  
نالی بجانا اور لغت میں اسکی یہ معنی ہیں کہ آدمی اپنی دونوں ہاتھ جوڑ کر منہ سے اونہیں  
آواز نکالے اور اسی سے مشتق ہے کلمت ایش اللہ اللہ یعنی جانور جسوقت آواز سے گوز  
کرتا ہے اور وقت میں بولتی ہیں اور اسی جہت سے آواز کے صیغوں کو وزن پر جوڑیے  
اونٹ کی بلبلانے کو زغا اور کتھی کے ہونکنی کو غوا اور بکری کے مہیانے کو نغا کتھی  
ابن سکیت نے کہا ہے کہ آواز کے سب کلمات حرف اول کے پیش سے ہیں بجز دو کلموں کے  
ایک نداد و سرائعنا اور تصدیہ لغت میں ایش سے تالی بجانیکو کہتے ہیں چنانچہ حسان بن  
تابت نے اس شعر میں کہا ہے  
جَبْ فَوْشْتِ اِدْشْتِ مِیْنِ نَمِّ اِدْشْتِ مَوْ + تَالِی اِدْرَابِ  
سِنِیْ تَمَّارِی ہُو نَمَّازِ اِبْنِ عَبَّاسٍ فَرَمَاتے ہیں کہ قریش خانہ کعبہ کا طوان ننگر  
کیا کرتے تھے اور سنیسی اور تالی بجا یا کرنے اور مجاہد فرماتے ہیں کہ کفار قریش  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طوان میں فرما کر تے تھے اور سنیسی اور تالی  
بجائے تھے تاکہ طوان اور نماز کو آپ کے اور پشتہ کر دین اور ایسا ہی مقابل سے مروی  
اور ظاہر ہے کہ وہ لوگ یہ دونوں کرتے تھے پس جو لوگ کہ خدا تعالیٰ کا تقرب

عَلَى بَنِي الْأَصْفَرِ  
قَالَ ابْنُ السَّكَيْتِ الْأَصْفَرُ أَكَلَهَا مَضْمُونٌ  
عَلَى بَنِي إِدْرِيسٍ فِيهِمْ صَفِيحَةٌ  
مَالِدِ بْنِ إِدْرِيسٍ مِنْهَا  
عَلَى بَنِي الْأَصْفَرِ  
قَالَ ابْنُ السَّكَيْتِ الْأَصْفَرُ أَكَلَهَا مَضْمُونٌ  
عَلَى بَنِي إِدْرِيسٍ فِيهِمْ صَفِيحَةٌ  
مَالِدِ بْنِ إِدْرِيسٍ مِنْهَا  
عَلَى بَنِي الْأَصْفَرِ  
قَالَ ابْنُ السَّكَيْتِ الْأَصْفَرُ أَكَلَهَا مَضْمُونٌ

۳۱۰

وَيَصِفُونَ مَلَأْنَاكَ النَّصَبُ وَالْمَكَاءُ قَالَ ابْنُ  
عَبَّاسٍ وَبَنِي إِدْرِيسٍ فِيهِمْ صَفِيحَةٌ  
عَلَى بَنِي إِدْرِيسٍ فِيهِمْ صَفِيحَةٌ  
مَالِدِ بْنِ إِدْرِيسٍ مِنْهَا  
عَلَى بَنِي الْأَصْفَرِ  
قَالَ ابْنُ السَّكَيْتِ الْأَصْفَرُ أَكَلَهَا مَضْمُونٌ  
عَلَى بَنِي إِدْرِيسٍ فِيهِمْ صَفِيحَةٌ  
مَالِدِ بْنِ إِدْرِيسٍ مِنْهَا  
عَلَى بَنِي الْأَصْفَرِ  
قَالَ ابْنُ السَّكَيْتِ الْأَصْفَرُ أَكَلَهَا مَضْمُونٌ

ان الله بالصغار والتصفين  
مستباه النوع الاوان اخوانه

والذکر والقراءة انتباه النوع  
على كمال الصلوة

والثانی قال ابن عثمة وان  
الانباری الکاء والنص

کبسا یصلون ویکن ذمه اصحاب  
انهم جعلوا امکان الصلوة

والتصلیة فالزیرم ذلك عظیم الاوس  
انقول ان من نه فبجالحقانی صلیته

سینٹی اور تالی سے کرتے ہیں وہ تو اول فرقہ کی مانند اور اولیٰ سانی بندہ میں اور  
نمازیوں اور ذاکردن اور فار یونیر اور کما فعل مشتبه کردین نو وہ دوسری فرقہ  
کی مانند ہیں آبن عرفہ اور ابن انباری کہتے ہیں کہ سینٹی اور تالی نماز نہیں میں گر  
خدا تعالیٰ نے خبر دی کہ جس نماز کا اول کو حکم تھا اسکی جگہ انہوں نے سینٹی اور  
تالی کو کیا اسبوجہ سے اس حرکت نے اثر بہت سنگاہ رکھدی اور اسکی مثال ایسی  
جیسے یون کہو کہ میں اٹس سے ملنی گیا تو اوسنی مجھ پر تم کر نیکو میرا انعام کیا یعنی  
انعام دینو کے قائم مقام ظلم کو کیا اور مقصود یہ ہے کہ تالی اور سینٹی بجا بولے  
بائسلی اور فرما سے یا اور جو ایسے ہوں انہیں کچھ ایک مشابہت ان لوگوں کی ہی  
تو اوسی مشابہت کی مقدار پر اونکو مذمت سے بہرہ بھی ہو اور اسبوجہ سے اللہ تعالیٰ نے  
نماز میں حاجت کیوفت مردوں کے لہو تالی بجانا مشروع نہیں فرمایا بلکہ اسکو  
چھوڑ کر نسیم کا حکم فرمایا کہ جمع ہونے کیواسطہ اذان کہا کریں پس جب بدون  
حاجت اوسکو کریں اور طرح طرح کے گناہ قول اور فعل سے اسپر زیادہ کریں تب تو  
کسی جائز ہوگا فصل اور راک کا نام زنا کا متر مونا تو بہت درست ہے کہ  
جیسا لفظ اور اسم سے ویسے ہی معنی اور سنی میں اور یہ نام فضیل بن عیاض  
سے مروی ہے۔ ابن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ بھلو خبر دی حسن بن عبد الرحمن کہ نے فضل

انهم جعلوا امکان الصلوة  
والتصلیة فالزیرم ذلك عظیم الاوس  
انقول ان من نه فبجالحقانی صلیته  
اقام الحفام مقام الصلوة والمقصود ان البصغور  
والصغار من فیراع او مرار و یعود ذاک فرم  
متنبہم من هوکافاهم فسطین الذم یجب  
لذوال عند الحنفیة فی الصلوة بل انما  
بالعدل والی التبیحک فکیف اذا فقلی  
وکلما لجة و فیراج او اعاس العاجی  
وکلوا فعلا و فضل و ابانہ

سنگاہ رکھدی

کافیہ الزنا فلو انهم یروون  
کشمماہ و لفظا مطابق لعماد  
وهذه التسمیة من رویہم  
والفضیل بن عیاض قال ابن  
ابی الدنیا اخبارنا الحسن بن  
عبد الرحمن قال قال الفضیل



فقال عمر بن عبد الغفار هل  
بمثلته فالخجل فخل سببها  
قال فخل سببها وهو الخجل  
سريعة الانفعال والاضغاضغ  
والله اعلم الله اعلم  
وريدك رفقاً بالقول البريعان

حضرت عمر بن عبد الغزیز نے فرمایا کہ یہ تو ماتھے پانوں کا کان کاٹ ڈالنا ہے  
یہ سزا درست نہیں اونکو جانے دو راوی کہتی ہیں کہ انکو چوڑو با اور عورت  
پر آواز کا جلد اثر ہوتا ہے اور اسوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے  
حدیث میں خواں انجمنہ سے فرمایا کہ ٹھہرا اور ان شیشون یعنی عورتوں پر نرمی کر جب  
آپکا ارشاد حدی کے باب میں یہ ہو تو راگ پر کیا گمان کرنے ہو خصوصاً اس  
صورت میں کہ راگ کو ساتھ دف اور بانسلی اور ناچ ہو اکثر ایسا ہوا ہے کہ بیباک  
کی بدولت کسبیاں نیکی ہیں اور آزاد آدمی راگ کو کہہ راگ سے لڑکون اور چوڑو  
کے غلام ہو گئے ہیں قطعہ

تو اگر راگین مشغول ہو تو ڈر کہ کہیں بتلا ہو کہ مصائب میں آلتا ہی پڑا پیشتر سے جو کہیں پارسا تھا اور آزاد راگ کرتا ہی عطا او سکوکہ حسین ہو مغز	موت کو پر لگے تیر و نکلی نہو بچہ پر مار جب دل غمزدہ میں ہو میں یہ تیر و ساز راگ سے بندہ زن ہوتا ہے وہ ناہنجہ یہ عطا او سکوکہ سب سے بری ہے اور یار
--	--

فصل اور راگ کا نام نفاق کا اگانیوالا حضرت ابن مسعود کے نزدیک ثابت ہوا  
کہ انہوں نے فرمایا کہ راگ نفاق کو دہین ایگاتا ہے جیسا پانی کہتی کو  
اگاتا ہے اور خدا کا ذکر دل میں ایمان کو اس طرح اگاتا ہے

النساء واذا كان ذلك في الحث انما ظننا  
بالغناء فكيف اذا اجتمع الالفاء  
والشبابه والرفص فكلم من حث صلات بالغناء  
من البغايا وكلم من حث اصلي به عبد  
من الصبايا فخذلان شفقت بسبايا  
قلوبكم يا ايها الذين آمنوا اذا ما خلا طرف  
الذي ايا ويصحب بعد ان قد كان حراً  
عفيف الفاحج عبد الصبايا ويغنى  
من به معنى غناء اي وذل لك سنه  
واما سبب عند ابن مسعود  
فثبت عند ابن مسعود  
انه قال الغنا يثبت  
النفاق في القلب كما  
يثبت الماء النسي  
يثبت الايمان في القلب

۱۳ راگ کہتے ہیں





وجسنتہ وعبیر النفوس الی  
نیہات النبی فینیر کا مستقار

بیرکھا الی کل قبیہ ونبیوتھا  
الاصح کل لیلحہ وعلیہ فہو

ملمن ضعیبا لبا ن ووقیح صما  
علی القباہ فرسارہان فانہ

صینو الخمر ووصیفہ وناثیہ  
وخلیقہ عقل الشیطان پینہا عقل الامت

اور اوسیکو اچھا دکھانا ہو اور نفسو کو گمراہی کی خواہشوں کی طرف براگینتہ کرتا ہو  
توجوبات نفس میں خفیہ تھی اوسکو ابھار کر ہر ایک بڑی کی طرف تخریک کرتا ہو اور ہر  
خوبصورت مرد و عورت کو ملتو کا شوق دلاتا ہو ہر صورت میں راگ اور شراب لے لے دو وہ  
کے شریک ہیں اور بڑا یوں بڑا بھارنے میں گھوڑ دڑ کے گھوڑوں کی طرح برابر کیونکہ  
راگ شریک سگا بھائی اور خادم اور قائم مقام اور نائب ہر شیطان نے دونوں  
میں سا بھائی چارہ باندھا کہ وہ کیسی نہیں ٹوٹتا اور اون دونوں میں ایک ساتھ  
رہنے کا ایسا آئین مضبوط نکالا ہے کہ وہ کبھی منسوخ نہیں ہوا بھی تو آدمی کو دیکھتے ہو  
کہ اسپر و فار کی علاست اور عقل کی روشنی اور ایسا نکلی تازگی ہر یک ایک اک سنتی ہو  
عقل اور حیا کم ہو گئی اور مردت چلدی اور نور عقل غلجہ ہوا اور درخشاں منات کے عز  
بک شروع کی اور مرد اور مونڈ ہو گویا یا اور زمین پر پانودید ہمارے لگا اور پنا  
مغز و نو ناتھو سے پینے لگا اور بیرون کی سی چھلانگین ہر لگا اور گد ہون کی  
طرح رہت کی گرد چکر کہا نے شروع لکھو اور ایک ایک کو ہر اوسکی تخریق لکھو قطعہ

یا دیکھو ہر وہ سب میں اکٹھے تھے ہم  
ہم میں تھا جام سزا چہی طرح سزا  
ست ہر شخص نظر آتا تھا دان شادھی

بسم تک نثر خوش رکھتی تھی آویزہ گوش  
نفس نے مری کہ تیرہ دست کہ جیسو کو نثر  
کوئی جز شادی نہیں کہتا تھا میں میں

وخلیقہ عقل الامت وعلیہ صما  
لانہ صما بیا تری الرجل  
العقل وھجۃ الامان اذ امع العنا ففصل  
وختیاء ودرختت وناہ وفاق بجاہ وناہ

وفاقی والشکینۃ الی کثرۃ الکلام  
وہر جلیبہ ووقف علی اعم اس سہبت یہ  
وہر ونبات الذیاب ودرائے ودران  
الماس ہول الد ولاب ولفد وصفہ  
الخباہر بہ فقال قطعہ

مذاکر لیلحہ ووقیح صما  
عاطیب السماء الی العنبلہ  
وذرات بیننا کاس الافاق  
فانکس النفوس یغور  
فانہ صما الی انشا  
سرو الی انشا وھذا الصلا

وقال بعض العارفين الشمامسة  
 لم تفلح سوى بطمان شبتا  
 اجاب اللعوي على المعلم  
 اذا نادى اخو اللذان يفته

بزم میں ہو جو کوئی کینی نذا کرتا نہا  
 اور کیا پاس ہمارے تہا جوین جان کر سوا  
 اور بعض عارفوں کا قول ہے کہ راک کسی قوم میں تو نفاق کا باعث ہوتا ہے اور کسب و  
 دشمنی کا اور کسی میں جھٹلایکا اور کسی میں بدکاری کا اور اکثر خوبصورتوں پر عاشق  
 ہونے اور برمی باتوں کو اچھا جاننے کا باعث ہوتا ہے اور اسکا ہمیشہ سنا دل پر  
 قرآن کو گران دکھانے پر اگر دیتا ہے اور اس امر کی وجہ یہ ہے کہ راک شیطان کا  
 قرآن ہے تو وہ اور رحمن کا قرآن ایک لین جمع نہیں ہونگی اور یہی وجہ راک کے  
 نفاق ہونے کی ہے اور ایک وجہ اور یہی ہے کہ نفاق کی اصل یہ ہے کہ ظاہر باطن سے  
 مخالف ہو اور راک والا ان دو آفات میں رہتا ہے اگر کھل کھلی تو بدکار شہرتا ہے اور  
 اگر عبادت اور تقویٰ ظاہر کرے تو منافق ہوتا ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کی  
 رغبت تو ظاہر کرتا ہے مگر دل میں شہوات کا جوش اور لہو اور آلات جو متافی دین کے  
 ہیں انکی محبت بہری ہے اور ایک وجہ یہ ہے کہ ایمان دو بانو کا نام ہے حق کا کہنا اور  
 طاعت کے بموجب عمل کرنا تو یہہ ذکر خدا اور تلاوت قرآن ہی سے  
 پیدا ہوگا اور نفاق امر باطل کا کہنا اور گمراہی کا عمل  
 کرنا ہے اور یہہ راک پر مسترب ہونا ہے اور ایک

بھی فی نفع و التکذیب فی نفع و  
 علی القلب بیکھ علی الشعم و  
 انہ و ان الشیطان فالجمع هو و قران  
 الرحمن فی قلب و ہذا معنی اللفاق  
 و ایضا فان اساس اللفاق ان یخالف  
 الظاهر الباطن و یجاب لغنا بن امین  
 اما ان یخفناک فیکون فالجرا او یظہر النسک  
 فیکون منافقا فانہ یظہر الرغبہ فی اللہ  
 والد اس الاخر و قلبہ یغلب بالشوات و یخفی  
 ما یناق الذین من اللہ و الالات  
 و ایضا الامکان فی نفع و عمل  
 و ہذا ینبت علی التکذیب و  
 تلاوة القران و النفاق  
 فعل الباطل و عمل النبی  
 و ہذا ینبت علی الغنا و

۱۳ راک کو کھین

ایضا من علامات النفاق  
فلا تدر الله والكسب عند  
القيام الى الصلوة وقرع الثاوية

وهذا صفة المنافق والغناء  
وايضا النفاق مؤسس على  
الكذب والغناء من الكذب

التمتع فانه يحسن التعبد ويزينه  
وباير به ويقبح المحسن  
عاب النفاق وايضا النفاق غش وكره ونفاق

وہم یہ ہے کہ نفاق کی علامتیں یہ ہیں کہ ذکر اللہ کا کم کرنا اور نماز کو کم کرنا سہو  
میں کا ہلی کرنی اور نماز میں ٹھونگین سی مار لینی یعنی جلد ادا کرنا ہے اور یہی  
حال راگ میں مبتلا شخصوں کا ہے اور ایک وجہ یہ ہے کہ نفاق کی بنا جوٹ پر ہے اور  
راگ زیادہ تر جوئے شعر و نہیں سوسے مسلک کہ وہ بڑی کوتاہی کرتا ہے اور  
اوسکو زینت دیتا ہے اور اوسکا حکم کرتا ہے اور عمدہ چیز کو برا کرتا ہے اور اوسمیں  
نے رعبی پیدا کرتا ہے اور یہ عین نفاق ہے اور نیز نفاق فریب در کردہ ہو گا  
دینی کا نام ہے اور راگ کی بنا انہیں پر ہے اور یہی منافق اسطرح فساد اور خرابی  
کرتا ہے کہ اپنی گمان میں جانتا ہے کہ میں درستی کرتا ہوں جیسا اللہ تعالیٰ نے  
منافقوں کے حال سے خبر دی اور راگ والا بھی اپنی دل اور حال کو ایسی طرح بگاڑتا  
ہے کہ اپنی دانست میں اوسکی اصلاح کرتا ہے اور راگ والا دونکو شہوات کی طرف بلاتا  
اور منافق اونکو شبہات کی طرف بگاڑتا ہے تمناک فرماتے ہیں کہ راگ دل کا بگاڑنیوالا  
اور پردہ گار کا ناراض کر نیوالا ہے اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنی لڑکوں کی معلم کو  
کہا کہ چاہیے تمہاری تعلیم میں اول اعتقاد کا کھیلو کی عداوت ہو اسلئے کہ اونکی ابتدا  
شیطان سے ہے اور اونکا انجام خدا کی ناراضی سے اسلئے کہ مجھو معتبر لو گوں سے یہ خبر  
پونہی ہے کہ باجوگی آواز اور اونپر فریقہ ہونا نفاق کو دلیمن اسے جاتا ہے یہی ہوتی

والغناء مؤسس على خلك وايضا المنافق  
يفسد من حيث يظن انه يصلح كما انخبوا  
عن المنافقين وصاحب الشمامسة يفسد قلبه

وقال ابن جرير  
بين عمو القابلي فتنه الله يصلح والمغيب  
يا عموها الى فتنه الشبهات قال الضحاک  
الغناء مفسد القلب مخطئة اليك  
ولكن عمير بن عبد الغفار قال  
ليكن اول ما يعقدون من ادب

الراگ کرنا

من الشيطان وقا قبحه كخط  
الرحمن فانه يلفظ غير النفاق  
من صهي العارف والسماع  
المعاني والعباد كما بينت  
النفاق في القلب كما بينت







یعنی سینٹی اور تالی اور سکی نماز سے تو ضرور ہے کہ اس نماز کا کوئی اذان  
 دینو والا اور امام اور مقتدی بھی ہو پس ہزار تو موزن ہو اور گویا امام ہو اور  
 اور حاضرین مجلس مقتدی میں اور جہوٹ کا شیطان کی بات ہونا اسٹی ہو کہ وہ جہوٹا ہو  
 اور جہوٹ کا حکم کرتا ہو اور اوسیکوریت دنیا ہی تو جو جہوٹ دنیا میں ہوتا ہو وہ اس  
 سکا ہانے اور گفتگو سے ہے اور کاہن جو شیطان کے پیغمبر ہیں سکی وجہ یہ کہ شرک  
 اونکی طرف دڑتے ہیں اور اپنی بڑی بڑی کاموں نہیں اونکی پناہ ڈھونڈتے ہیں اور  
 اونکو تصدیق کرتے ہیں اور اونکو پہنچ کر کے اونکو حکم پر راضی ہوتے ہیں جسی رسولوں  
 کے پیرو رسولوں کے ساتھ کرتے ہیں کہ اس بات کے معتقد ہوتے ہیں کہ انکو علم غیب ہے  
 غرض کہ ان میں مشرکوں کو نزدیک بننے لہ پیغمبروں کی ہیں اور اسوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے فرمایا کہ جو شخص کاہن کے پاس آیا اور اسکی تصدیق کی تو وہ اس چیز کا منکر ہو  
 جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتری ہے۔ اسٹی کہ رسولوں اور کاہنوں میں ضد ہے کیونکہ آدمی  
 دو قسم کے ہیں کاہنوں کی پیرو اور رسولوں کی پیرو تو ایک بندہ میں دونو باتیں جمع نہیں  
 ہو سکتیں کہ اونہیں سہی ہو اور انہیں سہی بلکہ جس قدر کاہن سے قریب ہو گا اسی قدر  
 رسول سے دور ہی ہوگی اور جتنا اوسکو سچ جائیگا اتنا ہی رسول کو جھٹلاوگا اور یہ جو  
 مذکور ہوا کہ شیطان کی شکار کاہن عورتیں ہیں سکی وجہ اگلی فصل میں آوگی اب فصل

الذین هما المتكفاء وان تصدقوا  
 صافونہ ولا بد لهذا الضلوع  
 من متعان وان قام وصفا للمعان  
 المنع والامام المعنى والامام  
 الحاضر والواقف والکاتب الایمان  
 حاشا فهو الکاتب الایمان  
 بالانسان بلین له فکل کاتب

تقع فی العالم فتمتن تعلیمها  
 رکھنے رسالہ فان الشکرین  
 الہم فی المعظم العظام  
 ویتبعون نبیہم انکم یفعلون  
 ویتبعون نبیہم انکم یفعلون  
 انکم یفعلون انکم یفعلون

فان تصدقوا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 انی کاہن تصدقوا فقد کفر  
 فان الناس فیمان اتباع الرسول  
 فان الناس فیمان اتباع الرسول  
 فان الناس فیمان اتباع الرسول  
 فان الناس فیمان اتباع الرسول

من هؤلاء هؤلاء  
 البعوض من الریح والبعوض  
 القرب من الکاهن ویکذب  
 الرسول بقول تصدیقہ لاکاہن  
 فانہ مضانہ النساء بان شکر  
 فی الفصل الایمان والقصود





بَابُ بَطْنِ الْقَابِ وَلَا يَقُولُ

حَسَنٌ فَاَنْظُرْ الْعَدْلُ الْعَدْلُ الْعَدْلُ

لَهُمْ فِي الْغَنَاءِ صَوْنٌ وَصِفَةٌ بِالْفِعْلِ

عَلَى الْأَوْحَى وَصِفَةٌ بِالْفِعْلِ وَتَفْصِيحٌ

عَلَى الْأَوْحَى وَصِفَةٌ بِالْفِعْلِ وَتَفْصِيحٌ

وَقَدْ أَوَّلْنَا بِبَابِ الْغَنَاءِ مَوْضِعَ الشَّيْطَانِ

وَقَدْ أَوَّلْنَا بِبَابِ الْغَنَاءِ مَوْضِعَ الشَّيْطَانِ

آنکھ روتی ہو اور دل غم کرتا ہو اور ہم نہیں کہتو وہ بات کہ ناراض کر ہو پروردگار  
کو ترندی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے تو اب اسے فرمایا گیا دیکھو جس سے  
راگ کا نام صوت احمق تاکبہ سونابت ہو اور اسی پر کفار فرمایا یہاں تک کہ اوسکو  
بدکاری کے ساتھ موصوف کیا اور آپ بھی بس نکلیا ختم کہ اوسکا نام فرما شیطاں  
لیا اور حضرت ابو بکر نے جو راگ کو فرما شیطاں کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اُسکو ثابت رکھا اور آپکا یہ فرمانا انما شہیت حرمت کی باہمین لافعل کن نسبت  
کا تر ہے اسلیو کہ لافعل میں احتمال نہیں اور دوسری چیز کا بھی ہے بخلاف فعل تصریح  
کے تو جو شخص اس سے بھی حرمت نہ سمجھو وہ کسی نہیں سوزے سمجھ گیا فصل اور راگ کا  
نام صوت شیطاں اسلیو ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَفْزَعْتْ مِنْهُمْ  
بصوتک ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ بسو تاکسہ اور راگ اکام  
گناہ کی طرف بلانیا ہے اور ظاہر ہے کہ راگ مصیبت کی طرف بری بلانیا لو نہیں سوزے  
اور ابن ابی حاتم ہی نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ شیطاں کی آواز راگ اور جھوٹ کر  
اور نیز جریر بن منصور سے اور انہوں نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اوسکی آواز فرما شیطاں  
اور مجاہد نے حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ آواز اوسکی دن ہے اور یہ آواز تخصیصی  
ہے جیسے اصناف سوار اور پیادوں کی ہے اوسکی طرف تخصیصی ہے مصور نہیں جو طاعت

فصل

بَابُ بَطْنِ الْقَابِ وَلَا يَقُولُ  
حَسَنٌ فَاَنْظُرْ الْعَدْلُ الْعَدْلُ الْعَدْلُ  
لَهُمْ فِي الْغَنَاءِ صَوْنٌ وَصِفَةٌ بِالْفِعْلِ  
عَلَى الْأَوْحَى وَصِفَةٌ بِالْفِعْلِ وَتَفْصِيحٌ  
عَلَى الْأَوْحَى وَصِفَةٌ بِالْفِعْلِ وَتَفْصِيحٌ  
وَقَدْ أَوَّلْنَا بِبَابِ الْغَنَاءِ مَوْضِعَ الشَّيْطَانِ  
وَقَدْ أَوَّلْنَا بِبَابِ الْغَنَاءِ مَوْضِعَ الشَّيْطَانِ

فَقَالَ تَعَالَى وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَفْزَعْتْ مِنْهُمْ  
بصوتک کل ذی عرالی معصیة وین العظیم من  
الغناء من اعظم الازواج علی  
العصیة وخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس  
قال صوت من الغناء والباطل  
واخرج ايضا عن جریر بن منصور  
عن مجاهد قال صوت من الغناء  
واخرج عن الحسن البصری  
قال صوت من الغناء والباطل  
واضافه تخصیصی من کل  
والجمل الباطل من کل



والمسبح كان اليمين بعن عباد  
فانوسع من الشيطان في ذلك  
الصحاح في امراته اجنبية او صبيح

من آلات الفجی وشر الخبیث  
الزنا والفجی وشر الخبیث  
رسول الله صلى الله عليه وآله

وسلم في عدة احاديث كما تبين في مع التصديق  
والفضل تلك الحديث المنكرة التي لا يثبتها  
احاد من اهل الاوثان فصار اهل العلم والاجاب

وغیره کے بائین تھا گاتی نہیں اور دن ہی عید کا دن تھا اب گروہ شیطانی آئین  
بہت سا پیدا کر لیا کہ اجنبی عورت اور مرد لڑکے تک کاراگ سنو لگے جسکی آواز  
اور موثر و نوقسہ ہوں اور راک بھی وہ گادھی جو موجب نادر بدکاری اور شرانوار  
کا ہو اور اسپر طرہ یہ کہ آلات لہو کے ساتھ ہو جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
چند حدیثوں میں حرام فرمایا چنانچہ مذکور ہو گئی اور تالی اور ناچ اور ایسی برسی باتیں ایسی  
ضمیمہ ہوں کہ اولکو کوئی بت والوں میں سے بھی حلال بناتا ہو چہ جائیکہ کوئی اہل علم اور  
ایمان والا حلال جائے اور اپنی حجت اور نہیں دے و نونا بالغ لڑکیوں کو راک کو کرتی ہیں کہ  
جنہوں نے عرب الوکلی شجاعت وغیرہ کا گیت عیب کے دن بدون نفیری اور دن اور  
ناچ اور تالی کے گایا تھا اور اس منشا یہ حدیث کی لہو حدیث صریح حکم کو چھوڑی  
دیٹی ہیں اور ان پر کیا موقوف ہو رہا ظل الیکای ہی دستور ہے۔ مان ہم نہ حرام کہیں  
اور نہ گروہ جانین اور مستدر کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گہر میں اس صورت پر ہوا  
تھا بلکہ ہم اور سب اہل علم اور ایمان تو اس راک کو حرام کہتے ہیں جو اسکے خلاف ہو  
فصل اور راک کا نام سمو ہونکی وجہ یہ کہ حکم یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی عنہما سے اس کلمہ  
کی تفسیر میں روایتیں سامنے آتی ہیں کہ ہم نے یہ کلمہ سنا ہے کہ ہم نے یہ کلمہ سنا ہے  
وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اسکو یہ معنی میں کہ ہماری گادھی چنانچہ مسودہ شمرن میں

وینکبوا بغنا یجو برینا غیر مکارفتین  
وینکبوا بغنا یجو برینا غیر مکارفتین  
فی یوم عیدنا بغنا یجو برینا غیر مکارفتین  
ولا تصعبی ویدعی الحکم الضور لطلحة  
المتنابة وهذا نشان کل مبطل نعم الخیر  
ولانک سنہ ما کان فی بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اللہ علیہ والہم وسلم علی ما کان فی بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نعم من و اهل العلم والایمان السماء  
الغافل انک فی قول حکم  
تنبیہا لیس فی قول حکم  
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما  
فی قولہما فی قولہما  
س اذین المومنین فی قول  
الغافل انک فی قول حکم

الکتاب

وكان الغريفي ههنا \*  
لكن احي من شراب مسيحي \*  
قال ابو عبد الله المشهور الذي \*  
عقب له وقال عكرمة كانوا اذا  
سمعوا القرآن تغلوا فارتلت

هذه الآية من ان  
واقيل في هذه الآية من ان  
السمي الغفلة والشه والنك والغضب والبط  
من الغناي جمع هذا كله ويوجب هذه الاربعة غفلة  
الله من الغفلة والاربع غفلة  
عن عبد الرحمن بن عوف قال سمعنا رسول  
الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول  
من اعنى قوم يستحلون الخمر والمخمر والمخاروف  
ولبنان اوام الى جنب علم بر وسم عليهم سارحهم  
يا بريم ويسمى اخر بن قودة وخنار جبر الى  
ويضع العلم ويسمى اخر بن قودة وخنار جبر الى  
مختار بن قودة وخنار جبر الى  
فكباب من سيجل الخمر ويسمى بغير  
رسمه ووهم بن حرم في حيا  
سند بن قودة قال قال هشام بن  
عكار وجواب هذا الوهم من وجهي

الراكي

اسي مسنونين ارد هو ابي ابو عبدة كتهي بن كسمود اوس شخص كو كتهي بن حكي لمي راگ كايا  
جاو مي اور عكرمة فرمائي ميں كه جب ه لوگ قران كو سنتي تھي تو گيت گاتے تھي اسلي آيت  
آتري اور اس آيت ميں جو سمود كو مني غفلت اور سهوا اور تكبر اور غضب اور خفگی كو كتهي  
وان معنون مذکور ه بالا مخالف نهيں اسلي كه راگ ان سب امور كا جامع اور سب كا موجب  
غرضه راگ كو نام غنا كه سوا چود ه هومي فصل كهيل كه سامان اور با جو نكو جو حضرت  
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نے حرام فرمايا هو اسلي بيان ميں - عبد الله بن غنم كتهي ميں كه  
حديث بيان كي مجھے هو ابو عامر يا ابو مالك اشعري نے آنحضرت صلى الله عليه وسلم سے كه آپ  
فرمايا كه ميرى امت ميں سوي كو چوگ هونگا كه زنا اور شيمي كپري اور شراب اور با جون كو  
حلال جانينگا اور كچھ قومين سپاړكي برابر ميں اترينكي او نپر چر دايا انكي بكر يا ن شام كو لاوگا  
او نكي پاس كو مي حاجت كا طالب ويگا تو كهينگا كه كل صبح كو انا پھر الله تعالى او نپر شينون  
ماريگا اور سپاړكو اتر گراوگا اور دوسرو نكو نبرد اور سور كرديگا قيامت كو دن تك رويا  
كيا اسكو بخاري نے اوس با ميں حسين يه كه جو شخص شراب كو حلال جاو اور او سكا نام  
شراب كه سوا كچه اور كهيا اور بخاري نے اس سو دليل كي هو اور يقينا اسكي تعلقين كي هو  
اور ابن حزم نے جو اسمين طعن كيا هو كه حديث منقطع هو اسو وجه هو كه اسلي سند بخاري  
متصل نهيں بيان كي هو كه با هو هشام بن عمار اسيا كتهي ميں اور اس هم كا جواب كئي هو

احمد بن محمد بن عمار و سہ منہ فاذا  
مشام بن عمار و سہ منہ فاذا  
قال قال هشام فهو بمنزلة قلا عن

منہ فهو بمنزلة قلا عن  
منہ فهو بمنزلة قلا عن  
منہ فهو بمنزلة قلا عن

حاشا بہ و هذا اذن بطلان  
حاشا بہ و هذا اذن بطلان  
حاشا بہ و هذا اذن بطلان

اول یہ کہ بخاری نے ہشام بن عمار سے ملاقات کی اور اس سے سنا ہی پس جب قال مشام  
کہا تو ایسا ہی ہے کہ عن مشام کہا دوسرے یہ کہ اگرچہ بخاری نے ہشام سے نہیں سنا تب بھی اسکا  
یقیناً ہشام سے ہونا جب ریافت کیا تو یہی معلوم ہوا کہ ہشام نے سکویان کیا ہے اور  
ایسا اتفاق بسبب یک ستاد کہ بہت سے راوی نے ہوا اور اسکی مشہور ہوئے انکو جو جایا کرتا ہی  
وزنہ بخاری تمام مخلوق کی نسبت کر دیا وہی ہے بعد از میں تیسری جگہ کہ بخاری نے اسکو  
اپنی کتاب میں جسکا نام صحیح ہے حجت کے طور پر داخل کیا ہے پس اگر ادنیٰ نزدیک حدیث صحیح  
نہوتی تو کہی ہی کہتے تھے جو صحیح ہے کہ بخاری نے یقین کے الفاظ اسکی تعلق کی ہے سست افا  
سے نہیں کی جبہ حدیث میں نوقف کرتے ہیں یا اونکی شرط کو موافق نہیں ہوتی تو یہ کہتے ہیں  
کہ روایت کیا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یا ذکر کیا جاتا ہے یا اور اسطرح کہ لفظ  
بولتی ہیں پس جب یون بیان کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یقین کر لیا کہ اس حدیث  
کی نسبت آپکی طرف ہے یا پنجویں جگہ کہ ہم اگر ان سب باتوں سے بالکل روگردانی کر لیں تب بھی حدیث  
مذکورہ بخاری اور وہی کے نزدیک متصل ہے چنانچہ ابو داؤد اسکو روایا کیا ہے اور ابوبکر  
اسماعیلی نے اپنی کتاب صحیح میں اسکو سند واریان کیا ہے اور صرف ابو عامر کا نام لیا ہے شک نہیں  
کیا جسے بخاری نے ابو مالک اشعری کا نام ابو عامر کے ساتھ لکھا ہے اور اس حدیث کی دلالت کی وجہ  
پر یہ کہ سب لغت والنو کا اتفاق ہے کہ معارف سب کھیل کے آلات کو کہتے ہیں

حاشا بہ و هذا اذن بطلان  
حاشا بہ و هذا اذن بطلان  
حاشا بہ و هذا اذن بطلان

عند ابوعامر و لم یثبت  
و وجہ الدلالة منہ ان  
المعارف ہی آلات اللہ  
انفا قاتین اهل اللغة  
عند ابوعامر و لم یثبت  
عند ابوعامر و لم یثبت  
عند ابوعامر و لم یثبت

۳۱۱



فإن عنتي خشف وسيف قبل الجوه  
والقبيبات وأسفلت الخمر وأما  
فإن عنتي خشف وسيف قبل الجوه

مشكان عمران بن حصيب فرأه  
الزهد في مشكان اعشى عن  
خلال بن يساف عن

رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
إذا ظهر القبيات والمعازف والله  
إذا ظهر القبيات والمعازف والله

است من زمين مين و منسنا اور صورت کا بدل جانا ہوگا لوگوں نے عرض کیا کہ یہ بیان کیسی  
ہوگی یا رسول اللہ فرمایا جب ساز اور گانہ البیان ظاہر ہوگی اور شراب طلال جانی  
جاوے گی اور عمران بن حصین کی حدیث کو ترمذی نے عیش سے اور انہوں نے ہلال  
بن یساف سے اور انہوں نے عمران سے روایا کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
کہ جب ظاہر ہوں گا نیو البیان اور ساز اور پی جادین شراب میں یعنی اس وقت خشف اور  
است میں ہوگا ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور حدیث عبد اللہ بن عمر کو احمد  
نے اپنی مسند میں اور ابو داؤد نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب درجی اور کوبہ اور تعبیر کو حرام فرمایا اور ہر آدر چیز  
حرام ہے اور احمد کے الفاظ اس طرح ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت شراب درجی اور  
چنی کی شراب اور کوبہ اور قین کو حرام فرمایا اور حدیث ابن عباس سے بھی مسند میں ہے  
مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوی اور  
کوبہ کو حرام فرمایا اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور کوبہ تعارہ کو کہتے ہیں یہ سفیان کا قول ہے  
اور بعض کہتے ہیں کہ بربط کہتے ہیں اور قین جہشی زبان میں تومہ کہتے ہیں اور تعبیر اور  
بجائیکہ نام ہے یہ ابن اعرابی کا قول ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث کو ترمذی نے روایت  
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب لگ مال غنیمت کو دولت جانیں اور

الزهد في مشكان اعشى عن  
مستان و ابو داؤد عن ابن عمر  
الخمر والكبير والكوبه والتعبير  
حرم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
وان الله حرم الخمر والميتير والكوبه  
والكوبه مسك حرام  
سيفيان وقيل البربط والقين  
هو الظنعي باب الحشيشه  
والظنعي الضرب به قاله ابن  
الاعرابي واما مشكان بن  
مير بن فرودا الترمذی قال قال  
رسول الله صلى الله عليه وآله  
وسلم اذا الخمرت الفئد ولا

سارگال کوبہ

والايمان متصفا والحق من قولوا

تعليم العلم لغير الذين اتوا بالجهل

امرانة وعنى امة وادى من صدى بقوه

واقصن اياه وظلمت الاصوات

من الساجد وسناد القبيلة فاسفهم

فمن الساجد والذم والكرم والجلل

وكما ان يعين الفهم الفطنات

ومخافة تفتح وظهرت الخس وعن اخبره

امانت كو غنيمت اور زكوة كو ذم اندا اور علم كو دين سوال اور چيز كو كفو سيكبين اور مرد  
 اپنى بي بي كى اطاعت كرمو اور اپنى ماكى نافرمانى اور اپنو دوست كو پاس بٹھاو كر  
 اور با بكو دور كر ميو اور آوازين سجد و نمين ظا هر هون اور كرده مين سردار او سمين كا  
 فاسق شخص هو اور لوگوں كا غميس كفضيل آئين كا كينه هو اور آدمى كى عزت او سكى بدى كى  
 خوف سى كيجا وى اور گانو اليان اور با جو ظا هر هون اور شراب بچا وى اور اس امت  
 كے آخر كے لوگ اول كے لوگوں پر لعنت كرين تو چا هيو كے اس وقت منتظر هون سرخ آندي  
 اور بهو نچال و در زمين مين دنسنے اور تهر پڑنے كے او سيم اور نثانيان سطح اويگر  
 جيسے موتيونى مار كى لڑى ٹوٹو موتى متواتر كرتے هين ترمذى نے كها ميو كے يه حديث  
 حسن اور غريب هى اور ابن ابى الدنيا نے اسكو ابو هريره ثمالى روايت كيا هى كے سوال هے  
 عليه السلام نے فرمايا كے كچه لوگ اس امت كى آخر زمانه مين صور بد لكريندا اور سورج  
 لوگوں نے عرض كيا كے بار سوال الله كيا ده گوا هى نذيرى هونكو كے كوى سجد و نمين سوا ميو الله  
 اور محمد صلى الله عليه وسلم رسول هين خدا آپ نے فرمايا مان گوا هى دينكو اور روزه نماز حج ادا  
 كرتے هونكو كسى عرض كيا كے پراونجا به حال كيون هوگا آپ نے فرمايا كے ه سازون اور  
 دفون اور گانو اليونكو اختيار كرينكو رات كو تو شراب اور لهو مين مصر و رمى صبح كو اهرى تو  
 بندر اور سور كى صورت پر هو گوى اور حديث ابو امامه كى احمد كى مسند مين اور ترمذى ميز

سابقا هم او زلزله و خسفا و تسخا و قف  
 و ايات تتابع ك نظام بال قطع  
 سلكه فتابعه قال الذوقى تحت حسن  
 سهرالكره باين

عشر با و اخرجه ابن ابى الدنيا عن ابى هريره ثمالى  
 قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يبعث الله  
 من هذه الامم من اخر الزمان فتسح و خسفا و قف  
 قالوا يا رسول الله ابيس ثمالى و ابن اله  
 و يهلون و يبعثون قبيل فئنا باله  
 قال اتخذوا المعازف  
 و الله وان محمد رسول الله قال بلى و  
 و خازيروا قف اسفوا قف  
 فاصبحوا و قف اسفوا قف  
 فاصبحوا و قف اسفوا قف  
 فاصبحوا و قف اسفوا قف

فصاحبها او قف اسفوا قف  
 و خازيروا قف اسفوا قف  
 فاصبحوا و قف اسفوا قف  
 فاصبحوا و قف اسفوا قف



عنه عن النبي صلى الله عليه وآله  
والسليم قال ثبت طائفتهن  
رسى على اكل وشرب لهن ثياب  
صبيحة نؤدة وخنازير يبعث  
على من احياهم يوم يبعث  
كما نسف من كان قبا لهن

اوشے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جماعت میری امت  
میں سے کہانے اور پیڑ اور کہیل اور کو دین بات بسر کرینگے پھر صبح کو بندر اور سور ہو جاوے  
اور اونکو قبیلونین سے ایک قبیلہ پر آندہی پیہم دیجاگی وہ اونکو ایسا دکھاوے گی جیسا  
تم سے پیشتر کے لوگوں کو دکھاوے دیا اسوجہ سے کہ وہ شراب کو حلال جانتی تھی اور وہ بجاتے  
تھے اور گائیوں کو اختیار کرتے تھے اس حدیث میں فرقہ سنی راوی ہی اور وہ بڑے  
یکجغون میں سے ہے مگر حدیث میں قوی نہیں ترمذی کہتے ہیں کہ اسکی باب میں یحییٰ بن سعید  
نے کلام کی ہے اور اس سے لوگ روایت کرتے ہیں اور اس حدیث کو ابن ابی الدنیانے  
سعید بن سب سے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے اور ابو امامہ سے  
مروسی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت میں سے ایک قوم کہانی اور پیڑ  
اور کہیل میں رہتا گذرینگے اور صبح کو بندر اور سور کی صورتیں ہو جاوینگے اور اونکو زمین میں  
دہستا اور پتھر پڑنا بھی پہنچے گا یہاں تک کہ لوگ صبح کو کہیں گے کہ آج رات فلاںے کا گھر  
دہس گیا اور فلاں شخص کا خانمان دہس گیا اور انہر آسمان سے تپہر بھیجے جاوینگے جسکو لوٹا  
کی قوم کے قبائل اور گروہوں پہ بھیجے گی تھی اور انہر وہ آندہی سخت بھیجے جاوے گی جسے عادی  
قوم کو شراب پیو اور سود کہانی اور گائیوں کو کہنی اور قرابت کو ٹوڑنے کی باعث  
ہلاک کیا تھا اور احمد سے کی مسند میں عبید اللہ بن جریج کی حدیث علی بن زید سے مروی ہے وہ

بانتخا لهم الخمر من غيرهم بالقرآن  
واخذهم القينات وكان بين  
ويعون كبار الصحابة بل كان  
قال الزهري تكلم فيه يحيى بن  
والناس واخرج ابن ابى الدنيا عن  
عن رسول الله صلى الله عليه وآله  
وقال سخطوا نؤدة وخنازير  
هي نبيجة الناس فنعوى ان  
خسف اللبابة يبي فان وليسكن  
الثاء كما ارسلت على قوم  
وعلى وريها وارسلت اليهم  
اهلك عاد الترمذ في القينات  
الزبا واخذهم في مسند  
وقطعهم الهم في مسند  
الحمد من حلالين عبد الله  
بن زجر عن مسكن بن زجر

۱۳۱۳







من ثلاث الغراب التي قرأت في

ما اكتب على رجب من اوقات

تفوات في النورنة تكون

مخوفون وخسف في

من اهل القبلة قال قلت يا

ابيعقوب ما اعلم قال ابتاعتم القينات وقرتكم

عجبت يا تون من سورتين نوريت بين يدي من كچه محكوبتلاذ او نهون فرما يا كاه  
 ابو شيبان بخدا مين اپني رب پر جوت نہین بولتا ہون اسکو وہ دینا میں بار کہا میں  
 نوریت میں پڑھا کہ امت محمدی علیہ وآلہ وسلم میں سچ اور قدق اور خسف اہل قبلہ میں  
 ہوگا رادی کتبی میں کہ میں پوچھا کہ ای ابو یعقوب دنکو اعمال کیا ہونگی کہا کہ گانبر ابو  
 رکبتی اور دف بجادینگو اور شیمی کپڑا اور سونا پسین گو اور اگر تم زندہ ہو یا تنگ کہ  
 تین کام دیکھو تو یقین کرو اور آمادہ ہو جاؤ اور ڈرو میں پوچھا کہ وہ کیا ہیں فرمایا  
 کہ جب مرد مردن اور عورتیں عورتوں سے کام نکالیں اور عرب کے لوگ عجم کے برتون کی  
 رغبت کریں اسوقت تکو امور مذکورہ کرنی چاہئیں میں نے کہا کہ خاص عرب کے لیے  
 ہوں کہا کہ نہیں بلکہ اہل قبلہ پر کہا کہ خدا کچھ لوگوں پر آسمان سے تیر گرائی جا دین گو کہ  
 راستون میں اور اپنی چہونہ میں اور سوا و کلمی سر ٹوٹا جائیگی جیسے حضرت لوط کی قوم  
 کے ساتھ کیا گیا اور دوسری لوگ بندر اور سور کردنی جا دیگی جیسے بنی اسرائیل کے  
 ساتھ معاملہ ہوا اور کچھ لوگ زمین میں نہا دی جا دیگی جیسے فارون کو نہا دیا گیا غرض  
 اخبار اس امت میں سنح ہونیکے لئی ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور اکثر حدیثوں میں سنح  
 کی فیدراگ والون اور شرانخوار و سپر لگی ہوئی ہی اور بعض حدیثوں میں نے قید بھی مذکور  
 سالم بن ابی الجعد کتبی ہیں کہ لوگوں پر ایسا وقت آجگا کہ اس میں ایک شخص کے دروازہ

ابیعقوب ما اعلم قال ابتاعتم القينات وقرتكم  
 بالانفس والبيات ولباسهم المحرور والذهب والفضة  
 اعملا ثلثا فاشدقن واستعدن لحدن قال  
 قلت ما هي قال اذا تكافا الرجال بالرجال والنساء  
 بالانفس والبيات ولباسهم المحرور والذهب والفضة

قال والله ليقدرن رجال من السماء  
 بجارية تبذلن في ن عفافن طمعهن وقبائلهم  
 كما فعلت قوم بلوط ولبسهن  
 كما خسف فارون وقاتلهم  
 بوقع النخ في هذه الامة  
 وهو مقيد في اكثر الاوقات  
 بلعقاب الغناء وشداب  
 الخسرو في بعض السطون قال  
 سالم بن ابى الجعد لباين علي  
 انكس زمان بومعني بعباب

سارا ال كياتين



تخلّفوا باخلافها في الباطن  
فقل ان ترى محتلا مكار اجبارا  
الاول على جهه مستخفة وقد وقول  
من ترى افضيا الاول على وجهه  
مستخكبا فالظاهر من بطا انا  
انتم ارتباطا فاذا استخفتم

صورت سہ پاتا ہر جنگی عادات لوگوں نے باطن میں اختیار کر لی ہیں تو کم ایسا ہوتا ہے  
کہ جو شخص حیدر گراور مکار جابر نظر پڑے تو اسکی صورت پر تبدیلی بندر کی صورت کی  
ندیکہو اور کم ایسا ہے کہ رافضی کے چہرہ پر کتھو کی صورت کا تغیر نظر نہ آدہو ایسے کہ ظاہر  
اور باطن میں ارتباط کامل ہوتا ہے جب برسی صفین نفس میں مضبوط ہوتی ہیں تو ظاہر  
صورت کے بدلنے پر قادر ہو جاتی ہیں اور ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز  
میں امام سہو آگے بڑھنے والیکو ڈرایا کہ کہیں اللہ تعالیٰ اسکی صورت گدہو کی سی نہ کر دے  
ایسے کہ وہ باطن میں گدہو کی مشابہت ہو کیونکہ اسکو امام سہو آگے بڑھنے سے بجز اپنی نماز  
فساد اور ثواب کچے جاتے رہنے کے اور کیا ملا سلام تو امام سہو پہلے پہر تا ہی نہیں آئے  
معلوم ہوا کہ وہ کم سمجھتے نہیں اور ہوشیار نہیں گدہو کی مشابہت ہے جب یہ معلوم ہو چکا  
تو جانو کہ لوگوں میں سہو مستحق زیادہ سنہ کے وہی ہیں جو ان صدیوں میں مذکور ہیں وہی  
سب سے بیشتر بندر اور سور ہونگی اسوجہ سے کہ باطن میں وہ لوگ ان جانوروں کے مشابہت  
ہیں اور خدا تعالیٰ کی سزائیں حکمت اور انصاف کو موافق ہوا کرتی ہیں خدا تعالیٰ ہر کلو  
ان سے بچا دے اور جو لوگ کہ گاتے ہیں اور راگ شیطانی میں مبتلا ہیں انکو اعراض ہونے  
اپنی بڑی کتاب میں جو راگین سے بیان کر کے اٹکو دور کیا ہے اور شعرون کے سننے سے  
جس باتکی تحریک ہوتی ہے اور آیتوں کے سننے سے جو نسب بات کی تحریک ہوتی ہے ان

فوتب علی قلب اللہ علیہ والہ وسلم  
ان یصبح انی اللہ علیہ والہ وسلم  
فی الصلح بان یجعل اللہ صولہ  
حمار لتشاہتہم للحکام فی الباطن  
فانہ لم یستفقا

۳۱۱

وعلی الیقظون انہ اعرف  
بلسکھنہ ولا الذین ذکرنا فی  
فصلہم انہم الناس مستخفون  
لشاهبہم لکافی الباطن وعقوبات  
نعمی باللہ منہا جاریہ علی  
وعدایہ وفان ذکرنا شیطانی  
الفلوین باللہ ام الشیطان  
ثم اننا الکسیرین  
السماء ونفضناھا و ذکرنا  
الفرق بین ما یجوزکما  
وما یجوزکما لایان







عن عبد بن عباس وهو يروي  
ابن جبير عن داود بن حصين  
عن علقمة بن ابى راهيم فان يروى  
عن صفوان بن يحيى  
من الحفاظ يصفه والشاهي  
حسن الراى فيه ويحج بن حنيفة  
حسن الراى فيه وهو رضى الله

وعن عقبته بن عامر رضى الله  
عنه قال قال رسول الله  
صلى الله عليه وآله وسلم الا اخبى لكم  
بالتيسر الشفاعة والاولى بالارسل الله قال والحلل العين  
الله والحلل والحلل له روى ابن ماجه بنسناد  
بجالة كلفهم يروى عن عقبه بن حنيفة  
وعن عمر بن دينار وهو من اعيان التابعين من رجال  
ان شئ عن رجل طلق امراته فجاءه رجل من بني  
اهل القرية فبعده عليه ولا علمه فاخبره شيئا  
من ماله فزوجه اليها قال فقال لا تخف  
ان النبي صلى الله عليه وآله قال  
سئل عن مثل ذل كك  
لا تخف من مثل ذل كك  
فاذا اهل ذل كك  
سئل عن مثل ذل كك  
لا تخف من مثل ذل كك  
فاذا اهل ذل كك

احكام الامانيان

ابى جبير نے داؤد بن حصین سے اور انہوں نے علقمہ سے اور انہوں نے ابن عباس سے اور یہ  
لوگ سب منبر میں سوامی ابراہیم کے جسکو اکثر حدیث کو یاد کرنے والے ضعیف کہتے ہیں مگر  
شامی اور سلیمان بن اچبی راوی کہتے ہیں اور اسکی حدیث کو حجت میں لایا کرتے ہیں۔  
اور عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں بتاؤں  
تمکو مستعار بکار لوگوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں آپ ارشاد فرمائیے فرمایا کہ وہ حلال کہنویا  
ہو لنت کر موالدہ محلل اور محلل لہ پر تو کیا اسکو ابن ماجہ ایسی سننا دیکھ کر راوی  
سب منبر میں کسی پر کچھ اعتراض نہیں ہوا اور عمر بن دینار جو عمدہ تابعین سے ہیں ان سے  
کسی شخص نے یہ سئلہ پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی پھر ایک اور شخص  
اُس بی بی کا جو مرد اور عورت دو نو کو نہیں جانتا آیا اور اپنی مال میں سے کچھ خرچ کر کے  
اُس عورت سے اسلمی نکاح کیا کہ اسکو اسکو شوہر پر حلال کر دی عمر بن دینار نے کہا  
کہ درست نہیں ہر ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی ایسا ہی پوچھا آپ نے  
ارشاد فرمایا کہ نہیں جبکہ نکاح اپنی خواہش نفس سے نہ کرے اور جب اپنی مرضی سے نکاح  
کرے تو پہلو شوہر کو حلال نہوگی یہاں تک کہ دوسرا شوہر اس سے حلاوت صحبت نہ پاسے  
اس حدیث کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے مصنف میں عمدہ اور سننا دیکھا ہے۔ اور اس حدیث  
مرسل کو حجت میں لایا ہوا وہ شخص جس نے اسکو مرسل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

رواہ ابو جبر کتب ابن  
شیبہ فی المصنف بابنا دجیبہ  
وهذا المرسل قال ابن جبر  
ارسله فلان علی بن یوسف عنک

وقال عمل أصحاب رسول الله  
صلی الله علیہ وآلہ وسلم کما سبوا  
وهو موافق لبقیة الاحادیث  
الموصولة ومثل هذا اجتهاد  
باتفاق الامم وهو الذي  
قبله نضال في التحليل التلوي  
وكان لا يحدث ثبات نافع عن ابن  
عمير ان رجلا قال له امرنا  
نحوها ولم يعلم قال لا الا ان  
استترا وان كهنها فارقها  
وانا كنا نقتلها  
على عهد رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم  
من قبله الا سلام في ابطال التحليل

اوسكو نزدیک حدیث ثابت ہے اور اس پر عمل کیا ہے اصحاب رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے  
جیسا کہ غفریب دیگا اور مضمون اس حدیث کا موافق ہے باقی حدیثوں سے جسکی متصل  
ھے اور اس طرح کی حدیث سب سے زیادہ حجت ہے اور یہ حدیث اور جو اس سے پہلے  
تبت میں حلالہ کے باہمین نص ہے اور اس طرح حدیث نافع کی ابن عمر سے ہے کہ ایک شخص  
نے اوسے عرض کیا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تاکہ اوسکو اوسکی شوہر پر حلال کر دوں  
اور اوسنے مجکو نہیں کہا اور نہ اوسکو علم ہوا آپ نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے مگر غبت سے  
نکاح کرنا کہ اگر تجکو وہ عورت اچھی معلوم ہو تو رہی دی اور بری لگو تو علحدہ کر دی اور جو  
معاملہ تو نے کیا ہے اوسکو ہم عہد مبارک جناب رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم میں نہ نامہ شمار کیا  
کرتے تھے اوسکو شیخ الاسلام نے حلالہ کے باطل کر نہیں ذکر کیا ہے **فصل** اور انار صحابہ  
کے اسباب میں یہ ہیں کہ ابن ابی شیبہ کی کتاب مصنف اور اثرم کی سنن اور ابن منذر  
کے اوسط میں حضرت عمر سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو محلل اور محللہ میری پاس  
لایا جائیگا اوسکو میں سنگسار ہی کرونگا اور عبد الرزاق اور ابن منذر کے الفاظ یہ ہیں  
کہ جو حلالہ کرنوالا اور حلالہ کی ہوئی عورت میری پاس لائی جاوے گی تو میں اونکو سنگسار  
کرونگا اور یہ روایت حضرت عمر سے صحیح ہے اور عبد الرزاق نے عمر سے اور نہ سہری عبد الملک  
بن مغیرہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر سے کہنے عورت کے حلال کر دینے کا حال اوسکی شوہر

نحوہا ولم یعلم قال لا الا ان  
استترا وان كهنها فارقها  
وانا كنا نقتلها  
على عهد رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم  
من قبله الا سلام في ابطال التحليل  
فصل واما الآثار عن اصحابنا  
وثنان الاثرم والوسط لابن المنذر  
عن عمر بن الخطاب نه قال لا  
يحل ولا محلل ولا محللة  
لفظ عتب بن الزرقان وابن المنذر  
الاثرم والوسط عن عمر وقال  
عبد الزرقان عن عتب بن الملا وابن  
الزهری عن عتب بن الملا ابن  
الغبار قال مثل ابن عمر  
عن حنبل السمرقانی وجها







صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال  
ذات فاعلم انکم تکان تقد من  
بجلاھا لو کان التخلیل جائز قال  
ولاد لہ الذلۃ علی ان ھذا  
الاحادیث منقصہ باب التخلیل  
وان لم یشرط فی العقد کثیرہ  
جد الیکین هذا مبی فی کھاثری  
واقا الآثار عن التابعین فقال  
معر عن قتادۃ قال اذا نوى التناک  
او المشکر او المسآة او احد من التخلیل  
فلا یصح الخبرنا ابن جریر قال قلت  
فلا یصح المختل عامدا اهل علیہ عقور ربیع

مسئلہ علیہ آہ وسلم او سکوحلالہ کی تدبیر بتلاوتیو اسلمو کہ در صورت جواز حلالہ کر نیکی  
ایسا شخص نابود نہ تھا جو او سکوحلال کر دیا شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ وہ دلیلین  
جنسے یہ بات معلوم ہو کہ ان حدیثوں سے مقصود حلالہ کرنا ہی ہے گو عقد میں شرط نہ ہو  
بہت میں مگر یہ جگہ اونکے ذکر کی نہیں آتی اور آثار تابعین کے اسباب میں یہ ہیں کہ  
عبدالرزاق کہتے ہیں کہ خبر دمی ہکو عمر نے قتادہ سے کہ جب ح کر نیوالا یا نکاح کر دینو والا  
یا عورت یا کوئی شخص دینیں سونیت حلالہ کر نیکی کر لے تو درست نہیں۔ خبر دمی ہکو  
ابن جریر نے کہ میں نے عطار سے پوچھا کہ جو جان بوجہ حلالہ کرے پہلا او سپر کپڑا  
ھے او نہوں نے کہا کہ میں نے نہیں دیکھا مگر میری دوست میں یہ ہے کہ او سکونترا ہو اور اگر  
سبکے سب اسی بات پر جھک پڑیں تو سب گناہگار ہیں اگرچہ ہمزیا دہ کرین خبر دمی ہکو  
عمر نے قتادہ سے کہا کہ اگر حلالہ کر نیوالا عورت کو طلاق دیدیگا تو پہلو شوہر کو اوسکی صحت  
جائز نہوگی بشرطیکہ دوسر شوہر کا نکاح بوجہ حلالہ کر نیکی ہو۔ خبر دمی ہکو ابن جریر  
نے کہ میں نے عطار سے کہا کہ محلل کی طلاق کے بعد عورت کے پہلو شوہر نے اوس سے رجوع  
کر لی او نہوں نے فرمایا کہ ان دونو کو جدا کیا جاو۔ خبر دمی ہکو عمر نے ایسے شخص سے  
حضرت حسن سے سنا ہے کہ ایک شخص نے اکیورت سے اس غرض سے نکاح کیا کہ او سکوخاوند  
پر حلال کر دمی اور وہ مرد او سے عورت کو نہیں جانتا تھا حضرت حسن نے اوس شخص کو

واقا الآثار عن التابعین فقال  
معر عن قتادۃ قال اذا نوى التناک  
او المشکر او المسآة او احد من التخلیل  
فلا یصح الخبرنا ابن جریر قال قلت  
فلا یصح المختل عامدا اهل علیہ عقور ربیع  
قال وکلهم ان قالوا علی ان یعاقب  
وان اعظم الصداق ان یخبر نامع  
عن قتادۃ قال ان طلق المختل فانحل  
زوجھا الاول ان یفیرھا انما کان  
منک ان خبرنا ابن جریر قال قلت  
لعطاء فطلق المختل فوجھا  
زوجھا قال یفرق بیضا  
ان خبرنا مع عن من مع امآة  
یقول فی رجل تزوج امآة  
بجلاھا ولا یجوز انقال الحسن

احادیث

وقال ابو ابي بكر النخعي اذا كان  
نبيها احد الثلاثة الزوج الآخر او  
الاول او الزوج

المسألة الثانية محلل قال وقال  
ابن جابر ولا تخل بل اول قال وقال  
ابن جابر

فرمايا کہ خدا کا خون کر اور اللہ تعالیٰ کی حد و نین آگ کی سیخ مت ہو آن مندر کہتو  
ہیں کہ ابراہیم نخعی نے فرمایا ہے کہ جب پہلو شوہر اور دوسرے شوہر اور عورت تینوں میں سے  
ایک کی بھی نیت حلال کر نیگی ہوگی تو دوسرے کا نکاح باطل ہے اور پہلو خاوند کو لئے  
حلال نہ ہوگی کہا اور حسن بصری فرماتے ہیں کہ جب تینوں میں سے ایک قصد حلال کر نیگا کرے  
تو خرابی ڈالے گا کہا اور بکر بن عبد اللہ مزی نے حلالہ کر نیوالی اور جسکی خاطر حلالہ کیا  
جادوی اور سکی باہین کہا ہے کہ یہ لوگ ایام جاہلیت میں مانگا بکر اکہلاتے تھے کہا اور  
ابن نجیح نے مجاہد سے اس قول خداوندی میں نقل کیا ہے ان ظننا ان لقیما جہود اللہ  
کہ ان دونوں کا نکاح فریب پر نہیں اور اس روایت کو ابن ابی حاتم نے بھی تفسیر میں  
مجاہد سے نوکر کیا ہے اور شعبی سے مروی ہے کہ اوس کسی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک مرد نے  
ایسورت سے نکاح کیا جسکے خاوند نے اوسکو پشیرتین طلاقیں دی تھیں اور اوسکی  
غرض یہ ہے کہ اوسکو طلاق تاکہ اپنی پہلے شوہر کے پاس چلی جادوی اونہوں نے فرمایا  
کہ یہہ درست نہیں جب تک کہ میں یہہ نہ کہی کہ میں ڈاکتہر ہو گا اور وہ بکر ساتھ رہیگی اوسکو  
حرفانی نے روایت کیا ہے اور عطاء رحم روایت ہے کہ اونہوں نے اس مسئلہ میں کہ ایک  
شخص نے اپنی بی بی کو طلاق دی اوسکا غمخوار جو چلا اوسنے اوس عورت سے بدو  
شوہر کی اجازت کی نکاح کر لیا یہہ فرمایا اگر اسکو نکاح کیا کہ اوسکو شوہر اول کہلو حلال

بصیرت اذا هم احد الثلاثة  
فقد افسد قال وقال بکر بن  
عبد الوہاب النخعی اذا كان  
بیمون فی النکاح لیس المستغراق قال  
ابن جابر عن مجاہد فی قوله تعالیٰ ان

۳۱۴

قال ابن جابر ان نکاح ما علی غیرہ لیسہ ورواہ  
ابن ابی حاتم فی التفسیر عنہ ورواہ عن الشعبي  
مثل عن رجل تزوج امرأه کان زوجها طلقها  
ثم اثنان قبل ذلك قال ابن جابر  
لا تزوج الی زوجتها الا انفسہ انہ  
ای نقابہ ورواہ ابو جریان  
وروی عن عطاء فی الرجل یطلق  
امرأه فیطلق الرجل الذی یطلق  
فیزوجها من غیرہ امرأه منہ  
فقال ان کان تزوجها لیس لیس



مخل نہ وان کلن تزوہ کتابتہ  
استا لہما فقد حللتہ وقال  
سعد بن المستیبر فی جبل  
تزوج ام اسۃ الیچا لہا تزوجا  
ابول وکلمتہن ذلک  
المرآۃ فقال ان کان  
لہما فلاح لہما فلاح لہما

کردی تو وہ عورت اسکو حلال نہوگی اور اگر نکاح اسلوی کیا ہو کہ اسکو رکنا منظور  
تو حلال ہو اور سعید بن السیب نے اسباب میں کہ ایک مرد نے ایک عورت سے اسلوی نکاح کیا کہ اسکو  
شہر اول کے لہو حلال کردی اور اس امر کا علم شوہر اول کو ہونے عورت کو فرمایا کہ اگر نکاح  
صرف حلال کر نیکی لوی کیا ہو تو دونو کو جائز نہیں اس صورت میں شوہر اول کو حلال نہوگی  
روایت کیا اسکو حرب نے اپنی مسائل میں اور یہ بھی سعید بن السیب کا قول ہے کہ لوگ کہتے  
ہیں کہ حلال ہو نیکی لوی دوسرے شوہر کی صحبت شرط ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ جب نکاح صحیح  
کیا اور اس سے ارادہ حلال کر نیکی لویا ہو تو پہلے شوہر کو اس عورت سے نکاح کر نہیں کہیں  
ہر ج نہیں اسکو سعید بن منصور نے اس روایت کیا ہے تو دیکھو کہ یہ چار دن پیشو اتنا  
کے رکن میں یعنی حسن بصری اور ابن السیب اور عطاء اور ابراہیم نخعی اور سب طلاق کو عدم  
جواز کے قائل ہیں اور ابی شعراء سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ اور تبع تابعین اور اولی بعد  
لوگوں کی اقوال سے بھی ایسا ہی کہہ پایا جانا ہے چنانچہ ابن منذر نے مالک وریث اور ثوری  
سے روایت کیا ہے کہ حلالہ درست نہیں بدون نکاح رغبت کو اور امام مالک فرماتے ہیں  
کہ مرد اور عورت میں تفریق کر دینی چاہی اور یہ جدائی نکاح کا فسخ ہو گا بدون طلاق کے  
اور اسپر ح میں سے منقول ہے کہ مرد اول کو کہہ لینا اس عورت کا حلال نہیں اسکو کہ حلال  
کر نہوائے نے عقد نکاح پورا نہیں کیا اور احمد بن حنبل اور ابوب سے بھی اسپر ح مروی ہے

انسان کے  
دل کے  
سے اور اسے  
فعلی ان خفی  
کو پرید بن ابی  
روایہ سعید بن  
الاسیر یغفر  
السید بن عطاء  
الشعراء مثل ذلک  
التابعین ومن  
ذک لا یصلہ  
مالک واللیث  
مالک یفرق فیہما علی کل حال ویقول  
الفرق فیما یغفر طلاق وکن  
اسحاق لا یحلہ ان یسکھما  
لان یحلل لہم بولہ عقارہ  
النظام واحمد بن حنبل وانی

اسلام آباد

فصل من العجايب معناه

هذا الاحاديث والايات بقوله

فان طلقوا فلا خلع لهم

فان طلقوا فلا خلع لهم

انزلت عليه هذا الآية

هو الايات عن الحمل والخلع

واصحابه اعلم الناس بكتاب الله

فلم يجعلوا زواجا واطلاقا

**فصل** اور عجيب بات یہ ہے کہ ان حدیثوں اور اثار کے مقابل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں **فان طلقها فلا خلع** کہ میں نے کچھ حتمی نیک زواج وغیرہ اور یہ نہیں جانتے پھر اگر اسکو طلاق دی تو اب حلال نہیں اور خود عورت اس کے بعد جب تک نکاح نہ کرے تو وہ نہیں کہ جس شخص پر یہ آیت اترتی ہے وہی حلالہ کر نہیو لیکو اور جسکی خاطر حلالہ ہوا اسکو لعنت فرماتے ہیں اور انکی اصحاب سب لوگوںکی نسبت کہ کلام مجید کو زیادہ سمجھتی تھی اور انہوں نے حلالہ والیکو شوہر قرار نہیں دیا اور اسکو نکاح کو باطل فرمایا اور اس سے زیادہ عجیب ہے کہ بعضی بیچیم سونا نقل میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کا نام محلل رکھا پس اگر صلت کا ثبوت نہوتا تو وہ محلل کیون ہوتا اسکا جواب یہ ہے کہ یہ بڑی بات ہے کیونکہ اسکو یہ معنی میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص پر لعنت کی جس نے آپکی سنت ادا کی اور ایسی شخص پر لعنت فرمائی جس نے وہ فعل کیا جو شریعت میں جائز اور صحیح تھا حالانکہ یہ نہیں بلکہ آپ نے جو اس شخص کا نام محلل کہا تو اسوجہ سے کہ اسنو خدا تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال کر دیا اور اسوجہ سے مستحق لعنت کا ہوا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو طلاق دینے پر حرام کر دیا تھا جب تک وہ دوسرے مرد سے نکاح کرے اور لفظ نکاح کتاب اللہ اور حدیث میں اس نکاح کا نام ہی جسکو لوگ آپس میں نکاح کہتی ہیں جسا مشہور کرنا اور اسکو لہودت بجانا اور ولیمہ کرنا شروع ہے اور جسین دوستی اور رحم ٹھہرایا ہے اور اس شخص کا فعل جسکو نبی بی کا نام نفقہ لیا

انزلت عليه هذا الآية  
هو الايات عن الحمل والخلع  
واصحابه اعلم الناس بكتاب الله  
فلم يجعلوا زواجا واطلاقا  
من هذا قول بعضهم  
سبأه محلا فلو لا بقت  
محلا فبقول صلته  
من بين العضا  
ان بعضهم ان رسول الله  
صل الله عليه وسلم  
عليه وآلہ وسلم لعن من فعل السنة  
جاء بها و لعن من فعل ما هو جائز  
في شريعته و انما سبأه محلا  
ما حرم الله فاسلخوا  
الذي يبتغون في الدنيا  
والله اعلم بالصواب

۳۱۷

فصل من العجايب معناه

هذا الاحاديث والايات بقوله

فان طلقوا فلا خلع لهم

فان طلقوا فلا خلع لهم

انزلت عليه هذا الآية

هو الايات عن الحمل والخلع

واصحابه اعلم الناس بكتاب الله

فلم يجعلوا زواجا واطلاقا









وہذا هو معنى النكاح ومقتضى  
والجمل كبرياء جملها كنفستها عوانا  
بملا و بوضوہا و ضم اللفظ

حلال کرنا چاہتا ہے اور یعنی نکاح کا بہید اور مقصود ہے اور محلل اور سکی ملت اپنے  
لہو نہیں چاہتا بلکہ دوسرے کے لہو حلال کرنا چاہتا ہے اور یہیں وجہ اسکا نام محلل  
ہوا اور یہ بات معنی نکاح شرعی کے خلاف ہے آہوین یہ کہ طبائع سلیم اور دل  
جنین مرض نادانی اور نئے دلیل ان لینو کا نہیں جاوہ حلالہ سے نہایت درجہ کو نفرت  
کرتے ہیں اور عورت کو تو بڑی ہی عار اور سہ لگتی ہے یہاں تک کہ اگر عورتیں اس عورت  
کو زنا سے زیادہ عیب لگاتی ہیں بخلاف نکاح متہ کے کہ اگر اسے طبیعتوں اور عقول کو  
نفرت ہوتی تو شروع اسلام میں مباح ہوتا توین یہ کہ نکاح متہ مشابہ ہے اس امر کے  
کسی جانور کو سوار ہی لہو ایک مدت تک لرایہ لیا یا گہ کو ایک مدت تک نفع حاصل کرڈی  
اور رہنے کے لہو لرایہ لیا خواہ ایک غلام کو کی وقت تک خدمت کر نیکو نو کر کہا یا  
اور کوئی اسپر حل صورت ہو جسمین دام دینو واسے کو چیز سے کوئی صحیح غرض ہو مگر چونکہ  
متہ میں وقت کی قید آگئی اسلئے جو مقصود شارع نے نکاح سے دوام و استمرار کو لہو مقدر  
کیا تھا اس سے اسکو نکال دیا بخلاف نکاح محلل کے کہ وہ نہیں سے کسی چیز کو مشابہ  
نہیں اور ہی لحاظ سے صحابہ نے اسکو زنا سے اور جنتی کے لہو عاریتی بکری سے تشبیہ  
دہی دشوین کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں یعنی بیع اور ہبہ اور ٹھیکہ اور نکاح  
کو ایسے سبب مقدر فرمایا ہیں جن سے اونکو احکام انجام کو حاصل ہوں مثلاً بیع کو

والتقلید تنفیج من التخلیل اشد فلو وقع  
میتہا و القلوب الی  
نہر عا الثامن ان اللفظ

والتقلید تنفیج من التخلیل اشد فلو وقع  
میتہا و القلوب الی  
نہر عا الثامن ان اللفظ

والتقلید تنفیج من التخلیل اشد فلو وقع  
میتہا و القلوب الی  
نہر عا الثامن ان اللفظ

فان لا یسبب استغارة الیہ  
الضمان بانفسہ و الاستغارة الیہ  
لا یضرب ان تعاصر ان اللہ  
لا یضرب ان تعاصر ان اللہ  
لا یضرب ان تعاصر ان اللہ





فمن الطيبين البخاري  
عن عائشة رضي الله عنها

اربعه الخ الخ الخ  
ان على

ولا يخفى ان ذلك  
المحتمل بمقتضى

من نكاحك  
الاولى

ضمیم بخاری میں حضرت عائشہؓ فرمادی ہیں کہ جاہلیت کے نکاح چار قسم پر تھے  
آخر حدیث تک اور ظاہر ہے کہ محلل کا کام اوپر وارن قسموں سے خارج ہے  
مترجم کہتا ہے کہ وہ چاروں نکاح یہ تھے اول جیسا آجکل منگنی کا نکاح مرد و عورت  
نکاح استبضاع کہ عاؤد اپنی بیوی کو حیض کے بعد دوسرے شخص سے محبت کی اجازت دینا  
اور خود دوسرے حامل ہونے تک دوسری عورت سے نہایہ لہذا اولاد کی واسطہ سے ہونا تھا سوم  
یہ صورت تھی کہ دل سے کسی عورت سے محبت کر کے اس کا ہونا تو کسی دن کے بعد ان سے ہونا  
اور چارویں یہ تھی کہ کوئی عورت سے اسکو مانا پڑتا جو تھی بیعت تھی کہ خوش عورتوں کی بائیں  
کوئی جائے اگر اسکو بچھو تو قیافہ نشا سونکو بلا وہ بڑی عورت ہے اور سبکاتو اسلام سے بچھو اور اول  
کے نکاح باطل ہونے فصل اول کے نہیں بتلا ہوا سبب ہے کہ طلاق و نیرین اللہ کی نافرمانی اور شیطانی  
اطاعت کی یعنی جس طرح طلاق اللہ و مشرک فرمایا تھا اسی طرح ہی اس سے پیشانی کر کے جو طلاق  
ہو جاتا ہے کہ لہجہ تو عدالت کے نہیں اور کبھی نکاح اول کے گواہوں اور ولی کی عدالت میں گفتگو کرنی اور اس کے حکم  
کے پاس نیا مقدمہ لگانا جو گواہوں کی عدالت کو نکاح میں معتبر کرتا ہو غرض کہ ایسے عیب گواہوں  
میں ہونڈ ہوتا ہے کہ جس سے آدمی خالی نہیں ہونا امداس سے مراد اسکی بیوی ہے کہ پہلا نکاح باطل  
ہو جاوے اور دوسری طلاق بھی پڑے سبب ان الہ مجیب بات ہے کہ طلاق سے پیشتر تک  
صحبت بھی درست رہی اور اولاد کا نسب بھی قائم رہا اور نکاح جائز رہا مگر طلاق پڑنے سے

فصل

موصیۃ اللہ ورسولہ  
وہذا علقہ الشیطان بابقیاء انظار حق علی  
غیر الوجہ الذی شرعہ اللہ فیہ یختصم

۱۸  
سارہ

بالباطل ما تارة بالخیل و تارة  
النکاح

من یعرب بربہ لک فی طلب  
الفوادح التي لا یخلو البشر  
عن الی بطل النکاح  
فلا یثبت علیہ  
الطلاق فیما یجوز  
بلکن الوہی من اللہ  
والنسب لا یفسد بالطلاق  
عینا حتی یقع الطلاق

فحينئذ يطلب وجه افشاده  
وفد يكتفى ببعض الجهلة بالثبوت  
سبوا لعمري الشيطان اذنا  
يكفى كالتسفر عنها وسفرها  
عنه وكما جاء في ذلك  
عقبات وما ينسب به ذلك

فمن اتقى الله في طلاقه  
فمن اتقى الله في طلاقه  
فمن اتقى الله في طلاقه  
فمن اتقى الله في طلاقه

فمن اتقى الله في طلاقه  
فمن اتقى الله في طلاقه  
فمن اتقى الله في طلاقه  
فمن اتقى الله في طلاقه

فمن اتقى الله في طلاقه  
فمن اتقى الله في طلاقه  
فمن اتقى الله في طلاقه  
فمن اتقى الله في طلاقه

فمن اتقى الله في طلاقه  
فمن اتقى الله في طلاقه  
فمن اتقى الله في طلاقه  
فمن اتقى الله في طلاقه

اب ایسی صورت تلاش کرتا ہے جس سے نکاح فاسد ٹھہری اور بعض نادان ایسی چیز کو  
کفایت کرتے ہیں جنکو شیطان اونکو لمبی کافی سوچا دیتا ہے جیسے خاوند کا عورت  
کے پاس سے سفر کر جانا اور عورت کا اسکے پاس سے چلا جانا یا اونوکا عرفات کے  
پہاڑ پر اکٹھا ہو جانا یا اور کوئی ایسی جیسی بات تمسخر اور کہیل کی جنس سے کر لینی۔  
فصل جو کوئی کہ طلاق کے باہمین جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیز نہیں سے  
نہایت ناپسند ہے چنانچہ ابو داؤد نے ابن عمر سے اسکو روایا کیا ہے خدا تعالیٰ سے ڈری  
اور طلاق اور طہرہ و حیض کی طرح کہ خدا تعالیٰ اراد اسکی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر  
کیا ہے اور بندہ کے لمی مشروع فرمایا تو اسکو ان حیلوں مذکورہ بالا کی کچھ حاجت نہ  
چنانچہ وہ خود بعد ذکر زمانے حکم طلاق کے فرماتا ہے وَمَنْ شَرَّ اللَّهُ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا  
اور جو کوی مذکورہ سے وہ کر دیا اور اسکا  
پس اگر سب طلاق دینو والے خدا کا خوف کریں تو اسکی خوف کے باعث ان بوجہوں  
اور طوقوں اور مکر اور حیلہ کر نیسے نے پر دار ہیں سلمی کہ طلاق مشروع ہے یہ کہ جن  
دنوں میں عورت حیض سے پاک ہو اور مرد اوس سے صحبت نکلی ہو اسوقت ایک طلاق دیکر  
چھوڑ دی بہانک کہ اسکی عدت پوری ہو جاو اسے صہ میں اگر عورت کو روک رکھتی ہو جی  
چاہے تو رجعت کرے اور اگر عدت گزرنے تک رجعت نہ کرے تب بھی ہو سکتا ہے کہ اگر  
سے از سر نو نکاح کرے بدون اسکی کہ دوسرے نکاح کرے اور اگر عورت سے کہہ طلاق کی

سلام اللہ علیہ وسلم

فان يدله ان يمسكها  
راجبها وان لم يمسكها  
العقد عليها من غير وجه  
انحو وان لم يكن له فيها غرض

لم یضربہ ان تیزو جبر غایہ فسن  
فعل هلک المینیم ولم یجتال  
خلیة ولا تخلیل وکلما مثل

ابن عباس عن رجل طلق  
مراتة فقال عصبیت  
ربک و فارقت امرأتک

کومنیق الله فنجعل لک  
سعدین بن جبیر جاء رجلا  
فخرجنا و قال

تبھی اس سے اگر کوئی دوسرا شخص نکاح کر لیا تو اسکا ضرر نہیں تو جو کوئی اہلحرم  
کر گیا وہ نہ پشیمان ہو گا نہ کسی جیلہ اور طلالہ کا محتاج ہو گا اور اسے ایسی ہی جہ حضرت ابن  
عباس سے کسی پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو سوا طلاقیں دین تو آپ نے فرمایا کہ تو نے  
اپنی بی بی کی نافرمانی کی اور بی بی سے ہمیشہ کو جدا ہو گیا تو نے خدا تعالیٰ کا خوف کیا اور  
تیرے لیے کوئی راہ نہ کہی اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس کے  
پاس آیا اور کہا کہ میں نے اپنی زوجہ کو ایک ہزار طلاق دین آپ نے فرمایا کہ میں طلاقوں سے  
تو تیری بی بی تجھ پر حرام ہو گئی اور باقی گناہ میں جنسے تو نے خدا تعالیٰ کی آیتوں کا  
ٹھہرا کیا اور مجاہد کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس کے پاس تھا کہ تمہیں اوٹو پاس  
ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بی بی کو تین طلاقیں دین آپ چلے سوئے یہاں تک  
کہ مجھ کو خیال ہوا کہ اوس عورت کو اسکو دلاؤ بیگ پر فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص حماقت  
کر بیٹھا ہے پر کہتا ہے ابن عباس اور ابن عباس اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے <sup>اور جو کوئی ذرا ہو گئے</sup> ومن ینکح  
کے مخرج اور تو نے خدا تعالیٰ کا خوف کیا تو میں تیرے لیے کوئی راہ نہیں پاتا اور  
نہ سنی نے محمود بن لبید سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی گئی کہ  
ایک شخص نے اپنی بی بی کو تین طلاقیں الٹھی دی ہیں آپ غضبناک ہو کر کڑی بوٹی پر اڑنا  
فرمایا کہ کیا خدا تعالیٰ کی کتاب سے ٹھہرا کیا جاتا ہے حالانکہ میں تم میں موجود ہوں آخر وہ

امانت فکتم علیک امراتک و خلقک امراتک  
انکنت آیات اللہ من اولیٰ اوقال مجاہد کنت  
عند ابن عباس فجاءہ رجل فقال انکناہ

طلق امراتہ ثلاثا فسکت حتی ظننت  
انہ سادھا الیہ فقال بنطلق احدکم  
فربک الامویق تم یقول یا ابن عباس  
یا ابن عباس وان اللہ قال ومن ینکح  
بجمل کہ عن مجاہد وانک لمراتک اللہ وک  
بجد لک عن مجاہد وقد روایہ السنن  
عن حماد بن یساف قال انکناہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
الہ و من ینکح رجلا طلق امراتہ  
فلا تظلمتک جمیعاً فانک  
غضبناک ثم قال یا لعینک اللہ  
وانابین اظہر کما حدیث

حالیہ



فامضاه علیہم وفی صحیحہ  
ابن عباس عن طاووس ان اباناً تصدقاً

ابو بکر بن الطلاق التلک علیہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم وابن بکر واحدہ  
قال قال ابن الطلاق فاجازہ علیہم ووقف فی روتہ

شایعہ التلک فی الطلاق فاجازہ علیہم ووقف فی روتہ  
ابن داؤد عن ابن الصنباہ انہ قال قال ابن عباس اعلی

پہر اسکو اپنے جاری کر دیا اور نیز صحیح مسلم میں طاووس روایت ہے کہ ابو صہبہ  
حضرت ابن عباس سے کہا کہ آپ اپنی مختصر جو ابو نعیم سے کچھ بیان فرمائیے کہ میں  
طلاق زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر فرمیں کیا ایک تہین آپ نے فرمایا  
کہ ایک ہی تہین مگر جب حضرت عمر کے زمانہ میں لوگوں نے طلاق پڑے دینی شروع  
کی تو انہوں نے اپنے تہین طلاق کو جائز رکھا اور ابو داؤد کی روایت میں ابی صہبہ  
یوں آیا ہے کہ ابو صہبہ حضرت ابن عباس سے کہا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ جب آدمی اپنی  
زوجہ کو صحبت سے پہلے تہین طلاق دیدیا کرتا تھا تو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں  
انکو ایک جانا کرتے تھے۔ اس روایت کو اسحق بن سہویہ اور سلف کی ایک جماعت نے  
اختیار کیا ہے اور تہین طلاق کو بدو صحبت والی عورت کی حق میں ایک ٹھہراتے ہیں اور  
تمام صحیح روایتوں میں قبل صحبت کی قید نہیں اور ہمیں یہ مسلم نے اس قید کو ذکر نہیں  
کیا اور خود طاووس کی روایت جو ابن عباس سے ہے اس میں بھی کسی میں قبل دخول  
قید نہیں اور اس روایت میں جو طاووس نے ذکر کیا ہے تو ابو صہبہ کو سوال کا حال ذکر  
کیا ہے اور حضرت ابن عباس نے جس چیز کا حال پوچھا تھا اسی کا جواب یا اور شاید  
ابو صہبہ کو یہی پہنچا تھا کہ جو قبل دخول طلاق دی تو تہین اس کی حق میں ایک ہیں  
اسی لئے اسکو ابن عباس سے پوچھا کہ ایسی طلاق کو ایک ٹھہراتے تھے آپ نے فرمایا

ان الرجل کان اذا طلق امر انذاراً فاقبل ان یخل  
بہا جعلوا واحدہ علی کل سؤال اللہ صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم الخ الخ فانحن اسحق بن سہویہ

وہما عن ابن الصنباہ انہ قال قال ابن عباس اعلی  
ابن داؤد عن ابن الصنباہ انہ قال قال ابن عباس اعلی  
ابن داؤد عن ابن الصنباہ انہ قال قال ابن عباس اعلی

واحدہ فقال ابن عباس نعم  
وقال سائلہ لولہ انہ  
فمن عن ذوالوہب بن عیینہ  
مطلق قبل الدخول  
التلک واحدہ فی حق  
عندہ وتعالی انما یبلغ جعلہ  
عن سوال ابن الصنباہ فاجابہ بکلمتہ  
ابن عباس



فمقل فقال راجع امر أتتک

م رکانه واخوته قال ابن

طلقة انان انان رسول الله قال

قد علمت راجعاً ونبی ابیها

ان شاء الابن فامره ان راجعاً

طلاق دیدمی اوسنے طلاق دیدمی آپ نے فرمایا کہ اپنی پہلی بی بی رکانه اور اوسکو  
 بہا بیونکی ماسو رجوع کر لے اوسکو عرض کیا کہ میں نے اوسکو تین طلاقیں نہی ہر آپ نے  
 فرمایا کہ میں جانتا ہوں تو اوسکو صحبت کر اور پڑیا یا ایہا الذین امنوا اذا طلقتم  
 النساء فطلقوهن بعدہن واکسوا اللقۃ لیس آپ نے اوسکو مراجعت کا حکم دیا حالانکہ  
 عورت کو تو اذکو طلاق دو اہلی عدت پر اور گنتھرم عدت ۱۲  
 وہ طلاق دیکھا تھا اور وہ آیت پڑھی جو معہ اپنی ما بعد کے اس امر میں صریح ہے  
 کہ جو طلاق کہ اللہ تعالیٰ نے بند و نکلی لیس مشروع فرمائی ہے وہ عدت کی طلاق ہی  
 جب عدت کے دن گذرنے پر آ لگین تو یا اوسکو اچھی طرح صبر روک رکھو یا نیکی کر ساتھ  
 اوسکو چھوڑ دو اور طلاق کو اللہ تعالیٰ نے گنجائش اورسانی کے طور پر مشروع  
 فرمایا ہے کہ شاید طلاق دینو والا نام ہو تو اوسکو لئے رجوع کرنیکی راہ باقی ہے  
 چنانچہ فرمانا ہی لا تدرنی لعن اللہ سمیث بعد ذلک امر اب کوئی یہ اعتراض نہیں  
 اوسکو فرماتین شاید اللہ بنا کھائے اس پر جو کج کام ۱۲  
 کر سکتا کہ اس حدیث کی سند میں مجہول یعنی گنام آدمی ہے اسلئے کہ اسکا جواب ہم  
 تین طرح کر کے سکتے ہیں اول یہ کہ مسند امام احمد میں ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے مسند  
 ابراہیم اور اوس حدیث بیان کی ابی نے محمد بن اسحق سے کہا کہ حدیث ہی مجہول  
 داؤد بن حسین عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے کہا کہ رکانه بن عبد زیر نے اپنی بی بی  
 کو تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دین اور طلاق دینو والو نہیں یہ شخص سے پچھلاتا

وقد طلقها وتبلى الآية التي  
 و ما بعد ہا ہر بی بی نے کون لطلاق الذی کیوں اللعدت  
 اللہ تعبادہ بوجو الطلاق الذی کیوں اللعدت  
 فاذا انشرفت انقضت ما فاما ان میسکتا  
 میسکتا و ان وفار قریا بمسکتا و ان میسکتا  
 غیر علی و بعد اللو سغایر والتبسیار فاعقل  
 ان پنیم فیکون لہ سبیل الی الرجعة و جو  
 فوہ لا تدرین تعالی اللہ یحیی و یتول  
 ذلک امر ابیہا فقال فی سندہ مجہول  
 ابواب میں تین تہا و وجہ آہل ان مسکتا  
 حملتہا سعد بن ابراہیم شہنا ابن عن محمد  
 بن معنی قال لیسکذا و اف بن  
 لکھین عن عکرمہ فہو  
 بن عباس و قال طلق  
 بن یزید اخبر  
 التطلق امر رکانه ثلاثا  
 لہ مجلس و اخر

سالیان







واما القياس فلان اللغز ان  
 وشهادة احد من اربع شهادات  
 بالله وبيل روعنا الغراب ان  
 تشهد اربع شهادات  
 انشهد بالله اربع شهادات  
 انى صادق اوقالت اشهد  
 بالله اربع شهادات انه كاتب  
 كنت شهادته واحدة ولم يكن اربع  
 فبلى فونه انت طابق ثلاثا واحدا لان  
 واما القياس فلهذا وكذا  
 ان العا د من هذا وكذا  
 واما اقول الصحابة فيك  
 سلاما بيان

اور کوئی طلاق بائن نہیں اور قیاس کے مطابق اسطورہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
 شہادۃ اربع شهادات بالله اور ویدرر عننا الغراب ان تشهد اربع  
 شهادات۔ پس اگر مردیوں کو کہدے کہ میں خدا کی چار گواہیاں دیتا ہوں اسپر  
 کہ میں سچا ہوں یا عورت کہے کہ میں خدا کی چار گواہیاں دیتی ہوں کہ مرد جو ہٹا ہے  
 تو دو نو کا اس طرح کہنا ایک ہی گواہی ہوگی چار نہونگی اسپر جہ بی بی کو کہدینا کہ گلو  
 تین طلاق میں ایک ہی طلاق ہوگی تین نہونگی اور اس سے صحیح تر قیاس اور کوئی ہی  
 نہیں اور یہی حال ہے ان صورتوں میں جن میں شمار کا اعتبار ہوا کرتا ہے جیسے ناغیرہ  
 کا اقرار کرنا اور اقوال صحابہ کے مطابقت کر لے تو یہی بس ہے کہ اس حدیث پر  
 عمل حضرت صدیق کے عہد میں تھا اور آپ کے ساتھ سب صحابہ موجود تھے بلکہ بعض  
 اہل علم فرماتے ہیں کہ اسپر اجماع قدیم ہی خلاف حضرت عمر کے زمانہ میں پیدا ہوا ہے چنانچہ  
 ثابت ہوا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر کے عہد مبارک  
 میں اور کچھ دنوں حضرت عمر کی خلافت میں جو شخص تین طلاقیں لکھی دیا کرتا تھا اسپر  
 ایک ہی قائم رکھتے تھے اور یہ جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ چھپو سی اجماع میں پر ہو گیا  
 ہے تو یہ جو ہٹا دعویٰ ہی اس لئے کہ اختلاف ہمیشہ رہا ہے اجماع کی صورت نہیں ہوئی  
 داؤد اور اسکو اصحاب نے ہی اختیار کیا ہے کہ تین طلاقیں ایک ہیں اور جو لوگ

فمن عہد الصدیق وتمع جبر الصحابة بل  
 قد قال بعض اهل العلم ذلك اجماع قدیم  
 وانما حدث الخلاف في زمن عمر  
 كما نوافي زمن رسول الله صلى الله عليه وآله  
 والله وسلم وابن بركة  
 من خلافه عرسه فمعتون  
 على من طلق ثلاثا ولسان  
 واماد دعوى الاجماع المتاخر  
 فصرفوا ذهابه  
 لغرض الاختلاف وقل  
 اختاروا في الصحابة ان  
 انشأت واحدا وسمن



ان حکمہ کا نیا ناما کان  
 کتابی الصہبا وکانہ اعتقد  
 من ثمان لعمدہ کی نشاء البایر  
 عم خنذ لک بقولہ الطلاق  
 فهو ای برجمنا وان طلاقنا

رجعت کا وہی مستحق نہ ہوتا تھا گو تین طلاقین دے یہ ہر بہ حکم اس آیت سے منسوخ ہو گیا اطلاق مرتان پر اسے باہمین حدیث ابی الصہبا کی نقل کی ہے اور شاید اس کا یہ اعتقاد ہے کہ حکم اس حدیث کا ثابت تھا اور صورتیں کہ جب مرد اپنی بی بی کو طلاق دیتا تھا اس سے رجعت کر لیتا تھا اور یہ جواب دہ وہ ہے اول یہ کہ منسوخ رجعت کا ثابت ہونا ہے بعد طلاق کے گو کسی حد کو پونہچ جاوے جیسا کہ شروع اسلام میں تھا دوسرے یہ کہ منسوخ ہونا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جائز نہیں تین طلاقوں کا ایک ہونا حضرت صدیق کی ساری خلافت میں اور حضرت عمر کی شروع خلافت میں معمول رہا پھر اس کے بعد منسوخ ہونا محال ہے۔ اور ابن منذر نے یہ کہا ہے کہ تین طلاقوں کا ایک ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دست میں تھا اور آپ کے امر سے تھا اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ حضرت ابن عباس پر یہ گمان کیا جاوے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یاد تو کچھ کریں اور حکم اس کی خلافت میں اور یہ قول ابن منذر کا کئی وجہ سے پوچھ ہی اول یہ کہ حدیث عکرمہ کی حضرت ابن عباس سے جو حسین سے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکاز کی زوجہ تین طلاق کے بعد اونکو دلوادی اس تاویل کو سر سے باطل کرتی ہے دوسرے یہ کہ اگر یہ بات درست ہوتی تو حضرت ابن عباس ابی الصہبا سے فرماتے کہ مجکو معلوم نہیں کہ یہ معاملہ سوال ہے

وہذا وہم کہ یوجہان الرجوع بعد الطلاق ولو الرجل برجع امراتہ تکلم طلقا ان حکمہ کان نیا ناما کان کتابی الصہبا وکانہ اعتقد من ثمان لعمدہ کی نشاء البایر عم خنذ لک بقولہ الطلاق فهو ای برجمنا وان طلاقنا

ان اللہ علیہ وسلم وکون الشارک واحد قائل بہ  
 والہ وسلم وکون الشارک واحد قائل بہ  
 ان اللہ علیہ وسلم وکون الشارک واحد قائل بہ  
 ان اللہ علیہ وسلم وکون الشارک واحد قائل بہ

ان یسئل بعد ذلک واما ابن المنذر فقال لم یکن  
 ذلک عن علم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والام  
 عن امیرہ قال وغیر جائز ان یظن بان عباس  
 ان یحفظ عن رسوال اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 شیئا ویفتی بخلافہ وھذا المسئلہ ضعیف  
 لوصی احدہما ان سئل عکرمہ

اللہ علیہ وآلہ وسلم امہ کانہ  
 ھذا التاویل اسما الثانی ان ھذا  
 لو کان صحیحاً اقول ابن عباس کلاب  
 الصہبا کا ادری بلغذار رسول اللہ

بین تو نکلیا ان  
 ۱۳

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولہ  
بیانہ ولیم یقل علیہ  
لو کان صحیحاً لم یقل علیہ ان لثالث  
فان استعجابوا فی امر کان لہم فتنہ  
زناۃ بل کان الواجب ان بیان  
السنۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پونچھا ہے یا نہیں پونچھا اور ابی صہبا کو سپر نایت نہ کہتے  
تیسرے مجھ کہ اگر ایسا ہی ہوتا تو حضرت عمرؓ یوں فرماتے کہ لوگوں نے جلد ہی کی  
اوس معاملہ میں کہ انکی لمی ڈھیل تھی بلکہ اوپر واجب تھا کہ اوسکی خلاف میں صد  
انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان فرما دیتی اور ارشاد کرتے کہ لوگوں کا اسطرح عمل کرنا  
دین اور شرع کے خلاف ہے اور یہ فرماتے کہ اگر ہم اوسکو جاری کر دین تو خوب ہو  
اسلمی کہ مجھ جاری کرنا تو اللہ اور اوسکی رسول کی طرف سے ہے نہ حضرت عمرؓ کی طرف سے  
چوتھی مجھ کہ مجال اور مستح ہے کہ جو لوگ بہترین خلق ہوں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کے عہد مبارک اور خلیفہ اولؓ کے عہد شریف میں طلاق اور رجعت میں اپنے دین کے خلاف  
کرتے ہوں کہ طلاق بھی حرام ہی دیتی ہوں اور رجعت بھی حرام ہی کرتے ہوں اور اس  
بانکی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باوجود آپ کے اونہیں تشریف رکھنے کی کرتے ہوں  
پہر حدیث ابن عباس کی جسکو احمد نے روایت کی ہے سب انکو رد کرتی ہے اور فتویٰ دنیا  
حضرت ابن عباسؓ کا جو انسی نہایت صحیح اسناد سے ایک روایت میں ثابت ہوا ہے اسکو  
رد کرتا ہے اور کسی ہو سکتا ہے کہ بہترین امت طلاق اور رجعت سے انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
اور صدیقؓ کی زندگی بہر کچھ دونوں حضرت عمرؓ کی خلاف میں برابر واقع رہیں پہر اوسکی  
ادلو طلاق اور رجعت جائز طور پر معلوم ہو دین اور کس طرح صحیح ہوگا حضرت عمرؓ کا فرما

وان هذا العمل من انما یخالف ذالك  
لا یقع لانا انضیبا علیہ فان هذا الامضاء من اللہ  
ورسولہ الامن عن الرابع ان من المتنع والمستیبان کیوں  
خبر الخلق بطریق ان فی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
وہ وسلم و خبر انفسہ من بعدہ و جمعوا علی خلافہ فیطلقون  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و یقولون ان لثالث  
حدیث ابن عباس الذی رواہ احمد بن حنبلہ  
عمہ ہر وہ فتویٰ بن عباس کے اسکا روایت میں  
وہی ثابتہ عنہ باصح اسناد و کیفینہم  
الامہ باطلاق والرجع  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
ومن تہتفوا بالصیاد  
خلاف عمرؓ نہ ظہر لہم بعد ذلک  
الطلاق والرجعہ ایضا  
کیسب یصل قول عمرؓ

بین اللہ و اللہ

ان الناس قد استجولوا  
منى كان لهم فيه آناه وكيف

بعض قولہ فلو مضینا علیہم

و اما الامام محمد فذہ لفتوی

ابن عباس بن لاقہ وہو انما

ابن عبد بنین وهو انما

راوی الحدیثین و انما

بنی علی ان الصحابین اذا

عمل بخلاف ما روی لم یجی بحدیثہ و انما

کہ آدمیوں نے اوس کام میں جلدی کی جس میں اونکو تاخیر تھی اور کس طرح دست ہٹا  
 اونکا فرمانا کہ خوب ہو اگر ہم اوسکو اور پرجاری کر دین اور امام احمد نے اس حدیث کو  
 اسوجہ سے رد کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے اوسکی خلاف حکم دیا ہے حالانکہ وہ نوحیوں  
 کے راوی امام احمد ہی ہیں اور یہ رو اس قاعدہ پر مبنی ہے کہ صحابی جسوقت اپنی روایت  
 کے خلاف پر عمل کرے تو وہ روایت حجت کے لائق نہ سگی صحابی کے عمل کا اتباع  
 کیا جاوے گا اور احمد کے مشہور ہے کہ اعتبار صحابی کی روایت کا یہ نہ اوسکی قول کا جس  
 صورت میں کہ قول مخالف حدیث کی ہو اور بہین وجہ بربرہ کی حدیث میں حضرت ابن عباس  
 کی روایت کو اختیار کیا ہے کہ لوٹھی کی بیع اوسکو حق میں طلاق نہیں ہوتی اسلیو کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بربرہ کو اختیار دیدیا تھا اگر بیچنے سے نکاح جاتا رہتا  
 تو مختار فرماتے باوجودیکہ حضرت ابن عباس کا مذہب یہ ہے کہ لوٹھی کا بیچنا ہی اسکی  
 طلاق ہے اور اپنی حجت اس آیت کی ظاہر معنیوںکو فرماتے ہیں **وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ**  
اور نکاح بندہ میں عورتیں  
**إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ** اس آیت میں خاوند والی لوٹھی اگر ملک میں آدمی تو اوسکی  
کو جو ملک ہو یا دین بندہ کا ہے  
 بیعت مباح فرمائی پس اگر نکاح باقی رہتا تو بیعت مباح ہوتی اور امام احمد نے اور  
 تمام علما اس مسئلہ میں آپکو خلاف پر ہیں وہ کہتے ہیں کہ لوٹھی کی بیع طلاق نہیں ہوتی  
 اور اپنی حجت بربرہ لوٹھی کی حدیث سے کرتے ہیں اور حضرت ابن عباس کی راوی کو

عمل الصحابین والشیخ را عن ابن  
 باعتبارہ تیار رواہ الصحابین والشیخ  
 اذا خالف الحديث ولذا انزل  
 بنی عباس بن حدیثہ بربرہ کی روایت  
 میں علامہ غزالی نے فرمایا  
 فان بیع الامتة الا لیکان طلاقا کما  
 لان رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم  
 وسلم خیرها ولو انفسهم ببیعها کما خیرها  
 ومع ان مذہب بن عباس ان بیع  
 مع ان مذہب بن عباس ان بیع  
 الامتة طلاقها واحبها بظاہر قولہ  
 نسائی والمحصنات من النساء  
 ایما مملکت ایمانکم

فاباخر و طعی و لو کنه التزویج  
 ولو کان النکاح باقیا لیرجع  
 وطہرنا و احسن و لیکبر فی ریح الفضا  
 فذک و قالوا لا یابون من حیث طلاق  
 و یحبون ایجاب بربرہ و تکرار ایچہ

روایتہ فان رواہناہ معصومۃ  
وساویہ غایب معصومۃ و الشہادۃ  
من مدعیہ بلی حنیفۃ عکس

و عن احمد  
روایتان فخذ المسکات  
فتراد المسکات

لا یقوی و تسلی  
روایتان فی رد المحتار

لا یقوی و تسلی  
روایتان فی رد المحتار

انکی روایت کے باعث ترک کرتے ہیں اسلی کی آپ کی روایت تو خطاسی محفوظ  
ھے اور اسے محفوظ نہیں اور امام ابو حنیفہ کا مذہب اسکا عکس ھے یعنی انکے نزد  
تین طلاقیں ایک نہیں ہوتیں تین ہی واقع ہوتی ہیں اور احمد سے دور و این عمر  
حدیث کو نمائنے میں یہ مسلک قوی نہیں اور کچھ لوگ اس حدیث کو نمائنے میں ایک  
اور راہ چلی ہیں اور کہا ہے کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور اسے جو ہے بخاری نے اس سے  
اعراض کیا اور اپنی صحیح میں اسکو خلافت پر عنوان لکھا اور کہا کہ باب ہر تین طلاقیں  
کے جواز میں ایک کلمہ سے بوجہ فرمائے خدا تعالیٰ کے کہ طلاق دو مرتبہ ہے ہر حدیث  
لعان کی ذکر کی ہے اور اس میں یہ ہے کہ طلاق دو مرتبہ ہے پہلی اس سے کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو ام فرماوین اور اپنے اسکو بدلانہیں حالانکہ آپ مر باطلہ  
رہے نہیں تیرے اور یہ لوگ اضطراب کی وجہ یہ بیان بیان کرتے ہیں کہ سند کی  
روسی تو اضطراب یہ ہے کہ اسکی روایت ایک مرتبہ طاوس سے ہے اور وہ ابن عباس سے  
راوی ہیں اور الفاظ حدیث میں اضطراب یہ ہے کہ ابو صہبہ کہی تو کہتا ہے کہ تمکو معلوم  
نہیں کہ آدمی جب اپنی زوجہ کو تین طلاقیں قبل دخول کے دیدیتا تھا تو لوگ انکو  
ایک ہی ٹھہراتے تھے اور کہی کہتا ہے کہ کیا تین طلاقیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کے عہد شریف اور حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ اور کسی قدر حضرت عمرؓ کی خلافت میں آیا

اختر و قال ابو مسطر اب اولنا آخر خلافة فقال  
البخاری و من صحیحہ علی خلافہ فقال  
باب فی جواز الثلاث و کلمۃ لقولہ الطلاق  
بشأن ثم ذکر حشاک اللعان فیہ و طلاقاً ثاراً فیہ  
ابن یاسر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و  
سلم و لم یغیر علیہ الذبی صلی اللہ علیہ وآلہ و  
سایر وہو یقول علی باطل قائم او وجہ  
افضل ابی انہ تارۃ بیروی عن طاوس عن  
ابن عباس اھذا من جھتہ الشد و اما الذی فان  
ابا الصہبہ تارۃ یقول ام العلم ان الرجل  
کان اذا طلق امراتہ ثلاثاً قبل ان  
یرحل یجاءوا و ما و احدہ و تارۃ  
یقول الذی یکن الطلاق  
الثلاث علی علی رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ابن بکر  
و صدق ابن خلیفہ و ایسۃ

۱۳  
بشأن ثلاث





ابن ابي ليلى عن

فانه سمي الحفظ والحفاظ

بوهن الحسب وهن

الشيء عند الكمال في

من رواه سفيرا اقبل الدخول فقيل

لقد مر انما كذا في

عن غيروا حدروا في

مؤمل نے جو روایت ابی ملیکہ سے کی ہے اور میں بجای ابو الصہبیا ابو الجوزا  
کہہ یا ہی اسلئے کہ وہ شخص حافظہ کا برابر ہو اور جو یاد کر لیا ہے میں انہوں نے  
ابو صہبیا کہا ہے اور یہ امر حدیث کو مست نہیں کرتا اور مجھ طریق حاکم کو نزدیک  
مستدرک میں ہے اور جو لوگ کہ اس حدیث میں قید قبل دخول کی روایت کرتے  
ہیں تو پہلے گذر چکا کہ یہ روایت دوسرونی روایت کے مخالف نہیں اور ایک یہ ہے  
کہ وہ روایت ابو داؤد کے نزدیک ابوب سیر مودی ہے اور انہوں نے بہت لوگوں  
سے روایت کی ہے اور طلاق کی روایت عمر اور ابن جریج سے ہے اور انہوں نے ابن  
طاؤس سے اور اوسنی اپنی روایت کی ہے پس یہ دو نو حدیثیں اگر آپس میں  
ایک دوسرے خلاف ہوں تو میں طلاق کو ایک ہو جانے کی روایت بہتر ہے عمل سے  
رہیگا اور اگر دونوں روایتوں میں تضاد نہ ہو تو صاف ظاہر ہے اور حدیث داؤد بن  
بن الحصین کی عمر یہ ہے حضرت ابن عباس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے  
صریح ہے کہ تین طلاقیں اس عورت کے حق میں جس کی صحبت ہوئی ہو ایک ہیں اور ابوی  
کی حدیث میں غایت درجہ یہ ہے کہ اس کا قول قبل دخول معتبر شخص کے طے سے زیادتی  
ٹھہرایا جاوے ہے صورت میں بھی اس پر عمل کرنا بہتر ہوگا اور اب حضرت ابن عباس سے  
کی دو حدیثوں میں سے ایک تو اس پر دلالت کرتی ہے کہ یہ حکم کنوار سے کہ حق میں ثابت ہے اور

من رواه سفيرا اقبل الدخول فقيل  
لقد مر انما كذا في  
عن غيروا حدروا في  
عن ابن عباس عن ابيه فان تعارضت  
روايتي او روايتي او روايتي  
واضح وحديثي او روايتي  
عن عمر بن الخطاب عن ابن عباس  
عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم  
في حق النكاح والطلاق  
ما يقدر في حديثي او روايتي  
ان قوله قبل الدخول  
من لغة قريش  
هذا اول وجبت في حد  
سورة بن عباس  
من قوله بن عباس

سورة بن عباس



غیر و علمت بکمالہ و لم تردها  
تبعی ہذا مع ان حکوتہ

روی عن ابن عباس

کانہ و هو موافق حدیث

طاوس عنہ فان قال صح فی علفہ

ابطل و تناقض فان الناس

حکوا بعکوفہ و صحی ائمہ الحفاظ

ان توفی فیہ و لا یجزم بظننا

عن رسول اللہ

اور کسی نے روایت نہیں کیا اور آیت نے اوپر عمل کیا ہے اور راوی کے کلب  
ہونیکے باعث کسی کسی اور کور نہیں کیا سمجھا عکوفہ نے حضرت ابن عباس سے  
حدیث رکانہ کی روایت کی جو موافق ہے اوس حدیث کی جو طاؤس نے آپ سے روایت  
کی اسی صورت میں اگر عکوفہ میں طعن کیا جاوی تو باطل اور مخالف ٹھہرے گا کیونکہ لوگ عکوفہ  
کی سند پڑتے ہیں اور بڑی بڑی یاد کرنیوالے حدیث کی اونکی حدیث کو صحیح کہتی ہیں  
اور جو لوگ اونکی بائیں طعن کرتے ہیں اونکی طعن پر لحاظ نہیں کرتے اب اگر یہ کہو  
کہ یہ حدیث شاذ ہے اور اسکا ادنی حال یہ ہے کہ ہم اوس میں توفیق کریں اور سوال ہم  
صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکی ثابت ہونیکا یقین نہ کریں تو اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث شاذ  
نہیں شاذ اوسکو کہتی ہیں کہ جو روایت معتبر شخصوں کی ہو اوسکی خلاف ہو یعنی اسکا  
راوی اپنی روایت کی باعث معتبروں سے علیحدہ ہو اور جب ایسی صورت ہو کہ راوی معتبر  
کسی حدیث کو صرف اکیلابیان کرے اور ثقہ لوگ اوسکی خلاف روایت نہ کریں تو اسکو  
شاذ کہیں گے اور اگر اس قسم کا نام بھی باصطلاح جدید شاذ کہلایا جاوے تو یہ اصطلاح  
باعث اوسکو رد کا نہ ہوگی نہ اس سے رد جائز ہو امام شافعی فرماتے ہیں کہ شاذ کی یہ معنی  
نہیں کہ کوئی معتبر شخص حدیث کی روایت میں تنہا ہو بلکہ شاذ وہ ہے کہ راوی معتبر  
لوگوں کی روایت کی خلاف روایت کرے اور بعض لوگوں نے جب ان جہات کو پوچھا  
تو

ان توفی فیہ و لا یجزم بظننا  
عن رسول اللہ  
ان توفی فیہ و لا یجزم بظننا  
عن رسول اللہ

من توفی فیہ و لا یجزم بظننا  
عن رسول اللہ  
من توفی فیہ و لا یجزم بظننا  
عن رسول اللہ

ان یسروا خلاف  
ان یسروا خلاف  
ان یسروا خلاف



ثلاثا فغضب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقال ايلعب بكتاب الله وانابن اظهر كبره شقرا اذهن القائل

زيدة في الحسد ثبت من عند ا فقال وامضاه عليه

ولم يرد له وهن في الزيادة

اپنی بی بی کو تین طلاقیں دین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ ہوئی اور فرمایا کہ کیا خدا تعالیٰ کی کتاب سے کسب کیا جاتا ہے اور میں تم میں موجود ہوں پہ اس کہنی والے نے اس حدیث میں اپنی طرف سے ایک جملہ بڑا دیا ہے یعنی یہ اور اس مرد پر ان طلاقیں کو درست فرمایا اور انکو ایک نکلیا یہ زیادتی موضوع ہے اس حدیث کی کسی سند میں قطعاً مروی نہیں بلکہ یہ اسی کہنی والے کی چالاکی ہے کہ تقلید کے جوش نے اسکو اس پر آمادہ کیا محمود بن لبید نے اسکو بعد کا کچھ حال ذکر نہیں کیا کہ تین طلاقیں جائز فرمایا خواہ ایک کر دیا اور ہکو معلوم نہیں کہ یہ شخص حضرت عمرؓ کے قول کو کیا کر گیا یعنی اگر ہم ان طلاقیں کو اوپر جاری کر دین تو خوب ہو اسکو کہ آپ کا یہ ارشاد صحابیان کرتا ہے کہ جب آپ کو لوگوں کا پے در پے تین طلاقیں دینا اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے ان پر وسیع کیا تھا اسکو روکنا اور جسکو متفرق کیا تھا اسکو اکٹھا کرنا اور جس وجہ سے طلاق کو مشروع فرمایا تھا اسکو خلاف طور پر دینا اور اسکی حدود سے تجاوز کرنا معلوم ہوا تب آپ نے یہ تجویز فرمائی اور یہ کس طرح فرماتے کہ ہم اسکو جاری کر دین حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو مشروع اور جاری فرمایا یہاں کوئی زنا اور قتل میں یہ کہا کرتا ہے کہ خوب ہو جو ہم انکو لوگوں پر حرام کر دین اور نماز میں یہ کہتا ہے کہ کاش ہم اسکو جب یا فرض کر دین غرض کہ اسطرح کی بری بری توہین حدیث میں بنیائی اور ظاہر پر مجبور کر دئی

موضوعہ لا تزوی فیہ شیئی من طرف ہذا  
الحکمت البتہ واخاہی بین کسب  
ہذا القائل حملہ علیہ اذ فوط التقلید و  
بن لبید کہ یذکر ما یجری بعد ذلک من  
امضاء اوضح ان واحدہ وکتبت شعری کیف  
بصرف بقول عمر بن الخطاب علیہ السلام  
فانہ صریح فی انہ رای ما منہ لاجل  
بصرف ما فوقہ وطلبہم علی بر الوجب  
الذی شرعہ و تعینہم علیہ و اللہ الذی  
یقول امضوا و ما یقول الحدیث  
شرعہ و امضوا و ما یقول الحدیث  
فی الزنا و قتل النفس لوجہنا  
علیہم و فی الصلوات لوجہنا  
او لفضنا کما فی آئینہم  
الساویان اللہ اعلم  
بصیرتہ فی الخیر و کما علی

بصیرتہ فی الخیر

ابن طالق انت طالق انت  
سننہ علی ما اذا قبیل الغیر للک  
الامنیاء وقل حاکم النساء  
اد لاجود الحدیث بمنزل

باب طلاق الثلاث المتفرقة  
بالتزویج وکذا  
قبل الدخول بالتزویج وکذا  
بغیر ان لا مطابفة بین هذه الذیقة  
ولفظ الحدیث ولا اشتراطه بها بتوہم  
من الوعی الثمران ذلک لا یبقیہ  
بزمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و  
وسلم وای باب کذا ووصلار من غیر ذلک

بمن طلاقاً باب ۱۲

زیادہ کرنے میں اسلئے کہ ان جسی چیزوں کی حدیث رو نہیں ہو سکتی۔ اور یہ  
حدیث کو نسائی نے اپنی سنن میں اور صورت پر محمول کیا ہے کہ نئے صحبت کی ہوئی عورت  
سے جب تین بار یہ کہہ لیا جاوے کہ تجھ کو طلاق ہے تو ایک طلاق اور سپر پرگی اور اسکا  
عنوان یہ لکھا ہے باب ہر تین طلاقوں متفرق کا زوجہ کی صحبت سے پیشتر اور ظاہری  
کہ اس عنوان اور حدیث کو لفظ نہیں کچھ مطابقت نہیں حدیث سے کیسے چر اور اسکا  
پا جاوے اسکو سوال میں قید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر کے زمانہ اور  
شروع خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہم کی نہیں اور کچھ لوگ اور راہ چلے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ حدیث  
اصول شرع کی خلاف ہے اسلیئے اسکی طرف التفات نہ چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فحاش  
کو تین طلاقوں کا مالک کیا ہے اور اونکو دینے کو اسکی اختیار میں رکھا اب اگر امام  
شافعی اور اونکو موافق لوگوں کے قول کے ہم قائل ہوں کہ تین طلاقوں کو اکٹھا کرنا اور  
ہو تو صحیح ہے اسلیئے کہ مرد وہ فعل کیا جو اسکو مباح تھا اور اگر ہم یہ کہیں کہ تین گناہ  
کرنا حرام ہے اور ایسی طلاق بدعی ہے اسوجہ سے کہ شارع نے مرد کو جو مالک تین طلاقوں  
کے متفرق دینے کا کیا تھا تو اسکی گنجائش کے لئے تھا جب دس اور نکو اکٹھا کر دیا  
تو جس چیز میں اسکو گنجائش بد اگر نیکی ملی تھی اسکیو اکٹھا دیا تو اس صورت میں  
بھی حکم اور مجبور کا اسپر لازم ہوگا جیسے بد اگر کے دینے کی صورت میں ہوتا اور

عمرو قد سالت اخرون مسلک  
اخر فقالوا لکن بجنابك  
یلتفت لیه لان الله سبحانه  
وجعل مقامها الیه فان قلنا يقول التلک  
من وافق ان ایسے بن التلک  
بما اثر فقد فصل قائلنا  
فیجوز ان قلنا بحکم  
الثلاث حسرام وھما  
طالق بدعی فالشارع  
انما ملکہ بتدعی الثلاث  
فمنکہ فاذا جہا فقد جہا  
فمنہ فان جہا فہو کما اوفق



ان ائمتہ میں الرجوعہ وان تبارک  
بغیر زوجہ واصحابہ ولا فطرا  
القدیہ ان یثبت فیہ الرجوعہ  
قلنا ما عدل ابویکین للزوج فیہ  
الرجوعہ وغیر فیہ وما یوحد  
ان طوائف

النفقۃ بالثلاث احسنوا علی  
والثانی فی جمیع زوجہ جمع الثلاث بالقدن  
وقالوا ما شرع اللہ سلجنتہ جمع الطلاق الثلاث بالقدن  
تفرع فیہ الرجوعہ لیسوق العتاق والحدیث علیہ  
یقولہ یقال الطلاق مرتین فاولا وہ یعقل فی فہم  
مین طلاق کا بیان

دہی ہو جائز ہو کہ رجعت ثابت ہو اور بدون دوسرے خاوند اور اسکی صحبت کے  
مباح ہو اور نہ عوض کی طلاق میں رجعت ثابت ہے بطرح جو طلاق میں ان تینوں کے  
سوا میں اور نہیں خاوند کو رجعت ثابت ہوگی اور اختیار دیا جائیگا۔ اور اس جواب  
کی تقریر کی توضیح یہ ہے کہ تینوں اماموں کی جماعتوں نے امام شافعی پر قرآن و حجت  
پکڑی ہے کہ جو تم تین طلاق کو کہا کرنا جائز کہتی ہو اللہ تعالیٰ نے تو جمع کرنا مشروع  
نہیں فرمایا اور جو طلاق بعد دخول کے بدون عوض مشروع کی ہو اور میں رجعت  
مشروع فرمائی ہے بشرطیکہ عدد کو پورا کیا ہو اور امام شافعی پر اس آیت سے  
حجت کی ہے کہ الطلاق مرتان اور یہ کہا ہے کہ کسی قوم کی زبان میں مرتان کے معنی  
ایک بار کے بعد دوسری بار کے سوا نہیں اور امام شافعی کے اصحاب اسکے مقابل

تفرع من لغات الامم اللسان الامم بعد ذہ فاعلم  
بعض اصحابہ یفعل مع تعالیٰ تفرعاً اجزہا من  
وقوله صلے اللہ علیہ والہ وسلم ثلاث ہویوناً اجزہا  
مرتین فاجابہ الاخرق ابان للسنین والسنات  
یسئل فی الافعال والاعتیان تارة واخرى  
فانک تفرع فی الحاکمیت  
رسول اللہ صلے اللہ علیہ  
سنتین وفاقلت ان وقتاً  
خفی هذا علی من یحط علیماز عصف

میں یہ آیت لاتے ہیں <sup>لن نؤتیہا آخر ما مرتین</sup> اور یہ حدیث پیش کرتے ہیں <sup>ثلاث توتول</sup>  
<sup>دین ہم اور سکو اور سکا تیکہ دو بار</sup>  
اجزہ مرتین ان دونوں میں مرتین کے وہ معنی نہیں جو فرقہ اول نے لکھی ہیں اور  
فرقہ اول اسکا جواب یہ دیتی ہیں کہ مرتین اور مرات سے کبھی تو افعال مراد ہوتے  
ہیں اور کبھی ذات اور کثرت سے استعمال افعال میں ہوا کرتا ہے اس لفظ کی ذات میں  
استعمال کی مثال یہ ہے کہ بھٹ گیا چاند شخصت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عہد میں دو  
یعنی دو ٹکڑے اور دو پارہ اور جس شخص کو ان معنوں کی واقفیت نہ تھی اس پر خیال کیا

رسول اللہ صلے اللہ علیہ  
سنتین وفاقلت ان وقتاً  
خفی هذا علی من یحط علیماز عصف











فلیطلقها أو في ذلك  
عنه أو حكمه حرمتها  
ان الطهر والنصل بالحيضة  
بوي وهو في حكم القس  
أو واحد فاذا اطلقها  
في ذل كـ الطهر

دینا چاہی تو طلاق دیدین اور ایسا کہ نہیں چند حکمتیں ہیں ایک یہ کہ جو طہر  
حیض سے متصل ہو وہ اور حیض ایک ہی حیض کے حکم میں ہیں تو جب عورت کو اس  
طہر میں طلاق دیا تو گویا اس حیض میں دیا کیونکہ وہ دو تو متصل ہیں دوم  
یہ کہ اگر مرد کو عورت کی طلاق کی اجازت اس طہر میں دیا تو اسکو یہ معنی  
ہوگا کہ مرد نے طلاق دینے کے لئے رجعت کی اور یہ بات مقصود رجعت کو خلاف  
کہ اسکا مقصود عورت کو رکھنا اور ہم بستری کا از سر نو ہونا ہے اور اسوجہ بعینہ  
حلالہ کرنیوالی کا کناح باطل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے کناح کو عورت کے رکھنے اور عیشر  
کرنیکو شروع کیا ہے اور حلالہ کرنیوالا شخص کناح طلاق دینے کی غرض سے کرتا ہے تو  
معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شرع اور دین کے مخالف ہے شوم یہ کہ مرد جب انہی مدت  
تک صبر کرے اور عورت ان حرکات سے باز آدگی جو اسکی طلاق کی مقتضی تھیں تو مدت  
کا زیادہ ہونا ہی اسکو رہ جانے کا سبب ہوگا۔ اور یہ جو وہ کہتی ہیں کہ طلاق  
دینے والے نے جس بات تک متفرق کرنیکی اسکو گنجائش دے لینی تھی اسکو اکٹھا کر دیا  
تو یہ قول اولنا او نہیں پر الزام ہے اسلیو کہ اسکو تو اجازت تفریق کو ساتھ  
کرنیکی تھی جب اسنو اکٹھا کر دیا اس خیر کو جس کے جدا دینے کا حکم تھا تو اسنو  
خدا تعالیٰ کی حد سے تجاوز کیا اور شروع امر خلاص کیا اور اسکی نظیر نہر نکاح

ثلاث الخ حیضہ لا یصل الیہ عبا و منہا  
انہ لو اذتک لہ فی طلاقہا فیکون  
انہ لو اذتک لہ فی طلاقہا فیکون  
انہ لو اذتک لہ فی طلاقہا فیکون  
انہ لو اذتک لہ فی طلاقہا فیکون

انہ لو اذتک لہ فی طلاقہا فیکون  
انہ لو اذتک لہ فی طلاقہا فیکون  
انہ لو اذتک لہ فی طلاقہا فیکون  
انہ لو اذتک لہ فی طلاقہا فیکون

ان الطلاق نزل انما انزل  
ان الطلاق نزل انما انزل  
ان الطلاق نزل انما انزل  
ان الطلاق نزل انما انزل



جَمِيعًا وَذَكَرَ الْحَاثِيَّ وَنَحَا  
مَافِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ عَيْشَةَ اَنْ  
رَجَّحَ الطَّلَاقَ اَمَّا ثَمْرَةَ فَارْتَضَتْ  
عَلَيْهَا وَاللَّهِ وَسَلَّمَ اَتَى لَاحِقًا  
فَقَالَ لَاحِقًا نَبِيٌّ هَلْ لَكَ مِنْ  
كَمَا ذَاقَ الْاَوَّلَ وَوَجِبَ الْاَلْتِمَاسُ

اکٹھی دی میں اور باقی حدیث کو ذکر کیا ہے حدیث دوم صحیحین میں حضرت عائشہ سے ہے کہ ایک مرد نے اپنی بی بی کو تین طلاقیں دیں اور اس نے دوسری مرد سے نکاح کیا اور اس نے بھی طلاق دی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے پوچھا کہ وہ عورت شوہر اول پر حلال ہے آپ نے فرمایا نہیں جب تک کہ دوسرا شوہر اس کا فرزند نہ چکھ لے جیسے اول نے چکھا اور وجہ دلیل کی اس حدیث سے یہ ہے کہ آپ نے سائل سے تفصیل نہیں پوچھی کہ تین طلاقیں اکٹھی دی تھیں یا جدا جدا اور اگر جواب مختلف ہوتا تو تفصیل پوچھنی ضروری تھی حدیث سوم وہ ہے جس پر امام شافعی نے لعان کے قصہ میں اکتفا کیا ہے کہ عومیر عجلانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جس صورت میں ایک مرد اپنی بی بی کے ساتھ دوسرے شخص کو پاوی تو شوہر فرمائی کہ شوہر اس مرد اجنبی کو مار ڈالے اور لوگ شوہر کو مار ڈالیں یا کس طرح کرے پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے اور میری زوجہ کے باہمیں حکم اور چکا ہے جا کر اسکو لے آسہل کہتے ہیں کہ ان دونوں نے باہم لعان کیا اور میں لوگوں کیساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا جب دونو لعان سے فارغ ہوئے تو عومیر نے کہا کہ یا رسول اللہ میں اس عورت کو اگر اب کہوں گا تو لازم آویگا کہ میں اس پر جو تہہ لگایا ہے ہر اور سکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے پہلے ہی

اِنَّهُ لَمْ يَسْتَفْصِلْ هَلْ لَكَ مِنْ  
اَوْ مُتَّفَقًا وَلَا اَخْتَلَفَ لِمَا لَمْ يَفِي قِصَّةِ الْمَلَأَنَةِ  
وَفِيهَا مَا اعْتَمَدَ عَلَيْهِ النَّسَافِيُّ فِي قِصَّةِ الْمَلَأَنَةِ  
بَنِ عَوْمِرَ الْعَجَلَانِي اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ  
رَجُلًا اَبْتَهَ فَيَقْتُلُوْنَهُ اَمْ كَيْفَ  
يَقْتُلُ رَفَقًا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى  
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَاذْهَبْ فَاَنْتَ بَيْتًا قَالَتْ اَنْتَ  
فَاَنْتَ اَعْنَا وَاَنَا مَعَ النَّسَافِيِّ  
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَسَلَّمَ  
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَلَمَّا فَزَعْنَا مِنْ زَاوَعْنَاهَا  
قَالَ عَوْمِرُ كَيْفَ كُنْتُمْ  
فَلَمَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْتَ  
فَلَمَّا فَزَعْنَا مِنْ زَاوَعْنَاهَا







انس قال سمعت النبی بن

مالک یقول سمعت رسول

بن جبیل یقول سمعت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم یقول یا معاذ من

طلق للبدنہ وارضاه

انت بن اوتلنا الزمانہ

منہ ورضنا ما رواہ الدار

انس بن مالک سے اور وہ فرماتے ہیں کہ سنا میں نے معاذ بن جبل سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اس معاذ جو شخص بدعت کی ایک طلاق یاد دیا تو اسکی بدعت ہم اس پر لازم کرینگے ساتویں وہ حدیث ہے کہ دارقطنی نے ابراہیم بن عبد اللہ بن عبادہ بن صامت کی حدیث سے روایت کی ہے کہ ابراہیم بن ابی ہریرہ اور وہ اونکو داد می سے روایت کرتے ہیں کہ اونکو داد و نمونہ کسے اپنی زوجہ کو طلاق البتہ وہی اوسکی اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی نہ ہو حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے باپ نے اپنی بی بی کو ہزار طلاقین دین اوسکی دھڑکی ٹھنکی کی تدبیر سے آپ نے فرمایا کہ تمہارے باپ نے خدا کا خون نہیں کیا کہ اوسکی ٹھنکی کی راہ کرتا عورت تین طلاؤں سے سنت کی خلاف طور پر اوس سے جدا ہوئی اور نوسو ستا نوے طلاؤں کا گناہ اوسکی گردن میں رہا آٹھویں وہ حدیث ہے جسکو دارقطنی ہی نے زاذان سے اور اوسے حضرت علی رضی عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو سنا کہ اوسنے طلاق البتہ وہی سے آپ غصہ ہوئی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو کیل اور نہسی بنا میں جو کوئی طلاق البتہ دیکھا ہم اوسکو ذمہ تین لازم کر دیگا کہ پہرا اوسکو وہ عورت جائز نہ ہو جب تک دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے نویں حدیث حسن مصری کی ہے جو دارقطنی نے روایت کی ہے کہ حسن نے فرمایا کہ حدیث کی

طریق بعض ابان امیۃ البنتہ فانطلق  
بن ابراہیم بن عبد اللہ بن عبادہ  
من ارضنا ما رواہ الدار قطنی

بن ابراہیم بن عبد اللہ بن عبادہ  
من ارضنا ما رواہ الدار قطنی  
بن ابراہیم بن عبد اللہ بن عبادہ

بن ابراہیم بن عبد اللہ بن عبادہ  
من ارضنا ما رواہ الدار قطنی  
بن ابراہیم بن عبد اللہ بن عبادہ

بن ابراہیم بن عبد اللہ بن عبادہ  
من ارضنا ما رواہ الدار قطنی

بن ابراہیم بن عبد اللہ بن عبادہ  
من ارضنا ما رواہ الدار قطنی  
بن ابراہیم بن عبد اللہ بن عبادہ

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما  
طلاق امر آتھو وضع حائض

ثم اسأد ان یتبعہا بطلاق

اخترنا بن عند القدرین  
فبلغ ذل کے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم فقال یاہن عسا

ماہرکے

ان خطبات السنۃ والسنۃ ان تستقبل الطہر

ہمسی عبد اللہ بن عمر نے کہا او نہوں نے اپنی بی بی کو حالت حیض میں طلاق دیا  
 پہر یہہ چاہا کہ دو طہر و نمین دو طلاقین اور دین یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کو پونہچی آپ نے فرمایا کہ ای عمر کے بیو اللہ تعالیٰ نے تجکو سطح حکم نہیں کیا تو  
 سنت کو چوک گیا اور سنت یہہ ہی کہ انتظار کرے تو طہر کا پہر ادر سو فت طلاق دے  
 خواہ روک رکھی حضرت ابن عمر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ارشاد فرمایا کہ اگر میں سکو  
 تین طلاقین دیدیتا تو بہلا درست تھا کہ میں اوس سے رجعت کر لوں آپ نے فرمایا کہ  
 نہیں وہ تجہہ سے جدا ہو جاتی اور بھہ حرکت گناہ ہوتی دشوین وہ حدیث جو ابو داؤد  
 اور نسائی نے حماد بن زید سے روایت کی ہے کہ میں ایوب سے پوچھا کہ تم سو اس سے  
 کے اور سیکو جانتی ہو جس نے تین طلاق اس صورت کو کہا ہو کہ اپنی عورت سے کہدی کہ  
 تیرا معاملہ تیری ماتھے میں ہے ایوب نے کہا کہ نہیں پہر کہا کہ الہی تو بخش دی مگر تجہ سے  
 حدیث کی قنادہ نے کثیر مولیٰ سمیرہ سے اور اوسنی ابی سلمہ سے اور اوسنی ابو ہریرہ سے  
 فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ نہ تہہ کرنا انکا دستہ کرنا ہے اور نہسی سے اونکو بجالانا بھی  
 دستہ کرنا ہے ایک نکاح ہے دوم طلاق سوم رجعت ایوب کہتی ہیں کہ پہر میں کثیر سے ملا  
 اور اس حدیث کو پوچھا اوسنی نے پہچانا پہر میں قنادہ کی پاس آیا اور اوس سے ماجرا  
 کہا او نہوں نے فرمایا کہ کثیر سے لگیا روایت کیا اوسکو ترند می نے اور کہا کہ

فطلق عند خلت او امساکت فقلت یا رسول  
 اللہ ارا بت لو طلقنا اننا اکان جیل لی ان راجعنا  
 قال لا کانت تبین منک وتکون معصبة ونہا ما رواہ  
 ابو داؤد  
 لا یجوز ہتل علمت احدی قال فی المسبب  
 انما انارت غاب الحسن قال لا یجوز  
 اللہم غفرا الاما حدیثی قنادہ عن  
 کہ یہ رسول سے تعین ابی سلمہ عن ابی ہریرہ  
 قال ثالث یعنی جیل من جیل  
 و ہر لمن جیل النکاح و  
 الطلاق والرجعة فالعین  
 تیرا فسالتہ  
 فلم یجوز فیہ وجوز  
 الی قنادہ فالخبر  
 فقال لینی رواہ الترمذی وقال

اللہ



و لا یصدف له علة فان  
لا یخذون الجواب عن

حادث فاطمة بنت قیس  
ان المثلثات المذکورة

فی الجوعه کما کان  
جوعه کما کان

طلقاً طلقاً  
ان قال

ان قال  
ان قال

ان قال  
ان قال

بھی معلوم نہیں ہوتا اب فرقہ ثانی ان حدیثوں کا جواب یوں دیتی ہیں کہ عتہ  
فاطمہ بنت قیس کا تو یہ جواب ہے کہ تین طلاقیں جو اوہ میں مذکور ہیں وہ ایک  
ساتھ نہ تھیں بلکہ اوسکے شوہر نے دو طلاقیں اوسکو پہلے دے لی تھیں پھر  
تیسری طلاق دے دی تھی چنانچہ یہ مضمون اسطرح روایت صحیح میں مصرح مذکور  
ہو دیکھو مسلم روایت کرتے ہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے کہ ابو عمر بن حفص  
بن مغیرہ حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ میں لو گیا اور وہ ان سے قاصد فاطمہ  
بنت قیس کے پاس ایک طلاق لیکر بھیجا جو فاطمہ کی طلاق میں سے باقی تھی اور حارث  
بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیع سے اوسکے نفقہ کے لئے کہہ با اوں دونوں نے  
فاطمہ سے کہا کہ بخدا تجکو نفقہ نہیں پونہیچا اگر اس صورت میں کہ تو حمل سے ہو وہ  
عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور حارث و عیاش کا  
قول آپ کی خدمت میں بیان کیا پس آپ نے فرمایا کہ تیرے لئے نفقہ نہیں اور حدیث  
کو طوالت کے ساتھ ذکر کیا غرض کہ یہ حدیث تفسیر کر نیوالی اوس قول مجمل کا بیان  
کرتی ہے جو حدیث فاطمہ میں تھا کہ تین طلاقیں دین اور ابو داؤد کی روایتوں میں سے  
ایک میں جو فاطمہ سے مروی ہے یہ عبارت ہے کہ طلاق دے اوسکو تین طلاقیں سے  
پچھلی اور یہ حدیث پانچ ہلکوں سے مروی ہے اول تین طلاقیں اوسکو دین

شرح طلقاً اخر المثلثات  
مصرحاً بوشی الصحیح  
ابن عبد اللہ بن عتبہ ان  
ابا عمر بن حفص بن مغیرہ  
ابن عبد اللہ بن عتبہ ان  
ابا عمر بن حفص بن مغیرہ  
ابن عبد اللہ بن عتبہ ان  
ابا عمر بن حفص بن مغیرہ

ان قال  
ان قال  
ان قال  
ان قال  
ان قال  
ان قال  
ان قال  
ان قال  
ان قال  
ان قال

فقد انقضت  
انقضت  
انقضت  
انقضت  
انقضت  
انقضت  
انقضت  
انقضت  
انقضت  
انقضت



طلاق امر ثلاثی انما الحکایت  
فلا یسین فیہ انہ طلق ثلاثا  
نہم واحد فلا ثلاثا

و قولکم ما لیس فیہ  
جو ابہ ان الحاکم فصل  
عندہم معا و اما ان الثلاث

عندہم معا و اما ان الثلاث  
و اما یقال علی ما یفصح لغتہ و ثبوتہ  
و اما ما اعتمدت

ملی بی کو تین طلاقیں ہیں آخر تک اوسکا جواب یہ ہے کہ اوسمین یہ مذکور نہیں کہ  
تین طلاقیں عورت کو ایک ہی بولی میں دین تو جو بات کہ حدیث میں نہیں اوسکو  
حدیث میں داخل کرو اور یہ جو کہتی ہو کہ آپ نے تفصیل پوچھی تو اوسکا جواب یہ ہے  
کہ لوگوں کو حال معلوم تھا کہ تین طلاقیں اوسی صورت میں ہوتی ہیں کہ ایک کے بعد  
ایک ہو تو معلوم ہوا کہ کلام لغت اور شرع اور عرف کے موافق تھا جسے ہم نے بیان کیا۔  
اور امام شافعی نے جس پر اعتماد کیا ہے یعنی لعان و کاتین طلاق دینا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تو اوس سے کوئی دلیل تمہاری مفید نہیں ہو سکتی کہ خود  
لعان ہمیشہ کی عورت کو حرام کر دیا تو تین طلاقوں نے اوسی حرمت کی تاکید اور  
قوت زیادہ کر دی جو لعان کا مقصود ہے اور یہ جواب ہمارے شیخ ابن تیمیہ کا ہے۔  
اور ایسا ہی ابن منذر نے فرمایا ہے کہ طلاق جنبہ ہی پر ہو گیا خاوند اوسکا جنبی ہونا  
جانے یا بجانے غرض کہ جن لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ جدائی خاوند کی لعنت کرنے سے  
ہو جاتی ہے مثل امام شافعی کو اوانہ نزدیک یہ طلاق حجت نہیں ہو سکتی مگر تحقیق یہ ہے  
کہ جدائی یا تو صرف خاوند کی لعنت کرنے سے ہو جاتی ہے جیسو شافعی فرماتے ہیں یا  
دونوں کی لعنت کرنے سے ہوتی ہے جیسے احمد کہتے ہیں یا حاکم کے جدا کرنے پر موقوف تھی  
ہی یعنی حاکم اون دونوں میں سے جدائی کر دیتا ہے جس سے وہ عورت مرد پر ہمیشہ حرام

فصل طلاق  
و عنہما کما یبہا  
فصل طلاق  
عندہم معا و اما ان الثلاث  
و اما یقال علی ما یفصح لغتہ و ثبوتہ  
و اما ما اعتمدت

فصل طلاق  
عندہم معا و اما ان الثلاث  
و اما یقال علی ما یفصح لغتہ و ثبوتہ  
و اما ما اعتمدت

عند من جری ان القوف یقع  
بالنظر الزوج کالتشافی  
ان القوف ان یقع بالنعان الزوج  
ممن لیس یقول الشافعی اوبالنعان  
کما یقول احمد و یفصل علی  
ممن یقول احمد و یفصل علی  
ممن یقول احمد و یفصل علی

فالتطلاق الثلاث الاكبر

هذا الخبر الذي هو

موجب للعان ومقصود

الشارع في الثلاث اعظم

به طلاق غير الثلاث اعظم

وبينهما مما بين بيتين

واما حد بنت حمى بن بيتين

ہو جاتی ہے پس تین طلاقوں نے اسی حرمت کی تاکہ کی جو لعان کی غایت اور شرک  
کا مقصود ہے تو اس طلاق میں بدون لعان کی طلاق کیسے مجادگی انہیں تو فرق  
بہت بڑا ہے اور تین طلاق دینے والے کے قصہ میں جو حدیث محمود بن لبید کی ہے اس کے  
حجت کرنی حقیقت کو الٹ دینا ہے کہ جو دلیل بڑی ہے بڑی حرمت کی ہے اور اسکو جواز میں  
پیش کرتے ہو یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسی گمان ہو سکتا ہے کہ آپ نے اس  
شخص کے عمل کو جائز کہا جس نے خدا تعالیٰ کی کتاب سے ٹھٹھا کیا اور رکازہ کی حد سے  
کہ اسنو اپنی بی بی کو طلاق البتہ دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے  
قسم لی کہ اس طلاق سے اور صرف ایک ہی ارادہ کی تھی تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث  
صحیح نہیں ابن جوزی نے کتاب العلل میں کہا ہے کہ یہ کچھ نہیں اور حلال نے علل  
اشرم سے روایت کی ہے کہ میں ابو عبد اللہ سے حدیث رکازہ کا ذکر طلاق البتہ میں کیا  
اور انہوں نے اس حدیث کو ضعیف کہا اور فرمایا کہ تین کو ایک ادسکی نیت کو سبب کر ڈا  
تھا اور ہمارے شیخ نے فرمایا ہے کہ بڑی امام جو حدیثوں کی علتیں جانتے ہیں مثل امام احمد  
اور بخاری اور ابو عبیدہ وغیرہ سب سے رکازہ کی حدیث البتہ کو ضعیف کہا ہے اور طرح ابو محمد  
بن حزم نے ضعیف کہا اور سبہوں نے کہا ہے کہ اس حدیث کو راوی مجہول ہیں کہ اونکا  
عادل ہونا اور حدیث کو یاد رکھنا معروف نہیں اور امام احمد نے فرمایا ہے کہ

من قلب الخفاف والاحباج علی الجواز  
باعتبار دلیل علی الخدم والخدم  
نظیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
انہ اجاز عمل من اسندہ بکتاب اللہ فضل

تین طلاوق کا بیان

واما حد بنت حار کانت انہ طلق امراتہ البتہ  
وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال  
وسلم استخلف ما اراد بها الا و اجعلت فقیہا  
لا یصلو قال ابن جوزی فی کتاب العلل لکن شیخ  
قال الخلال فی العلل عن الاثر قلت لابن عبد اللہ  
عن حدیث رکازہ فی البتہ فضغفہ وقال ان  
جملہ نبیہ والشیخنا الاثمة  
اکبار اعمار فون معلل الحکم شیخ  
کالا امام بخاری والبخاری وابی عبد اللہ  
وفیہم ضعفوا حدیث رکازہ البتہ اول  
ابو محمد بن حزم وقالوا ان رکازہ  
بما خیر الیقین عن الاثر وضعفوا حدیث

فالتطلاق الثلاث الاکبر  
هذا الخبر الذي هو  
موجب للعان ومقصود  
الشارع في الثلاث اعظم  
به طلاق غير الثلاث اعظم  
وبينهما مما بين بيتين  
واما حد بنت حمى بن بيتين







رسابق ان عطاء الخراسان  
عن ثمر عن الحسن بن علي بن  
عبد الله بن عمر بن عبد  
شعيب وثقه انار  
فطني وقال ابو الفخ الاودي  
فبواب ابن وقال الباقيني

رزق نے کہ عطاء خراسانی نے اسے حدیث کی حسن سے فرمایا کہ حدیث کی  
اسے عبد الہ بن عمر نے پہر حدیث کو بیان کیا اور شعیب اومی کو دار فطنی نے ثقہ کہا  
ہو اور ابو الفتح اومی نے کہا کہ اوسمین کچھ ضعف ہے اور بیہوشی نے بھی اس حد  
کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ بیہر زیادتیان اسمین صرف شعیب نے کی ہیں اور لوگوں  
نے اوسکو باہمین کلام کیا ہے انتہی اور اسمین شک نہیں کہ حدیث ابن عمر کو بہت سے  
ثقون متبر اور امامون روایت کیا ہے مگر کسی نے اد نہیں سہ وہ باتین یقیناً نہیں  
لکھیں جو شعیب بیان کرتا ہے اور اسی جہت سے اوسکی حدیث کوئی صحیح اور سنن لاہ نہیں  
روایت کرتا اور حدیث کثیر مولی سمرہ کی ابی سلمہ سے ابو ہریرہ سے تو اوسکو خود  
کثیر نے انکار کیا جب اوس سے اس حدیث کا حال پوچھا گیا اور کثیر جیسے شخص کا بچانا  
بعید از عقل معلوم ہوتا ہے اور بیہوشی نے اوسمین علت لگائی ہے اور کہا ہے کہ کثیر کی  
معرفت اتنی ثابت نہیں ہوئی جو موجب حجت لائیکلی اوسکی روایت سے ہو اور خصوصاً  
ایسی صورتیں کہ تمام لوگوں کا قول اوسکی روایت کو خلاف ہو اور عبد الحق نے  
اپنی احکام میں اور ابن حزم نے اپنی کتاب میں اوسکو ضعیف بتایا ہے اور حدیث  
سوید بن علفہ کی حضرت امام حسن سے اوسکو راویوں میں محمد بن حمید رازی ہے ابو ذر  
نے کہا ہے کہ وہ بڑا جھوٹا ہے اور صالح خزہ نے کہا ہے کہ جھوٹ میں اوس سے

ہذا الزیادات انقدر فیہا شعیب  
وقد تکلّموا فیہ انتہی ولا سب ان ثقات  
الاثبات الاثر وواحد بن ابن عمر  
فامرات احد من با انی بشعیب کتتہ  
ولکن الحیر و حدیثہ احد من اصحاب الصحیحہ  
ولا الشن فضل واما حدیث کثیر  
مولى عمر فمن ابی سلمة عن ابی ہریرة فقل  
ان کثیر یسائل عنہ ویناھد  
بعید ان ینسبى وقد اعاد الباقینی وقال  
کثیر لم یثبت من معرفتہ ما یوجب الاحتجاج  
چون قال وقل العامة بخلاف واینہ

ابن حزم فی کتابہ فضل  
سوید بن علفہ عن الحسن بن  
محمد بن حمید الرازی قال ابو ذر  
کذاب وقال صالح خزہ  
دار ابن احناف بالکذب عنہ







ولا ابن الزبير وفي الموطا  
رضي عن النعمان بن ابي عياض  
رجل يستفتح عبد الله  
بن عمر اذا اطلق امره ثلاثا  
فقال لا تخل حتى يذهب من احراق  
روجا غابره وروى التبرهني من احراق  
معاذ بن معاذ حدثنا شعبه عن طارق  
بن عبد الرحمن سمعت قيس بن ابي عامر  
قال سئل رجل المغيرة وانا شاهد عن  
رجل حلف امره ثمانه فقال ثلاث نعوم وقبيل

انكار نكيا اور نہ ابن زبير نے انکار فرمایا اور نیز موطا میں نعمان بن ابی عباس  
سے اور اوسنی عطار بن یسار سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی  
خدمت میں حاضر ہوا اور مسئلہ پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو قبل صحبت تین طلاق دے  
تو کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ وہ عورت اوسکو طلال نہیں جب تک کہ دوسرے خاوند سے  
نکاح نہ کرے اور یہی نے حدیث معاذ بن معاذ کی روایت کی ہے کہ حدیث کی ہمسویہ شعبہ  
نے طارق بن عبدالرحمن سے کہ سنائیں نے قیس بن ابی عامر سے کہ اوہوں نے کہا  
کہ ایک شخص نے مغیرہ سے مسئلہ پوچھا اور میں اوسوقت موجود تھا کہ ایک آدمی  
نے اپنی بی بی کو سوطلاقین دین مغیرہ نے فرمایا کہ تین طلاقین عورت کو حرام کر چکیں اور  
ستا نو مفاضل رہیں اور یہی نے سوید بن علفہ سے روایت کی ہے کہ عائشہ ختمہ  
حضرت امام حسنؓ کے نکاح میں تھی جب حضرت علیؓ شہید ہوئے تو اوسنی آپکی خدمت میں  
عرض کیا کہ آپکو خلافت مبارک ہو حضرت امام حسنؓ نے فرمایا کہ تو حضرت علیؓ کے  
قل پر خوشی ظاہر کرتی ہے جا میرے نفسی بجو تین طلاقین ہیں وہ اپنی کبریٰ پسند چلی گئی  
یہاں تک کہ اوسکی عدت پوری ہوئی پھر آپ نے اوسکا کہہ مہر جو رہ گیا تھا اوسکی پاس مع  
دس سہزار درم صدقہ کر سبھا جب صد اوسکی پاس لایا تو اوسنے کہا مع دوست  
جو چوٹ گیا آیا ہے اوس سے یہ مال حاجت اوسکا قول آپکو پونہچا نوروی اور فرمایا

بن عبد الرحمن سمعت قيس بن ابي عامر  
قال سئل رجل المغيرة وانا شاهد عن  
رجل حلف امره ثمانه فقال ثلاث نعوم وقبيل  
والسنة فضل وسروى البيهقي عن  
مؤيد بن عرفة قال كانت عائشة  
الخنزعة عند الحسن فلما قتل علي كرم  
الله وجهه قالت بهنك اخلاقه فقال  
يقول علي تظهن النعانة از هبي فاني طالق  
مضى ثلاثا فاصفقت بيها فها وبني  
مضى قضت علي فها وعشنت  
بعثت من اهلها وعشنت  
لا ف صدق فقالت  
جاءها الرسول  
منها فلين من حبيب مفارق  
فلما بلغه فونها اكل وقال











رواہ عنہ ابن ابی شیبہ  
 وعن جابر بن زید وطلحہ بن اوفیہ  
 قالوا اذا طلقنا واحدة  
 ان نین خیل بما فی واحدہ  
 ومحمد بن اسحق حکاہ عنہ  
 ومحمد بن اسحق بن یحیی  
 الامام محمد والطلاق  
 وعمر بن دینار بن جبر والذی  
 قبل الذہول وسعید بن جبر والذی  
 علیہ مذہب الحسن البصری  
 بن دینار وحارث بن عمرو  
 کما حکاہ الباقی فی کتابہ  
 احکام الروایین عن اللؤلؤ

شیبہ نے اون اور جابر بن زید اور طلحہ سے روایت کیا ہے کہ ان سب نے فرمایا  
 کہ جب عورت کو تین طلاقیں قبل صحبت کے دیوے تو وہ ایک ہی ہیں اور قول محمد بن  
 اسحاق کا بھی یہی ہے اور ان سے اسکو امام احمد اور اسحق بن راہویہ اور عمرو بن دینار  
 نے صحبت کے پیشتر کی طلاق میں نقل کیا ہے اور سعید بن جبیر بھی اسکے قائل ہیں  
 اور یہ وہ بات ہے جس پر حسن بصری کا مذہب ٹھہرا ہے اور بھی مذہب عطار بن یسار  
 حلاس بن عمرو اور محمد بن مقاتل رازی کا ہے جیسا کہ مازنی اپنی کتاب معالم القواعد  
 میں حکایت کیا ہے اور یہی ہے ایک روایت امام مالک سے بلکہ مشہور مالکیوں کے  
 نزدیک کچھ اور پوس فقہوں سے جو طلیطلہ کے فقہوں میں سے اونکی مذہب ہے  
 فتویٰ دیا کرتے تھے اور صاحب نائق کبیر نے اسباب میں اگلون اور بھلون  
 کے خلاف کو نقل کیا ہے اور ان دلائل میں سے جو جنکو حجت ٹھہرانے میں حدیث  
 داؤد بن الحصین کو ذکر کیا ہے جو عکرہ سے راوی ہیں اور وہ حضرت ابن عباس  
 سے کہ رکانہ نے اپنی بی بی کو ایک مجلس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کے پاس تین طلاقیں دین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے فرمایا کہ وہ ایک ہیں آخر حدیث تک اور یہی مذہب ابوالبرکات کا  
 ہے وہ پوشیدہ ہے فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اور اسمین خلاف کو

بن دینار وحارث بن عمرو  
 کما حکاہ الباقی فی کتابہ  
 احکام الروایین عن اللؤلؤ  
 عن بضعة عشر فقہاً من فقہاء طلبة جمل  
 المفتین علی مذہبہ وحکی صاحب نائق  
 کبری الخلاف فیما یکن السلف والخلف  
 الکریم صاحب ابی حنبلہ داؤد بن الحصین  
 و ذکر نما صاحب ابی حنبلہ داؤد بن عبد الباقی  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 انہ طلق زوجته رکانہ عنہ

تین طلاقیں کا بیان  
 ۱۳

والہ وسلم نارا فافی مجلس  
 وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 و بہو مذہب ابی البرکات  
 کان یفتی بہ راؤد بن الخلف

ف ذلک ابو الولید صاحب

مذہب اصحاب الاحکام و ہجو

ابن خزم فان قبل فاعلم

عن ثانی الخلفاء عن

المخاطب تظن ببعث

رسول الله صلی

اللہ ورسالہ وخصیقتہ من بعدہ و

ابو الولید مفید الاحکام کے مولف نے ذکر کیا ہے اور اصحاب ظاہر کا مذہب سوار ابن خزم کے یہی ہے اب اگر یہ کہو کہ دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رض کے باب میں تمہارا کیا عذر ہے کیا اونکو یہ گمان کرتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے خلیفہ اول اور جو لوگ اُس عہد میں تھے ان سبکو دیکھتے تھے کہ تین ملاقون کو ایک کرتے تھے اور باوجودیکہ یہ امر امت کے حق میں آسان تھا مگر حضرت عمر رض اپنی راہ سے قصد اسکا خلاف کر کے اپنی طرف سے امت پر تین لازم کر دئے تھے اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے وسیع اور سہل کیا تھا اسکو تنگ اور مشکل کر دئے تھے پھر آپ کا اتباع اس امر میں اکابر صحابہ کرتے تھے حالانکہ سب صحابہ اسباب میں خدا تعالیٰ کا خوف زیادہ رکھتے تھے پھر اسکی کیا وجہ ہو تو اسکا جواب یہ ہے کہ واقعہ میں یہ سوال قطعی وارد ہو اور اسکو لئے جواب شافی درکار ہو سکتی ہے کئی ہین کہ آدمیوں کی دو قسمیں ہین ایک تو وہ ہین کہ حضرت عمر رض اور انکو موافقین کی رعایت کی جہت سے ان کا عیظ سے عذر کرتے ہین اور اونکو نہیں مانتے ہین اور ایک وہ ہین کہ احادیث کو رد نہیں کرتے اور حضرت عمر رض کی طرف سے عذر کرتے ہین اور یوں تقریر کرتے ہین کہ احکام دو طرح کی ہوتی ہین

والصحابہ تہون عہدہم ببعثتہم ان الشرا  
واحدہ معزہم اکتسبت علیہم الایمان  
ثم بعدہ ان مخالفہم ذلک  
قبل نفسہم بظیف علیہم ما وسعہ  
اللہ وبعثہم ما سہلہم ثم نابعہ علی  
ذکر اللہ من ذلک قبل ہذا الشول  
عن ثانی الخلفاء عن  
المخاطب تظن ببعث  
رسول الله صلی  
اللہ ورسالہ وخصیقتہ من بعدہ و

عن ثانی الخلفاء عن  
المخاطب تظن ببعث  
رسول الله صلی  
اللہ ورسالہ وخصیقتہ من بعدہ و

هذا لا يظن ان الرزق يتغير  
 بل هو ثابت في كل حال  
 والارزاق لا يتغير الا بتغير  
 في الارزاق والارزاق لا يتغير  
 الا بتغير في الارزاق

اول وہ کہ زمانہ کے بدلنے اور اجتہادات کے تغیر کے باعث وہ ایک حالت سے  
 نہیں بہتو جیسے واجبات کا وجوب اور محرمات کی حرمت اور حد و معین کہ ان امور  
 میں تبدل نہیں ہو سکتا نہ انکے مقصود کے خلاف کوئی اجتہاد ہوتا ہو دوم وہ حکام  
 کہ اقتضائے مصلحت کو بموجب مانہ اور جگہ اور حال کے اعتبار سے بدلجاتے ہیں جیسے  
 مقدار سزاؤں کا اور اولیٰ صفین کہ شارع معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصلحت کے  
 موافق اول کو طرح طرح پر کیا ہے مثلاً شراب بخوار کو جو تھی دفعہ میں بارڈالہ کی سزا دینی اور  
 زکوٰۃ کے مذہب والی کا آدھا مال لے لینا اور غلام کو ایسے شخص کی ملک سے باہر کر دینا  
 جو اسکو غذا ب سخت دیوی اور جو شخص ایسی چیز چور اور جسمین ہاتھ نہ کاٹا جا دی تو اسکو  
 سو دناؤں دینا اور پامی ہوسنی چیز کے چھپا ہوا ایسے دو دناؤں لیا اور تین شخصوں کے  
 قتل میں عورتوں کی نزدیکی سے منع کرنا اور ان سے علیحدہ رہنے دینا۔ اور یہ نہیں  
 معلوم ہوا کہ آپ کے ذرہ سے اور قید اور تازیانہ سے سزا دی ہو البتہ تہمت کی صورت میں  
 جس نے پایا ہی تاکہ مال تہمت والی کا ظاہر ہو جاوے اس طرح آپ کے اصحاب کے آپ کے بعد  
 سزائیں قسم قسم کی دی ہیں مثلاً حضرت عمرؓ مجرم کا سر منڈواتے اور شہر بدر کرتے  
 اور مارتے اور کلون کی دکانیں اور بالا خانے جن میں شراب فروخت ہوتی ہوں گے  
 اور حضرت سعد کا گہر کو فہ میں ہوں گے یا جب ہ او میں رعیت سے بنجر ہو کر چھپ بیٹھے

وایضا جہادیمالفا و وضع  
 علیہ و الذوق الثانی بتغیر  
 بنسب اقتضائے الصلحۃ لہ زمانا و مکانا  
 فان التشارع یوتممها بحسب المصلحۃ  
 كالنعمان یبقی ان عد من الخمری المذموم  
 الذابغۃ واخلد شطط حال مانع الذکف ہب  
 وخرج العبد عن ملک من مثل  
 وتضعیف الغرم علی سارق الا قطع فیہ  
 فی قضیۃ الثالثۃ ولم یعرف انہ عن ربیۃ  
 ولا حبس ولا سوطا واما حبس فہو لتبیین حال المذموم  
 کذا لک اصحابہ بنوعوا فی حقہ لتبیین حال المذموم  
 بعدہ فلان عمر جلیق الراتن  
 وینضرب وبعین فاوانیت  
 الخسار ووالقفا فہو انبی  
 متابع فہا الخسر وحق  
 فصل سئل باسکوف  
 لما احتجبت فیہ عن الرعیۃ

بین طلاؤہ کا بیان  
 ۳

ما احتجبت فیہ عن الرعیۃ  
 فصل سئل باسکوف  
 متابع فہا الخسر وحق  
 الخسار ووالقفا فہو انبی  
 وینضرب وبعین فاوانیت



اما مطلقا و اما متعده الفسخ  
فلذا وجه اخر و اما الفسخ  
مانع قام في زمانه منع من

جعل الثلاث واحدا كما قام  
عند مانع من غير  
الاولاد و مانع من غير

الجزية من رضائي بن تغلب  
ثالث فان المالك فلذا وجه  
شروطه او لوجي ما يمنع و الا لازم  
بالفدية و فسخا او طلاقا لمن يقع  
بالوجوب مما يسوغ فيه الاجتهاد و لكن يقع  
ثلاث مرات في وقت طلاق

خواه مطلق ہو یا متعہ فسخ کہ اوس سے منع فرما دیا تھا حالانکہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے یہ دوسری صورت ہے یا آپ کے زمانہ میں کوئی  
مانع ایسا ہوا ہو جس نے تین طلاقوں کو ایک نہونے دیا ہو جیسے آپ کے نزدیک ان  
نونوں کو کی بیچ میں جس مال کی اولاد ہوتی ہو مانع ہو گیا تھا یا بنی تغلب کو انصار  
سے جزیرہ لینے میں کوئی مانع پیدا ہو گیا تھا یا اوسے حکم یہ تیسری صورت ہے  
اسلئے کہ حکم اپنی شرط کے نہونے سے دور ہو کر تا ہی یا مانع کے پائی جانے سے و  
جدائی کا لازم کرنا فسخ سے ہو باطلاق سے اوس شخص کے حق میں جو واجب امر کو  
بجائے لاوی اور ان بانوں میں سے ہر جنہن اجتناب کو گنجائش ہے مگر یہ جدائی کہی تو شوہر  
کاق حق ہوتی ہے مثلاً ایسی صورتوں میں کہ خاوند کو اپنا حق پورا لینے کی مانع ہوں اور  
کبھی خدا تعالیٰ کا حق ہوتی ہے جیسے خاوند بی بی میں دو بیچ جدائی کر دیتی ہیں ان  
لوگوں کو نزدیک جو بچوں کو وکیل ٹھہراتے ہیں اور یہی درست ہے اور جیسے اکثر اکلون  
پہچھلے کو نزدیک ایلا و ایسے باعث طلاق پڑنے کی صورتیں بشرطیکہ وہ مدت انتظار میں  
دفاکر ہی اور جیسے بعض سلف کہتی ہیں اور اوس قول پر اونکی موافقت بعض صحابہ  
نے کی ہے کہ جب مرد و عورت دونوں غلام پر راضی ہو جاویں تو ان دونوں میں جدائی  
کر دیا جوی اور اگر فریب یہ صورت ہے کہ باپ بیگمخت جب بیٹی کو طلاق کرے حکم کرے یا

تین طلاق کا بیان  
اور اگر تین طلاق ہو جائے  
تو اس کے حقان حقا للزوج  
جینفہ میں استنباف صحف و تارة ثلثہ  
کتاب تفريق المالك و هو الصواب  
عند من يجهلها و كذا في اذالم  
في مادة الترضع عند كثير من  
السلف وللخلف وكذا قال  
بعض السلف و اقول عليهما  
بعض اصحابنا جملناهما اذا  
تخاوا على الايمان في الذوق  
بينهما و قريب عنده ان يثبت  
اصلا اذا اخرج بالطلاق

بعض اصحابنا جملناهما اذا  
تخاوا على الايمان في الذوق  
بينهما و قريب عنده ان يثبت  
اصلا اذا اخرج بالطلاق

بعض السلف و اقول عليهما  
بعض اصحابنا جملناهما اذا  
تخاوا على الايمان في الذوق  
بينهما و قريب عنده ان يثبت  
اصلا اذا اخرج بالطلاق

بعض السلف و اقول عليهما  
بعض اصحابنا جملناهما اذا  
تخاوا على الايمان في الذوق  
بينهما و قريب عنده ان يثبت  
اصلا اذا اخرج بالطلاق



فعلیہ و ان بطبعہ کسفالہ  
 منہج و غایہ و احبوا بان  
 منہج صلی اللہ علیہ و آلہ  
 و سلم من عبد اللہ بن مسعود  
 ان یکلیع اباہ لما امر بالطلاق  
 زوجتہ و اصل من ان اللہ  
 نما بر الامن مصلحتہ التوالد

سوی کہ بہتری لڑکے کی اوسمین ہو تو بیوی پر طاعت واجب ہر چنانچہ امام احمد وغیرہ  
 کا قول یہی ہے اور حجت اذنی یہ ہے کہ نبی سے اللہ علیہ السلام نے حضرت عبداللہ بن عمر  
 کو ارشاد فرمایا کہ اپنے باپ کی اطاعت کریں جبکہ حضرت عمر نے انکو اذنی بی بی  
 کے طلاق دینے کا حکم کیا تھا اور اسکی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چونکہ طلاق سے بغض  
 رکھتا تھا اسنظر سے کہ سہین زوجہ کی شکستگی اور ابلیس دشمن خدا کی خوشی اور خاندانی  
 میں کسی ہر ایک کو بد کاری پر پیش ہونا وغیرہ خرابیاں طلاق کی ہیں اور باوجود اسکی خاندانی  
 کو اسکی احتیاج کہی ہوا کرتی ہے اور اسمین اسکی مصلحت ہی ہے اسلئے اسکو ایسی طرح  
 کیا کہ مصلحت ہی حاصل ہو اور خرابی دور ہو جاوے یعنی زوجہ کو بھی شروع فرمایا کہ عورت کو طلاق  
 بدون مجتہد کے ایک طلاق دیکر چھوڑ دیتا کہ اپنی عدت پوری کرے اس ثنائین گردو نو  
 در بیان میں سے برائی دور ہو جاوے تو خاندان کو سبیل اس سے صحبت کرنیکی بدستور موجود  
 ورنہ اسکو چھوڑ دے یہاں تک کہ عدت تمام ہو جاوے پھر اگر مرد کا جی اسکو چھوڑ کر اسمین  
 لگا رہے تب بھی اسکو سبیل ہے کہ اس سے سنگینی کرے کوئی سرور اسکی رضا سے نکاح کرے اور  
 اگر چھوڑنے پر دل اسکا دلہنہ زمانہ وہ جسے چاہیگی نکاح کر لیگی اور خدا تعالیٰ نے  
 عدت کو تین حیض مقرر کیا تاکہ مدت اختیار کی بوجہ اور غرض کہ اسقدر کو اللہ تعالیٰ نے  
 مشروع فرمایا اور اسکی اجازت دہی اور دخول کے بعد عورت کو منقطع کرنیکی اجازت نہیں ہے

سبب جنہ نما کا ان منہج و احبوا بان  
 منہج صلی اللہ علیہ و آلہ  
 و سلم من عبد اللہ بن مسعود  
 ان یکلیع اباہ لما امر بالطلاق  
 زوجتہ و اصل من ان اللہ  
 نما بر الامن مصلحتہ التوالد  
 کل الزوجین لا یفجی و فی کل من مناسا  
 الطلاق و کان تعدد نکاح فیما بینہ الزوج  
 بہ و ان زوجتہ و کون فیہ مصلحتہ شرعیہ و تحصیل  
 لذوج ان بطبقھا ظاہر من غیر جماع  
 طلاقہ و حل تہمید ہر ما حی تنقض علیہ فان  
 زال التہنیز ما کان سبیل الی اعادۃ الفرائض  
 کما کان ویلائےھا حتی تنقض علیہ فان تبغیہا نفسہ  
 و زکھا کان سبیل الی خطبہا و تجدد

العقد علیہا رضاکھا وان لم  
 یبغیہا نقضتھا فانکرت من شیان  
 و جعل العین ثلثہ فوفی  
 لنظول علیہ من خیارہا فذلک  
 العقد سہولذی غرورہ و ان فیہ  
 و ما یاذن فی زینتہا بعد الدخول

و حسنہ علیہ رحمۃ  
بعد از آنکه بقی بھ طلاقہ  
الافتداء فاذا اطلقتم امرتہ  
الکاملۃ ارضی بالفسخ و

کہ فاذا علم ان حبیبہ تضرر  
من غیرہ فینقض بہ دونہما  
ان غیریہ فینقض بہ دونہما  
مسئلہ عن ان اللہ سبب من عاقب  
الطلاق تالنا بان حال بنہ و بان زوجتہ  
و حرمہ علیہ فی نکاح و عایدہ علم ان الطلاق

من طلاقہ و نایمان  
۱۳

ذکر لکن اکتراہتہ الطلاق  
الحرم علیہ و فوافقہ فی عقوقہ  
من طلق نارا تا جویعاً بان الزمہ  
وامضاً ما فان قبیل اسهل من ذلک  
ان یلغز الناس من ایقاع الثلاث  
و جب مس علیہ صحر و یعاقبہ  
بالضرب و التادیب بین  
فعلہ لکن اکتراہتہ  
الذی یترتب علیہ و قبل  
نعم اللہ فان یتکثر ذلک  
و لکن انما علیہ و فی الزمان و قد  
انہ ما فعلہ کما رواہ ابو بکر

مگر اس طرح کہ دو نونکاح توڑنے پر راضی ہو جاوین یا عورت مال دینی پر پس جب  
اوسکو ایک طلاق کے بعد دوسری دیگا تو ایک باقی رہ جاوے گی جب تیسری دیگا  
تو یہ طلاق عورت کو مرد پر حرام کر دیگی یہاں تک کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور  
حرمت مرد کی سزا کی ہو جس صورت میں کہ مرد کو معلوم ہو گا کہ اسکی محبوبہ دوسرے کے  
پاس چلی جاوے گی اور دوسرے کے ساتھ فرسواوڑا دیگی تو کیا عجب ہے کہ اوسکو روک  
رکھے اور تیسری طلاق نہی حاصل یہ کہ حضرت عمر نے جب کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تین  
طلاق دینے والی سزا یہ مقرر کی کہ اوسکی بی بی کو اوس سے جدا کر دیا اور اوس پر حرام  
کر دی جب تک کہ اوسکو کسی دوسری خاوند سے نکاح کرے تو معلوم فرمایا کہ یہ سزا  
اوسی طلاق کی برائی کی جہت سے جو عورت کو مرد پر حرام کر دینی ہے اسلئے آپ نے تین  
طلاق کو لکھا دینے والے کی سزا میں خدا تعالیٰ کی موافقت کی کہ مرد پر اونکو لازم اور  
جاری کر دیا۔ اب اگر یوں کہا جاوے کہ اس سے سہل تر تو یہ تھا کہ لو کو نکوتین طلاق سے  
دینی سے منع فرما دیتے اور لکھا دینا اور نہ حرام کر دیتے اور جو کوسی ایسا کرتا اوسکو  
زرد کو ب سے سزا دیتے تاکہ یہ خرابی جو تین کے لکھا دینی سے ہوتی ہے واقع ہی ہوتی  
نواو سکا جواب ہے کہ ان حضرت عمر کو یہ امر کرنا بھی ممکن تھا اور اسی لحاظ سے  
آخر ایام میں آپ اپنی فعل پر چھٹائی اور چاہا کہ یہ کام نہ کرے۔ تے چنانچہ حافظ ابو بکر

فعلہ لکن اکتراہتہ  
الذی یترتب علیہ و قبل  
نعم اللہ فان یتکثر ذلک  
و لکن انما علیہ و فی الزمان و قد  
انہ ما فعلہ کما رواہ ابو بکر

الاستساع علی فی مسند عیسیٰ  
بنہ قال ما ناصت علی  
نہی نذاتنی علی ثلاث  
ان لا اکن حذرت الطلاق  
و علی ان لا اکن انما کنت  
و اقول لے و علی ان

اسماعیلی نے مسند عمر بن اسکور وایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں کسی  
چیز پر اتنا پشیمان نہیں ہوا جتنا تین باتوں پر ہوا ہوں ایک تو میں طلاق کو حرام  
نہ کیا دوم آزاد غلاموں کا نکاح نکرا یا سوم یہ آج کو قتل نکلیا اور ظاہر ہے کہ مراد  
حضرت عمر کی اوس طلاق کے حرام کرنے سے نہیں تھی جسکی حرمت پر سب مانو نکاح انفا  
ہے یعنی حیض کے اندر طلاق دینی اور اوس طہر میں جس میں صحبت کی ہو اور نہ طلاق  
قبل دخول مراد تھی جسکے بامیں خود اللہ تعالیٰ سیاح ہو نیو ارشاد فرماتا ہے **فَاِنْ جَاحَ**  
**عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا كُمْ تَشْتَوْنَ اَوْ تَفْرَضُوا لِهِنَّ فَرِيضَةً** یہ سب تو آپ کی اور  
شہر اگر طلاق دو عورتوں کو جب تک یہ نہیں کہ اوکو تاہم لگا یا ہوا یا مگر کیا ہوا نکاح کچھ جن  
ہوئی ظاہر تر محال میں سے ہے تو قطعاً بھی ٹھہرا کہ آپ نے تین طلاقوں کے دینی کی  
حرمت مراد لی تھی کہ اونکی واقع کر نیو حرام کیوں نہ کر دیا پس معلوم ہوا کہ آپ نے  
جو ان طلاقوں کو واقع کیا تو صرف اسی نظر سے کہ آپ کے اعتقاد میں تین کا واقع  
کرنا جائز تھا اور اسی جہت سے فرمایا کہ لوگوں نے ایک چیز میں جلدی کی جس میں اونکو  
تاخیر تھی تو خوب ہو کہ ہم اونپر اوسکو جاری کر دیں اسے گویا صریح معلوم ہوتا ہے  
کہ تین کا دنیا آپ کے نزدیک حرام نہیں اور اوسکو جاری سلو کیا کہ طلاق دینو والے  
کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے گنجائش جدا دینی میں تھی اوسن خود تعالیٰ کی صحبت  
سے منہ پیر کر سکتی اور تنگی کی طرف رغبت کی اسلئے حضرت عمر نے اوسکو اوپر جاری  
فرمایا

الایراء ومن المتعارف انہ رضی اللہ عنہ  
لما یجب علیہ من مبادیہ تنوعہم الطلاق فی الخیض  
اجمع النساء علی تحريمه کا طلاق قبل از دخول  
فی الطہر المبرجاً مع فیه ولا الطلاق قبل از دخول  
الذی قال اللہ فیه لا یجتمعا علیک ان طلقتم

ہذا کلامہ من اہل  
عمی ارادہ فقین قطعاً انہ ارادہ الخ  
ایفاء التلاک فعملاً فما کان او فعملاً  
اعتقادہ جواز ذلک ولذالک قال الناس  
قد استعملوا فی شئ کان لم یفیعوا انہ  
قلو امینناہ علیہم وظلمنا  
کالظہر فی انہ غیر حرام عنہ  
واذا مضی لان الطلاق کانت لہ  
فمنہ من اللہ فی التفریق و غیر  
عما افقہ اللہ لہ الی الشرف  
والتغلیظ فانضیاء علیہ

تین طلاقوں کا  
تین طلاقوں کا

فلما سئبتن له بعل ما بذه  
من الشر والفساد ندم على  
ان لا يكون حرم عليهم افعال  
الثلاث ومنعهم منه و  
هذا هو قذف الاكاذين  
هذا هو قذف ابو حنيفة

مالات واحمل ابو حنيفة  
فلما سئبتن له ان  
قوامي عثمان المفسد تبتدع  
بالزامه حريمه فلما سئبتن له ان  
المفسد تلمنن في بذر اللزوقا زاد  
الامم الاثنته اخبر ان الاول كان على  
الشيخ في الثلاث الذي بينه وبين المفسد  
من اعلمها ما كان عليه الامم في زمن رسول الله  
بين الامم ما كان عليه  
صلی اللہ علیہ والہ وسلم اول خلافہ  
عس ولا یبذل فی الشر والفساد بقدره التبتہ  
ولا یصل الناس سواہ ولکن لما رد رسول  
من الناس احتاجوا الی احد امرین ما الدخول  
فیما لکن رسول اللہ قبل اللہ علیہ والہ وسلم  
الاخلاق ورویه بحیثین حشر و  
فانک من الخلیل واما التزم الاضار و  
الان من اللہ ورسول اللہ وکن تائب  
السنن خاصه وکن وکن تائب  
لکن ما ابوا البسیر والفقیر فان اللہ تقا  
یجعل ذلک والفقیر ما ذکرت ان تقا

جب پھری آپ کو ظاہر ہوا کہ اسمین سے برائی اور خرابی سے تو چھٹی کہ لوگوں پر  
تین طلا تو نکا دینا حرام کیوں کیا اور انکو اس سے منع کیوں کر دیا اور یہی ہے  
سے اکثر نکا امام مالک اور احمد اور امام ابو حنیفہ کا غرض کہ حضرت عمرؓ نے سمجھا  
تھا کہ لوگوں پر تین کو لازم کر دینا خرابی دفع ہو جاوے گی جب آپ پر ظاہر ہوا کہ اس  
سے خرابی دور نہ ہوئی اور معاملہ میں سختی کے سوا کچھ نہ بڑا تا تو تسلایا کہ بہتر یہ ہے  
کہ میں تین طلا تکے دینی کی حرمت کی طرف میل کرتا جو خرابی کو جڑ سے دور کر دیتی  
جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور حضرت عمرؓ کی شروع خلافت میں  
حال تھا اور برائی اور خرابی دونوں اس حال کو اور کسی چیز سے دور نہیں ہوگی نہ لوگوں کو نہ سوا  
کے اور کوئی چیز مناسب اور بہین جہت جب اکثر لوگوں نے اوس سے عدول کیا تو دو  
باتوں میں سے ایک کو محتاج ہو یا تو ایسا فعل کریں جس کو نبی اللہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
نے لعنت فرمایا ہے یعنی حلالہ کریں یا اپنی اوپر بہت سے بوجہوں اور طوفوں کو لازم کر کے اپنی مجتہد  
کو شکر سے دیکھیں اور جو بات کہ اللہ تعالیٰ اور اوسکی رسول نے مشروع فرمائی ہے  
اور سنت اور پردلات کرتی ہو وہ ان دونوں سے نجات دینی ہے لیکن خدا کی حکمت انکا  
کرتی ہے کہ ظالموں کے لئے جو اوسکو حدود سے بڑھیں دروازہ می آسانی اور  
کشادگی کے کہوئے اسلی کہ یہ تو ان لوگوں کی لئے ہوتا ہے جو اللہ سے خون کر کے

بین الامم ما كان عليه

سورة الطلاق والحکام

وَحَارِ دَهْرًا وَمَنْ يَبْقَى فَدَعَا

بِحَبْلِ الْوَجْدِ وَأَوْزَقَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

بِحَبْلِ الْوَجْدِ وَأَوْزَقَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

بِحَبْلِ الْوَجْدِ وَأَوْزَقَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

عَنْ أَبِي جَبْرٍ أَوْ مَنِ اسْتَبْرَأَ مِنْ طَلَقِ عَتَى

چنانچہ خود سورہ طلاق میں اور اسکے احکام اور حدود کی بیان میں ارشاد فرماتا ہے  
 وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ اور وَمَنْ تَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ  
 اور جو کوئی ڈرتا ہو اللہ سو دے گا اور اس کا گزارہ کرے اور نہ سوچے اور جو کوئی ڈرتا ہو اللہ سو  
 مین آفرہ نیترا اور وَمَنْ تَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ اور جو کوئی ڈرتا ہو  
 لہذا جو کوئی اس کا نام لے گا اور جو کوئی ڈرتا ہو اللہ سو دے گا اور نہ سوچے اور جو کوئی ڈرتا ہو اللہ سو  
 خدا تعالیٰ کے خوف کے طلاق دے گا وہ اسی بات کے شایان ہے کہ خدا تعالیٰ  
 اس کو لے کر کوئی نکلنے کی راہ نکرے نہ اس کو کام میں کچھ آسانی فرما دے اور اسی حدت  
 سے حضرت ابن عباس اور ابن مسعود نے اس شخص سے فرمایا جس نے تین طلاقیں کہی  
 دی ہیں کہ تو نے خدا تعالیٰ کا خون نکلیا جو وہ تیرے ہی نکلنے کی راہ کرنا اور اللہ تعالیٰ  
 کی عادت اس کی مخلوق میں یوں جاری ہے کہ جو شخص ظلم کرے اور اس کی حدود سے  
 بڑھے اور اس کی نافرمانی کرے تو اس پر جو چیزیں کہ مقدار اور شریعت کی رو سے شہرہ  
 میں اور حرام کر دیا ہے اور جو شخص اس کو کر کہہ چھوڑے اور بجا نہ لادے اور شہوتوں کی  
 پیروی کی باعث اس کی طاعت سے لے پر دہا ہو جاوے تو اس کو تدریج سختی پر پونہ چا دیتا ہے  
 جس طرح اس شخص کو جو بوجہ اور ڈر کہے اور پہلی بات کو سچا جانے بندریج آسانی پر پونہ چا  
 دیتا ہے مگر یوں کہنا مناسب ہے کہ ازاںجا کہ اکثر لوگوں پر حکم طلاق کا منحی ہے اور وہ لوگ  
 اوس میں سے طلال اور حرام میں جہالت کے باعث تیز نہیں کرتے اور طلاق حرام  
 اس کو جائز جانتے ہیں ایسی سزا کے سزاوار ہیں اس طرح کہ تینوں طلاقیں پر لازم کر دینا

بِحَبْلِ الْوَجْدِ وَأَوْزَقَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ  
 لہذا جو کوئی اس کا نام لے گا اور جو کوئی ڈرتا ہو اللہ سو دے گا اور نہ سوچے اور جو کوئی ڈرتا ہو اللہ سو  
 خدا تعالیٰ کے خوف کے طلاق دے گا وہ اسی بات کے شایان ہے کہ خدا تعالیٰ  
 اس کو لے کر کوئی نکلنے کی راہ نکرے نہ اس کو کام میں کچھ آسانی فرما دے اور اسی حدت  
 سے حضرت ابن عباس اور ابن مسعود نے اس شخص سے فرمایا جس نے تین طلاقیں کہی  
 دی ہیں کہ تو نے خدا تعالیٰ کا خون نکلیا جو وہ تیرے ہی نکلنے کی راہ کرنا اور اللہ تعالیٰ  
 کی عادت اس کی مخلوق میں یوں جاری ہے کہ جو شخص ظلم کرے اور اس کی حدود سے  
 بڑھے اور اس کی نافرمانی کرے تو اس پر جو چیزیں کہ مقدار اور شریعت کی رو سے شہرہ  
 میں اور حرام کر دیا ہے اور جو شخص اس کو کر کہہ چھوڑے اور بجا نہ لادے اور شہوتوں کی  
 پیروی کی باعث اس کی طاعت سے لے پر دہا ہو جاوے تو اس کو تدریج سختی پر پونہ چا دیتا ہے  
 جس طرح اس شخص کو جو بوجہ اور ڈر کہے اور پہلی بات کو سچا جانے بندریج آسانی پر پونہ چا  
 دیتا ہے مگر یوں کہنا مناسب ہے کہ ازاںجا کہ اکثر لوگوں پر حکم طلاق کا منحی ہے اور وہ لوگ  
 اوس میں سے طلال اور حرام میں جہالت کے باعث تیز نہیں کرتے اور طلاق حرام  
 اس کو جائز جانتے ہیں ایسی سزا کے سزاوار ہیں اس طرح کہ تینوں طلاقیں پر لازم کر دینا

والحرام میں جہلا و اوقوا  
 الطلاق و کفر فواہین  
 و ان اذنی علی الذنائب  
 و صدق بالحق  
 کما انہ یبصر للیسری من اذنی  
 کما انہ یبصر للیسری من اذنی  
 کما انہ یبصر للیسری من اذنی



فصل فی بیان مکانک

زمنی کا دھبہ، الاستقامت و

بند اعراضی و التکلیف

تخلیل نامہ و غیرہ

اللہ و استقامت کا موضوع

انجام کو تین طلا تو کے ایک کرنے میں یہ تقریر پیش کی جو نہایت پوچ سے عذر  
 جہالت شرعاً مفید نہیں ہونا پس طلا فین میں ہی ہوگی خواہ کسی طرح سے دیوے  
**فصل** اور شیطان کے ان فریبوں میں جس سے کہ اوسنی اسلام اور مسلمانوں کو  
 دھوکا دیا ہو وہ جیلے اور کرا اور فریب ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوسنی چیز  
 حلال کرنے اور اوسکو فرضوں کو ساقط کرنے اور اوسکے امر و نہی کے خلاف کر  
 کو شامل ہیں اور وہ ایسی باطل راہی ہے جسکی برائی پر سلف کو لوگ متفق ہیں کہونکہ  
 راہی دو طرح کی ہیں ایک تو وہ کہ لفظوں کی موافق ہو اور نصین اسکی صحت اور معتبر ہونے کی  
 شاہد ہوں تو ایسی راہی تو وہ ہے جسکو سلف نے معتبر کہا ہے اور ایک راہی تو وہ ہے کہ لفظوں  
 کے مخالف ہو اسی راہی کے سلف نے مذمت اور انکار کیا ہے اس طرح جیلے دو قسم کے  
 ہیں ایک ہ کہ امور خیر کا فریضہ پر ہی مشا خدا تعالیٰ کے امر کو بجالانا اور جس چیز  
 اوسنے منع فرمایا اوسکو چھوڑنا اور حرام سے بچنا اور جو ظالم حق نہ دیا ہو اوس سے  
 حق کا چھوڑنا اور مظلوم کو ظالم سرکش کے ہاتھ سے چھوڑنا اور ایک وہ جیلے ہے جس میں  
 واجبوں کا ساقط ہونا اور حرام چیزوں کا حلال ہونا اور مظلوم کو ظالم کرو دینا اور ظالم  
 کو مظلوم بنا دینا اور حق کو باطل اور باطل کو حق کرنا پایا جاتا ہو۔ امام احمد فرما  
 ہیں کہ جو جیلے کہ مسلمان کا حق باطل کرتے ہوں ان میں سے کچھ بھی درست نہیں اور

وہی حسن الراء الباطل الذی ہی انفق  
 اسلف غلے ذمہ  
 رای بوافق النصوص  
 والاعتبار فقوالذی اعتد بہ السلف  
 والاعتبار فقوالذی اعتد بہ السلف  
 وہو الذی

جہان کا بیان

تخلیل نامہ و غیرہ  
 اللہ و استقامت کا موضوع  
 فصل فی بیان مکانک  
 زمنی کا دھبہ، الاستقامت و  
 بند اعراضی و التکلیف  
 تخلیل نامہ و غیرہ  
 اللہ و استقامت کا موضوع

والحق باطل و الباطل حق  
 قال الامام محمد لا یجوز  
 ظالم و الظالم مظلوم  
 الحکومات و قلب الظالم  
 اسقاط او اجبات و تخلیل  
 من ید النظام البانی و غیرہ  
 من ید النظام البانی و غیرہ







فمنى الصلاة من غير  
عقود التبايع ومقصود  
بها الزيادة في العاقلة  
وهو الرجوع اليها  
فهذا الشأن والعقول

تو دیکھو صحابہ نے ایسی عقد کو جو ظاہر میں بیع ہو اور مقصود اس سے سود ہو خدا  
کو فریب نہ پٹھرایا اور صحابہ اس امر میں مرجع ہیں اور قرآن کے سمجھنے میں انہیں پر  
اعتماد ہے اور حضرت عثمان اور عبد اللہ بن عمر وغیرہ سے پہلے لڈر چکا ہے کہ انہوں نے  
فرمایا ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں دیکھیں ہوں اور سکونت نکاح رغبت کا حلال کرتا  
فریب کا نہیں کرتا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کی مذمت کی ہے  
جو اسکی آیتوں سے ٹھہرا کرتے ہیں اور جو شخص ایسی قول بولے جنکے لغو شارع نے  
حقیقتیں اور مقصود مقرر فرمائے ہیں مثلاً کلمہ ایمان زبان پر لادے یا وہ کلمہ کہ جس سے  
فرج حلال ہوتی ہے کہو یا عہد اور میثاق کہ دو معاملے والے آپس میں کیا کرتے ہیں  
زبان سے کہی اور اسکی مراد اُن الفاظ سے وہ حقیقتیں ہوں جنکو لغو وہ موضوع  
ہیں وہ مقصود مراد ہوں جنکو حاصل کرنے کے لئے وہ الفاظ بنا دی گئی ہیں بلکہ اسکی  
نیت مثلاً رغبت سے یہ ہو کہ عورت کو ستا دی اور اسکی زندگی تلخ کر دی اور اسکی نکاح  
کی حاجت اور سکون ہو یا نکاح اسکی کر کے کہ طلاق دینے والے پر اور سکون حلال کر کے  
اسکی کر کے اور سکون بی بی یا وہی یا بیع جائز طور کی کر دی اور اسکا مقصود اس سے  
سود ہو جو خدا تعالیٰ اور اسکی رسول نے حرام فرمایا ہے تو اس طرح کا شخص اون  
لوگوں میں سے ہے جو خدا تعالیٰ کی آیتوں سے ٹھہرا کرتے ہیں اور اسکی توضیح وہ ہے جو

عليه صفي ففهم القرآن  
وقد تقدم عن عثمان و  
عبد الله بن عمر وغيرهما  
في المظالم تلافيا ليلجوا  
لاكله منسوخا الوجه الاكله  
نقلى من السنن في بيان  
بالاقوال التي جعل الشارع

جلودان كالبان  
۳

مثل كلمة الايمان وكل  
التي تتخلف بها الفروج ومثل  
التي من بدت فاد بن وهو لا  
الحقايق المتقومة لها ولا  
جعلت هذه الالفاظ محض  
تبدل يدي ان بيد اجتر  
ليغيرها ويبي فخرها  
ولا تخبئة ليهف نكاحها  
او نكحها بيلجها المطلقا  
جائزا ومقصود به ما خرد الله  
ورسول من اتخذ ايات الله

جائزا ومقصود به ما خرد الله  
ورسول من اتخذ ايات الله

ابن ماجہ عن ابن ہوشب  
ابو نعیم یقال قال رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم ما بال اقوام یبعثون  
بجناح و دابة و یتخرفون  
بابا بے طلاق راجعتا  
طلقتک راجعتک فجعل  
لم یخبر الخمر و عتیر  
میرزا

جو ابن ماجہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رحمہ سر روایت کیا ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا حال ہو ان لوگوں کا جو اللہ تعالیٰ کی حدود کی جھلکتے ہیں اور اسکی آیتوں کو ٹھہراتے ہیں کہ تجویز طلاق دی ہے جس وقت کی تجویز طلاق دی ہے تجویز رجعت کی اس حدیث میں جو شخص ان حدود کو زبان سے کہے اور انکی حقیقت کا اور جس امر کے ٹیپہ شروع ہوئی ہیں اور انکا ارادہ نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو ٹھہرا کر نیوالا اور اسکی حدود سے کہیں والا فرمایا اور اسکو ابن بطہ نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی الفاظ یہ ہیں میں نے تجویز طلاق کیا ہے میں نے تجویز رجعت کی میں نے تجویز خلع کیا ہے میں نے تجویز رجعت کی تیسری وجہ وہ ہے جو نسائی نے محمود بن لبید سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دین تو اپنے فرمایا کہ کیا خدا تعالیٰ کی کتاب سے کہیلا جاتا ہے اور میں تم میں موجود ہوں آخر حدیث تک اور یہ حدیث پہلو گند چلی آہیں باوجودیکہ مرد کی نیت طلاق کی تھی مگر چونکہ اسکی صورت طلاق کے خلاف کیا تھا اور خدا تعالیٰ کی مراد کے سوا کا ارادہ کیا تھا اسلی اور اسکو کتاب اللہ سے کہیں والا ٹھہرایا کیونکہ خدا تعالیٰ کا مقصود یہ ہے کہ طلاق ایسی طرح دی کہ جب چاہے عورت کو واپس کرے مگر اسنے ایسی طلاق دی کہ اسکا واپس کرنا اسکی ملک میں نہ علاوہ ازین ایک دفعہ اور دفعات قرآن و حدیث بلکہ عرب کی لغت میں بلکہ تمام قوموں کی زبانیں ایسی چیزیں ہوں گی

طہ عورت سے الیک طلاق دی تو طلاق ہو جاتی ہے

المسک  
لم یخبر الخمر و عتیر  
میرزا  
و لفظہ خلقک لاجعتک خلقک راجعتک  
و لفظہ الخمر و عتیر  
میرزا  
ان رجلا طلق امراتہ ثلاثا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یلعب بکتاب اللہ وانا بنی اظہرکم الخدیث وقد تقدم ففعله لا یحب ان ینبذ مع قصده الطلاق لکنه خائف ورجع  
الطلاق و اسرارہ فیما اراد اللہ  
فان اللہ سبحانہ الی ان یطو  
بما و فیہ رد الی ما اذا نشأ  
فان اللہ سبحانہ الی ان یطو  
بما و فیہ رد الی ما اذا نشأ  
فان اللہ سبحانہ الی ان یطو  
بما و فیہ رد الی ما اذا نشأ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
فقال یلعب بکتاب اللہ وانا بنی اظہرکم  
الخدیث وقد تقدم ففعله لا یحب ان ینبذ  
مع قصده الطلاق لکنه خائف ورجع  
الطلاق و اسرارہ فیما اراد اللہ  
فان اللہ سبحانہ الی ان یطو  
بما و فیہ رد الی ما اذا نشأ  
فان اللہ سبحانہ الی ان یطو  
بما و فیہ رد الی ما اذا نشأ  
فان اللہ سبحانہ الی ان یطو  
بما و فیہ رد الی ما اذا نشأ

فان اللہ سبحانہ الی ان یطو  
بما و فیہ رد الی ما اذا نشأ  
فان اللہ سبحانہ الی ان یطو  
بما و فیہ رد الی ما اذا نشأ  
فان اللہ سبحانہ الی ان یطو  
بما و فیہ رد الی ما اذا نشأ  
فان اللہ سبحانہ الی ان یطو  
بما و فیہ رد الی ما اذا نشأ

مکہ بعل من فاذاجسم  
 المرین فی مرث و الحمد لہ فقد  
 تعدی حد و داللہ و کذلک  
 علیہ کتابہ فکتو اذا  
 اراد باللفظ الذی ینب  
 علیہ الشارح حدیث  
 من مافصل لا الشارح  
 الرابع ان اللہ سبحنہ و تعالیٰ  
 عن اهل الجنۃ الذین بارہم بما بناہم  
 یوفی سورۃ نون و انہ عاقبتہم بخیر  
 علیہم علی ما کانوا ینعمون  
 و ذلک ما یتخلوا علی السقاط نصیب  
 فیہ

جو ایک بار کے بعد دوسری بار ہو تو جب اوسنے وہ فہم کو ایک بار میں جمع کر دیا  
 تو بیشک خدا تعالیٰ کی حدود سے اور جس امر پر کہ اوسکی کتاب لالت کرتی ہے اوس سے  
 تجاوز کیا اور جبکہ اوس لفظ سے جس پر شارح کوئی حکم مرتب کیا ہو شارح کے  
 مقصود کے خلاف ارادہ کیا ہو تب تو بطریق اولیٰ اوسکی حدود سے تجاوز کر گیا  
 جو تھی وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باغ ضروران والوں کو حال سے جسکا امتحان لیا  
 تھا سورہ نون میں خبر دی اور یہ کہ اونکی نرا یہ ہوئی کہ اونکو باغ پر اونکی سونکے  
 و تین ایک پہری والا ہیجدا جس سے باغ ایسا ہو گیا جسے ٹوٹا ہوا اور اوسکی  
 وجہ یہ تھی کہ اونہوں نے مسکینو کا حق دور کر نیکو جیلہ کیا تھا اس قصہ میں اور  
 جیلہ گرونگی لئی بھی عبرت کا مقام ہے جو اللہ تعالیٰ اور اوسکی بندوں کے حقوق دور کر  
 لئی جیلہ کرتے ہیں پانچون وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہفتہ والوں کا حال یہود میں سے  
 بند ہو جانیکا بیان فرمایا کہ جب اونہوں نے اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو یعنی ہفتہ  
 کے دن شکار کو جیلہ کی راہ سے مباح کر لیا اسطرح کہ جمعہ کے روز جال لگا آئی اور جب  
 اوسمیں شکار پڑ گیا تو انوار کو اوسکو پکڑا اور اسے معاملہ کو اونہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 پہنچا اور تورات پر ایمان لائیکي جہت سے حلال نہیں جانا تھا بلکہ یہ حلال جانا  
 صرف تاویل اور جیلہ کا تھا اسی واسطہ وہ لوگ بند ہو گئے کیونکہ بندر کی صورت میں انسان

المساكين وكان في ذلك  
 لكل محنتا على السقاط من حقوق  
 الله وحقوق عباده الواجب ان  
 اخبار عن اهل السموات  
 فلهذا و قد فيها الصبيد  
 بقدر الاحتاد و هم  
 ذلك تكان تبا لموسى  
 بالنعور ت و انما هو استفحال  
 تا و تبا و ان تبا  
 فلهذا لان صورة القدر فيها

میلو کا بیان

تسبہ من صولۃ الانسان  
وہو مخالفہ فی الحقیقۃ منہ

کفۃ لظاہرہ الاثاق و  
باطنہ الاعتقاد فلما سطر

اولیٰک المعتادون دین  
اللہ بحیث لم یکتسکوا الاکتساب

تسبہ الذین فی بعض ظاہرہ وون حقیقۃ  
مستحکم اللہ قوۃ تسبہ فی بعض ظواہرہم

کی شکل کی مشابہت ہو اور اسکی بعض صفیتیں بھی انسانکی مشابہت ہیں مگر حقیقت میں ہند  
انسان کو مخالف ہے اور ایسی ہی اونکا فعل تھا کہ ظاہر میں تو شکار سے بچتا تھا اور باطن  
میں حد تجاوز کرنا غرضکہ جب ان لوگوں سے حد بڑھنی والوں نے اللہ کے دین کو سب  
کر دیا اسطرح کہ ایسی چیز کو پکرا کہ بعض ظاہر کی باتوں میں دین کے مشابہت ہونے حقیقت میں اس  
نے بھی اونکو ٹھیک بسا ہی بدلہ دیا کہ ہند کر دیا جو ظاہر کی بعض باتوں میں انوکھی مشابہت  
تہ حقیقت میں اسکی توجیہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے خدا کی نافرمانی سود وغیرہ کھانے کی  
جسکا اللہ نے اپنی کتاب میں قصہ بیان فرمایا ہے اور یہ جرم روز معین میں شکار کرنیکی نسبت  
بہت بڑا ہے اسلئے کہ ہماری شریعت میں سود ہرام ہے اور شنبہ کے دن میں شکار کرنا حلال نہیں  
بنی اسرائیل کو سود کھانے اور ظلم کرنے پر مشورہ لئی کی سزا ملی جیسے جیلہ سے حرام کو حلال  
جانسی پر سزا دی گئی اسلئے کہ صورت دوم میں اونکا حال منافقوں کا سا ہو گیا کہ برا کام کیا اور اسکو برا  
تہ سمجھو تو دخر بیان جب کہین ایک بڑا کزادوم غفاد کا بگاڑا ہی جہت سے جرم میں بڑی ٹھہری  
کیونکہ جو شخص نافرمانیکو ساتھ اسکو حرام ہونیکا اقرار کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ اور اسکی آیتوں پر ایمان  
رکھتا ہے اور عقوبت سے ترسان اور مغفرت کا متوقع ہے ہوسکتا ہے کہ توبہ کرے اور توبہ اسکو  
خیر اور رحمت پر پہنچا دے اور جو شخص نپوفعل کو کسی قسم کی جیلہ سے حلال جا دہ او سمین  
تاویل کرے اور حرام پر اصرار کرنے والا اور اس کے حلال ہونیکا معتقد ہے

دین الحقیقۃ جزاء وفاقا بوضیہ ان بنی اسرائیل  
فان عاصوا باکل البعوا وغیرہ ما قطعہ اللہ فی کتابہ  
وہو اعظم من التہلیل فی بعض بعینہ بدلہ بل حقیقۃ

فی شرعنا وحل العبدین فی نعم السبب  
وہو ولم یغافروا باللسخ علی اکل البعوا  
والظلمۃ کما عوفوا علی استخار الخمر  
بالحیۃ لانفسک وابدانک کلہا افاقین بفعالک  
والقیح ولا یعتقازہ فیہما بھو ابن فوفالک  
وفساد الاثقاد فکانوا اعظم جرمہا  
فان من اقرن جمعینہ ما ذنوبہ  
بالخمر مومن باللہ وایمانہ خانیہ  
من العقوبۃ زجر اللعنف و  
ہو فی فیضی بہ النوبۃ الخیر و  
ومن استحل ما ضاع بنو حنیان اول  
وہو مصر علی الحرام معتقد جیلہ

اللہ تعالیٰ





عقبتی رہا نیکو کن فی اخر الزمان  
 و عظم فی غیرہ الناس الاعلیاء  
 فنجعل و عظم فی مسکن انسان  
 ہذا ہ الاثار باسا بن دھا  
 ابن ابی الدینانی کتاب  
 دم التاری فی التخریال القورہ  
 و الخنازیر واقع فی ہذا الکتاب  
 و الیہ و ہو واقع فی خانقہ بن علسا  
 المعنی الکاذبین علی اللہ ورسولہ  
 و الذین قلبوا دین اللہ وشرعہ فقلوب  
 اللہ معہم کلہم کما قلبوا  
 بالفسق و الخیار و من لم یحکم

فرمانے ہیں کہ ایک آمد ہی اور اندھیر لوگوں پر آخر زمانہ میں آویگا تو لوگ اپنی عالموں کو  
 پاس نہ لے سکیں اور انکو دیکھیں گے کہ شکلیں بدل گئی ہیں ان احادیث کو مسند انکی سند  
 کے ابن ابی الدینانے کتاب م بلا ہی میں بیان کیا ہے عرض کہ بندروں اور سوزنی شکلیں  
 ہو جانا اس امت میں ہوگا اور ضروری کہ یہ حال و جماعتوں میں اول بربر عالموں میں جو اللہ  
 اور اسکی رسول پر جھوٹ بولتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دین اور شریعت کو اونہوں نے  
 بدل دیا ہو پس اللہ تعالیٰ نے بھی اونکی صورتیں بدل دیں جیسو اونہوں نے اسکا دین بدل  
 دو م ان لوگوں میں جو کھلا کہلیں بے پردہ فسق و فجور اور حرام چیزیں کرتے ہیں اور جو لوگ  
 اونہیں سحر دنیا میں صورت نہ بدلیں اور انکی صورت قبر میں باقیامت میں بدل جا دیگی اور ایک  
 حدیث میں آیا ہے جسکا حال خدا کو معلوم ہے کہ سو د خوار برزق قیامت سوزوں اور کتوں  
 کی شکل میں انھما ہی جا دیگا سو جب کہ اونہوں نے سو پر چلا کہی ہوگی جیسو حضرت اود  
 کہ ساتھ شنبہ کو دن جیسا ہے مہلیاں پکڑنیسی سنہ کہ گئی ہمار سی شیخ کہتی ہیں کہ مسیح جو  
 ہوا ہے تو صرف اہمبت سے کہ حرام کو خرابا دیوں سی چل کر کے حلال جانا اسوا سطل کہ اگر  
 حرام کو حلال جانتی اور تاویل کرتے تو کافر ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی امت میں نہ ہوں اور اگر اقرار اسکو حرام ہونیکا کرتو تو کیا عجب ہے کہ مسیح کی سزا  
 اونکو ملتی جیسو اور سب لوگ جو یہی گناہ کرنے میں اور اونکو گناہ ہونیکے مقرر ہیں

مخوف قلوب اوعی القیامہ وقد جاء فی  
 اللہ اعلم بجالہ و جہنم  
 القیامہ فی صون الخنازیر و الکلاب من  
 اجل حیایہ علی خن الخنازیر و الکلاب  
 قال شیخنا و ہوردین المسیح انما  
 یو لاجیل الاستحلال  
 بل اختیار بالتاویل انفاست  
 کا نوا کفار او کفر کیوں ہواست  
 امنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 ولو کافرنا من قبا بن جبرئیل

جلو کا بیان



لو تفسدت الاتفاقی باللعنۃ  
کسائر الذرین یفعلون فذلک  
البتا صیح مع اعتراف صحیحانکما  
معتبرة أو بحجة السادسة  
ان النبی صلی اللہ علیہ و  
آلہ وسلم قال انما الاعمال  
بالنیت واما کل امرئ مع ما نوى

چہٹی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو اپنا اعمال نیتوں سے ہی  
ہو اور ہر ایک مرد کو وہ ہے جو اوس نیت کی آخر حدیث تک اور یہہ اصل ہے جیلو کی  
باطل کرنے میں اور اسی سے بخاری نے حیدہ کے باطل ہونے پر حجت پکڑی ہے اسلئے کہ اگر  
کوئی شخص اس معاملہ کرنا چاہے کہ اوس میں دوسرے کو ہر بار بعض پردہ سے ایک سعا درہ  
پس نو سو تو اسکو قرض دی اور سو کا ایک تہان اوسکو ہاتھ چہ سو کو فروخت کر دے  
تو وہ نو سو کو قرض دینے سے نفع زاد لینی کی نیت کرتا ہے اور چہ سو کو جو ظاہر میں قیمت  
بتلاتا ہے اور نیت سود کی ہے اور اوسکی نیت کو خدا تعالیٰ بھی جانتا ہے اور جس  
شخص کی سنی معاملہ کیا ہے یا اوسکو حقیقت حال سے اور چہ بھی جانتا ہے ساتوں وجہ  
وہ ہے جسکو عمرو بن شعیب نے اپنی بیٹے اور اپنی داد سے روایت کی ہے کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا کہ دو خرید فروخت کر نیو الونکو اختیار ہے جب تک ایک دوسرے  
سے جدا ہوں گر یہہ کہ معاملہ جا کر کا ہو اور ان میں سے کسیکو طلال نہیں کہ اسے خرف سے علم  
ہو جاوے کہ کہیں دوسرا اپنی چیز نہ بیہ لے یا کیا ہے اس حدیث کو سننے والوں نے  
اور ترمذی نے اوسکو سن کہا ہے اور امام احمد نے اوس سے حیدہ کو باطل ہونے پر حجت  
پکڑی ہے اسواسطیکہ شارح اختیار کو اس جدا ہونے کی وقت تک ثابت رکھا ہے جسکو وہ معاملہ  
اپنی طبیعتوں کی خواہش سے کریں اور یہ دلیل کمال رضا مندی کی ہے دونوں کی طرف سے

الحديث وهو اصل في اثبات ما في  
اصح البخاري على ذلك فان من زاد ان يعامل  
معاملة يعطيه فيها انفا بالقرن وخمسائة الى الاجل فافضه  
شعانة وابعثه ثوبا يتما تلهو يتساوى ثابته انما نوى  
الانتمائة تحصل اليه الزاين انما نوى بالتمائة  
انظر احكام من الزيادة او الله يعلم بزراد  
منه ويعمل منه من عامله او اطعم قلب  
تحقيقه في حاله او جبهه او السابعه فارواه  
عن ابن شعيب عن ابنه عن جابر ان  
النبى صلى الله عليه وآله وسلم قال البيعان بالخيار  
حتى يفترقا الا ان يمسكوا شيئا فمما يرد  
لو اجل ان يفرق فضيلة ان يستقبله  
رواه اهل الشأن وحسنه الترمذى  
واستدل به الامام احمد على البطلان  
لان الشارع اثبت البخاري الجنون  
الذي يفعله المتعاقدان بدعي  
طباعا وادبوا كمال الرضا فيهما

عنه

مؤمن علی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم ان یفعل الفارق فلیع  
الآخر من الاستقالة لانه  
فقد بالتفرد عن  
ما جعل التفرد  
التفرد له انفسه

غرضکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امر کو حرام فرمایا کہ جدا ہوئیو الا دوسر  
کی بیع توڑنیوڑ کے اسلیو کہ اوسنی جدا ہو سیر وہ قصد کیا جو عرف میں جدائی نہیں  
ہو کرتا کیونکہ اوسنی جدائی سنی اپنی بیہائی کا اختیار باطل کرنا چاہنا حالانکہ جدائی اسلیو  
مفرد تھی کہ اونہیں سنی ہر ایک اپنی اپنی کام کو چلا جاو آتہوں وجہ وہ کہ محمد بن عمرو نے  
ابوسلمہ سنی اور اوسنی حضرت ابو ہریرہ سنی روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
فرمایا کہ تم اس امر کے ترک نہو جسکے مرتکب یہودی ہو ہی میں کہ تم اللہ کی حرام چیزونکو  
ادنی جیلون سی حلال جاننیو لگو اسکو توڑا کیا ہے ابن بطہ نے توہین وجہ وہ کہ جو حضرت  
ابن عباس سنی مرومی ہے کہ حضرت عمرؓ کو خبر پونہی کہ فلان شخص نے شراب پیچی ہے پانی  
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قتل کرے فلان کو کیا اوسنی معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
نے فرمایا کہ قتل کرے اللہ یہود کو کہ حرام کی گئی اونپر چربی پس دنہون نے اسکو چکلا یا  
پہر پیچا خطابی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں لفظ جملوا کے معنی یہ ہیں کہ اوسکو  
چکلا یا تاکہ چکھر چکنا ہی ہو جاو سنی اور اوسنی نام چربی کا جاننا ہے اور جیل چکی موتی  
چربی کو کہتی ہیں اور یہ بھی خطابی کا قول ہے کہ اس حدیث میں ہر ایک جیلہ کا باطل  
ہونا ہے جس سی حرام کی طرف پونہی والا جیلہ کرتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ چیز کا حکم  
اوسکی صورت اور نام بدلنیو سنی نہیں بدلا کرتا اور چربی والونکو جیلہ کی مثال ایسی ہے

و انما جعل التفرد لئلا یفعلوا  
منہم فی وجہ ابی سبتہ عن ابن  
لہ علی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
ما ان تکتب الیہی و تستقلوا  
عمر بن الخطاب  
عن ابن عباس قال بلغنا ان فلانا باع  
خمس افقال قائل اللہ فلانا الموعود ان  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
فجئنا لہا فبا عوھا قال  
انخطاباں جاوھا فعتا  
قال قائل اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ  
فجئنا لہا فبا عوھا قال  
انخطاباں جاوھا فعتا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
فجئنا لہا فبا عوھا قال  
انخطاباں جاوھا فعتا

عز اسم اللہ واللہ واللہ واللہ  
وہذا اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ  
ما اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ  
حیثہ وتبدا و قوسا حیلہ الیہا

سبب قبلہ لا تقرب الیہ  
الشیئہ فیباعہ واخذ ثمنہ

فلاکے  
نفس مال الیہ نہیں آتا

تشیاف ذہنی و ملائکہ  
و صبار عوضہ و یتلک

ذمبی فانما اذکے  
مالی و لو لا ان اللہ سلبناہ

رحم فلنہ  
ما لیت

جیسے کسی سے کہا جاوے کہ مال یتیم کے گرد نہ پھلنا پس وہ مال کو بچکرا دسکا دم  
وصول کر کے کہا لے اور کہو کہ میں نے خود مال یتیم کو نہیں کہا یا بلکہ ایک چیز  
اپنی ذمہ مول لی اور اسکا مالک ہو گیا اور اسکا عوض میری ذمہ رہا تو میں نے  
صرف اپنا مال کہا یا ہر اور اگر خداوند پاک اس امت پر رحم نکرے یعنی بڑا فضل اسکا  
ہو کہ نبی کریم نے جس باعث سے کہ یہود ملعون ہوئی اور سپرد واقف فرمایا اور امت  
میں سے پہلے لوگ پرہیزگار اور عالم ہوئی کہ متعصو شام کو او نہون جان لیا جس  
حرم حرام چیزوں کی یعنی مردار و خون اور سور کے گوشت کی قائم رہی اگرچہ انکی صورت  
بدلجاوین اور حرمات انکی قیمتوں کی بھی ثابت و مستحکم رہی ورنہ شیطان جیلہ والوں کے  
لہو وہی راہ چلتا جو قسموں وغیرہ میں چلا ہر کیونکہ دونو باتیں ایک ہی ہیں دسویں  
وجہ یہ ہے کہ حرام جیلوں کی جنس کا مدار اسبات پر ہے کہ چیز کا نام اسکی نام کے  
سوا کچھ اور کہا جاوے اور اسکی صورت بدلے جاوے اور حقیقت بدستور قائم رہے جیسے  
حلالہ کرنیوالا کہ تحلیل کے نام کو نکاح سے اور محلل کو خاوند کے نام سے بدلتا ہے اور یہ  
ظاہر ہے کہ آنحضرت صلاہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اسکی کرنیوالا کیوں لعنت فرمائی تو اسکی وہ  
یہی ہے کہ اسکو اندر ایسا بگاڑ جس میں نام کو کچھ اثر نہیں سلو کہ فساد اور خرابی  
حقیقت کی تابع ہوتی ہے نہ لفظوں کی اور نہ صرف صورت ظاہری کی اور اسے ہی بڑا

الشیئہ وکان اسابقون فیہا اتقیا علیکما  
علمتو مفصحا الشارح فاستفتت الشریعہ  
تتم الخیرات من الیہ و الخیر و ان  
الشیئہ وکان اسابقون فیہا اتقیا علیکما  
علمتو مفصحا الشارح فاستفتت الشریعہ  
تتم الخیرات من الیہ و الخیر و ان

فان النفس انما تلین للحقیقۃ  
لا الاسر ولا مجرد العود  
فان النفس انما تلین للحقیقۃ  
لا الاسر ولا مجرد العود  
فان النفس انما تلین للحقیقۃ  
لا الاسر ولا مجرد العود

المفسد العظيمة التي تميل  
عليها الربا لا يغير صوته

الى المعاملة ولا يغير صوته  
الى الحقيقة حاصلة

مع كون الحقيقة حاصلة  
عليها بين المتعالمين

منفق عليها بين المتعالمين  
قبل العقد يعلمها الله من

فكوهما وان غير اسمه الى  
المعاملة و صوته الى التباين جيلة وفكر

نسا و جسر سو دشمل سو دکانام معامله کنوسو نین جاتانه اوسکی سوز بد نوسو بشر  
 اوسکی حقیقت جسر که عقد سو پیلو و نو معامله کرنیو لون لئی اتفاق کر لیا سو موجود  
 اور الله تعالی ان دونو کے دلون سو اوس حقیقت کو جانتا ہو گو اونهون نے  
 خدا تعالی کے فریب سو کیواسطی اوسکانام معامله کر دیا اور اوسکی سورت کو حلیہ  
 و مکر سو خرید و فروخت بنا دیا اور اس معاملہ میں اور جو کام ہو دیون کیا تھا کیا فر  
 رہا اونهون نے بھی جریان جو الله تعالی نے انپر حرام کی تھیں انکانام اور صورت  
 بدل کر حلال جانی تھیں اور اسطرح سو شخص جو شراب کا نام بنیدر کہکرا اوسکو حلال جانے  
 چنانچہ حدیث ابو مالک اشعری نے میں سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو مروی ہے کہ آپ  
 نے فرمایا کہ کچھ لوگ میری امت کو شراب پیونگے اور اوسکانام کچھ اور شراب کو سوا  
 رکھینگے اونکو سردن پر آلات لہو اور گانیو لیونکی آواز ہوگی اللہ تعالی اونکو زمین میں  
 دھنسا دیگا اور اونہیں سو بندر اور سور بنا دیگا روایت کیا سو اسکو نسائی صحیح  
 سو اور ابن ماجہ نے عبادة بن صامت سو اور امام احمد نے بھی اور ابن ماجہ نے اوسکو  
 ابو امامہ کی حدیث سو روایت کیا سو اور یہی حدیث سو جسیو ابن بطہ نے اپنی سنن  
 کے ساتھ ذراعی سو اور اونهون نے حضرت سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو روایت کی سو کہ لوگون  
 ایک ماہ آدہکا سو کو بیع سو حلال جائینگے یعنی بیع عینہ کے باعث اور یہ حدیث

وین مافعاتہ الیہودین استحل الخمر باسمہ اللہین  
 وکان من استحل الخمر باسمہ اللہین  
 وکان من استحل الخمر باسمہ اللہین  
 وکان من استحل الخمر باسمہ اللہین

عبد بن بیان

کما جاء في سنن ابن ماجه قال النبي  
 النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه قال النبي  
 من استحل الخمر باسمه لغير الله  
 ناس من امتي الخمر هو ناس يبيع  
 على رؤسهم بالبعازف والقدنيا يبيعون  
 رواه النسائي بسنن صحيح ابن ماجه  
 عن عبادة بن الصامت و ابن ماجه

ابن ماجه اسهل أيضا و ابن ماجه  
 بطه باسناة عن ابن ماجه  
 عن علي بن ابي طالب  
 عن علي بن ابي طالب  
 عن علي بن ابي طالب

والتكلم منسلا فمن استنزل  
على غير وجه العينة ومعلوم ان

لا بد من الاشارة الى  
لا بد من الاشارة الى

لا بد من الاشارة الى  
لا بد من الاشارة الى

لا بد من الاشارة الى  
لا بد من الاشارة الى

اگر چه مرسل ہے مگر سند احادیث سے وہ بین جو اسکی شاہد ہیں اور وہ ایسی حدیثیں  
ہیں جن سے بیع عینہ کی حرمت معلوم ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ نام کا بدلہ لانا حرمت کو بدلنا  
نہیں اور نہ اس خرابی کو دور کرنا ہے جسکی وجہ سے سود حرام ہے بلکہ کئی وجوہ سے اسکی  
قوت زیادہ کرنا ہے اول یہ کہ حیلہ سے سود خوار محتاج فرضدار سے اس زور سے مطالبہ  
کر نیکی جرات کرنا ہے کہ ویسے صریح سود خوار نہیں کیا کرتا اسلیو کہ اسکو تو اعتماد ظاہری  
صورت عقد اور نام پر ہی دوسرے یہ کہ فرضدار سے ایسا مطالبہ کرنا ہے جیسے کوئی زیادتی  
کے حلال و پاک ہونیکا متفقہ مطالبہ کرے تیسری یہ کہ اسکا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ یہ بیع  
شجارت ہے تو اسباب میں اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی عورت سے سخت محبت  
رکھے اور وہ عورت اسپر حرام ہو اسکی دھال سے اسکو حلال کرے اور اسکی حیلہ کرے کہ  
اپنی آپہن اور اسہیں کوئی صورت عقد کی ظاہر میں ہو جاوے جسکی کچھ حقیقت نہو تاکہ بظاہر حرام  
ہونیکے قباحت جاتی رہے پس خوف اسکی پاس جانے لگو حالانکہ ان دونو کا دل جانتا ہے  
کہ عورت واقع میں اسکی زو بہ نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس حیلہ سے وہ خرابی جسکا کوئی حکیم  
نے سود کو حرام فرمایا ہے اور زیادہ ہو جاوے گی اسلیو کہ اللہ نے سود کو سنظر سے حرام فرمایا  
ہے کہ اسہیں محتاجا ضرر اور اسکا ہمیشہ کو نکلنے بنا رہنا اور دین لازم کا بدلہ لینا اور اسکی  
کو پونہ چھ جانا ہوتا ہے جسکی اسکی پونہ چھ اور سامان خانہ داری اور مکان کا استیصال ہو جانا ہے

وجوه احسن ہا اذہ بقدر ما یقتضی  
العزیم المحتاج بقدر العقول وایضا  
صریحا لانه واثق بصورة العقد والزيادة  
انه یطالب البه مطالبته من یعتقد  
وطیبها الثالث اعتقاده ان لا تجارة  
فمن ذلك بمنزلة من حجب افة حبا کثیرا

الذی  
عزیم

الذی واقع بینہ ویدخا صورة عقد  
لا حقیقۃ لہ لتزول شفاعۃ الحرام  
فی الظاهر فصار یاتہا امناء وہی  
یعلمان فی الباطن اخلاکبستار و جند  
ومن المعام ان ہذا یرید الفساد  
حکیم

وہی حرم  
الذی حرم  
الذی حرم  
وہی حرم  
وہی حرم  
وہی حرم

من تمام حکمتہ الشارع الطامہ  
مستطابہ الصلاہ العباد  
مؤخرہ و مؤخرہ کماسی  
الموصلات الیہ کما سیر  
التفرق قبل القیض  
وان پیسہ در ہما بدہم

ان اجل وان کمزیر کما  
مناک زیادہ تفویض  
مع کمال حکمتہ ان سیر  
مخبرون ہذا فی الفساد و فو  
اجل الجبال فی مال الخبا  
الاجلہ اللقبہ و حفظ الصلہ و فو

بالتشارع و اللک علی  
تو شارع کی کمال حکمت جو بند و نکی درستی کی منتظم ہر اس میں ہوئی کہ سود کو بھی حرام  
فرمایا اور جو ذریعہ سود تک پہنچاؤ سکھو بھی حرام فرمایا مثلاً قبضہ سے پہلے جدا ہو نیو حرام فرمایا  
اور یہ بھی حرام کیا کہ ایک دم کو دو دو سو تک بدلہ بین مدت پر پھر اگر چہ اس جگہ  
زیادتی کچھ نہیں تو اب شارع پر کیونکر گمان ہو سکتا ہے کہ باوجود اپنی کمال حکمت کے  
اس خرابی کے حاصل ہو نیو لئے جیلہ اور کر مباح فرماد اور وہ اتنا زائد و گنا چو گنا  
ہو اگر می کہ جیلہ گراں سے مال محتاج کا کہا جاوے اور اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں کو اس لئے  
حرام فرمایا ہے کہ دل پر ہز کرین اور اسکی امانتی تندرستی اور قوت نبی رحمتی و طبیع  
مریض کو مضر چیز سے روک دیا کرتا ہے تو اگر اس مضر چیز کے کھانے پر اسکی صورت یا  
نام بدلنے سے جیلہ کر گیا اور اس شے کی حقیقت اور طبیعت بدستور ہی تو ہمیشہ مضر فرماد  
ہو جائیگا اور بڑا اندیشہ ہو گا امام احمد فرماتے ہیں کہ جیلو نہیں سے کوئی بھی درست  
نہیں اور جیلہ کا باطل ہونا اس حدیث کی رو سے کہ دو غریب و فروخت کرنیوالوں کو  
اختیار ہے اور کسیکو انہیں سے جائز نہیں کہ اپنی ساتھی سے اس ڈر سے جدا ہو کہ وہ معاصی  
کو توڑ دیا پہلے گذر چکا اس طرح یہ حدیث کہ لعنت کرے اللہ تعالیٰ یہودیوں کو کہ اونہ  
چربی ان حرام ہوئیں تو اونہوں نے اونکو چکایا اور یہ کہ لعنت فرمائی رسول اللہ صلی  
علیہ وآلہ وسلم نے طلا کرنیوالی اور محلل لہ کو پہلے مذکور ہوئیں اور امام احمد نے اپنی صحاح

مما یضرفاذا وقع الاختیار من ذلک الموضع  
صوتہ مع نفاہ حقیقتہ و طبعہ او تغیر اسمہ ازاد  
المض و عظم الخطر قال الامام احمد کما یجب  
فتی بین الجبل و ذکر ما فی قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
و سلم فی البیان بالخیار و الاجل الواحد منہما آن  
بکسفیہ و بین ابطال  
بالمجل و و کذا

جلو بیاں  
۱۳

عن اللہ و عن علی بن ابی طالب  
فاذا ابوا و لعن رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وآلہ و سلم الجلل و المجلل  
وقال فی رواۃ ابناہ صحابہ

بالمجل و و کذا  
بالمجل و و کذا  
بالمجل و و کذا



وَمِنْ ذَلِكَ بَطْلَان  
 تَدْبِيرُ الْمَلِكِ إِذَا قُتِلَ مِنْ بَدَلِهِ  
 لِيُجْعَلَ الْعَقْبُ وَمِنْ ذَلِكَ  
 مَا لَوْ أَحْمَالُ الْمَرْبُوعِ عَلَى  
 مَعْنَى الْمَدْرَانِ مِنْ بَدَلِهِ  
 بَطْلَانًا فَإِنَّهَا شَرْيْعَةٌ  
 مَا دَامَتْ فِي الْعِلَّةِ وَعِنْدَ  
 الْخَدِيمِ وَإِنْ انْقَضَتْ عِنْدَ الْمَالِكِ  
 وَعِنْدَ الْغَنِيِّ وَكَوْنُ زَوْجَتِهِ وَرَسُولِهَا  
 بَطْلَانًا إِذَا رَأَى الْمَرْبُوعِ  
 وَتَبَيَّنَ تَبَيُّنًا عَلَى لَوْ صَبِيحَةٌ لَهُ وَنَظَائِمُ  
 نَدْوَى كَيْفَ تَوَقَّفَ عَاقِبَ اللَّهِ مِنْ أَحْمَالِ عَمَلٍ

اور وہ جلد آزاد ہو جائیکے مارے آفا کو مار ڈالے تو اسکے حق میں بد بھونا  
 باطل ہوگا اور ایک یہ صورت ہے کہ بیمار اپنی بیوی کو میراث نکلنے کے حیلہ سے طلاق  
 دیدی تو یہ حیلہ پیش نجا دیگا اور عورت جب تک عدت میں رہےگی مرد کی وارث  
 ہوگی اور بعض نکلنے نزدیک عدت کے گزرنیکے بعد جب تک نکاح نہ کرے تب تک وارث  
 ہوگی اور بعض کے نزدیک اگر نکاح بھی کر لے وارث ہوگی اور ایک صورت یہ ہے کہ مرض  
 اپنی وارث سے اگر مال کا اقرار کر لے تو یہ امر باطل ہوگا اسلئے کہ وہ اس اقرار کو  
 وصیت کا بہانہ کرتا ہے غرض کہ سطر حکمی صورتیں بہت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان  
 لوگوں کو جنہوں نے حرام شکار پر حیلہ کیا تھا صورت بدلتی کی سزا دی اور جن شخصوں  
 کو گونہ کو مال پر سود سے حیلہ کیا اور سکی سزا مال کے کہو دینو سے کی چنانچہ فرماتا ہے  
 يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيلُ الصَّدَقَاتِ تَوْضُوعِي كَمَا وَدَّ سَوْدُ خَوَارِكِ مَالِ كَوْتَلْفِ كَرْدِ  
 شَابَاةٍ سَوْدُ أَوْ بَرْنَانَا خِيَارَاتِ ۱۲  
 گو کتسا ہی ہو جادوی اور اصل اسکی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گناہگاروں کی عقوبت  
 اور کئی مقصود کو خلات سے مقرر فرمائی ہے مثلاً جھوٹ بولنے والی سزا یہ ہے کہ اسکی  
 کلام لغو ہو اور اسی پر داپس کی جادوی اور غنیمت میں سے خیانت کرنے والی سزا یہ  
 ہے کہ اپنی حصہ سے محروم رہی اور اسکا مال جلا دیا جادوی اور جو شخص حرم میں  
 شکار کرے اسکی سزا یہ ہے کہ اسکی شکار کا کھانا حرام ہے اور اس جیسے جانور

بَطْلَانًا إِذَا رَأَى الْمَرْبُوعِ  
 وَتَبَيَّنَ تَبَيُّنًا عَلَى لَوْ صَبِيحَةٌ لَهُ وَنَظَائِمُ  
 نَدْوَى كَيْفَ تَوَقَّفَ عَاقِبَ اللَّهِ مِنْ أَحْمَالِ عَمَلٍ

حیو کلامی ۳

الصَّحْبِ الْمَحْتَرَمِ بِالْبَسْمِ وَرَسُولِهَا  
 عَلَى أَسْوَاقِ النَّاسِ بَابُ الْبُحْبُوحِ  
 قَالَ تَعَالَى يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيلُ الصَّدَقَاتِ  
 الصَّلَاتِ فَإِذَا بَدَأَ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيلُ  
 بَصْدَ مَا فَضِّلَ وَأَصْحَابُ الْبُحْبُوحِ  
 وَوَلَوْ بَلَغَ مَا تَابَعُوا وَأَصْلُ هَذَا أَنَّ اللَّهَ  
 يَجْعَلُ عَقُوبَاتِهَا كَالْكَذِبِ  
 فَجَعَلَ عَقُوبَتَهَا كَالْكَذِبِ  
 وَأَعْرَاقُهَا كَالْغَنِيِّ حَتَّى يَكُونَ  
 عَقُوبَةُ الْعَالِيَيْنِ كَالْغَنِيِّ حَتَّى يَكُونَ  
 فِي الْحَرَمِ كَالْغَنِيِّ حَتَّى يَكُونَ  
 فِي الْحَرَمِ كَالْغَنِيِّ حَتَّى يَكُونَ

وَمِنْ ذَلِكَ بَطْلَان  
 تَدْبِيرُ الْمَلِكِ إِذَا قُتِلَ مِنْ بَدَلِهِ  
 لِيُجْعَلَ الْعَقْبُ وَمِنْ ذَلِكَ  
 مَا لَوْ أَحْمَالُ الْمَرْبُوعِ عَلَى  
 مَعْنَى الْمَدْرَانِ مِنْ بَدَلِهِ  
 بَطْلَانًا فَإِنَّهَا شَرْيْعَةٌ  
 مَا دَامَتْ فِي الْعِلَّةِ وَعِنْدَ  
 الْخَدِيمِ وَإِنْ انْقَضَتْ عِنْدَ الْمَالِكِ  
 وَعِنْدَ الْغَنِيِّ وَكَوْنُ زَوْجَتِهِ وَرَسُولِهَا  
 بَطْلَانًا إِذَا رَأَى الْمَرْبُوعِ  
 وَتَبَيَّنَ تَبَيُّنًا عَلَى لَوْ صَبِيحَةٌ لَهُ وَنَظَائِمُ  
 نَدْوَى كَيْفَ تَوَقَّفَ عَاقِبَ اللَّهِ مِنْ أَحْمَالِ عَمَلٍ



وجعل عقوقه من استناب  
عن عبا بنہ وکما عنتھن  
سایع عبد لاهل عبا بنہ

وطاعتہ وجعل  
عقوقہ من اخاف  
النسبیل وقطع

ونقطع علیہ  
ان تقطع اطراف  
الکون

کاتاوان اوس سے لیا جاتا ہے اور جو شخص اوسکی بندگی اور طاعت سے تکر کرے  
اوسکی سزا یہ مقرر کی کہ اوسکو اپنی بندگی اور طاعت والو کا غلام بنایا اور جو  
شخص سزا کو پر خون کر کے رہنمی کرتا ہے اوسکی سزا یہ ٹھہرائی کہ اوسکو ہاتھ  
پانوں کاٹے جاوین اور جلا وطن کر کے اوس پر سب رستی بند کر دی جاوین کہ جہاں  
نکلے وہاں خوف زدہ نکلی اور جس شخص کا بدن اور روح حرام صحبت سے لذت پاوے  
اوسکی سزا یہ ٹھہرائی کہ اوسکے بدن اور جان کو کوڑی سے درد پہنچایا جاوے  
تاکہ تکلیف و مان پونچو جہاں لذت پونچی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
نے اوس شخص کی سزا جو دوسرے کے گہرین جہانکے یہ مشرورہ کی کہ اوسکی آنکھیں  
لکڑی وغیرہ سے پھوڑ دیجاوین تاکہ جس عضو سے خیانت کی تھی اور دوسرے گہرین  
بدون اجازت داخل کیا تھا وہی بگاڑ دیا جاوے اور ہر خیانت کرنوالے کی سزا  
یہی ہے کہ اوسکو لکر کو باطل اور نکما کر دیا کہ اللہ تعالیٰ خیانت والوں کے فریب  
کو نہیں چلے دیتا اور جس شخص نے حاکم اور امیر اور قاضی ہونکی حرص کی اوسکی  
سزا یہ ہے کہ جس چیز کی اوس نے حرص کی اوس عہدہ کا اوسکو ملنا مشرورہ فرمایا  
اور یہی وجہ تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب رخت میں سے کہا نیکی باعث  
نافرمانی کی تو اوندکو جنت میں سے نکال دینے کی سزا ہوئی اوسکو کہ اوندکو اوس کے

بالذین من الاض فالسب پر فہما الاخاف  
وجعل عقوقہ من التناز بد نہ کاہ و سنا  
بالوکی الحرام ایام بدنہ کاہ و روجہ بالجل  
بہ ان ذمہ اوجبت و صلحت الازارہ و شرم

من اطعم فی بیت علی بن ابی طالب  
بعی و غوغ افتاد اللعظ والذی تخاف  
کل خان بان یضل کسبک  
وی بطلہ وان اللہ لا یضدی  
کیا الخائین وقاقب  
من حرص علی الوالد والاکارہ  
والقضاء بان شرع منغہ  
ما حرص علیہ ولذاعقوب  
ابو البتر بالانفراج من  
الجنة ما عصى باکل الشجرة

طبعاً فی الخلق فیہا وعاقب  
 علی الخیر فی الکبیر والوزن  
 بحد السلطان یاخذ من  
 احوال البیاضین اذنی  
 ما یخسوا بہ و عاقب من  
 الزکی بحسب الغین عاقب  
 من اعراض عن کتابہ وسنت  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم من غیر ہما یا لا  
 یواب اللہکما جاہلین علی  
 عند التماذی وغیرا من  
 غیر اضلہ اللہ

کہا نے سوخت میں ہمیشہ رہنے کی طبع تھی اور ناپ اور تول کی کمی پر یہ سزا  
 شروع فرمائی کہ بادشاہ زبردستی کم کر نیوالوں سے جس قدر کم کیا ہوا سکا دونا  
 لے لے اور جو شخص زکوٰۃ ندمی اوسکی سزا یہ ٹھہرائی کہ مینہ روکد با جادی اور جو  
 کوئی اوسکی کتاب اور اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے منہ پیرے  
 اور ہدایت کو اونکے سوا کہیں اور تلاش کرے تو اوسکی سزا راہ سے براہ کر دینا  
 اور ہدایت کو دروازی بند کر دینا مقرر کی چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ترمذی  
 وغیرہ کے نزدیک یہ مضمون آیا ہے کہ جو شخص ہدایت چاہے اوسکے غیر میں تو اللہ تعالیٰ  
 اوسکو گمراہ کرنا ہی **فصل** اور جب تم شرعیوں کو سوچو تو معلوم کرو گے کہ یہ  
 ذریعہ بھی بند کر نیکی لئے آئی ہیں اور انکا بند کرنا جیلونکے دروازے کی کھولنے کی خلاف  
 ہی اسلئے کہ جیل وسیلے اور دروازے میں حرام چیزوں کی اور ذریعہ کا بند کرنا اسکی خلاف ہی غیر مکہ  
 دونو باتوں میں بہت بڑا اختلاف ہے اور شارع نے ذریعہ کو حرام فرمایا ہے اگرچہ اوس سے  
 حرام کا قصد کیا جاوے اسلئے کہ ذریعہ حرام کی طرف پہنچاتے ہیں تو جس حالت میں ذریعہ سے  
 قصد خود حرام کا ہونو کیسی حرام نہ ہوگا دیکھو خدا تعالیٰ نے مشرکوں کے معبودوں کو گالی  
 دینی سے منع فرمایا کیونکہ اونکو گالی دینا اسباب کا ذریعہ ہے کہ مشرک دشمنی اور کفر  
 کی جہت سے خدا تعالیٰ کو گالی دینگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو سب بڑا کبیرہ  
 ہے

و اذ الذکر  
**فصل**  
 التشریح وجہ تھا وار ذہ بسبب الذائم  
 و ذاک عکس فتح باب الحکیل فاحسب  
 وسائل و ابواب الی الحکامات و سبب  
 عکس ذلک عزم الذرائع  
 وان لم یفحص بہا الحکام  
 لا قبا رہا الیہ فکیف اذا  
 فصل بہ الحکام  
 اللہ عن سبب لہذا التشریح  
 لکونہ ذریعۃ الی ان یسبوا  
 اللہ سبحانہ علی او کفر و انجبا  
 علی علیہ السلام من کبیر الکبایر

جیلونکا بیان

اللہ سبحانہ علی او کفر و انجبا  
 علی علیہ السلام من کبیر الکبایر





منہج حنیفہ میں اللہ تعالیٰ نے النساء  
اور احزاب میں منع فرمایا اور عظیم

طرفین کے ہونے سے پیشتر جدا ہونا ممنوع فرمایا تاکہ ادھار کا ذریعہ نہ ہو  
جو سود کا بہانہ اور اسکا گڑھے بلکہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے  
میں نقد بیچنا منع فرمایا اور بدنی اور بیع کو ایک ساتھ کرنا حرام ٹھہرایا اسکی  
کہ اوہیں نفع کا ذریعہ ہے کہ بدنی میں جس قدر دیا ہوا اس سے زیادہ کی اور بیع  
اور اجارہ کو اس نفع کا وسیلہ کر ہی جیسا ہوا کرتا ہے اور بیچنی والیکو منع فرمایا  
کہ بیع کو اس کے خریدار سے جتنے کو اس نے بائع سے لی ہے کم دام پر  
نہ خریدے اور یہ مسئلہ بیع عینہ کا ہے اگرچہ بائع کا نقد سود کا نہ ہو  
وسیلہ ہونکی جہت سے ممنوع ٹھہرا اور دو شرطوں کا بیع میں اکٹھا کرنا حرام  
فرمایا کہ یہ بھی وسیلہ سود کا ہے تو یہ مسئلہ بیع عینہ کے مسئلہ پر منطبق ہے  
اور اس فرض سے منع فرمایا جس سے نفع حاصل ہو اور اس نفع کو سود  
ٹھہرایا اور فرض دینے والیکو فرض لینے والے کا یہ یہ قبول کرنے سے منع  
فرمایا بشرطیکہ پہلے سے دونوں میں یہ عادت جاری نہ ہو چنانچہ سنن ابن  
ماجرہ میں یحییٰ بن ابی اسحاق سنائی سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک رض سے  
پوچھا کہ ایک آدمی ہم میں سے اپنی بیانی مسلمان کو مال فرض دیتا ہے پھر وہ  
قرض دار اسکی پاس بدیہ بیچتا ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا

ما فیہ من الذکر یجوز فی السلفۃ یا یخاف  
بلجمہ بین السلفۃ والتبیعہ

اللہ تعالیٰ نے اسکی  
دلائل بالبیعہ والایجابۃ  
الکتابۃ ان یشترک فی  
مسائلہ اشترکوا ہا بھ  
وہی مسئلہ  
کما قلنا فی فیصلہ الربو الا  
وہی مسئلہ  
مسئلہ العینۃ وہی من  
بجہ النفع وجعلہ ربو او مانع  
من فیعال حدیث الغارض ان  
یہی عادت تجارتیہ بنی  
القبض ففی سنن ابن ماجہ  
یہی بن ابی اسحاق  
قال سالت انس بن مالک  
ان رجلا من قبض الخا  
انما فیصلہ الربو الا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے اسکی





بالتكفار ومن ذل وان  
 في الغزوات لا يكون ذل  
 الحرب وان تقطع الايدي  
 ان يقام الحد في دار

حد وکی تعمیل سے دار الحرب میں اور نمانہ کا ٹیسی لڑائی میں اسوجہ سے کہ یہ  
 امور سببتھا ذریعہ نہوں کہ جسکو سزا ملی ہو وہ کافر نہین جائے اور انہیں میں سے  
 یہ ہے کہ مسلمان اگر دار الحرب میں نکاح کا محتاج ہو اور اپنی نفس پر زنا کا خوف  
 کر کے نکاح کرے تو اپنی بی بی سے صحبت میں انزال کیوقت علحدہ ہو جاوے  
 اسپر امام احمد نے نص کی ہے اور وجہ انزال کے علحدہ کرنیکی یہ ہے کہ کہین لفظ  
 رہ جانے سے اولاد کافر نہو اور انہیں میں سے ہر صحابہ کا منفق ہونا اس مسئلہ پر  
 کہ ایک مقتول کے بدلہ میں جتنے اسکے قاتل ہوں سب کو مارنا چاہی تاکہ ایسا نہو  
 کہ جماعت لکڑخون مغت کر لیا کریں اور انہیں میں سے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے  
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمنوں کے سامنے پکار کر قرآن پڑھنے سے منع فرمایا کیونکہ  
 پکار کر پڑھنا اسبانتھا ذریعہ تھا کہ دشمن قرآن کو اور جس کو اسکوا تارا ہی اسکو گالیا  
 دیتی تھی اور اسپسے ہی ہر ارشاد خداوند می یا ایہا الذین امنوا لا تقموا آراءنا  
 اور انہیں میں سے ہی حکم فرمایا مقتد بونکو کہ بیٹھکر نماز پڑھو واسطی بند کرنے  
 ہنسا بہت فارس اور روم والوں کے کہ وہ اپنی بادشاہوں کی سامنے کھڑی رہتی ہیں  
 اور بادشاہ بیٹھ کر رہتی ہیں اور انہیں میں سے ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے منع فرمایا کہ جس آدمی کو حق کا کوئی منکر ہو یا خیانت سے لے لیو تو وہ آخر سے

عن نفسہ والزنا عمل عن امرائہ  
 نص علیہ و احمد لکن ابی ذل  
 ومن ذلک انفاق الصحابة علی قتال  
 الجماعۃ یا واحد لکن ابو ذریعہ  
 الذی ما یبعوا و ان الجماعۃ ومن ذلک ان  
 من اللہ سبحانہ ان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم عن لکن بکسر بالقسا ان بجزء العنا  
 لما کان ذریعۃ الی سببہم القدان ومن  
 راعینا ومن یا ایہا الذین امنوا لا تقموا  
 بان یصلوا ابوا و سنا  
 لان تبعہ التثنیہ و یفان  
 فی قیامہ علی اوہم و یفان  
 ذلک ان انبئ صلی اللہ علیہ  
 والہ وسلم من الجاح من خذل نظاب  
 حد یصی تا انجا نہ میں خا

عجلہ  
 ۱۳





من ذلك انه لا يقبل التملك  
 العدل والشركاء فيهما  
 فمما هو وصي فيه ولا الولد  
 على ضرورة امه ولا من خلاها  
 تقاضى بعلبه بكماله  
 ان السنة مضمون بكماله  
 او ادر جب وبعو بالمتة بالصحة مثلا  
 بعد فتره بعد ان تخصص بعض الاشراف بوجوه  
 وصي فيما الشرع نعم فتمتع بتمتع في سنة  
 الذرائع وبقا فضاة واعبار بالشفعة فان  
 الشارع اباح انزاع الشفص من سنة تزوج

اور انہیں میں سے ہی یہ کہ دشمن کی شہادت اور شریک کی گواہی جس چیز میں کہ  
 وہ شریک ہو اور وصی کی گواہی اوس معاملہ میں کہ وصی ہو مقبول نہیں اور نہ  
 لڑکے کی گواہی اوسکی مان کی سوت پر اور نہ قاضی کا حکم خود اپنی علم پر مانا جاتا  
 ہے اور انہیں میں سے یہ ہے کہ سنت اسبات پر جاری ہوئی کہ صرف ماہ رجب کا روزہ  
 اور ایسے جمعہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہے تاکہ کہیں بعض اوقات کو عبادت کے لئے  
 خاص کر نیکو ذریعہ ہو جاو جو شریعت میں وارد نہیں غرضکہ جیلونکا جائز رکھنا  
 ذریعہ نیکو بند کر نیکو مخالف اور ضد سے شفہہ ہی کو دیکھ لو کہ شارع نے خریدار کے  
 پاس کو حصہ فروخت شدہ کا نکل جانا مصلحت اور خرابی کے دور کر نیکو مباح کیا ہے  
 اور فرمایا کہ ایک حصہ مالک پنا حصہ ہے چہ تک کہ اپنی شریک کو اطلاع کر لے پھر شریک  
 چاہے لے اور چاہے چھوڑ دے اور جیلہ گرا لے کو یہی کہنا ہے کہ انسام کے چیلے کر  
 جس سے شریک لینے پاوے اور بڑی مصیبت یہ ہے کہ جیلہ کر سوا الا ظاہر ہے کہ تاہی کہ میں نے  
 وہی کام کیا جسکی اجازت شارع نے دی ہے اور مباح کیا ہے اور یہ کہ شارع نے  
 اختیار دیا ہے کہ مکروہ میں جیلہ سے شریک کا حق دور کر دے اور مقصود ہو جیلون کے  
 حرام ہونیکا بیان کرنا ہے اور یہ کہ جیلہ گروں کے مقصود کے خلاف حکم ہوا کرتا ہے  
 پس جیلہ دو حال سے خالی نہیں یا ایک کی طرف سے ہو یا دو اور زیادہ کی طرف سے

لا مصلحت و دفع المفسد وقال لا یبیم مال الاخذ  
 لشفص حتى یؤذن شریکہ فان شاء اخذ  
 وان شاء ترك والحال بقول لا ان تمجیل  
 علی منع الشریک من الاخذ بانواع التملک  
 فی الشارح و اباحه و انه مکناه بین الخدم  
 والکرو التملک علی استطاق

مملو کا بیان

حق الشریک و التقصص  
 علی من یختم المملک و ان یقض  
 بالاختیار ما ان یقول ان بین  
 واحد و اثنتین فی کس

فان كان من اثبات فان  
كان عقداً بغير توطأ علياً

مختار اهل الربو آتساف  
اربعين حكيم بن يوسف

اربعين حكيم بن يوسف  
اربعين حكيم بن يوسف

ام المؤمنین عائشہ وکان بنزلہ  
المقبوض بعقد بنو الامجل الانتفاع بیل  
موجب ردہ ان کان باقیا ویدلہ الخ

پس اگر دو کی طرف سے ہو مثلاً عقد بیع ہو جس پر سو د کے لئے دو نونے موافقت کی  
جیسے بیع عینہ میں ہی تو بیہ حکم دیا جاویگا کہ دو نوعقدین فاسد ہیں اور اول  
شخص کو اسکا اصل مال پس دلایا جاویگا جیسا کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی  
فرمایا ہے اور جو چیز قبضہ میں آئی اسکا حال اس چیز کا سا ہوگا جو سو د عقد  
قبضہ میں آئی کہ اس سے نفع لینا حلال نہ ہوگا بلکہ اسکا پھر دینا واجب ہوگا اگر  
قائض کے پاس موجود ہوگی اور اگر جاتی رہی ہوگی تو اسکا عوض دینا ہوگا اور یہی  
حال ہے اگر دو نونے اکٹھا کیا عقد بیع اور قرض کو یا اجارہ اور قرض کو خواہ  
مضاربت یا شرکت یا مسافات یا فزارعت کو قرض کے ساتھ کیا تو اس صورت میں دو نو  
سعا باخراب ہونگی اور واجب ہوگا کہ جس مال کو قرض ٹھہرایا تھا اسکا بدل پھر دیا  
جاوی اور دوسرا معاملہ فاسد ہی اور ایسا ہی اگر نکاح ہو جس پر دو نونے متفق ہو جاؤ  
تو اسکا حکم مثل فاسد عقد دیکھی ہوگا۔ اور اس طرح اگر بیہ پر بیع پر زکوٰۃ کے  
ساقط ہونیکے لئے متفق ہو جاویں یا بیہ پر نکاح فاسد اور وقف فاسد کے درست کر دیں  
اتفاق کریں تو بیہ عقود فاسد ہونگی مثلاً عورت اپنے غلام سے صحبت کرنی چاہی اس مطلب  
کو لئی اسکو کسی مرد کو دیدالے اور وہ شخص اس غلام کا نکاح اس عورت سے  
کر دی جب ہ اپنا مطلب غلام سے نکال چکی تو اسکو مرد نکور سے مانگ لے اور وہ

المقبوض بعقد بنو الامجل الانتفاع بیل  
موجب ردہ ان کان باقیا ویدلہ الخ

و قرض او اجارہ و قرض او مضاربت  
او مسافات او فزارعت

ان ہر دو شکلیں جو بدل مالہ الذی ہی بجھا  
قدضا و العقد الاخر فاسد وند  
ان کا ننگ حکم حکم العقود  
علیہ وکان حکم فاسد او علی  
الفاسد وکان ان توطأ علی

او بیع اسقاط الفاسد او  
ہبہ تصحیح غلام فاسد او  
وقف فاسد مثل ان تردید  
موافقہ ہولو توطأ علی بنو الجمل  
قد جو بیہ فاذا اقصت طرفہا  
منہ اسنو ہبہ بین الرجل

فوقہا ابابہ فالقہ النظم  
 ان کا ان الاصل  
 من واحد فان کما  
 جنہا ینستقل ہما  
 ہما عند ضہا فان کما  
 عقد افاصل مثل ان  
 حب لایبہ ہبۃ علیہ الزلف  
 ان یدبجہ ہبۃ علیہ الزلف  
 فان وجہ ہذا الہبۃ  
 ان ان ظہر المقصود  
 الحکمۃ علیہ ظاہر او باطن  
 حکم فاسد فی الباطن فقط واکتاف علیہ

غلام کو عورت کو دیدیا اور عورت کے مالک ہو سے نکاح جاتا ہے اور اگر حیلہ ایک طرف سے ہو تو اس حیلہ میں اگر صرف حیلہ کر ہی مستقل ہو تو اس سے اسکی غرض حاصل نہوگی اور عقد فاسد ہوگا مثلاً اپنی بیٹے کو مال بیہ کر کے چاہتا ہے کہ پھر لیلون تاکہ مجھ پر زکوٰۃ واجب نہو تو اس پر سے زکوٰۃ ساقط نہوگی کیونکہ اس بیہ کا ہونا اور نہونا برابر ہے لیکن اگر مقصود ظاہر ہوگا تو اس پر حکم ظاہر و باطن دونوں مترتب ہوگا ورنہ صرف باطن میں حیلہ فاسد رہیگا اور اگر حیلہ ایسا ہے کہ اس میں خود مستقل نہیں دوسرے کا بھی لگاؤ ہے مثلاً حلالہ کرنیکی نیت کرے اور عورت سے ظاہر کرے یا عورت سے رجعت اسکو ستانیکو کرے یا اپنا مال وارثوں کو نقصان کے لئے بیہ کر دے یا اور اسطرحکا معاملہ ہو تو اسطرحکے عقد اور بیہ ان شخصوں کی نسبت کر جو انکے مقصود سے واقف ہیں باطل ہیں اور مرد کو جائز نہیں کہ عورت سے صحبت کرے اور اگر وہ مر جاوے گی تو اسکا وارث بھی نہوگا اور اسطرحکو عقد میں اگر جسکے واسطے کیا ہے اور جسکو وصیت کی ہے اور نکو اس شخص کی غرض معلوم ہو جاوے گی تو انکو باطن میں ملک حاصل نہوگی اور نہ نفع لینا بیہ اور وصیت کی چیز سے درست ہوگا بلکہ اسکو پیرونیاد واجب ہوگا۔ رما دوسرا شخص جسکو اس عقد کی غرض معلوم نہیں تو اسکی نسبت کر عقد نہ کر درست ہے اور اس سے صحیح عقد کا سامقصد حاصل ہوگا

لا ینستقل بہا مثل ان ہجری التخلیل  
 ولا یظہرہ للزوجۃ او ہجیر المراتہ ظہر ارا  
 لها او علیہ لہ ضرر اور ذمہ او توفیق الی من علم غرضہ  
 صدق التعقی والہبۃ بالنسبۃ الی من علم غرضہ  
 باطلہ ولا یجوز وطو الماتہ ولا یزید اوقات و اذا  
 علم المویبق کہ والمویبق کی غرض نہ ہے  
 لم یجزل الی المملک باطننا و  
 یعنی وجیب علیہ ویتعہ او  
 اما بالنسبۃ الی العاقل  
 یعنی مقرر فی التعقی العیبتہ

صلون کا بیان  
 ۱۳

فوقہا ابابہ فالقہ النظم  
 ان کا ان الاصل  
 من واحد فان کما  
 جنہا ینستقل ہما  
 ہما عند ضہا فان کما  
 عقد افاصل مثل ان  
 حب لایبہ ہبۃ علیہ الزلف  
 ان یدبجہ ہبۃ علیہ الزلف  
 فان وجہ ہذا الہبۃ  
 ان ان ظہر المقصود  
 الحکمۃ علیہ ظاہر او باطن  
 حکم فاسد فی الباطن فقط واکتاف علیہ

وان كانت الحیة المطلق

الرضیة المطلق

من حیث انه منع الاث

فانه انما هو قطع الاث

لا من ازاله بل الكس

الرضیة وازال الكس

الحیة فقل فیضی الی

غرض الی غرض الی

اور اگر حیلة حیلہ گر کے فائدہ کے لئے ہو مثلاً بیمار آدمی طلاق دیوے تو طلاق درست ہوگی اسنطر سے کہ اوسنی اپنی ملک اثباتی اور اسوجہ سے درست نہی کہ اوسنے عورت کو میراث سے روک دیا اسلئے کہ بیمار کو ارث کے طلحدہ کرنیکی مانع ہے ملک صحبت کے دور کرنیکی ممانعت نہیں۔ اور اگر حیلة ایسا فعل ہو جس سے انجام کو حیلة گر کی غرض نکلتی ہو مثلاً ایام گرامین اس لئے سفر کرے کہ روزہ جاڑو نہیں رکھنا پڑے تو اس سے اوسکی غرض حاصل نہی بلکہ اوسکو سفر میں روزہ رکھنا واجب ہوگا۔ میں کہنا ہوں کہ ایسی نظیر ہے جو مالکی کہتے ہیں کہ موزون پر مسح کرنیکی اجازت مباح نہیں بشرطیکہ اوسکو خود مسح کے لئے مینا ہو اگر اس صورت میں مسح کر گیا تو درست نہی اور سب نماز و ناکھاضا پڑھنا اوسپر واجب ہوگا جو اس طرح مسح سے بڑھی ہوگی اور مسح کی اجازت اوسی شخص کے حق میں ثابت ہے جو موزون کو حاجت کے لئے پہنے یعنی سردی خواہ سواری وغیرہ کی ضرورت سے پہنے تو وہ اوس پر مسح کرے کیونکہ اوسکو اوسکا ناکھاضا دشوار ہے۔ ہمارے شیخ کہتے ہیں کہ جلد کا فعل اگر ایسا ہو جو دوسرے کے کے ساتھ کرنیکی طرف پہنچاوی جیسے اپنی پاپ یا بیوی کی بھی سو محبت کرے تاکہ انا نکاح ٹوٹ جاوی یا عورت اپنی خاوند کے بیوی یا باپ سے مباشرت کرے

ان یسافر الی التثا کو یحصل عند

الضعف علیہ والضعف الی السفر قلت

بل یجب علیہ واما قالہ البانکئیة انه لا یسافر

بانتہا

نفس المسح علی الخفین اذا البسهما

لحمینہ وعلیہ اعادۃ الضمیر

ابن واما تثبت الرخصة فی الخف

من لبسهما کما جاءہ بالابواب

نحوہا فیسبح علیہما

الذوق الی سفوف

کان بعضی الی سفوف

عبارۃ مثل ان یطأ اساق

ابنہما واینہ فی سفوف

نکاحہ او مثل ان

بانتہا الخف الی

عند من بری ذلار و موی  
لکھن پور مھل ذالھیل برنزلہ  
الانلاف للسلاک بعقل او  
غضب لا یکن ابطالہ لان  
رہو لکھن پور مھل ذالھیل  
رہو لکھن پور مھل ذالھیل

جن لوگوں کے نزدیک یہ فعل موجب حرمت کا ہے تو اسطر کے جیسے ہیں جیسے  
قتل یا چینی سے ملک کہو دیجاو و ان جیلو کا بیکار کرنا ممکن نہیں اسلئے کہ اس  
ذریعہ سے عورت کا حرام ہونا خدا تعالیٰ کا حق ہے اور رضنا او سپر نکاح کا ٹوٹنا  
مترتب ہوتا ہے اور جو افعال کہ حرام کرنے کے موجب ہیں اور نہیں فعل کا بھی اعتبار نہیں  
ہوتا چہ جائے کہ قصد کا اور یہ صورت بمنزلہ اسباب کی ہے کہ بہنو والی چیز کے نجس  
ہو جانیکو لہو حیلة کرے کہ بہنو والی چیز و نکلی نجاست خلط ہونے سے ہوتی ہے اور  
مصارت کی حرمت حرام طور پر مباشرت سے ثابت نہیں ہوتی اور اسوقت میں  
صورت اسکی یہ ہے کہ مرد کی بڑی بی بی یا اسکی مان او اسکی صغیر سن بی بی کو دود  
پلا دے تاکہ اسکا نکاح جاتا رہے کیونکہ نکاح کا ٹوٹنا یہاں تک فعل پر موقوف ہے نہ  
پر بلکہ اگر دود پلائیوالی مجنون ہو تب بھی حرمت ثابت ہوگی جیسو پانی میں کوئی چیز  
ادسکی نجس کرئیوالی ڈال دیا گیا اور اگر حیلة ایسا فعل ہو جس سے اپنی لہو خواہ خیر  
لہو حلال ہو جائیکو صورت ہو مثلاً کسی شخص کو مار ڈالے تاکہ ادسکی بی بی کو خود  
نکاح کرے یا دوسرے سے نکاح کر دے تو یہاں وہ عورت اس شخص کے لہو حلال نہوگی  
جسکے لہو ادسکی نکاح کا ارادہ کیا گیا ہے بلکہ ادسکی سواد و سر کو لہو حلال ہو جائیگی  
اسلئے کہ دوسرے کی نسبت کردہ عورت ایسی ہے جسکا خاندن مر گیا ہو یا کسی حق میں

فی شہوتی ترتیب التوجیہ  
انظاہر ضمنا و الافعال التوجیہ  
القصد و هذا بمنزلة ان یجئال علی نجاسة  
و ان فان نجاسة المانعات بالانظار  
و حینئذ فی نفس ذلک ان یرضع امراتہ الکی  
او امه امراته الصغیرة تنبذ فی کل حال  
فان فی ذلک التکلم فہنا لا یوقوف علی الفعل  
و لا علی القصد بل لو کانت الموضع  
جی تو نہ ہو شیت الخیر فہو موجب لہو ان  
بلقی فی المایم یا نجسہ قال وان کانت المایم  
فلا یغضون الخ لکن الی او لغا پر یتمیل  
ان یقتل رجلا تزوج  
امراتہا او بند و جہا غیث  
من قصد تنذ و یجہا  
فانحیا بانسبہ و ایچہ کمن  
مات عنہا زوجہا او قتلہا

جیلو غایان  
۱۳







فقال اطعموها الاشاري

من اذن اذنه

ما بين اكله والذبح

اذ ذبحه الملال

وقد نقل صالح عن ابن عوف

ليسا تهاذ كورحى كه آب نه ارشاد فرمايا كه اس بركو قيد بونكو كه لاد و اس معلوم هوتا هى كه جو جانور بدون اذن مالك كے ذبح كيا جاوى تو بركو لى ذبح هوا اوسكو اوسكو كهانه سى منع كيا جاوى نه اوسكو سوا اورونكو جسے سكار كو حلال اومى احرام كے كيو اسطو ذبح كر مو اور صالح نه ابنى باب سى يعنى امام احمد سى نقل كى هى كه اگر كو مى شخص بركو چو رك ذبح كر مى نوا وسكا كهانا چو رك حلال نهين صالح كنهو نهين كه مرن پو چا كه اگر اوسكو مالك كو و اس كر ذى فرمايا كه كهائى جاوى تو اس سى رويت سى به نكلتا هى كه وه ذبح كر نيو اكر حرام سى بلا قيد اسطو كه امام احمد كا قصد حرام كر نيا اگر سبوت سى هوتا كه مالك نوا وسكو كهائى كى اجازت دى تو ذبح كر نيو اكر حرام كر نيكى تخصيص نفرمانتے تويه قول جس پر حديث حقيقت مين دلالت كرنى هى اسبات بر بطريق اولى حجت هى كه وهى عورت اوس مرد پر حرام هوى حسنه اوس و نكاح كى غرض سى اوسكو شوهر كو مارو لانه اوسكو سوا و سكر مرد پر به سب تقرير همارى شيخ ابن تيميه كى هى اور اب به معلوم كرنا چاهى كه امام احمد اور مالك به كو قاعدو نپر حرام هونا كنى و جهونسى عام هى اول سوبه سى كه جو جيله كيا كرنا هى اوسكے مقصود خلاف هوا كرنا هى جسى طلاق دينا اوس شخص كا جو عهد كوتو تركه سى محروم كر نيكى جهت سى مرض موت بين طلاق ديكى يا وارث ابنى موث كو مارو ابا وصيت كر نيو اليكو موسى له بارو ابا طلالم بران سى آقا كو مارو اوم ذوم ذوم كو بند كر نيكى

من سرق شاة فان سبها لا يحيل اكلها  
 يعنى كه قلت لابي فان ردها اقل من اكلها  
 قال توكل فقلت لا والله فان يؤخذها  
 حرام على الذبح مستلقا لان احمد لو قضا  
 اكله من جنة ان ملكا لحر اذ ان في الاكل

الذبح من الذبح بالخدم فقلت ان قول  
 ليشكر به مثل هذا المارة على القائل  
 ليزوجها دون غيرة شيخنا وبعده مالو  
 هذا اكله كلام شيخنا وبعده مالو  
 من وحي مستقل به منقلا  
 مقابلة الفاعل بغيره  
 كظلال الفاعل  
 وقائل سور ونه وقائل  
 الوصل والى بر اذ اقل  
 سيدنا ومننا سائل اننا رابع

الله اعلم

سوم جیلونکے حرام ہونیسے چہارم شراب کے سرکہ بنا کر قاعدہ سے جیسا کہ ہمارے  
 شیخ نے ذکر کیا ہے واسلہ علم فرمایا کہ خلاصہ کہ جیلو و طرک و غیرہ میں قول افعال جیلو و  
 ہیں تو انکو احکام کے ثبوت کیلئے عقل شرط ہے اور قصد معتبر ہے اور وہ کہیں صحیح  
 ہوتے ہیں اور کہیں فاسد پر جنکا حکم ثابت ہوتا ہے اور انہیں سے بعض ایسے ہیں کہ انکا  
 توڑنا اور اٹھانا بعد واقع ہونے کی ممکن ہے جیسے بیع اور نکاح اور بعض ایسے ہیں  
 کہ انکا توڑنا اور باطل کرنا ممکن نہیں جیسے آزاد کرنا اور طلاق دینا ہے تو اس  
 قسم کے جیلو سے اگر فعل حرام کا قصد کیا جاوے یا واجب کے ساقط کرنا ارادہ کیا  
 جاوے تو ہو سکتا ہے کہ اسکو سب جہوں سے باطل ٹھہرا دین یا ایسی وجہ سے باطل کرنا  
 جس سے جیلو کے مقصود باطل ٹھہری اسطرح کہ جس غرض سے اسنودہ جیلو کیا ہو وہ  
 اوپر مرتب نہ ہو جیسے صحابہ نے مریض کی طلاق میں حکم دیا کہ طلاق ہوئی مگر عورت  
 ترکہ سے محروم نہ ہوگی۔ اور جیلو کے افعال اگر جیلو کر کے ہی نہ ختم ہوئے تو  
 اجازت حاصل ہوگی مثلاً سفر کرنا نماز کی کمی بارہ کے انطار کے لیے اور اگر غیر کے  
 حتمین جرم کے مقضی ہوئے تو وہ کہیں ہو جاوے گی اور ہنزلہ نفس اور ماں کے ضائع  
 کرنا ہوگی اور اگر ملت عام کو مقضی ہوں خواہ بذات خود یا بذلہ ملک کو جائز کرنا  
 کے تو یہ سب قتل کا اور شکار کے ذبح کرنا ملال شخص کیواسطہ اور چینی ہوئی حال  
 نور

و یعتبر فی القصد و یکن  
 حکم سنہ ما یجوز فیہ  
 و رفیعہ بعد وقوعہ کالبیوع و النکاح و سنہ  
 لا یکن فیہ ذلک کالبیوع و الطلاق و سنہ  
 الضرب انما یفصل بالاحتمال علی معاصم و او جوب  
 اسقاط و یجوز ان یبطل لہ ما من جمیع اوجوب  
 و اما من الوجوب ان یجوز مقضی الخصال  
 لا یثبت علیہ و احکام الخصال علی حصول  
 حکم الخصال انما یجوز و اما الافعال فان قضیت  
 فیما یصل الغیر فانہ قد یفعل و یکن جائزہ  
 اتلاف النفس و المال  
 و انما یفصل بالاحتمال  
 و انما یفصل بالاحتمال  
 و انما یفصل بالاحتمال

جیلو خایان  
 ۱۳

الاحتمال و ذبح الخصال  
 و ذبح الخصال  
 و ذبح الخصال

و ما یفصل بالاحتمال و یفصل بالاحتمال  
 و ما یفصل بالاحتمال و یفصل بالاحتمال  
 و ما یفصل بالاحتمال و یفصل بالاحتمال

لنا صبا و باجملة اذا قصلا  
بالفعل استباحة حرام

لم يجعل له وان قصلا نزاله  
ملك النسيب ليجعل له فالا فابعد

ان لا يجعل له وان حل  
نصيرة و قد دخل في

القسم الاول اجماليا للمائة  
على فخر التكملة

کے ذبح کر نیکا چینیے والیکے لئی ہی حاصل ہیہ کہ جیلہ کے فعل سے اگر سباح کرنا  
کسی حرام چیز کا مقصود ہوگا تو وہ اسکو حق میں حلال نہوگی اور اگر غیر کے ملک کے  
زائل کر نیکا قصد کیا جاوے گا تا کہ فاعل کیواسطہ حلال ہو جاوے تو قباس یہی چاہتا  
ہے کہ اسکو لئی حلال نہوگو غیر کے لئی حلال ہو جاوے اور قسم اول میں اصل ہی عورت کا  
جیلہ کرنا نکاح توڑنے کے لئی مرد ہونے سے کہ وہ ایسی ہی شخص کیطرح جاوے گی جو  
کہتا ہے کہ جدائی مرد اور عورت میں صرف مرد ہونے سے فوراً ہو جاتی ہے یا جو یہ  
کہتا ہے کہ عورت کو قتل نکلیا جائے تو واجب اس سے جیلہ میں ہے کہ اس سے  
نکاح بجاوے بلکہ غداہ اور قتل کی جہت سے تو مرد شمار ہوا اور نکاح کی جائیکے اعتبار  
سے غیر مرد گنی جاوے یہاں تک کہ اگر حالت مرد می سے رجوع ہو سے پہلے مرد می یا  
ماریہ بجاوے تو مرد اسکی میراث کا مستحق ہوگا مگر اسکو اس عورت سے حالت مرد می  
میں صحبت کرنا جائز نہیں ہے لئی کہ بیبی کی صحبت بعض اوقات اسکی طرف سے سبب ہونے  
سے حرام ہو جاتی ہے جیسے شلاعورت احرام باندہ لے کر جہت ثابت ہو جاوے گا کہ وہ  
مرد ہو گئی اور کسیکی کہ میں تو نکاح توڑنے کو لئی مرد ہونے ہوں تو اسکا قول مقبول  
نہوگا اسلئے کہ یہ صورت ہر ایک مردہ کی نکاح کی از سر نو ہونیکا ذریعہ ہو جاوے گی  
یعنی اسکو سکھلا دیا جاوے گا کہ کہہ دے کہ میں نکاح توڑنے کو مرد ہونے ہوں اور یہ

من فخر التكملة  
لا تشيخه فالتبا الا عند من يقول بانها لا تقتل  
بمنه بنفس الزدة او يقول بانها لا تقتل  
فانها واجب في مثل هذه المحيطة به ان  
منه بنفسه بجا النكاح فقله في قوله

منه بنفسه

من جهن العقوبة والقتل غير مذموم  
من جهن فساد النكاح الرجوع اسلئے غير انكاح  
او قتلت قبل الرجوع اسلئے غير انكاح  
لكن حال الزدة فان الزوجه في وقت  
وطوقها باسباب من جهن انما  
لو احسن تكن لو ثبت انما  
ارذلت وقالت انما ارذلت  
لفظه النكاح لم يقبل منها  
لانها قد جعل ذرية في النكاح  
على كلامه  
تلقن انما ارذلت في الفسنة

و لانا بفقہ فی ذلک  
ولان الاصل اھلنا من ذلک  
فی جمیع الاحکام  
فضل و قد استدل  
النجاری بنیہ علیہ

دیکھ بھی ہے کہ عورت کو اسباب میں نہت ہو چکی اور نیز اجبت سے کہ کلیہ یہی ہے کہ  
عورت سب احکام میں مرد ہی فصل اور نجاری نے اپنی صحیح میں جیلونکو باطل سے  
پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ اگر لال کیا ہے کہ چاہیے کہ متفرق مال کٹھا  
کیا جاوے اور لال کٹھا مال اور اور کیا جاوے صدقہ خوف سے یعنی زکوٰۃ کے ڈر سے  
ایسا جیلد کیا جاوے تو مجھ نہیں عام ہر سال کے پیشتر اور اس کے بعد کو اور اس  
ارشاد سے جو طاعون کے باہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ  
جب با کسی جگہ میں پڑے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے بھاگ کر نہ نکلو  
اور اس حدیث سے نجاری کا استدلال کرنا اونکی باریک بینی سے ہی اس لئے  
کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ بندہ پر اگر تقدیر الہی نازل  
ہو تو قضا الہی پر راضی اور اس کے حکم کو مانکر اسکی تقدیر سے نہ بھاگے تو  
خدا تعالیٰ کا امر اور دین اگر بندہ پر آدمی اور اس سے بھاگنا کیسے جائز ہوگا اور ایک  
استدلال ا طرح کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ بچھو ہونے  
پانی کو اس غرض سے بچھو کہ اس سے گھاس روکدے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو  
بغیر بذات خود حرام نہیں ہوتی جب اس سے امر حرام مقصود ہوتا ہے تو وہ حرام  
ہو جاتی ہے اور امام احمد نے جیلونکو باطل اور حرام ہونے پر اس سے حجت نکالی ہے کہ

و تسلم لاجمع بین متفق و لا یفوق  
صلی اللہ علیہ وسلم و اللہ  
علی بطران الخلیل یقول  
بنیہ علیہ  
هذا النبی یعمو فاقبل الخول و ما یقبل  
و یقولہ صلی اللہ علیہ وسلم و اللہ و سلیم فی  
الطاعی ان اذا وقع بارض و ائمتنا فافاض  
جیلونکیان  
وار اسنا و هذا من دفعہ و قد  
رضی اللہ عنہ فانہ اذا فی عن الفراء  
بین قال اللہ اذا امر بالعباد  
بفضاء اللہ و تسلیما لملک  
فکیف بالفرار من امر اللہ و دینہ اذا نزل  
بالعباد و بانہ تملی اللہ علیہ  
واللہ و سلیم فی عن جمیع الکلام  
فضل الیاء لیمنعہ  
قال علی ان الشی الذی  
یمنع مصداقاً و اوصافاً  
علی بطران الخلیل یقول

بِإِعْتِنَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَقَوْلِهِ وَتَقُولُ يَا سَلَمَةَ  
وَأَنَّهَا كَتَبَتْ إِلَيْهِمْ أَنْ يَكْتُبُوا  
خِطَابًا إِلَى اللَّهِ وَأَنْ يَكْتُبُوا  
وَأَنَّهَا كَتَبَتْ إِلَيْهِمْ أَنْ يَكْتُبُوا  
خِطَابًا إِلَى اللَّهِ وَأَنْ يَكْتُبُوا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کر دیا لیکو لغت کیا ہے اور اس حدیث سے کہ ایسا  
نکر و جیسا ہو دیوں کیا ہے کہ ادنی جیلوں سے خدا تعالیٰ کی حرام کی ہوسنی چیزوں کو حلال  
جانو اور شفعہ کے ساتھ کر نیکو لکھی حیلہ کے حرام ہونے پر اس حدیث سے سند کی ہے کہ ایک  
شریک کو فروخت کرنا اپنی حصہ کا جائز نہیں جب تک کہ اپنی شریک کو اطلاع نہ کرے اور جو شخص  
قرآن اور حدیث کو سوچو وہ جیلوں کو حرام اور باطل ہونیکا یقین کر لیکو اسلئے کہ قرآن لا  
کرتا ہے سب بات پر کہ مقصود از متین تصرفات اور عادات میں تجربہ جلیل کہ عبادات اور تقویٰ  
کی چیزوں میں معتبر ہیں جیسے اللہ تعالیٰ رحمت کی آیت میں ارشاد فرماتا ہے  
وَلَا تُسْئَلُونَ فِي حُنُوظِ الْقَبْرِ وَآيَةُ صِرْحٍ هِيَ سَبَابٌ مِنْ كَرِهَاتِ أَوْ سَمِيٍّ شَخْصٍ كَقَوْلِهَا  
اور مت بند کرو اور نہ گستاخو کہ تو زیادتی کر رہا  
جو قصد درستی کا کرے نہ ضرر کا اور آیت خلع میں ارشاد می وَلَا يُجْبَلُ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا  
بِمَا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ تَخَافَا أَنْ لَا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا يُقِيمَا  
ایضا دیا ہوا عورتوں کو نہ کہ وہ دونوں زمین کو نہ ہین کہیں از قاصد اللہ ہر اگر تم لوگ دیکھو وہ نہ ہین کہ  
حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ إِسْتِصْحَابٌ مَعَهُ مَعْلُومٌ هُوَ مَا هِيَ كَمَا جَسَّ خَلْعُ  
قاصد اللہ کہ تو زمین گناہ دونوں پر جو بلا کر چھو عورت  
کی اجازت دے گی ہے وہ ادسی صورت میں ہے کہ خاندانی بی کو یہ در  
ہو کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم نہ کہیں گے اور یہ کہ دوبارہ نکاح ادس  
صورت میں مباح ہوتا ہے جب دونوں سب بات کا گمان کریں کہ خدا تعالیٰ کے حدود  
کو قائم نہ کہیں گے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب میں شرط حدود کو قائم نہ کہیں کی فرمائی

وَأَنَّهَا كَتَبَتْ إِلَيْهِمْ أَنْ يَكْتُبُوا  
خِطَابًا إِلَى اللَّهِ وَأَنْ يَكْتُبُوا  
وَأَنَّهَا كَتَبَتْ إِلَيْهِمْ أَنْ يَكْتُبُوا  
خِطَابًا إِلَى اللَّهِ وَأَنْ يَكْتُبُوا  
وَأَنَّهَا كَتَبَتْ إِلَيْهِمْ أَنْ يَكْتُبُوا  
خِطَابًا إِلَى اللَّهِ وَأَنْ يَكْتُبُوا

اللَّهُ  
عَلَى الْخَلْعِ الْمَادُونَ فِيهِ  
بِإِعْتِنَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَقَوْلِهِ وَتَقُولُ يَا سَلَمَةَ  
وَأَنَّهَا كَتَبَتْ إِلَيْهِمْ أَنْ يَكْتُبُوا  
خِطَابًا إِلَى اللَّهِ وَأَنْ يَكْتُبُوا  
وَأَنَّهَا كَتَبَتْ إِلَيْهِمْ أَنْ يَكْتُبُوا  
خِطَابًا إِلَى اللَّهِ وَأَنْ يَكْتُبُوا  
وَأَنَّهَا كَتَبَتْ إِلَيْهِمْ أَنْ يَكْتُبُوا  
خِطَابًا إِلَى اللَّهِ وَأَنْ يَكْتُبُوا

عَلَى الْخَلْعِ الْمَادُونَ فِيهِ  
بِإِعْتِنَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَقَوْلِهِ وَتَقُولُ يَا سَلَمَةَ  
وَأَنَّهَا كَتَبَتْ إِلَيْهِمْ أَنْ يَكْتُبُوا  
خِطَابًا إِلَى اللَّهِ وَأَنْ يَكْتُبُوا  
وَأَنَّهَا كَتَبَتْ إِلَيْهِمْ أَنْ يَكْتُبُوا  
خِطَابًا إِلَى اللَّهِ وَأَنْ يَكْتُبُوا

وَقَوْلُهُ فِي الْعَوْدِ قَامَةٌ  
 حُلٌّ وَدَهْ وَفَوَلَهُ فِي آيَةٍ  
 الْفَرَائِضُ مِنْ بَعْدِ وَفِيهِ  
 بَعْضٌ بِهَا أَوْ دِينَ فِي مَقْضَاهُ  
 وَقَوْلُهُ وَلَا تَقْضُوا مِنْ  
 لَيْتَ قَبُولِهِ بِبَعْضِ مَقْضَاهُ  
 لَيْتَ قَبُولِهِ بِبَعْضِ مَقْضَاهُ  
 لَيْتَ قَبُولِهِ بِبَعْضِ مَقْضَاهُ

اور نکاح میں دوبارہ آنکی شرط حدود الہی کے قائم رکھنے کے گمان کو فرمایا۔  
 اور آیت فرائض میں ارشاد ہے مِنْ تَعَدَّ وَصِيَّةً لَوْ صَالِي بِهَا أَوْ دِينَ غَيْرَ مُضَارٍ  
 اور فرمایا وَلَا تَقْضُوا مِنْ لَيْتَ قَبُولِهِ بِبَعْضِ مَقْضَاهُ  
 اور نہ لوگوں کو نہ کہ لے لیاؤں کو جو پانچا دیا تاکہ وہ کہیں سے میت ہی شہرہ ۱۲  
 اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت پر زبردستی کرے تاکہ وہ کچھ دیکر اپنی آپکو مرد سے  
 جھوٹے اور خاوند اسکی واسطی عورت پر ظلم کرتا ہو تو جو کچھ عورت اسکو دے گی وہ  
 خاوند کو حلال نہوگا اور نہ اسکی ملک میں آویگا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے  
 لَا يَجْعَلُ لَكُمْ إِنْ تَرَوْا التَّيْسَارَ كَرَاهًا وَلَا تَقْضُوا مِنْ لَيْتَ قَبُولِهِ بِبَعْضِ مَقْضَاهُ - اور سی  
 حلال نہیں ہوگا میراث میں لے لو عورت کو زور سے اور نہ لوگوں کو لے لو ان کو کچھ پانچا دیا ۱۳  
 میں یہ کہ خرما کا ٹور نامہ ایک وقت میں مساجد میں چوں کہ باغ خیروان والوں نے  
 رات میں ٹورنے سے فقیروں کا محروم رکھنا قصد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اونکی سزا  
 یہہ کی کہ باعکوبت باہ کر دیا پھر فرمایا وَتَعْبَاتُ الْأَخْرَجَةُ الْكُتُوبُ حَدِيثٌ فِي رِثَةِ  
 اور آخرت کی آیت سوسب ہی بڑی ہے  
 خرما ٹورنے کی کراہت آئی اسوجہ سے کہ رائکو ٹورنا ذریعہ اوس بڑی خرابی کا  
 اسپر امام احمد وغیرہ نے لضع کی ہے **حیلے** لے یوں کہتے ہیں کہ تم نے ہکو  
 وہ دلبلیں سنائیں جسے کل حیلو کا بطلان معلوم ہوتا ہے اب تم وہ امور سنو  
 جسے کہ حیلو تک جائز اور مستحب ہو پر ہمارا عذر درست ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
 اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا اللَّيْطَةَ طَائِفَةٌ اَلْفُسْمُ مَا تَكُ كَرَمًا يَابَا لَيْتَ قَبُولِهِ بِبَعْضِ مَقْضَاهُ  
 جن لوگوں کی جان بچیتے ہیں اور شہتے اوس طائیفہ کہ وہ بیکار ہی میں پانچا ۱۴  
 نکورکتے ہیں تلاش

فَهَذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ إِذَا عَضَلَهَا  
 تَقْنَدَى نَفْسًا مَنَةً وَهِيَ ظَالِمَةٌ لَهَا بِنَدَائِكَ  
 لَمْ يَجْعَلْ لَهُ إِخْلَافًا بِنَدَائِكَ وَلَا يَجْعَلُكَ بِنَدَائِكَ  
 وَقَوْلُهُ تَعَالَى لَا يَجْعَلُ لَكُمْ إِنْ تَرَوْا التَّيْسَارَ كَرَاهًا  
 وَلَا تَقْضُوا مِنْ لَيْتَ قَبُولِهِ بِبَعْضِ مَقْضَاهُ  
 حَلُّو كَانِيَان  
 وَمَنْ ذَاكَ إِنْ جَزَا ذَا الْفَخْلِ مَبَاحٍ فِي عَمَلِهِ  
 وَكُنْ لِمَا قَضَى أَصْحَابُ بَيْتِنَا بِنَدَائِكَ  
 الْفُقَرَاءُ قَاقِبَهُمُ اللَّهُ بَاهَا لَيْتَ قَبُولِهِ بِبَعْضِ مَقْضَاهُ  
 الْكُتُوبُ آيَاتٌ فِي عَمَلِهِ  
 فِي النَّبْلِ لَكُونَهُ دَرْعٌ فِي عَمَلِهِ  
 نَصَّ عَلَيْهِ بِعَمَلِهِ وَفِيهِ قَالِ الْمَقْضَى  
 الْبَطْلَانُ الْمَجْبَلُ فَاسْمُهُ  
 كَانِيَانُ عَلِيٌّ وَرَأْسُهُ وَاسْتَحْتَابُهَا  
 تَقْنَدَى نَفْسًا مَنَةً قَالِ الْعَالِيْنَ  
 قَوْلُهُ لَا يَجْعَلُ لَكُمْ إِنْ تَرَوْا التَّيْسَارَ كَرَاهًا

وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا فَأُولَٰئِكَ  
نَفْسِي اللَّهُ أَنْ يَقْبَلَهُمْ فَمَنْ  
سَبَّحَهُ عَلَيْهِمْ

حِبَابَةٌ تَخْلَصُ مِنْهَا مِنَ الْحَمَامِ  
الَّذِي هُوَ الْمَقَامُ بَيْنَ الظُّمْرِ وَالْكَفَا  
فَعَلِمْنَا أَنَّ الْحِبَابَةَ الْخَالِصَةَ مِنْ

وَعَانَةُ الْحِبَابِ الَّتِي تَكُونُ تَجَرُّدًا مِنْ  
مِنْ الْحَمَامِ وَوَلَدَتْ مِنْ بَعْضِ  
ذَلِكَ كِتَابَهُ الْخَارِجُ مِنْ الْحَمَامِ وَالْخَالِصِ

وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَقْبَلَهُمْ وَيَكُونُوا مِنَ الْمُتَابِعِينَ  
اور جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کسے اور جو کجا عذر مانا جسکے ان سے کوئی حیلہ نہ بن سکا جسکے باعث حرام سے بچو یعنی  
کافر و نکر و سببان نرمتی اس سے معلوم ہوا کہ جو حیلہ حرام سے بچا دے اور اسکا کرنا  
مستحب ہو اور اسکو کر نیکی اجازت ہو اور اکثر حیلے جو تہمتوں نے ہی قسم کو ہیں  
کہ وہ حرام سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے بعض لوگوں نے جو حیلہ کے جواز میں کتاب  
لکھی ہو اسکا نام النجاسات من الحرام و التملص من الاثم رکھا ہے مثلاً بیع عینہ کہ ربا سے  
چھوڑا دیتی ہو اور عقد اجارہ اور مساقات کو اکٹھا کرنا اسباب سے بچاتا ہے کہ پہل  
کو گذرانے کے پیشتر فروخت کرے اور آدمی اگر اپنا مال برس روز سے پیشتر اپنی  
اپنی لڑکی یا بیٹی کو ہبہ کر دے تو زکوٰۃ نذیری کے گناہ سے بچاتا ہے جیسو زکوٰۃ کا مالنا  
اور گناہ سے بچاتا ہے کیونکہ گناہ سے بچنے کے دو طور ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تنگی کو  
دور کر دیا اور اس سے بچنے کی طرف ہلکو بلایا ہے اور بچنا بعض اوقات حیلہ سے ہوتا ہے  
مثلاً اگر کوئی شخص طلاق کی قسم کہا دے کہ میں اپنی باپکو مار ڈالوں گا یا شراب پیوں گا تو اسی  
صورت میں حیلہ کر کے شراب بخاری کے گناہ سے بچے اور اپنی باپکے مار ڈالوں اور  
بیبی کے جدا ہونے کی خرابی سے بھی محفوظ رہے اور جو لوگ حیلہ کو معتبر نہیں سمجھتے اور نکر  
نزدیک اور شخص کے لئے کوئی نکلنے کی راہ نہیں بجز اسکو کہ طلاق پڑ جاوے۔ اور

وَأَجْمَعُ بَيْنَ الْأَجْبَازَةِ وَالْمَسَاقَاتِ تَخْلَصُ مِنْ  
بِيعِ التَّمْرِ قَبْلَ بَدْءِ صَلَاتِهَا وَهَبَةُ الرِّجْلِ  
مَالَهُ قَبْلَ الْحَوْلِ لَوْلَا هُوَ مِنْ تَخْلَصُ مِنْ  
الزَّكَاةِ كَمَا يَخْلَصُ مِنْهَا خَارِجًا فَهِيَ الْفَيْ  
لِلتَّخْلِصِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى نَفِي الْحَرَجِ وَنَدْبِنَاكَ  
اِذَا حَلَفَ بِالطَّلَاقِ لِيَقْتَتِنَ بَابُ  
اَوَّلِيَّتَيْنِ مِنْ مَفْسَدَةِ فِعْلٍ  
تَخْلِصُهُ مِنْ مَفْسَدَةِ فِعْلٍ  
ذَلِكَ وَمِنْ مَفْسَدَةِ فِعْلٍ  
بِإِعْتِمَادِ مَفَارِقَةِ أَهْلِهِ وَمِنْ بَلَاغِي  
أَجْبَابَةٌ لَيْسَ لَهَا عَسْرَةٌ  
مِنْ بَلَاغِي فِعْلٍ الطَّلَاقِ

عَلَى مَا بَانَ

کل من وقع عليه الطلاق

النكاح ولا صير له من امره

فلحننا له بان زوجنا ما بعد

فوطبنا ثم وبيناها منها فانفخنا

فكاحه وصحت لزوجها اللطاف

بعد النقصاء العناق وقال

بعل النقصاء عليه السلام

الله تعالى لا يوب عليه

ونحن ندين له ضيقا فانضرب

لزوجته ان اقامني لله من بين رضى لا خلة ولا  
ما تعلق بك لعماس ضمت عليه ما قاله لها  
ربليس من انا ولو تكلم صاحبها بكلمة  
وكله الكسفة كل ضم فافناه الله بان

صلى الله عليه وسلم

ضغنا و هو اخذ فقه من نبي مثل الشما  
الوطبة فيضربا به ضربه واحسن قول  
النبى صلى الله عليه واله وسلم الى الخصال  
من اوبى من اوبى بنى سعيديا لخل قال جاء  
بلال الى النبي صلى الله عليه واله وسلم بنجر  
فقال له النبي صلى الله عليه واله وسلم من اين هذا فقال اقول  
نمردي فذبت صاقين ع

النبي صلى الله عليه وسلم  
لطمعه النبي صلى الله عليه وسلم  
نمردي فذبت صاقين ع

اسيطره اگر کسی شخص کی بی بی پر تین طلاقیں پڑ گئی ہوں اور اسکو اپنی بی بی کے بدو  
صبر نہ ہو تو اسکو لہی ہم یہ جلد کرینگے کہ اسعورت کا نکاح ایک غلام سے کرینگے جو ہ  
سے صحبت کر لیا تو اس غلام کو عورت کے نام سے کرینگے اور اسکا نکاح ٹوٹا دیا  
اور وہ عورت اپنی خاوند پر جسو طلاق دی تھی عدت گذر نیکی بعد طلال ہو جاوگی اور  
اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کو فرمایا و خذ زینك ضغثا فانضرب به ولا تحنث یعنی جب  
حضرت ایوب کی بی بی نے آپکو سامنی وہ بات کہی جو شیطان نے اس سے کہی تھی کہ اگر  
تیرا خاوند ایک بول بولے تو اسکا سب مرض دور ہو جا تو اپنے اپنی بی بی سے  
بقسم فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجکو اس بیمار سے کھر کر لیا تو میں تجکو سو کوڑھی مارو گا  
پس اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کو اپنی قسم سچی کر نیکیوں حکم دیا کہ ایک جہاز لے  
یعنی ایک مٹھا مثل خرا کی تر شاخوں کو لیکر اسکو ایک دفعہ مار دو اور حضرت ابو سعید  
خدری کی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ربوا سے بچنے کے لئی ارشاد فرمایا  
ہی حضرت ابو سعید فرمائے ہیں کہ حضرت بلال انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف  
خرا مالے آپے اور کسی فرمایا کہ یہ کہاں سے لائی اور نہونے عرض کیا کہ ہمار پاس  
خرا بنامہ اور نہیں سو دو صاع میں نے ایک صاع کے عوض میں آپکو کہا نیکی لئی  
بچو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آہ نراسود ایسا نکرو اگر تم مہل لیا جاو

اردت ان تشتر  
النبي صلى الله عليه وسلم  
النبي صلى الله عليه وسلم  
النبي صلى الله عليه وسلم



فیہ التمرین بیعہ اخیرتھا لشدیدہ  
وفی لفظ اخر جمع بجمع بالکسر والفتح  
بالتاء جمع جنیبا کما جمع و اجنبیتا کما

تو اپنی خرابی اور دوسری بیعہ سے بچنے والی اور دوسری بیعہ سے بچنے والی اور ایک اور ایک اور  
بین یون ہی کہ جمع یعنی خراب خراب اور درہموں کے بدلے میں بیچے اور درہموں سے خرید  
یعنی عمدہ خرابیوں کے لئے اور جمع اور جنیب کی دو قسمیں ہیں اور یہ ایک قسم جیلہ کی ہے  
اسلمی کہ جس سے خراب خریدنا ہی اور مسکرتا ہے بیچنا غیر کے ساتھ دو لوگوں کو بیچنے سے نہیں فرمایا  
تو یہ ارشاد بیعہ وغیرہ کی جیلہ کی طرف راہ بتانا ہی اور حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے  
کہ جس قول سے گناہگار ہوتا ہو اس سے خوف کی بوقت گناہ اور اشارہ سے بچنا جائز ہے  
اور یہ قول میں جیلہ ہی جیسا اول جیلہ عمل کا تھا قول کے جیلہ کی مثال یہ ہے کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکوں کو ایک طاب سے ملے آگے ہمراہ رکاب چند اصحاب نحو مشرکوں نے  
پوچھا کہ تم کون لوگو نہیں سے ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ماہر سے ہیں  
اور اس سے مراد آپ کی خدا تعالیٰ کا یہ قول تھا خلق من تبارہ و ذین پس مشرکوں نے ایک  
دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں کے قبیلے بہت ہیں شاید یہ لوگ ان میں سے ہوں گے  
اور یہیں وہ حضرت عمرؓ فرمایا ہی کہ مجھ کو تعجب ہے کہ جو شخص گناہوں کو جاننا ہی وہ جوہر  
کس طرح بولتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کو لہجہ بہائی کے لہجے کا جیلہ سکھلایا  
کہ ان کو کجاہ میں گنورہ رکھ کر ان کو چر ظاہر کر دھیلو تک منکر کہتی ہیں کہ جیلے میں  
طرکے ہیں ایک قسم تو ثواب اور طاعت ہے اور ایک قسم سباح اور جائز ہے

ارشاد الحبیۃ العذیۃ و یوحنا  
وانہ کحرفق بین بیعہ ہوس  
من التمر و غیر ہولان  
بالتاء جمع جنیبا کما جمع و اجنبیتا کما  
فیہ التمرین بیعہ اخیرتھا لشدیدہ  
وفی لفظ اخر جمع بجمع بالکسر والفتح

فقد لکنا لسننہ علی جاز اللخا ص من الیقول  
انہ یاتھوہ بالعارض مع الحفظ وھو جیلہ  
فی الیقول کما ان تالک حبیۃ فی الیقول  
کفوال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد  
تھی تکلیفۃ لشدیدہ  
فقال المشرکون منین تم فقال صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نحن من ما عاراد فی الیقول  
فقالوا العیار ایمن کتیر یما لھو منہ حوالہ  
قال عمر عجب لمن یؤمن الی معارفین کیف  
الاحتیال لاخذ الخبیر  
باضرار انہ سارق و وضع  
الصواع فی حلقہ قال منکوا  
تجیل تجیل ثالثہ الفویہ  
فہ ذبہ و طاعۃ و  
فہ من اجاز



جس کا منہ صبر جان لا یصبر علیہ  
وہ دھونیا دعاک عن اهلک  
اللہ والذین آمنوا وان یرزقنا  
ان ینزلنا عوگک ومن النوع  
المحمود

اور نہیں ہے ایک اُسکو ذکر فرمایا کہ صبر اور شام تک تو تمہارے اہل اور مال کی  
طرف سے فریب ہی دینا رہی اور ان آئینہ میں بھی بڑی قسم نہ کہو رہی شیخ و بخون  
اللہ والذین آمنوا اور وان یرزقنا ان ینزلنا عوگک اور اچھی قسم میں سے ہے  
اللہ تعالیٰ اور ان کے لئے ہے اور اگر وہ چاہیں کہ تکبیر وغاویں ۱۱  
فریب دینا کعب بن اشرف اور ابو رافع کو جو دو دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
اسلم کے تھے اور فریب یا نعیم بن مسعود کا بنی قریظہ اور احزاب کو کہ انہیں ایک  
ایسی بات ڈال دی جو سب ان کی جدائی اور پہر جانیکا ہو گئی ایسی طرح کہ بھی دو قسموں  
پر تقسیم ہو اچھا اور بُرا اور اچھی قسم میں سے جو خدا تعالیٰ کا مگر اصحاب کے  
اور نیکو فعل کے مقابلہ میں جیسا قرآن مجید میں ہے وَتُکْرَهُنَّ وَتُکْرَهُنَّ اور  
اور انہوں نے بنا ایک فریب اور نہ تو بنا ایک فریب ۱۲  
کھد آؤ کہ کھد افضل جب یہ جان چکے تو کچھ دشوار نہیں کہ آدھیکو یا  
داؤ کرنے میں زمین ٹاٹھو ایک اوکرتے ہیں ۱۱  
قول یا فعل کرنا درست ہو جس سے مقصود عمدہ مطلب ہو گو قول و فعل ظاہر کی رو سے  
خلاف مقصود ہو مگر جب اس میں مصلحت اور نیت ظلم کو دور کرنے اور کسی حرام جیلہ  
کے باطل کرنے کی ہو تو جائز ہو سکتا ہے اور حرام یہاں سے کہ معاملات شرعی سے وہ  
خیر قصد کری جو خدا تعالیٰ نے اوسکو لئے مشروع نہیں فرمائی گو اس صورت میں  
خدا تعالیٰ کے دین سے فریب کرنا اور اسکی شریعت کا جُل و نیز والا ہو جاوگا

ابن رافع عدوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
وہ دھونیا دعاک عن اهلک  
اللہ والذین آمنوا وان یرزقنا  
ان ینزلنا عوگک ومن النوع  
المحمود

فصل فی دفع الظلم  
بہ اذا کان فیہ مصلحتہ  
مقصد وہ بہ مقصود صاحب قول او فعل  
انہ بیوز لا انسان ان یفهم قول او فعل  
فصل فی دفع الظلم  
بہ اذا کان فیہ مصلحتہ  
مقصد وہ بہ مقصود صاحب قول او فعل  
انہ بیوز لا انسان ان یفهم قول او فعل

بطل الجمال ان یفقد بالقول  
وانما الجمال ان یفقد بالعمول  
الشرعیہ غیر ما فیہ من جمالیہ  
تعبیر مقصد حالہ کائن الشرعیہ

فان مقصود حصول الثمر  
الذی حرمة الله بتلاوه  
المخلیة او اسقاطا او بینه  
ومثال النوعین البین  
فان الملق اذا حلف علی

کیونکہ اسکا مقصود حاصل ہونا اور سبات کا ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اس جلیلہ سے  
لینا حرام کیا تھا یا یہ غرض ہو کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے واجب کی ہو اسکو دور کر دے  
اور ان دو نوعوں کی مثال قسم ہے پس اگر حق اس کے ذمہ پر ہو اور یہ اسکا انکار  
کری یا انکار پر تاویل کی روسو قسم کہا ہو تو اسکی تاویل جو ٹی قسم کے گناہ  
کو دور نہ کرے گی اور اسباب میں قسم کہا ہو اگر وہی کی قسم کا اعتبار ہوتا ہو اور مظلوم محتاج  
کو البتہ تاویل مفید ہو اور گناہ سے بچاتی ہو اور قسم اسکی نیت کو موافق ہو جاتی ہے  
مثلا جب دس کو کوئی ظالم ایمان چاہے اور وہ ایمان کے معنی جمع میں معنی ہا  
کے ٹھہرائے اور طلاق کو معنی یون بنا لے کہ اسکی بی بی قید سے چھٹی ہوئی ہے  
یا غیر کے نکاح سے آزاد ہو اور حرا و عتیق کے معنی یون بدلے کہ اسکی ملوک یا راسا  
اور کریم ہیں یا اور اسکی تاویل کری تو اسکو یہ تاویل بچا دے گی فصل اور جس  
مظلوم سے قسم لیجاتی ہو اسکو لہو و نخلی کے رستے میں ایک تو قسم کے وقت تاویل  
ہو اور اگر یہ اس سے نہ بن سکے تو دوسرا طریق نخلی کا ہے جس سے بعد کو چھٹا ہے  
مثلا جب مظلوم سے رازین وغیرہ سبات کی قسم لے لیں کہ ہمارا حال کسی سے نہ کہو تو  
اسکا جیلہ یہ ہے کہ حاکم اس شخص سے ہر تہت والیکا حال پوچھو اور وہ بیگناہ کو تو  
بری کر دی اور تہت والیکو مالین سکوت کر دی اور جب اس سے کوئی ظالم قسم لے

انکارہ متاویلا فان تاویلہ  
الیسقط عنہ اثم البین الغویس والنیظہ  
للمستخلف فی ذلک بانفاق المسلمین  
واما المظالم المحتاج فانہ یفعل ما یؤوبہ و یخلص  
من الاثم ویلوی البین علی نیت فاذا استخلف  
ظالم فتناول الایمان بجمع بین  
بأن امر المتطابق من الوفاق او طابق من  
غیرہ و تاویل ان کل مالک له حرا و عتیق بانہ  
عقیق او کریم او غنی انک مخلصہ و ذلک فی  
والمستظالم المستخلف فخر حبان خیر بالثاویل  
یو بعد بان فانہ فایمخرج المخرجات  
استخلفہ قطاع الطریق  
او خودم ان لا یخیر بریحہ  
فالمخلیة فی ذلک ان یسئلہ  
الوال عن کل واحد من البین  
فی بئری لیری ویسئل عن  
الشیء فاذا استخلف وظالم

جلد ۱۲



ان ایضاً الجواز والبراءة  
درك الموجز واللبيم وان ضمن  
من ينفون منه الاستحقاق  
والمطالبة فهو اقوى المثال  
الثالث اذا اراد ان يستاجر

کی زمین یا بیع کا ضامن لے لیو ہو کہ دوسرے استحقاق کی صورت میں جو ابھی  
ہمارے ذمہ ہو اور اگر اوس شخص کو ضامن لیو ہو جس کے استحقاق یا مطالبہ کا خوف ہو  
تو یہ بڑی کچی بات ہے تیسری مثال یہ ہے کہ درختوں کا اجارہ لینے کا ارادہ کر کر  
لوگ کہتے ہیں کہ اونکا اجارہ جائز نہیں ہے کہ مفسود درختوں سے لیو میں تو  
اونکا اجارہ کے یہ معنی ہوئے کہ لیو اونکی بیع پہلے گدرا یہی درست ہے تو درختوں  
کے اجارہ کو جواز کا نسلہ یہ ہے کہ زمیندار سے زمین اجارہ اور درختوں پر اوس  
سے عقد مساقات ایک حصہ مفری پر کر لے شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ اسکی  
کچھ جانتا نہیں بلکہ صواب یہی ہے کہ درخت کا اجارہ درست ہے چنانچہ حضرت عمر  
بن خطابؓ اسید بن حنبلہ کے بانگہ چند سال اجارہ دیکر زرا اجارہ سے اوس کا  
قرض ادا کیا تھا اور یہ بھی شیخ الاسلام کا قول ہے کہ درختوں کا اجارہ لینا پہلو  
کے لے لیا ہے جیسار میں کا اجارہ لینا غلہ کے لے لیا کیونکہ مستاجر درختوں کی خدمت  
پانی دینے اور درست کرنے سے کرتا ہے یہاں تک کہ پہل حاصل ہون جب مستاجر زمین  
کا زمین کی خدمت جو تنہا ہونے اور پانی دینے سے کرتا ہے تاکہ غلہ حاصل ہو پس درختوں کا  
پہل منزلہ زمین کے غلہ کے ہے اب اگر کہا جاوے کہ فرق دو صورتوں میں یہ ہے  
کہ زمین کے جاوے میں بیع کا غلہ مستاجر کی ملک ہوتی ہے اور معاملہ اسپر ہوا ہے کہ اوسکو

استجارا وفاقا قالوا لا يجوز  
اجارتها لان المقصود منها القوا  
ان يكون من بيع التمر قبل بيع  
علا الشجر بجزء معلوم قال نتيجة  
وهذا لا يمتنع كما فعل عمر بن الخطاب  
عنه في اشارة  
بما نرى في اجارة ابن حنبله فانه اجرها سنين  
وقضى ما دونه قال واجارة التمر قبل ثمرها  
بمنزلة اجارة الارض لمغلاها فان المستاجر  
يقوم على الشجر السنفي والاصلا  
بالحق والسنفي كما يقوم على الارض  
بجهد المغل فقرة الارض  
تجرى مجرى مغل الارض  
فان قيل الفرق بين  
المستاجر وبين ان المغل  
ويبو ملك المستاجر  
والمغلول على

لا تفتاعا بابل عه في الارض  
 وسقيه والقيام عليه بخلاف  
 استنجا والتشجبه فان التفرقة بين  
 من وجوه الاول ان حلال الفم  
 لا تاذر له في صحة العقد  
 الثاني ان حلال بطل استنجا  
 الا في الكراهة او عتبت بالذي يفتيه الله

زمین میں ڈال کر پانی دینا اور خدمت کرنے سے فائدہ اور ہوا دی بخلات درختوں کے  
 اجارہ لینے کے کہ اس صورت میں پھل درخت میں سے نکلنا ہی اور وہ ملک زمیندا  
 کی ہی تو اسکا جواب کئی وجہ سے ہی اول یہ کہ اس فرق کو معاملہ کی درستی میں  
 کچھ اثر نہیں دوسرے یہ کہ اس فرق سے زمین کا اجارہ لینا گھاس بھوس کی  
 باطل ٹھہرتا ہے جسکو خدا تعالیٰ بدون توجہ مستاجر کے آگاتا ہی اور یہ گھاس  
 وغیرہ نظیر درخت کے پھل کی ہی تیسرے یہ کہ پھل جو حاصل ہوا تو صرف پانی ہی  
 اور خدمت کرنے اور خبر گیری سے ہوا ہی تو وہ مستاجر کے عمل اور درخت سے پیدا  
 ہوا ہی یعنی اس کے حاصل ہونے میں مستاجر کا بھی اثر اور کام ہی جو تھی جیسے کہ کستی  
 کا پیدا ہونا صرف تخم سے نہیں بلکہ تخم اور مٹی سے ہی اور مٹی ملک زمیندار کی ہے  
 جیسے پھل درخت سے حاصل ہوا اور وہ ملک مالک کی ہی زمین میں تخم ڈالنا قائم مقام  
 درخت میں پانی دینے کے ہی اتنا ہی ہے کہ مستاجر زمین زمیندار کی زمین میں اپنی  
 بستہ چیر رکھی اور درخت کے مستاجر نے درخت میں ایک بہنی چیر رکھی پھر مالک  
 کی اصل اور مستاجر کے پانی اور کام پھل پیدا ہوا جیسے غلہ زمیندار کی زمین اور  
 مستاجر کے بیج اور خدمت سے حاصل ہوا اور یہ نہایت صحیح قیاس روی زمین  
 ہے اور اس کو ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ امت میں سے فقہ ترا اور عالم تر ان باتوں کو

ایض عنایة من المستاجر فهو نظیر  
 الثالث ان التمس انما حصلت بالتشجبه  
 والخلاصة والقيام على التشجبه في متولدة من  
 عمل المستاجر ومن التشجبه في المستاجر

من البذر وحقه بل من البذر والتزك العماء  
 وهو في حصول الاربع من تولد البذر ليس  
 كحصول الاربع من التزك الذي يولد  
 الارض فاقصد مقام للسفي للتشجبه في  
 اودع في الارض لوجز عينها جاز

وهذا اودع في نفس من اجل هذا  
 فخصصت النفس ثم من اجل هذا  
 وماه المستاجر وعمله كما حصل  
 الغل من ارض هذا جيل المستاجر  
 وعمله وهذا من ارضه  
 وبين ان الصحابة اذ اذ

عنه في التامين

لوگوں نے اس حکم کو جاننا  
اس میں سے کچھ نہیں سمجھا  
اور اس میں سے کچھ نہیں سمجھا  
ان کی زبان سے کچھ نہیں سمجھا  
ان کی زبان سے کچھ نہیں سمجھا

جو حکومین تاثر کرتی ہیں اور کسی نے صحابہ میں سے حضرت عمرؓ پر بانٹے اجارہ دینے میں انکار کیا تو اس پر انکا اجماع پایا جاتا ہے علاوہ ازیں جو جیلہ کہ اسباب میں لوگوں نے ذکر کیا ہے وہ سب جگہ نہیں ملتا مثلاً باغ اگر کسی یتیم کا ہو تو اسکا اجارہ دینے والے کو جائز نہیں کہ اس صورت میں مساقات میں فرو گذاشت کرے جو بھی مثال ہے کہ جس صورت میں ایک عورت سے نکاح کر لیا گیا یا ایک معین لڑکی کے خریدنے کو دوسرے شخص کو وکیل کرے اور اس بات کا ذکر ہو کہ کہیں وکیل کو وہ پسند آ جاوے اور اس سے خود اپنی شادی کر لے یا لڑکی اپنی لڑکی کو لے لے اور لڑکی کے باہمیں یہ جیلہ ہے کہ وکیل سے کہے کہ اگر تو اسکو اپنی لڑکی خریدے تو وہ آزاد ہے اور عورت کو باہمیں یہ کہہ دینا کہ اپنی آپ اگر اس سے نکاح کرے تو اسکو طلاق ہے تو ان لوگوں کی نزدیک مفید ہے کہ عورت کے باہمیں طلاق شرط کو سمجھ لیں جسے امام مالک اور امام ابو حنیفہ نے مگر امام احمد کے تو لکھے ہو جب یہ کار آمد نہیں آتا اگر وکیل اس عورت سے اپنا نکاح چاہے یا لڑکی خاص اپنی وسطی لیا چاہے اور منظور یہ ہو کہ اپنی اور خدا تعالیٰ کے درمیان کے معاملہ میں گناہگار نہ ہو تو اسکا جیلہ یہ ہے کہ اپنی آپکو نکالتے ہی بر طرف کر دے پھر اس عورت کا معاملہ اپنی لڑکی اور اگر اسکا معاملہ اپنی لڑکی لیا تو اس حرکت سے بھی نکالتے ہی مغزول ہو جاوے گا لیکر

ان بیجاں کے مساقات حدیث  
من بیزوجہ امسا معتتہ او بیبتری  
جاریتہ معتتہ وخاف ان یجبر وکلیتہ  
فی تزوجہا او بیبتری النفس علیہا فی الجاریتہ  
ان یقول و فی اشتریتھا لنفسک لک ان  
فی حرمتہ و افاق الزوجیۃ فیتفر ذلک ان  
عند من یصلح التعلیق فیہا کما لک  
و ان تخنیفہ لاملی قول الشافعی  
فاذا اتت ادا الوکلیۃ  
او شیخ زبیر بن عیینہ  
ولا یأثم فیہا تبینہ  
و بین الله فالیسینہ  
ان یغزل لنفسہ  
عن الوکلیۃ  
ملک النفس و معتد علیہا لنفسہ  
کان لک من لا نفس لک

صلو علی سالیبہ



فان تخاف ان لا يجر ذلك  
بان يرتفعه ان خاله  
من غيبه ان لا يجر ذلك  
مولاك

اگر وکیل کو یہ خوف ہو کہ یہ بیل منڈی پر چڑھنے پر اس طرح کہ موکل ایک خفی حاکم کو  
میان مرافعہ کرے گا جس کا مذہب یہ ہے کہ وکیل اپنی آپکو موکل کی غیبت میں لے کر  
کر لینے کا مالک نہیں تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ اس نوڈھی کو ایسی چیز کے عوض  
اپنی لٹی مول لے کہ جس چیز کے عوض میں موکل نے اجازت دی ہو اسکی جنس  
سے نہ ہو تو اسوقت یہ خرید اسکی ہو جائیگی پانچون مثال یہ ہے کہ ایک شخص کا  
دوسرے ذمہ قرض ہو اور فرضواہ نے سفر کرنا چاہا اور یہ ارادہ کیا کہ قرضدار  
کچھ کم کر کے باقی کو ادا فرمائے تو اس سلسلہ میں علما کا اختلاف ہے ابن عباس  
جو جائز فرماتے ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور امام احمد سعید و ترمذی میں مشہور ہے کہ اس  
منع کی ہے اور دوسری روایت جواز کی اور یہی روایت ہمارے شیخ نے اختیار کی ہے  
ابن عبدالبر نے جو امام شافعی سے استذکار میں جواز کی صورت نقل کی ہے تو وہ اسی صورت  
میں ہے کہ یہ معاملہ بدوین طرکی ہو جو مینی قرضدار نے فرضواہ کو کچھ قرض ادا کر دیا اور باقی قرض  
سے فرضواہ نے اسکو بری کر دیا یہاں تک کہ اگر پہلا ادا کر لیا اور معاف کر لیا باقی کو شرط ہی  
کر لی ہو اور پھر اس شرط کی بموجب عمل کیا ہو تو امام شافعی کو نزدیک درست ہو گا اسلئے کہ  
اوند کو مذہب میں شرط موثر وہی ہوتی ہے جو معاملہ کے ساتھ ہو اور امام مالک ہم صورت  
کو نہ شرط کے ساتھ جائز رکھتے ہیں نہ بدون شرط کے تاکہ ذریعہ مسدود ہو سکے

فان تخاف ان لا يجر ذلك  
بان يرتفعه ان خاله  
من غيبه ان لا يجر ذلك  
مولاك

المثال الخامس اراد ان يثيب الدارين الشرفا فارد  
دين مو جيل و اراد ان يثيب الدارين الشرفا فارد  
دين مو جيل و اراد ان يثيب الدارين الشرفا فارد  
دين مو جيل و اراد ان يثيب الدارين الشرفا فارد

ان يرضع عن الغرض الكيفي ويجعل له باقية  
اختلقت في ذلك فاجازها ابن عباس  
ابن عمر وعن احمد و ابن اشعورهما المتنع

والتثنية الجواز وهو اختيار شافعي  
اعمالها كما قال ابن عبد البر في الاستذكار  
عن الشافعي فانما هو جيت جيت في ذلك  
بغير شرط ابل عمل له بعض دينه  
فان شرطه عن الباقي خفي لو كان قبل  
الشرط ذلك

والتجديد ثم فعلا على الشرط  
المتقدم على عند لان الشرط  
المؤثر في من ذهب هو الشرط  
المفارق واما مالكا  
فانه لا يجوز مع الشرط  
ولادون مسال للذبيحة

واحد المانع بان لا يارو العن  
اكاله اكاره في سنن البيهقي  
عن المقداد بن اسود قال سلفه  
رجل ايمانته دينار تنخره جرج  
فبعت بعنه رسول الله  
صلى الله عليه وسلم فقالت له  
عائشه عاتقه واطمئنه و

بجاء السبعين دينار ارحم عطش  
قال نعم فقال كذا قال رسول الله  
صلى الله عليه وسلم فقال واظمئه و  
سنن ضعيف صحيح عن ابن عمر انه يكون  
الدين على رجل الى جبل فيضع عنده  
صاحبه ويحبل له لا يخر فكله ذك  
ابن عمر وفي عنده و  
سال ابن عمر فقال لو جبل على نبي  
فقال لي عجبل له لا ضم عنده  
قال فلهما في عنده وقال نكه امير  
المؤمنين الحسين بن علي بن ابي طالب  
وقال ابو صالح  
عبيد بعثت براء من  
اهل السوق الى  
الى الكوفة فضا عابا

جو لوگ اس صورت سے منع کرتے ہیں وہ اپنی دلیل احادیث اور غرض سے کہتے ہیں احادیث تو یہ ہیں کہ سنن بیہقی میں مقداد بن اسود سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو سو دینار فرض دئیے پھر میرا قرعہ ایک لشکر میں نکلا جسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچا تھا تو میں نے اس شخص سے کہا کہ تو مجکو ابھی تو می دینار دیدے دس دینار تجکو میں چوڑ دوگا اور سنی کہا اچھا پھر اسکا ذکر اس شخص نے من حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے مقداد کا سو دینار کہا یا اور اسکو کہلایا اور اس حدیث کی سند میں ضعف ہے اور ابن عمر سے صحت کو پونچھامی کہ جس صورت میں ایک شخص کا فرض دوسرے کے پاس ہو اور مال والا اس سے کسب قدر کم کر دی اور دوسرا شخص باقی مال و سلو اسبوقت دیدی تو سبساگو حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ وہ جانا اور اس سے منع فرمایا اور ابو منہال سے صحیح روایت ہے کہ اسنی حضرت ابن عمر سے یہ سوال کیا کہ ایک شخص کا میری اوپر فرض ہے اور وہ مجھ سے کہتا ہے کہ تم مجکو ابھی دیدو تو میں تم سے کچھ کم کر دوں گا حضرت ابن عمر نے مجکو اس امر سے منع فرمایا اور فرمایا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر نے مجکو منع فرمایا ہے کہ نقد خیر کو فرض کے بدلے میں بیچیں۔ اور ابو صالح مولی سفاح جنکا نام عبیدہ ہے کہتے ہیں کہ میں نے بازار والو کے ہاتھ گہو کچھ مدت پر بیچ دی پھر میں نے کو فہ کو جانا چاہا ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم

ہم کو کچھ چھوڑ دو تو ہم ابھی نقد حوالہ کریں مگر اس امر کو حضرت زید بن ثابت نے  
 پوچھا آپ نے فرمایا کہ میں تم کو حکم نہیں کرتا کہ اس مال کو کہاوی یا کھلاوی اور  
 کیا ہے اسکو مالک نے موطا میں اور غرض کی جہت سے یہ دلیل ہے کہ جب بعض فرض  
 نقد لیلیا اور باقی کو چھوڑ دیا تو اس سے یہ غرض ہوئی کہ مدت کو اس مال کی عوض  
 جو چھوڑ دیا ہے بچھا لا اور یہ بعینہ سود ہے جیسے مدت کو اس مقدار کی عوض ہے  
 جو قرض پر بڑا دے یعنی جسوقت قرض کی مدت پوری ہو جاوے تو قرضدار سے  
 کہو کہ تو قرض میں باری کر دے میں مہلت میں بڑا دوں گا تو ان دو صورتوں  
 میں کیا فرق ہو خواہ یہ کہو کہ مدت کم کر دی فرض کم کر دوں گا یا یہ کہو کہ مدت بڑا دوں  
 میں قرض زیادہ کر دوں گا زید بن سلم کہتے ہیں کہ جاہلیت کا سود یہ تھا کہ ایک شخص  
 کا حق دوسرے پر ایک کتے کو ہوتا تھا جب اس حق کی مدت پوری ہو جاتی تھی تو غور  
 قرضدار سے کہتا تھا کہ تو میرا حق ادا کرتا ہے یا سود دے گا اگر وہ دیدتا تو لے لیتا ورنہ  
 حق میں زیادہ کر کے مدت بڑا دیتا روایت کیا اسکو امام مالک نے اور اس سود  
 کی حرمت پر اتفاق ہے بلکہ دین اسلام میں اسکی حرمت ظاہر ہے اس معاملہ کو منع کرنے  
 کہتے ہیں کہ مدت کا ناقص کرنا بعوض مال کے کم کرنے کے ایسا ہے جیسا کہ مدت کا بڑا بنا  
 مال کے بڑا بننے کے تو جس طرح دوسری صورت باتفاق سود ہے سب طرح اول ہی سہی

ان اصعب عنہم ونبقتون  
 فسئلت عن ذلك زيد بن  
 ثابت فقال سلامك ان كل  
 هذا ولا توكله رواه مالک  
 في الموطا واما المعنى فانه  
 اذا تعجل البعض اسقط  
 الباقي فقد باع الاجل بال نقد  
 الذي اسقطه وذلك عن الربوا كما توباه

الذي اسقطه  
 الاجل بالنقد الذي زيد بن  
 ثابت فقال زيد بن  
 ثابت في الدين وان يترك  
 في المدة فابى فسرق بن ان يقول حط من  
 الاجل وحط من الدين او يقول زيد بن  
 الاجل

تجارتی کتابیں

کان ربوا بجاہلیتہ ان یمن بالرجل  
 علی الرجل الحق ان یجل فاذ اصل الحق قال  
 لو غفرت لہ غفرہ انقضی  
 والاخذ فی حقہ وان غفر فی الاجل  
 رواہ مالک  
 الربوا ایہ علی غنوی جہل  
 غنویہ معام میں جہل  
 الاسلام فانوا فنقص الجہل  
 فی مقابلہ تنقص العوض زیادہ  
 فی مقابلہ زیادہ فکتمان  
 حد زید بن ثابت ان الاخر

قال البيهقي  
عباس انه كان لا يرى بابا  
ان يقول اجعل لك وضعا  
وهو الذي روى ان النبي  
صلى الله عليه واله وسلم  
صلى الله عليه واله وسلم

من الذين تفجروا  
لما امر بالخروج من مكة  
عليه السلام  
والله وسائر ضوابط  
الحاكمين  
هو على شرط السنن وضعفها

چاہیو اور جو لوگ معاملہ کے جواز کی طرف گئی ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت  
ابن عباس سے صحیح ہوا ہے کہ وہ اس صورت میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتے تھے  
کہ فرزند رکھی کہ میں تجھے نقد ابھی دیدگا اگر تو کم کر دی اور یہی صورت آنحضرت  
علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آپ بنی نضیر کو مدینہ منورہ میں سے نکال دینے کا حکم فرمایا  
تو کچھ لوگ اور نہیں سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے  
بنی نضیر کے نکال دینے کا ارشاد فرمایا ہے اور ان کا فرض لوگوں کی ذمہ ہے کہ ابھی اسکا  
وقت ادا کا نہیں آیا آپ نے فرمایا کہ کچھ کم کر کے نقد اس وقت لیلو ابو عبدالہ حاکم  
کہتے ہیں کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہے میں کہتا ہوں کہ یہ اسناد سنن کی شرط کی ہے جو  
ہے مگر بیہقی نے اس اسناد کو ضعیف کہا ہے اور اس میں معتبر لوگ ہیں الا بیہقی نے مسلم بن  
خالد ربیع کی جہت سے ضعیف کہا ہے حالانکہ وہ شخص معتبر اور فقیہ ہے امام شافعی اس  
سے روایت کرتے ہیں اور اسکی روایت سے حجت کرنے میں اور بیہقی نے معاملہ کا عنوان  
یہ لکھا ہے باب ہے اس شخص کا جسکو اسکی حق سے کٹ دیا جاوے بشرط وقت کی آنی سے اور  
وہ فرض اسکی کم کر دی اور دلو کا دل اس سے راضی ہو اور شاید مراد انکی یہ ہے کہ یہ معاملہ  
نے شرط ہوا ہو کہ اسکی جلد ادا کیا اور اسنی حق کم کر دیا اور اس میں کچھ ممنوع امر نہیں  
اباحت دایہ بھی کہتے ہیں کہ یہ صورت سود کی صورت کے خلاف ہے اسلیں کہ سود کی صورت

ابن بیہقی اسناد ثقاہ وانما ضعفها  
مسلم ابن خالد الربیع و بیہقی  
فقہ روى عنه الشافعي و ابن  
بہ و قال البيهقي باب من قبل  
لا آتت من غير فاضل عن  
طيبه باب انفسهم  
بن هناد وقتان مراده  
بغير شرط طيب هناد  
عجل وهناد وضم هناد  
فمن الغلط والوهناد ابان

والدین و ذلک اضطراراً  
بالغیر و مسئلتنا ترضی  
بذات ذمہ الغیر من الدین  
و کلاً صلاً صلاً بالیوم

تو مدت اور فرض دونوں کی زیادتی کو متضمن ہے جس میں قرضدار کا نرا ضمیمہ اور  
ہمارا مسئلہ اس امر کو متضمن ہے کہ قرضدار کا ذمہ فرض سے پاک ہو جاوے اور مالک  
مال جو مال جلد پاوے تو اس سے فائدہ اٹھاوے اور غرضکہ اس صورت میں دو نو شخصوں کا  
فائدہ ہے اور ضرر کو یہ نہیں بخلاف سود کی صورت کے جس پر اتفاق ہے کہ اس میں بدلہ لیا  
ضرر ہے اور قرض خواہ کا فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ یہ صورت سود کی صورت کے ظاہر و باطن  
میں خلاف ہے اور یہ بھی اوٹھا قول ہے کہ مدت کی عوض میں سود بڑا دینا ایک بڑی  
ضرر کا ذریعہ ہے کہ ایک دم ہوتے ہو تو ہزاروں ہو جاوے گی قرضدار کا ذمہ بیفائدہ ہنسنا  
رہیگا اور کم کرنے اور جلد لینی کی صورت میں قرضدار کا تو ذمہ پاک ہوتا ہے اور قرض خواہ  
جلد مال لیکر فائدہ اٹھاتا ہے اور نیز شارح کو دین سے ذمہ لگو بری ہونے کی طرف نظر  
ہے اور قرضدار بدلہ لے کر نام اس پر کہا ہے تو اس کے ذمہ کے پاک کر نہیں اسکو  
قید سے چھوڑنا ہے اور یہ امر ضد ہے اسکو ذمہ کو زیادتی میں مشغول کر دینا کا۔  
چہٹی مثال یہ ہے کہ بری کر نیکو شرط سے معلق کرنا درست ہے اور اسکو امام احمد  
نے کیا ہے اور ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ درست نہیں مثلاً جب کہا کہ اگر میں مرجاؤں  
تو جو مال میرا تیری ذمہ ہے اس سے تو بری ہے تو اگر برت کو خود اپنی منہ پر معلق کر  
تو درست ہو گا اسلئے کہ یہ صورت وصیت کی ہے اور اگر یہ کہیگا کہ تو مرجاؤ تو بری ہے

من غیر ضرر بخلاف الاطلاق  
علیہ فان ضررہ لا یحق بالبدن من نفعہ  
مختص بحرب الدین و ہذا الی اصلوہ و ہذا  
قالوا لان مقابلہ الاجل بالزیادۃ فی الزادۃ  
الی اعظم الضرر ہوان یصدر الدین ہم الواحد

و فیما توفقتہ ففتحت غلال الذمہ بغیر فائزہ و ہذا  
قالوا و السار علیہ تطعم الخیر الذمہ من اللین و ینفع ذلک بالیوم  
و یستحق الغیر للبدن سبب فی جماعۃ ذمہ  
تخلیص الامم من الامم و ہذا  
تتفاحا بالزیادۃ المثال السادس  
بجوز تعلیق الاجراء بالتمطر  
و یصح و فعلاً الامام احمد  
وقال اصحابنا لا یصح قالوا  
فان اذ ان فی حرج  
من مالی علیہ فان یعلق  
ذلک ہون نفسه صحیحاً و وجہہ

بہ  
تعلیق  
بہ



من مرفعی هذا فقد وصفت  
 فقال بكذا انما ليك  
 معاف بالمشاوك ذلك  
 الصلحة صحفة تعلیق الفصح  
 بالشرط نص عليه في رواية  
 الميموني في تعلیقها بالمشا  
 وسائر التعلیق في معناه و  
 لا فرق بين التعلیق بالمشا و  
 وقال لا يصح تعلیقها بالمشا و  
 تعلیقها بالمشا وغیرہ و  
 ولا يعرف عن احمد بن علي  
 و الصلحة قول القاضي و  
 اعلم

مر جاؤن تو فلان شخص کو اترا تو مال کی وصیت کرتا ہوں تو یہ صورت مالک  
 کر دینا ہی جو موت و اہستہ ہی اور اسوجہ سے صحیح ہے کہ وقف کا معلق کرنا شرط ہے در  
 سے میمونی کی روایت میں وقف کے معلق کرنیکی موت پر تصریح کی گئی ہے اور تمام  
 تعلیقن اسکے منونین میں ہرگز کچھ فرق نہیں اور اسلیو ابو الخطاب نے سب  
 تعلیقوں کا عام قاعدہ کیا ہے اور کہا ہے کہ وقف کا معلق کرنا موت پر درست نہیں اور  
 بہتر یہ ہے کہ نص کو عام کیا جاوے اور کہا جاوے کہ وقف کی تعلیق موت وغیرہ پر در  
 سے اور یہ ایکوجہ ہے امام احمد کے مذہب میں کی دو وجہوں میں تواریہی مذہب  
 مالک کا ہے اور امام احمد سے تصریح اسکی درست نہونکی معلوم نہیں ہوتی بلکہ درست  
 نہوناقول قاضی اور اسکی ساتھ کیا ہے اور مسئلہ میں ایک تیسری صورت ہے کہ اس معلق  
 کرنا موت کی شرط پر درست ہے نہ اسکی سوا اور کسی شرط پر اور یہی اختیار کیا ہے شیخ  
 موفق الدین نے اور فرق یہ بیان کیا ہے کہ وقف کو موت پر معلق کرنا وصیت ہے اور  
 وصیت میں گنجائش نسبت زندگی کے تصرف کی زیادہ ہے اسوجہ سے کہ وصیت مجہول  
 اور معدوم اور حمل کی بھی ہو کرتی ہے اور صحیح ہے کہ وقف کی تعلیق مطلقا درست ہے  
 اور اگر موت پر اسکو معلق کرنا وصیت ہوتا تو چاہے تھا کہ وارث پر متمنع ہوتا جیسے  
 وصیت اسکی حق میں نہیں ہو سکتی اور اس میں کچھ خلاف نہیں کہ وقف کا معلق کرنا شر

لا فرق بين التعلیق بالمشا و  
 وقال لا يصح تعلیقها بالمشا و  
 تعلیقها بالمشا وغیرہ و  
 ولا يعرف عن احمد بن علي  
 و الصلحة قول القاضي و  
 اعلم

بشرط الموت

بشرط الموت و جازة الثالث انه يصح تعلیقها  
 و هو اختيار كبار الشیخ موفق الدین و  
 فرق بان تعلیقها بالمشا و وصیت مجہول  
 و الوصیة اوسع من التصرف فی  
 المجهول و العکس و  
 بالمشا و الصلحة  
 و الحسن و الحسن  
 مطلقا و الوصیة  
 تعلیقها بالمشا و الوصیة  
 لا تتم علی الوارث و لا علی  
 انہ يصح تعلیقها بالمشا





اولا شئ لی علیہ عن قلبی  
زینا اوکل دعوی دے پرا علیہ

سبب کن افعی دعوی علیہ  
امثال التباہ اذا زواج  
ابتہا بعبد فان حضر التوا

مخاف ان توث بسنا جز ذنیف  
فالتکاح فالتکاح ان بیع العبد من جنبی

فبیع من وان توثک من ذنیف  
سائر ذنیف فاذا توثک من جنبی

حق نہیں بازید کے آنے پر میرا ساؤمہ کہہ نہیں یا فلان مہنی کے بعد بازید کے آنے  
پر جو دعوی میں اوپر فلان سب سے کر دے وہ جو ماد دعوی ساؤن مثال میں ہے کہ جب  
اپنی دختر کا نکاح اپنی غلام سے کرے پھر او سکوموت آدمی تو ڈرے کہ اگر یہ لڑکی اس  
غلام کو کسی حصہ کی مالک ہو جاوے گی تو نکاح ٹوٹ جاوے گا تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ غلام کو کسی  
اجنبی کے ہاتھ بیچے اور اسکا دام یا او سکوموت باقی رکھے تو ان دنوں کا حال او سکوموت  
فرض نکاح سا ہوگا یعنی اگر او سکوموت اس قیمت میں کسی حصہ کی وارث ہوگی تو نکاح  
نہ ٹوٹے گا اور اگر نکاح کرنے سے پہلے ہی غلام کو دوسرے ہاتھ بیچے پھر اس سے اپنی لڑکی  
کا نکاح کرے تب بھی نکاح ٹوٹے گا مگر اسکا اور اسکا اگر اپنی نوڈمی کا نکاح اپنے  
بیٹی سے کرے اور ڈرے کہ مرنے پر لڑکا اپنی زوجہ کا مالک ہو جاوے گا تو نکاح جاتا رہے گا تو  
اس نوڈمی کو جنبی کے ہاتھ بیچے پھر اس سے اپنی لڑکی کا نکاح کرے یا عقد نکاح کو بعد بیع  
کرے تو بیٹن مثال میں ہے کہ مثلا زید پر عمرو کا فرض ہے زید او سکوموت پر لڑکا کرے یا کہ اس سے لڑکا  
اب عمرو کو خوف ہو کہ کہیں لڑکا کو پاس مال جاتا ہے اور اس سے لڑکا کو بیچنے کے لڑکا چاہے تو  
حیلہ یہ کہ زید سے کہے کہ تو میرا مال کا حوالہ دے کہ بلکہ لڑکا کو لے کر دے اور میں جو کہ اس سے  
وصول کروں گا او سکوموت اپنے ذمہ فرض کروں گا۔ اس مذہب سے وہ نو فرض کو ایک دوسرے سے بچا  
ہو جانے سے وہ نو شخص بری ہو جاوے گا لڑکا اگر لڑکا ہو تو بیٹے زید کو خوف ہو کہ

فالتکاح فالتکاح ان بیع العبد من جنبی  
فبیع من وان توثک من ذنیف  
سائر ذنیف فاذا توثک من جنبی  
تکاح وان باع العبد من جنبی  
فالتکاح فالتکاح ان بیع العبد من جنبی

فالتکاح فالتکاح ان بیع العبد من جنبی  
فبیع من وان توثک من ذنیف  
سائر ذنیف فاذا توثک من جنبی  
تکاح وان باع العبد من جنبی  
فالتکاح فالتکاح ان بیع العبد من جنبی

فالتکاح فالتکاح ان بیع العبد من جنبی  
فبیع من وان توثک من ذنیف  
سائر ذنیف فاذا توثک من جنبی  
تکاح وان باع العبد من جنبی  
فالتکاح فالتکاح ان بیع العبد من جنبی

ان عیال و الاموال بجاؤں  
ان کو قبل اقتراضہ  
و برجم علیہ بالذین  
فلمکملہ لہ ان یقول للرجل  
علیہ و ارضمن عنی عن  
الذین لکن اقبضہ فیضہ  
فیضمنہ فاذا اقبضہ  
نفسہ التثانی التاسع  
وین علی حد فہنہ بہ  
ان یموت العبد فینا لہ  
ویری سفقہ اللذین  
ان یشترى العبد منہ

کہ بباد ا مال وکیل یعنی عمرو کے ہاتھ میں آکر پشتر اس سو کہ وہ اپنی ذمہ فرض  
کر لے تلف ہو جاوے تو وہ پہر مجھ سے اپنا قرض مانگیگا تو اسکی لمی یہ تدبیر ہے کہ  
وہ مال علیہ یعنی بکر سے کہی کہ تو میرے فرض سے میرے ذمہ کو فرض کا اس طالب کیو طو من  
ہو جاوے اگر ضامن ہو جاوے گا تو پہر جو کچھ عمر و اس سے وصول کرے گا وہ اپنی ذمہ  
قبض کرے گا اور تلف ہو نیکی صورت میں اوسکا نقصان ہو گا نہ زید کا توین مثال  
ہی کہ اگر کسی شخص کا فرض دوسرے کی ذمہ ہو اور دوسرا شخص قرض کی عوض میں اپنا  
غلام اسکی پاس گرور کہدی اور وہ ڈری کہ ایسا نہو کہ یہ غلام مر جاوے تو  
قرضدار ایسے حاکم کے یہاں نالش کرے جس کے نزدیک گر و چیز کے جانے رہتی  
قرض جاتا رہتا ہی تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ قرضدار ہی غلام نہ کر اپنی فرض کے عوض  
مول لے اور غلام کو قبضہ نہ کرے قرضدار ہی کے پاس ہی رہی ہر اگر وہ قرض  
ادا کر دی تو غلام کی بیع توڑ دی اور اگر وہ فرض نہ دی تو اس سے غلام مطالبہ کرے  
کہ میری چیز مجھ سے ادا کر غلام جاتا رہی تو بائع کے مال سے جاوے گا اور شتری اپنا  
دام جو اصل قرض تھا اس سے واپس لے گا دسویں مثال یہ ہے کہ خون اسبانت کا  
ہو کہ اگر رہن دوسرے کا حق نکلیگا تو رہن نامہ نکھا ہو جاوے گا تو حیلہ یہ ہی کہ جس شخص  
کے استحقاق کا خون ہو اسکو ضامن کر لے کہ اگر دوسرے کا حق نکلیگا تو وہین دے گا

ان یشترى العبد منہ  
ویری سفقہ اللذین  
ان یشترى العبد منہ  
ویری سفقہ اللذین  
ان یشترى العبد منہ  
ویری سفقہ اللذین

حلولی شامین

وان تلف العبد فان وقفہ دینہ اقالہ و اقبضہ  
وان تلف العبد فان وقفہ دینہ اقالہ و اقبضہ  
وان تلف العبد فان وقفہ دینہ اقالہ و اقبضہ  
وان تلف العبد فان وقفہ دینہ اقالہ و اقبضہ

ان عیال و الاموال بجاؤں  
ان کو قبل اقتراضہ  
و برجم علیہ بالذین  
فلمکملہ لہ ان یقول للرجل  
علیہ و ارضمن عنی عن  
الذین لکن اقبضہ فیضہ  
فیضمنہ فاذا اقبضہ  
نفسہ التثانی التاسع  
وین علی حد فہنہ بہ  
ان یموت العبد فینا لہ  
ویری سفقہ اللذین  
ان یشترى العبد منہ

او نہیں علیہ و انہ لا حق  
زہ فہو و متی ادعی جہتقا  
فادعی او باطل المثال الخادی

عشر اذا كان له على رجل  
ما ندينه بنار خمس من ثمنها  
بوثيقه من خمس ثمنها

و وثيقه و خاف ان يجلس  
فلا وثيقه فثوبه فالحيلة ان يجلس  
على ما يقبض المال الذي بالوثيقه و يثوبه

یا رہن نامہ پر ادسکی گواہی کر لے کہ میرا اسمین کچھ حق نہیں اور جب ادسہن کسی  
حق کا دعویٰ کروں تو وہ دعویٰ جھوٹا ہوگا گیا رہن میں مثال یہ ہے کہ جب ایک شخص  
کے دوسرے پر سو دینار ہون چچاس تو تمسک کی بنا پر اور چچاس بدون دستاویز  
کے اور ڈری کہ کہیں ان چچاس کا انکار نہ کر بیٹھو جنکی دستاویز نہیں تو اسکا جہم یہ ہے  
کہ ایک مسافر شخص کو تمسکی مال کے لینے کے لئے وکیل کرے اور ادسکی دکالت پر علامت  
گواہی کر دے اور پھر ادس گواہ اس بات پر کر دے کہ میں نے وکیل کو دکالت سے معزول  
کیا ہے وہ وکیل اس قرضدار سے وہ چچاس دینار مانگو اور اپنی دکالت کی گواہی سے  
دکالت ثابت کر دے اور جب چچاس دینار لیسے تو مالک کو حوالہ کر کے چلے ہی ہر مالک  
اس قرضدار سے ادس نہیں چچاس کا مطالبہ کرے اگر وہ جواب دے کہ میں یہ دینار اس کے  
وکیل کو دیکھا ہوں تو مدعی گواہ گزارنے کے میں ادس کو لینے سے پیشتر دکالت سے  
معزول کر چکا ہوں اس صورت میں حاکم مدعا علیہ پر مال لازم کرے گا اور کہے گا کہ تو نے  
جسکو چچاس دینار دے دی ہیں اپنی ادس سے جا کر وصول کر لیکن اگر قرضدار ہوشیار ہو  
تو وکیل کو اسی جیسے معاملہ کے ڈر سے کچھ ندمی اور کہے کہ میں تجھ کو بدن موکل کے  
سامنے ہونے اور نیرمی دکالت کے اقرار کرنے کے کچھ دوں گا تو پھر یہ جیلہ بیکار  
ہو جاوے گا بارہن میں مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو مجھ سے

عنه و كالتا فانها و وثيقه من ثمنها  
على عين لو كالتا ثم يطالبه لو قبض المطلقا بانك  
عنه و وثيقه من ثمنها و كالتا فاذا قبض المخلص  
المال و وثيقه من ثمنها

خبر کی تائید

لمسئق هذو الممسئق فان قال ادفعنا  
من و كالتا عن الممسئق فان قال ادفعنا  
فان عنده عن الوكاله قبيل القبض فانه  
المعام بالمال و يقول له انبع العارض فانه  
مالك منه فان كان الغنم خيرا  
مبدع الى الوكيلين و يثوبه بنار  
هذو و يقول لا افارده  
الا بجزءة الوكل و افارده  
انك و كالتا من ثمنها  
هذو الممسئق المثال الثاني  
اذ قال لامرأة ان سألني



ان چھکے ہو فقال ان  
جبت علی فعدبتا نج  
بھار و ما لب صدق  
عن المساکین  
لم یلک القاضی ان یجبر  
علیک و یعدک لک لانه  
انما یجبر علیک و صبیانہ

روک نہ ہو تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ حاکم سے یون کہی کہ اگر تم مجھ پر روک کر دو گے تو میری  
غلام آزاد ہیں اور میرا مال مساکین پر خیرات ہی اس صورت میں قاضی اور سپردگار نہ کر سکیگا  
اسلئے کہ قاضی جو اس سپرد مال کی روک کر تا ہے تو صرف اسکو مال کی حفاظت کو لئو ہوتی  
ھے اور صورت مذکورہ میں روکنا مال کا برباد کرنا ہی تو جو بات روکنی ہی مفسد ہوا  
کرتی ھے وہ نہ روکنی حاصل ہوگی پندرہویں مثال یہ ہے کہ باوجود انکار کے  
صلح کرنا ہمارے نزدیک اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک درست ہے مثلاً ایک  
شخص نے کسی پر کسی چیز کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اسکا انکار کر دیا پھر مدعی سے  
تہڑی سہی چیز پر صلح کی تو یہ صلح درست ہے اور امام شافعی اس صلح کو درست نہیں فرما  
تے تاکہ دلیل یہ ہے کہ جب عیلم نزدیک کو مدعی چیز مدعا علیہ پر ثابت نہیں ہوئی تو پھر کونسی  
سہی چیز پر صلح کرنا ہو اسکو مدعا علیہ سے لیتا ہے بخلاف اقرار پر صلح کرنا کہ جب مدعا علیہ مدعی کو دین کا یا  
کسی چیز کا اپنی ذمہ قرار کر لیا پھر اس کی تصدیق پر صلح کی تو اس میں ہوا کہ بقبیہ کو مدعی یا اسکو سہی  
یا سمان کر دیا اور سب لوگ جو صلح مذکور کو درست کہتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اس صلح کی صحت پر کتابا  
سنت اور قیاس دلالت کرتے ہیں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو درمیان میں میل کرنے کی طرف  
بلا یا ہے اور خبر دی کہ ان صلح خیر اور فرمایا یا ایہا المسلمون اخوة فاصلحوا بین انہم لکم اور  
اصحیح و بھیر و  
اسخفرت صلوات اللہ علیہم اجمعین و فرمایا کہ صلح کرنی مسلمانوں کے درمیان میں درست ہے

کما کہ وقف المجبور علیہ لا یجوز الا بطل المثال  
فہو یصح علی مقصود المبتدئ عندنا وعند ابن حنیبلہ  
عشر یصلح الصلح علی الایثار عندنا وعند ابن حنیبلہ  
وقال ابوفاذا ادعی علیک شیئاً فانکرہ ثم صلح علیک  
والا فجاز واذا شافعی لا یجوز لانه لم ینبت عندنا  
انما ینبت  
او العین فصلح علی البعض  
قد وھب لہ البعض  
منہ و البعض یقولون قد دل کتاب  
والشئہ و القیاس علی  
ھذا الصلح فان اللہ تعالیٰ و انجبر  
ان الاصلح بین الناس  
ان الصلح خیر و قال النبی  
ان الصلح خیر من الجور  
اصحیح فاصلحوا  
وقال النبی صلح اللہ علیہم  
الصلح بین المسلمین جائز

ببین و اقامۃ البینۃ و توابعہ  
 المدعی علیہ یقضی مطالبہ  
 حلالاً و اما القیاس فان  
 البیضاء حلالاً و اذی  
 ذلک یبقی من ممالک  
 بینه لیسبب فی ذلک  
 مدعی و لو از ما فی ذلک  
 غرض صحیح و غایبہ ما یقتضی ان یکن  
 البیضاء حلالاً و غایبہ ما یقتضی ان یکن  
 المدعی علیہ یقضی مطالبہ  
 البیضاء حلالاً و غایبہ ما یقتضی ان یکن  
 المدعی علیہ یقضی مطالبہ

مگر وہ صلح کہ حلال کرے کسی حرام کو یا حرام کرے کسی حلال کو اور قیاس یہ ہے کہ مدعا  
 اپنا تھوڑا سا مال اس بات کی عوض میں دیتا ہے کہ مجھے کسی قسم کا مطالبہ نہ ہو اور گواہ غیر  
 لوازم نہ قائم کرنے پرین اسکے بدلہ میں کچھ دیکر دعوی سے چھوڑ جائے تو یہ بات  
 ایک غرض صحیح ہی غایت یہ ہے کہ مدعی چھوٹا ہوتا ہے مدعا علیہ اس امر سے چھوٹا ہے  
 کہ مدعی اسکو قسم دلا دی اور مدعا علیہ قسم سے انکار کرے تب اسی انکار کے سبب  
 اس پر دعوی ثابت ہو جاوے یا قسم نہ مانی جاوے اور مدعی کا دعوی دینا پڑے۔  
 بلکہ جوئی کے نزدیک صلح انکار ہی پر درست ہے اقرار پر صحیح نہیں یہ کہتے ہیں کہ قرآن  
 کی صورت میں حق کا ٹوٹنا اور ناقص کرنا لازم آتا ہے غرض کہ جب کسی سے انکار کے ساتھ  
 صلح کرے اور اس بات کا خوف ہو کہ کہیں دوسرا شخص اس پر حاکم کے یہاں مقدمہ پیش  
 نہ کرے جو اس صلح کو باطل کر دے تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ انکار کر نیوالے سے ایک شخص  
 اجنبی صلح کرے اور وہ اجنبی مدعی کے لئے اسکو دعوی کا اقرار کرے پھر اس دعوی  
 سے کسی قدر مال پر صلح کرے اور اس امر میں حاجت مدعا علیہ کی اجازت اور اس  
 اجنبی کو وکیل کرنیکی نہیں بشرطیکہ دعوی کی چیز فرض ہو یعنی روپیہ پیسہ سونے  
 کہ وہ اجنبی یہ کہے گا کہ اگر مدعی چھوٹا ہے تو میں مدعا علیہ کو اس دعوی سے چھوڑاتا ہوں  
 اور یہ چھوڑانا بمنزلہ قید ہی چھوڑانیکے ہے اور اگر وہ سچا تو میں مدعا علیہ کی طرف سے

ببین و اقامۃ البینۃ و توابعہ  
 المدعی علیہ یقضی مطالبہ  
 حلالاً و اما القیاس فان  
 البیضاء حلالاً و اذی  
 ذلک یبقی من ممالک  
 بینه لیسبب فی ذلک  
 مدعی و لو از ما فی ذلک  
 غرض صحیح و غایبہ ما یقتضی ان یکن  
 البیضاء حلالاً و غایبہ ما یقتضی ان یکن  
 المدعی علیہ یقضی مطالبہ  
 البیضاء حلالاً و غایبہ ما یقتضی ان یکن  
 المدعی علیہ یقضی مطالبہ

صلح کی مثالیں

من دعواہ علی مال ولا یقتضی ان ذلک المدعی علیہ  
 ولا وکے کان المدعی دینا لہ  
 بقول انکان کاذباً  
 فقد استنقذتہ عنہ  
 المدعی و ذلک بمنزلہ  
 فکاک الاسیر وان کان  
 مباد فافقد قضیت عنہ

بعض دینہ و اجراء اللہ علی من یاقبہ و ذلک لا یفتقد  
بل اذناہ و انکان اللہ علی عبنا لیمحی عننا الذنوب  
و کما لینی المسکت  
لانہ یقول قل انشئت  
لو هذنا العین اللداعی  
بعض دینہ و اجراء اللہ علی من یاقبہ و ذلک لا یفتقد

بعض قرض اور کیا اور باقی سے اسکو مدعی نے بری کر دیا اور اس بات میں حاجت مدعا علیہ کی اجازت کی نہیں اور اگر دعویٰ سے معین کا ہے تو درست نہیں جب تک کہ اجنبی بیہ نہ کہی کہ مجھ کو منکر نے وکیل کیا ہے اسلیٰ کہ وہ یہ کہیگا کہ میں نے اس شخص کو اس مال کے بدلہ میں جس پر تجھ سے صلح کرتا ہوں منکر کی واسطے مولیٰ ہے یا اجنبی خود اپنی واسطے صلح کر گیا تو ایسا ہوگا کہ گویا چینی ہوئی چیز کو خریدتا ہے پس اگر مدعی اس چیز کا اقرار اسکو لہو باطن میں کرے تو خود مدعا علیہ ٹھہرتا ہے اور اگر اقرار نہیں کرتا تو اسکو گنجائش نہیں کہ مدعا علیہ سے اسکو بائیں جھگڑو اور ظاہر میں اسکو کہنے سے صلح کی درستی کا حیلہ ہو جاوے گا سو کہیں نشان ہے کہ فرد و برسی کہانے کپڑی پر تخت یعنی اور جانور سے گھاس کھلانے کی عوض کام لینا اور دایہ دو دپلائی سے روٹی کپڑے پر دو دپلوانا ہمارے نزدیک درست ہے اور یہی مذہب امام مالک ہے کاہی امام شافعی نے اس میں خلاف کیا ہے اور امام عظیم سے اسکو صرف دایہ میں جائز فرماتے ہیں اور وہ نہیں ہیں پس اگر کوئی شخص اس سبب حلیٰ اجرت کا معاملہ کرے اور دے کہ کہیں ایسے حاکم کے بیان مقدمہ پیش ہو جو اس معاملہ کو باطل سمجھتا ہے تو حاکم معمولی اجرت مجہ سے دلاوے گا تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ فرد کو ایک معین نقدی کے عوضین نوکر کہ جسکی مقدار کہانے اور کپڑی کی برابر ہو پہرا سنا

بالمال الذی اصحابک علیہ و اوف  
بما لکم الا جنبی لنفسہ فیکون بمنزلة  
من الاعیان المخصوفین فان اعترف  
بما لاصحابک المخصوفین وان لم یعترف  
بما لاصحابک المخصوفین ان یخامم فبالکس علیہ

عندنا والایاتہ بعلمنا والظن الضعف  
و ہون ذہب مالک خلاف الشافعی و یقول  
عندنا والایاتہ بعلمنا والظن الضعف  
عندنا والایاتہ بعلمنا والظن الضعف  
عندنا والایاتہ بعلمنا والظن الضعف

عقد الاجان و خوف  
الرافعہ ان حکم  
بدری بطارنھا فی ذلک بل یفتقد  
المنزل فالجایز ان یستأجر  
بمقدار معلوم بل یفتقد  
الطعام و انکسفی تم یفتقد

بمذہب شافعی

عاجب و ان و کله فی انفاق

ذات علی غنسه و کسونه

و کذا فی الذیة المثال

السابع عشر اذا وصی لی

رجل فحاق ان لا یقبل

گواہ لوگوں کو کہہ دے کہ اس نوکر نے اپنی خواہ کو اپنی کہا نے اور کچھ میں ہرگز نیکے  
باب میں جگہ وکیل کیا ہے اور یہی حال جا نور کے باہمیں ہی شرمین مثال یہ ہے کہ جب سبکو  
وصیت کی اور خوف ہو کہ وہ قبول نہیں کرے گا اور یہ کہا کہ اگر وہ مانے تو فلان شخص  
وصی ہے تو یہ کہنا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درست ہے اسلی کہ اپنے امارت کو شرط  
پر معلق فرمایا تھا تو وصیت کا معلق کرنا بطریق اولیٰ درست ہوا کیونکہ آدمی جس قدر امارت  
سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ وصیت کے فائدہ کی نسبت کمزائد ہے اور بعض فقہاء اسکو باطل  
کہتے ہیں تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ مریض گواہ کر دے کہ وہ دو شخص سے وصی میں اس  
صورت میں اگر ایک قبول کرے گا اور دوسرا کر لے گا تو جو قبول کرے گا وہی صرف وصی ہوگا اور  
اگر دو تو قبول کر لیں گے تو ان میں سے ہر ایک کو تنہا صرف پہنچ سکتا ہے اسلی کہ وصیت  
کرنا الا ان دونوں میں سے ہر ایک کی تصرف پر راضی تھا یہ قول قاضی کا ہے پس اگر مریض کو  
خوف ہو کہ جس شخص کے نزدیک ان میں سے ایک کا تصرف درست نہیں وہ اکیلے کو تصرف  
نکرنے دے گا اور کہیگا کہ مریض نے تو ان دو کو شریک کیا ہے اور دو کو بجای ایک کے  
فرار دیا ہے تو حیلہ جائز ہو گیا ہے کہ مریض یہ کہے کہ میں ان دو کو اکٹھا بھی وصیت  
کرنا ہوں اور جدا جدا بھی وصی کرنا ہوں اٹھارہویں مثال یہ ہے کہ جس صورت میں  
وصی یتیم کے مال میں تصرف کرنا ہے اور خرید و فروخت اور اس پر نفقہ کرنا ہے تو

فقال ان لم یقبل فقل ان لا یقبل  
ذات ابن سنیہ و رسی اللہ صلی اللہ  
بالشرط منتقلین الوصیۃ او لکنہ  
سینفید بالامارتہ انک تو ما یستفی  
بالوصیۃ و بعض الفقہاء یبطل الخ  
فالمیۃ ان یشہد المرغب انہا وصیۃ  
فان لو یقبل احدھا و قبل الاخر فان  
قبل منضمًا و وصی و صحابہ فان  
منضمًا ان یتفق بالتصرف لکنہ  
بصرف کل منضمًا فانما لھا تصرف  
ان یتفق کل منضمًا لای بری افراد  
و یقول قد شکر بیہما و صحابہ  
بمزلہ و وصی واحد فان لیمینا  
فی البجی از ان یفعل او یثبت  
والا یفعل الا بجماع  
عشر اذا تصرف الوصی و کما  
و اشترى و انفق علی الیتیم

صیون شامین



حاکم کو پونچتا ہے کہ وصی سے حساب لیومی اور اسکے معاملات کی وجہیں پوچھی  
 اور وصی کا امانت دار ہونا حاکم کے حساب کتاب لینے کا مانع نہیں ہے کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عالموں سے حساب لیا ہی چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن اُتبیہ کے کو خیرات پر بھیجا اور جب وہ آیا تو اس سے  
 حساب لیا آپس اگر وصی اس حساب سے چھوٹا چاہے تو حیلہ یہ ہے کہ اپنی سوا کسی اور کو  
 مقرر کر دی جو ترکہ کی خرید و فروخت اور فرضہ کا وصول کرنا اور خرچ کرنا کیا کرے  
 اور اپنی آپ کسی چیز کے وصول ہونیکا اور اس شخص کو گواہ نہ بنی پس اگر وہ شخص تصرف  
 اچھی طرح کرے گا اور حق طور پر کرتا ہوگا تو شکوہ درست ہے کہ اپنی قسم میں تاویل کرے  
 کہ میں نے نہ قبضہ مال کا کیا نہ وکیل کیا اور اگر ظالم ہوگا تو تاویل اسکی کچھ کام نہ آدگی  
 انیسویں مثال یہ ہے کہ ضامن ہو جانا کسی طرف سے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ فرضاً و  
 کو بری نہیں کرنا اور ایک وایت میں یہ کہ جسکی طرف سے ضمانت ہوتی ہے اگر  
 وہ مردہ ہو تو اس کا ذمہ برمی ہو جاتا ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ  
 کا ہے اور اس میں یہ قول ہے کہ ضامن ہونا ایسی طرح کہ جسکی طرف سے ضمانت  
 کی ہے اور سکا پلہ پاک ہو اور سکا حیلہ یہ ہے کہ ضامن یوں کہے کہ میں اس  
 کے فرض کا ضامن نہیں ہوتا ہوں مگر اس شرط سے کہ تو فرضدار کو بری کر دے

فلما علم ان جاستبہ و وجہ ذلک  
 و اجتمعوا من جاستبہ  
 کف آمنافان المنبر  
 اللہ علیہ و آلہ و سلم  
 حاسب عالمہ و سلم  
 البخاری انہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم  
 حاسب عالمہ و سلم

والہ وسلم بغت ابن النبی فاذا اراد الوصی  
 الصلح فالحیلة ان یجعل غیره یوالی یتول  
 التخاصم فی الذم و فیض الذمین و الاتفاق و لا یخیر علی  
 یتول الذم و فیض الذمین و الاتفاق و لا یخیر علی

بہرہ

انہما فیض و کلوا کل ما یفیعہ تاویل المثال التامیع  
 ظالم المینفعہ تاویل المثال التامیع  
 عشر الضمان لابن ابی ذر  
 کان المضمون عنہ او یثاقون رواہ ابی ذر  
 ذمہ المضمون عنہ او یثاقون رواہ ابی ذر  
 ابن حنیفہ و فیض الذم  
 ابن حنیفہ و فیض الذم  
 ابن حنیفہ و فیض الذم  
 ابن حنیفہ و فیض الذم

ابن حنیفہ و فیض الذم  
 ابن حنیفہ و فیض الذم  
 ابن حنیفہ و فیض الذم  
 ابن حنیفہ و فیض الذم



وینتہ و سندیب ہمتینہ لکنالک  
الحادی والعشرون بیچ

و نحو ما قاله تعلق للبتیا

بعضاً او بدل ایضاً سمانہ

والعطف علیہ ہذا مان

ممالک

واختارہ شیخنا

اور نیت اور قسم کے سبب کا اعتبار کرتے ہیں کیسوں میں مثال یہ ہے کہ کرایہ لینا  
 کا ہو اور بکری وغیرہ کا مدت معین تک دودھ کے لئے گھاس دانہ کے عوض یا معین  
 داموں کے عوض کہ گھاس اس دوسکے ذمہ رہی درست ہے یہ نہ بہ امام مالک کا ہے اور  
 اسکو ہمارے شیخ نے اختیار کیا ہے اور وہی صحیح ہے اسلئے کہ اسکی طرف حاجت ہوا  
 کرتی ہے اور مثل دایہ دودھ پلائی کے ہے اور اسوجہ سے کہ دودھ اگرچہ ایک عین یعنی  
 چیز ہے مگر باہن لحاظ کہ تھوڑا اب ہوا اور تھوڑا بعد کو ہوا مثل منافع کے ہے اور  
 زمین کے اجارہ کی طرح ہے کیونکہ اس میں بھی گھاس اور کانا پیدا ہوتا ہے اور ایک وجہ  
 یہ ہے کہ دودھ گھاس اور خدمت سے ایسا حاصل ہوتا ہے جیسے کہ مٹی سے بیج اور خدمت  
 سے ہوتی ہے دونوں میں کچھ فرق نہیں کیونکہ گھاس سے دودھ ایسا ہی پیدا ہوتا  
 ہے جیسے بیج سے کہ مٹی اور یہ بیج ترقی اس میں ہے اور نیز جانور کا وقف کرنا درست ہے  
 کہ جب وقف کرے وہ اسکو دودھ کے نفع لے اور وقف کرے تو الیکاحق وقف چیز کے  
 نفع ہی میں ہوتا ہے اسکی ذات قائم رہتی ہے اور یہی جانور دوسرے شخص کو ایک مدت  
 معین تک دودھ کیواسطہ ویدالنا جائز ہے اسطرح کہ وہ ملک دینوالیکی رہی تو  
 جانور کا ویدالنا ایسا ہوگا جیسا جانور کو مانگا دینا اور مانگا دینے سے ہی کامیاب کرنا ہوتا ہے تو چونکہ دودھ  
 وقف اور عاریت میں قائم تمام نفع کے ہوتا ہے اجارہ میں بھی اوسے کے جگہ ہوا

وہو اصحیح لان اللابن وان كان غنبا كاللبن  
 كالظائر ولان اللابن وان كان غنبا كاللبن  
 في حنونة شيئاً بعد شيء وكابجارة الاسبغ  
 كما نسبت قريشاً بين الكلاء والشع ولان اللابن  
 يصح ان يعطى بالوقف والوقف بالوقف والوقف بالوقف

بہاوی شامی

كقولك الحقول فان تولد اللابن من العطف  
 الغنيس وايضا فان يبي من اللابن فله من العطف  
 الوقف والوقف بلبن او حق الوقف ان يفتقر فبنتف  
 في منفعة الوقف مع بقا عينه او مع كونه  
 يبي ان يبي غيره من الوقف والوقف

لما جعل لبنا وحيداً  
 امانتاً والعارية بالحق  
 فانما كان اللابن بغير  
 حري المنفعة والوقف والعارية  
 حري بغير العاقبة لاجازة

وقد قال الله سبحانه فان  
ارضعن لکم ما ارضعن  
ابنهم من لبنهن  
المضعوه اجراء لولیسهم  
منها وایضا فی بعض ان لبن  
بزرگ است و معنی جمله  
یعنی و التامیم علی جملة  
فان یمن استیجار الشاة لللبان  
یماصل بعلفها و القیام علیها اولی  
و ایضا فانها یعنی ان یسئنا جیره  
یعنی فی السماء لاجل جیره  
بالجواز لانه تعلی بالعرف و هو حاصل بعلفها

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فان ارضعن لکم ما لولیسهم من لبنهن المضعوه اجراء لولیسهم  
پھر اگر دودھ پلانے والی جانور کی ماں دودھ دے اور اس کو دودھ پلانے والی جانور کو  
دودھ پلانے والی یعنی ہے اور اس کو خدا تعالیٰ نے اجرت فرمایا ہے مول نہیں  
فرمایا۔ اور بھی کسی کنوین کا گزایہ لینا ایک مدت معین کے لئے اور سن سہرو پانی  
بہر نیکو دست ہے حالانکہ پانی اور سکی غل سے حاصل نہیں ہوا تو اب اگر کبری کو  
دودھ کیواسطی اجارہ جو اس کی گھاس دے اور خدمت سے حاصل ہوگا بطریق  
اولے درست ہونا چاہیے اور بھی کسی حوض کا شہک لینا جس میں مچھلیاں ہوتی  
ہیں مچھلیوں کی خاطر درست ہے تو یہ صورت جانور کے شہک کی بھی بطریق اولی  
درست ہونی چاہیے اس واسطی کہ یہ صورت عرف میں مشہور ہے اور دودھ اس کے  
گھاس دینا اور جانور کی خدمت سے حاصل ہوتا ہے اور جو لوگ اس مسئلہ کو اس پر قیام  
کرتے ہیں کہ دودھ کا جانور کے تہنوں میں فروخت کرنا حرام ہے تو یہ قیاس خرا  
ہے اس لئے کہ تہنوں کی صورت میں دودھ نامعلوم ہے اور سکی مقدار معلوم نہیں تو فروخت  
سعدوم کی ہوگی اور اجارہ میں بیع کی نسبت کم زیادہ گنجائش ہے اور اس پر جو  
اجارہ ان منافع کا درست ہے جو تھوڑی تھوڑی ایک دوسرے کے بعد ہوا کرتے  
ہیں غرضکہ دودھ اس صورت میں شہک مثل منفعت کے ہے اگرچہ عین ہے۔  
پس اگر جانور کے اجارہ یعنی پر خوف ہوا کہ طرف ثانی کہیں اس پر حاکم کے یہاں ہے

و القیام علی المخلوان و القیام علی  
بیم اللابن فی الضر قیاس فاسل اذا  
و الا بجاناۃ او سم بین البیتع و لانا  
و یجاز علی المتافع شہک المتک و اما  
فستختلف شہک المتک و اما  
فی ذلک  
سواء و انما  
عینا فان تخاف ان  
تدفعه الخ

حیوانی شالین

بجبل هذا فالحب ان يوجبه  
في نزوسه ان يوجبه  
سنة بين اهلهم باذن  
مهم في حلفه  
مهللبن وهذله الخليل  
تيتان في اجرة البغية  
والشاقه والجلامونين  
انتم كمن الخدث فالايراد

پیش کر می جو یہ معاملہ باطل کر دی تو اسکے باقی رہیو کا جیلہ یہ ہے کہ جانور  
کو اجرت کے لئے درمون کے عوض اجارہ دے پھر اجارہ لینو والیکو  
اجازت دے کہ ان درمونین سے اوسکو گھاس دیا کر اور دودہ کو اوسکو  
لئے مباح کر دی اور یہ جیلہ گاسے اور اونٹنی اور بھینس میں چلتا ہے کہ  
اونسے لہتی کرنی اور اونپر سواری ممکن ہے مگر بکری سے تو غرض دودہ اور  
بچے ہوتے ہیں تو اسکے نفع پر اجارہ کی صورت نہوگی اوسکی تدبیر یہ ہے کہ  
اوسکو اپنی بکری کے بچے کے دودہ پلانے کو ایک مدت معلوم تک اجارہ  
لے اور مالک بکری کا لینے والے کو وکیل کر دے کہ ان اجرت کے  
دامون سے یا اونین سے کسی قدر دامون سے اوسکا گھاس دانہ دیا  
کرے اور دودہ اوسکو مباح کر دے بامیسوین مثال یہ ہے کہ کسی  
شخص نے دوسرے کو اپنا کپڑا دیا اور کہد یا کہ اسکو دس کو بیچنا اور جو  
زیادہ ہو وہ تیرا ہے تو اس صورت کے درست ہونے پر امام احمد نے رضی  
ہو بسبب پر وہی حضرت ابن عباس کے اور اسحق نے امام احمد کی موافقت کی  
ہے اور اکثر لوگوں نے اس صورت سے منع فرمایا ہے اور خلاف کی وجہ یہ ہے  
ہے کہ اس معاملہ میں وکالت اور اجارہ اور مضاربت کا میل ہے

انتم كمن الخدث فالايراد  
و كمن الخدث فالايراد  
منها الا ان ابن والنسافر لا يتبنا الا بجان  
على منعه فانها لا تطبق في جاز ان يتبنا بجان  
لان من خدع بغيره له من ثمنه

جناب شامین

باجرتها او بعضها  
المثال الثاني والعشرون  
ان زاد فع البه ثوبه وقال بعض  
بعثت فمنازاد فلان فنفذ  
امام عباس ووافق  
لابن عباس ووافق  
اسحق واتفق الا ان  
دو جرحه الخلاف ان  
كنا هذا العقد شائبة  
القول كالتصاريه  
والاجارة والضاربه

فمن باہر جانے والا کالہ  
 صلحہ ومن رہے جانے والا کالہ  
 او المضاربتہ البطلہ لان  
 الاجرۃ والرجح مجهول  
 والصلحۃ الجازلان العقرۃ  
 و الصلحۃ الجازلان المال  
 بخیری جری راس المال  
 فی المضاربتہ و قازاد  
 فی المضاربتہ و جعلہ کالہ  
 فی المضاربتہ و قازاد  
 فی المضاربتہ و قازاد

تو جس شخص نے وکالت کی جانب کو غالب کیا ہے اوسے اس معاملہ کو درست کہا  
 ہے اور جسے اجارہ یا مضاربت کی جانب کو غلبہ دیا ہے اوسے اسکو باطل  
 ٹھہرایا ہے اسلیو کہ اجرت اور نفع دونوں معلوم ہیں اور صحیح یہ ہے کہ یہ صورت  
 جائز ہے اسلیو کہ اس قائم مقام اصل مال کے ہیں مضاربت کی صورت میں اور جو مقدار  
 زیادہ ہو وہ مثل نفع کے ہے اور تمام نفع کو جو دوسرے شخص کے لئے کر دیا تو یہ معاملہ  
 نقصان اور ہانپنا ہوا جسے ایسا مال مضاربت و دیدہ میں مضاربت نکرہ اور کہہ کر  
 کہ جو فائدہ ہو وہ تیرا ہی حاصل ہے کہ یہ معاملہ اجارہ کے اقسام میں نہیں بلکہ  
 شرکت کی معاملوں میں مشابہ ہے پس اگر معاملہ والا اور مری کہ مبادا طرف ثانی ایسے  
 شخص کے ہیں مقدمہ دار کر مری جو اسکو باطل ہونیکا حکم کر مری تو جیلہ یہ ہے کہ یوں کر  
 کہ میں تجکو اس کپڑے کو دس کی عوض بیچا لئی کا وکیل کرتا ہوں پس اگر تو اسکو  
 زیادہ کر عوضین بیچا تو زیادتی میں میرا کچھ حق نہیں اس صورت میں زیادتی وکیل  
 ہی کی ہوگی بیسیوں مثال یہ ہے کہ امام احمد نے فرماتے ہیں کہ اسکا کچھ مضائقہ نہیں  
 کہ کہنتی کو کاٹے اور درخت کے پھل توڑی بعوض چھ حصہ غلو خواہ میوہ اور یہ  
 صورت مجکو چکوتے کی نسبت کم زیادہ پسند ہے اور اس طرح جو شخص اپنا جانور کسی  
 دوسرے کو دے کہ اوس پر کام کرے اور جو کچھ خدا تعالیٰ دیکادہ آدھوں آدھوں لے لیونگی

فان خاف ان یترقا الی من یکلمک  
 بطارنہ فالتجلبہ ان یقول  
 فی بیعہ و بیعۃ فان بعثہ باک  
 فالقول فی الزیادۃ و زک الثالت  
 و المشترون قال الامام لعمہ  
 لو آتت ان بیعت الزرع  
 و یصرم الفحل لئلا یس  
 ما یبغی جرسہ و یجواحب  
 ان من المقاطعۃ و کذا من  
 دفعہ دابنہ ان یجعل فی کل  
 علیہا و ذق اللہ بہ انصفی

الحاشیہ جابر بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عاریہ الہ وسلم اعطی خیر علی

الشرط وکل من یعطی من سئل

عبیدہ الی الرجل لیس علیہ و

تکلیف لہ فذلک اکسب اور بعبہ

وکل من فم نوباً الی النجیب لیفصل

فم نوباً الی النجیب لیفصل

اور اسکے درست ہونے کی وجہ حضرت جابر کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیر کو نصف پر دیا تھا اور یہی حال ہے اگر کوئی شخص اپنا گھوڑا دوسرے کو جہاد کی واسطہ میں اس شرط پر کہ لوٹ آوے لے لوں گا یا اپنا غلام دسر کیوے کہ وہ اوس سے کمادے اور کمانی کی تہائی یا چوتھائی لوں گا اور اسپرچ اگر ایک نھان درزمی کو دے اور کہے کہ اسکو گرنے سیدے آدنا نفع تجکو دوں گا یا سوت بنو دلسکو اسی شرط میں اسپرچ کہا ہے منہی بن آدم امام احمد کے قیاس کی بموجب چھ صورت بھی جائز کہ پسینے والے کچھ پیمانے آنا کچھ کے اور کو اوس میں سے ایک پیمانہ کے عوض پسیدے اور ابن عقیل سے اس معاملہ کی ممانعت مردی ہے اور حجت یہ بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسینے والیکے پیمانہ سے منع فرمایا ہے شیخ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ہم نہیں سمجھتے اور ہمارے نزدیک اسکی صحت ثابت نہیں ہوئی اور اسپرچ مجبوری کو جال دینا کہ اس سے مچھلیاں پکڑے اور جتنی مچھلیاں اس سے ماری اور نہیں سے آدھی دیوے اور ایسا ہی اگر آدمی سے کوئی چیز چن جاوے اور دوسرے سے کہے کہ تم اسکو چھوڑا دو تو اسی تمہاری ہے اور جب اسباب ڈوب جاوے تو کسی شخص سے کہو کہ جس قدر تم نکالو گو اسکا آدنا تمہارا ہے یا اسکا غلام بہاگ جاوے اور کہو کہ جو اسکو میرے پاس ہٹا لاؤ گا تو وہ اسکو آدمی کا شریک ہے اور جو اسکو شاپہ

فم نوباً الی النجیب لیفصل  
 من یعطی من سئل  
 اکسب اور بعبہ  
 وکل من فم نوباً الی النجیب لیفصل

من یعطی من سئل  
 اکسب اور بعبہ  
 وکل من فم نوباً الی النجیب لیفصل

نصفہ او ابی عبد  
 فقال من یدہ علی فلفہ فیہ  
 نصفہ و ما اشبہ ذلک  
 نفعنا و اذ اغرق  
 نفعنا و اذ اغرق  
 نفعنا و اذ اغرق







الذی رعاہ الدار قطنی علی بن

قطنی الطحان وھذا الحدیث

لا یصح وسمعت سببہ بکلام

یقین موضوع وھذا الحدیث

اصحابنا علوان اللہ فی عنہ

اصحابنا علوان اللہ فی عنہ

صبر وعلیہ کما یجب بقضیہ

منہا لان ما عدل اجماع

جسکو دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیسنے والے کے پیمانہ سے منہ فرمایا اور یہ حدیث صحیح نہیں ہوتی اور میں نے شیخ الاسلام سنائی کہ وہ کہتی تھی کہ یہ حدیث موضوع ہے اور ہماری بعض اصحاب نے اس حدیث کو یہ معنی کہی ہیں کہ ہمیں نہیں ڈھیری کے پیسنے سے ہر جگہ کے پیمانے معلوم نہیں کہ ڈھیری کو اس میں سے ایک پیمانہ کے عوض پیرا سوجہ سے کہ باقی بھول رہتی ہے تو یہ صورت ایسی ہوئی جیسے ڈھیری کو فروخت کرے اور ایک پیمانہ کو نہ پیرا پس اگر پیمانے معلوم ہوں اور کہی کہ ان دس پیمانوں کو ان میں سے ایک پیمانہ میں پسیدہ پیمانہ والوں کا ہو خواہ آٹے کا اگر والوں کا ہو گا تو یہ صورت ہوئی کہ نو پیمانے گھون پیسنے کو ایک پیمانہ کے عوض ٹھیکہ لیا اور اگر آٹے کا ہو گا تو یہ ہوا کہ آٹے میں شرکت ہوئی کہ دسواں حصہ پیسنے والے کا اور نو حصہ مالک کے۔ اب اگر کوئی کہی کہ تمہاری نزدیک شرکت عوض کے بدلہ میں درست نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح نزد ورا تو نہیں ہے کہ اس طرح کی شرکت صحیح ہے اور اگر ہم دوسری روایت کو بموجب کہیں تب بھی اس صورت کو مسافات اور فرارعت میں ملانا اسباب کی مضاربت میں ملائیکہ نسبت کر اولیٰ ہی اسلئے کہ اسباب و مضاربت کئی متضمن ہے تجارت کو اور اس مال میں تصرف کر نیکو اس طرح کہ اسکو دوسرا مال سے بدلہ بخلائت اس صورت کہ کہ اس میں یہ بات نہیں پائی جاتی اب اگر یہ کہا جاوی کہ

قال طحان وھذا الحدیث  
 ووقفا ما اذا  
 طحان یمنعہ ووقف  
 دقیقاً فقل شارح  
 فی ذلک علی ان  
 العشر للفاعل وبتسعة الاغنی  
 لا اخرفان قبل الشراکۃ عند کما لا یصح  
 بالعموم قبل بل صح الواو بین صحیحاً ما  
 ان قلت ان ہذا بالبساقاة والمترعة اولی  
 منہا بالحقا فہذا بالمضاربت علی  
 بالعموم لان للمضاربت  
 بالتصرف فی التجارۃ  
 فی قبضہ  
 الی باب ابدالہ  
 بربہ بخلاف ان قبل  
 ہذا فان قبل

صبر وعلیہ کما یجب بقضیہ





فانما ضامن به فان القاضی  
یکلف المضمون ان ینبئ  
الذین اوقلوه و یجیل  
القاضی الضمان خطراً عن  
الغائب لانه قال ضمن  
ولا یجب للملک علی

کہ او کے ذمہ ہے اور مستدرک میں ضامن ہوں اس صورت میں قاضی مدعی کو حکم  
کرے گا کہ اپنا فرض اور اسکی مقدار ثابت کر اور قاضی ضامن کو غائب کی طرف سے جواب دہ ٹراو  
اسلمو کہ وہ اسکی ذمہ کے فرض کا ضامن ہو اور ضامن پر حکم جائز نہیں جب  
کہ اس شخص پر نہ ہوے جسکی طرف سے ضمانت ہوئی ہے پھر ہی حکم ضامن پر ہوگا اور  
کہ ضامن اسکی فرم سے تو جب مال اصل پر نہ ثابت ہوگا فرم پر بھی ہوگا پچیسویں  
مثال یہ ہے کہ ایک شخص کا مال دوسرے نے بزور چھین لیا اور خفیہ تو اسکی چیز کا اقرار  
کرتا ہے اور ظاہر میں انکار کرتا ہے تو حیلہ یہ ہے کہ مالک اس چیز کو کسی منبر شخص کو ہاتھ پر  
اور اس بیع پر گواہ کر دے پھر کچھ مدت کے بعد اس چیز کو غاصب کے ہاتھ فروخت کر دے  
مگر مدت اتنی ہو کہ گواہ اسکو جان لین تاکہ ادار شہادت کی وقت اسکا یقین  
اب غاصب گواہ گذرانے کا کہ میں ہاتھ فروخت کر دے تو جس شخص کے ہاتھ اس نے  
کو پہلے فروخت کر دیا تھا وہ اپنی گواہ پیش کرے پچیسویں مثال یہ ہے کہ جس صورت  
میں ایک شخص کو کسی نے فرض دیا اور اسکی میعاد ٹھہرا دی تو یہ میعاد مہلت کی  
لازم ہوگی و و مذہبوں میں سے صحیح تر کے بموجب اور یہی مذہب ہے امام مالک  
کا اور ایک قول ہے امام احمد کے مذہب میں اور جس امر پر رض ہے وہ یہ  
ہے کہ میعاد ہی نہیں ہوتا ہے چنانچہ یہی قول امام شافعی اور امام اعظم سے کا

عنه ثم یخیرکم ذی الکر علی الرضا  
فالم مثبت المال علی الاصل لا یثبت علی الفرد  
المثال الخامس والعشرون اذا غصب  
و یقبل فی السر و یجد فی العلان  
من بیع بمن یقبل و یقبل علی  
من الغاصب و یقبل من الغاصب  
عند الاداء فاذا اشهد الغاصب  
الکبیر الغاصب بجا الذی باع منه  
والعشرون اذا اقرضه ما  
و ایجاب الذم لاجل علی  
الذہبین و یجوز ذم  
مالک  
مذہب احمد و النصوص  
علیه انه لا یثبت ثمن  
هو قول الشافعی و ابی حنیفہ

تجارتی شافعی

اللَّهُ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَعْمَلُونَ  
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
 تَقُولُوا بِالْعَفْفِ وَفَقُولُوا  
 بِمَا نَدَّبْنَا إِلَيْهَا  
 وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ  
 وَإِذَا عَاهَدْتُمْ غَدَارًا  
 وَلَا تَقُولُوا مَا لَا تَعْمَلُونَ  
 اللَّهُ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَعْمَلُونَ  
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
 تَقُولُوا بِالْعَفْفِ وَفَقُولُوا  
 بِمَا نَدَّبْنَا إِلَيْهَا  
 وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ  
 وَإِذَا عَاهَدْتُمْ غَدَارًا  
 وَلَا تَقُولُوا مَا لَا تَعْمَلُونَ

اور مہلت کے ہونے پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلائل کرتا ہے یا ایہا الذین آمنوا  
 اے ایمان والو! <sup>پورا کر دو</sup> اوفوا بالعہد اور یہ قول یا ایہا الذین آمنوا <sup>پورا کر دو</sup> اوفوا بالعرفف  
 اے ایمان والو کیوں کہتے ہو منہ کہتے ہو نہیں کرتے بڑی  
 سفاک عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون اور یہ ارشاد و اوفوا بالعہد اور یہ  
 بڑی ہی اہم کی جہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو <sup>اور پورا کر دو قرار کرو</sup>  
 قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ ایماندار اپنی شرط پر رہتی ہیں اور یہ حدیث  
 کہ منافق کی نشانیاں تین ہیں جب بات کہی تو جھوٹ بولے جب عہد کری تو دغا  
 کرے اور جب عدہ کری تو خلاف کری اور یہ حدیث کہ قیامت کے روز ہر ہونفا  
 کے لئے ایک جہڑا دسکی ہو فامی کی برابر دسکے سرین کے پاس کھڑا کیا جائیگا اور  
 آجکامیہ ارشاد کہ ہونفا می مت کرو اور یہ ارشاد کہ ہونفا می زیبا نہیں اور منافق  
 کی صفت میں بھی فرمایا کہ جب عدہ کرتا ہی خلاف کرتا ہی اور عدہ کے خلاف کرنا اور  
 اشیائیں سہری جنگی برائی اور فہیم جانہی پر خدا تعالیٰ نے بندو کی سزت بنا ہی ہے اور یہ  
 بھی اگر حاکم ایسا ہو جو سیاد کو جائز نہ سمجھتا ہو تو حیلہ کرنا درست ہی اس طرح کہ فرضدار  
 مال والے کے مال کا حوالہ بریں روز یا اسکو مثل تک جتنی مہلت دو تو کو منظور ہو دو  
 شخص پر کردی اس صورت میں مال جس شخص پر حوالہ ہوا اس پر سیاد نہ کو تک ہوگا اور  
 مانگندو والیکو فرضدار پر کچھ سبیل نرسکی اسلئے کہ حوالہ حق کو بدلہ تباہی ستا میسین  
 یہ ہی کہ امام مالک فرماتے ہیں کہ فرض کی مقدار میں قول مرہن کا معتبر ہر بشر طیکہ  
 ہرسم

و قوله او فوفوا بالعهد وقوله  
 على الله عليكم وقوله  
 عند شر و طهر و قوله  
 تارك اذا حبل كذب  
 واذا وعى اختلف  
 انتم يوم القيمة  
 وقوله ان الغد لا يصلح وقوله في صفة المنافق  
 اذا وعى اختلف واخلف والوعى ما افطر الله العباد  
 على فذو واستقبلكم و على هذا اذا كان الخلف  
 لا يبر او يجاز التجمل بان يجبل المستفوض  
 فكل من المال على الخيال فله على الخيال  
 لا جيل ولا يلقى الطالب  
 سبيل على المستفوض  
 فان الموالت تنقل الحق  
 بلثال الشايع والغشرون  
 قال قال لك  
 قول لمن نحن في قلوب الينا

حدیثی شریف  
 ۳

ما لحدیث عن ابي اسحاق بن عمار  
الرهون خلاف اللشائغی فی حقہ

و بحسن قول ابو اسحاق بن عمار  
حلی

مختار شیعینا لا من الله  
جعل الرهن بدایع اللشائغ

التشاهد ثقیل الحق قا  
تا ما مقامه فاولو لقریبی

الموتھن بطلت الوتقیہ بالرهن وادع  
الرهون ان الرهن علی اقل شیئی

بشرطیکہ رہن کی قیمت سے زیادہ کا دعویٰ نہ کرے یعنی مرہن اگر قسم کرے کہ رہن کے  
بدلہ میں میں نے اتنا قرض دیا ہے تو وہی معتبر ہوگا اگر گرو چیز کے مول سے زیادہ لکھا  
اور امام شافعی اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد اذکی خلاف پرہن اور علیہ امام مالک  
ہی قول گوئی اور وہی ہمارے شیخ کو پسند ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرہن  
کو اس میں نوشتہ کا عوض اور قائم مقام ٹھہرایا ہے جو مقدار حق کا شاید ہوتا ہے بصورت  
میں اگر مرہن کا قول قبول کیا جاوے تو مرہن سے دستاویز کرنی نہ کی ٹھہری اور مرہن  
دعویٰ کرے گا کہ میری چیز ایک ادنیٰ چیز کے عوض رہن ہے تو مرہن میں کچھ فائدہ ہوا  
حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بند و نکو آیت مدایت میں یعنی سورہ بقرہ کے انیسویں رکوع  
میں حسین بن زین کا ذکر ہوا ارشاد فرمایا کہ حقوق کی یاد دہا لکھا کریں اور لکھنی دیکھو  
لکھنی کا حکم فرمایا پھر دوبارہ اسکو لکھنی کا امر فرمایا اور جس پر حق ہوا اسکو حکم فرمایا  
کہ لکھو اور خدا کا خوف کرو اور حق میں سے کچھ نہ لے کر یہ باتیں جو ہدایت فرماتیں  
تو انہیں کامل یاد دہا ہے کہ اولیٰ ہوتے ہوتے حق دیکھو قسم کی ضرورت نہیں اور کو اس  
کو بلائی جانے پر انکار کر نہیں فرمایا اور اس سے کہ چھوڑو اور بڑی کے لکھنی سے مطالب  
و عاجزی کے باعث رک رہن اور خریدی کہ یہ بات ہمارے نزدیک بہت ٹھیک اور  
نہایت درست ہے گواہی کے حق میں کہ گواہ جب اپنا خط دیکھے تو باور لکھا اور گواہی

فلم یجوز علی من فی الرهن فاشد  
فلا رهن الا بحفظ الحقوق بالکتاب

ان بکتب ان بکتب و نساہ ان بکتب  
وامر من علیہ من عادی الامم بان بکتب  
وینفق فی ربہم ولا یجس من الحق  
تشیباً ارشاد الی الاحتفاظ النام

الحق معہ الی غیر  
و فی الشہود ان یؤادد  
وان یمنعوا من کتابة الحق  
واجاب الی شامہ و مللا  
اخبرک ذلک علی عند قوم  
لشائغی فیندکھ الشاد اذ جان

و ان خبر ان ذلک اقول الی  
 بقوله واقم للشکاک فان  
 بینه والاکم یکن للتعلیل  
 ان یقوی اذ ارای خطایه  
 و فی خلاف تنبیه علی ان لیا

ادا کر گیا اور اس میں تنبیہ ہی اس بات پر کہ گواہ کو چاہیے کہ جب بنا خط دیکھو گواہی  
 ادا کرے اور یقین سے کہی ورنہ خدا تعالیٰ نے جو وجہ لکھنی کی اقوام للشہادۃ یعنی  
 گواہی کے لئے یہ بات بہت درست ہی فرمائی ہے اور سکا کچھ مدہ نہوگا اور خبر دی کہ  
 یہ لکھ لینا یقین سے قریب ہی پر جب بیع موجود ہو جس میں ایک ہاتھ لینا اور ایک  
 ہاتھ دینا ہو تو اس کے لئے لکھنی ہو گناہ کو دور فرمایا یعنی اس طرح کے معاملات کے  
 لئے لکھنی کا کچھ مضائقہ نہیں ان سب کے بعد وہ چیز بیان فرمائی جس سے حقوق کی  
 یادداشت رہے اور صورتیں کہ آدمی لکھنی اور گواہی کرانے پر قادر نہ ہو اور یہ بات  
 اکثر سفر میں ہوتی ہے اس لئے فرمایا وان کنتم علی سفر ولم تجدوا کتابا فامروا بالاعتراف  
 اور اگر تم سفر میں ہو اور کتاب نہ ملے تو اللہ کو شہادت  
 نویہ آیت صاف دلالت کرتی ہے کہ رہن قاسم مقام قبالہ اور گواہ ہونے سے اور حق  
 کا گواہ اور خبر دینا والا ہی جیسے قبالہ اور گواہ حق کو بتلاتے ہیں پس اگر مرتہن  
 کا قول قبول کیا جاوے تو رہن دستا دینر میگانہ اور سکر قرض کا گناہ بیان نہ  
 قبالہ اور گواہ ہو گا عوض ہو گا اسلامی کہ راہن اور سکو مرتہن کے ہاتھ سے نکال لیا او  
 لہیگا کہ بیچنے تو ایک دم اور اس کی مثل اور کسی اولی فرض کے عوض رہن کیا تھا غیر  
 جس بات کا ہم اعتقاد رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور سہی ہوتی ہے وہ اہل تہمت  
 کا قول ہے اب اگر مرتہن کو خوف ہو کہ مقدمہ البس و حاکم کے جاوے جو مرتہن کا قول

الیقین فرمادے بے گناہ  
 ان کتابیہ اذ احکان بیعنا غیر  
 ان کتابیہ اذ احکان بیعنا غیر  
 ما یحفظ باہ ایحقوق العباد  
 علی اللک کتاب و الشریعہ و ہون  
 الشفوع فی الغالب فقال وان کنتم  
 علی سفر ولم تجدوا کتابا فامروا  
 بالاعتراف  
 قول ذلک دلالت بینه ان الرحمن  
 مقام الکر کتاب الشریعہ و شہادۃ  
 بالحق تم کتابیہ الکتاب الشریعہ و لا تخافوا  
 قول المؤمنین لو یکن الرحمن و شہادۃ و لا تخافوا  
 قول المؤمنین ان التواہن بنزفہ  
 سنہ و یقول انما رشتہ  
 علی منک و شہادۃ  
 وید بن اللہ بہ قول اصل اللہ  
 فاذا اخاف المؤمن ان یجاء  
 الی من کبری ذلک

صلوٰی شاہین



فالمجلة ان يكتبها علي  
عليه وبقدم النبي فانفق

الباقي من قبضته اذ انفق  
اروفض في ذمتها ويطالبه

ببني ثناء فتجكن كل من  
من اخذ حقا وبآسن ظلم

الاخر له المثال الثامن والعشرون اذا كان  
جبل علي اخر الف درهم وبقدم النبي فانفق

معتبر بخانها هو نوحيله بهن كهني كايه سي كه راهن سي و بهن كي قيمت پرا و سكور بهن ربه و  
جس مقدار پرد و نونفق بهن و سقدر را بهن كو و دي و اور را بهن گو او كه و دي باني  
قيمت اس شي كي مرهن كے پاس امانت هي يا و سكو ذمه فرض هي جب بين چاهو گا اوس  
لے لوگا اس صورت سي و نونفق اپنا ايا حق لے سكين گے اور ايكه و ستر غلام سے  
مخفوظ بهن گے انہايسون مثال بهن كه جب ايكه شخص كے هزار درم و ستر ربه  
اور ايكه بدلے بين كوسى خيز او كے پاس بهن هو اور مال والا فرض دار سي در مونگا مطالبه  
كرو اور بهن ظاهر كرنے سي ڈري كه را بهن لوين كه ديگا كه سري ذمه مرهن كا فرض بهن  
اور جيتش كو بهن اپنو پاس بهن بتلانا هے ده ايكه پاس سيري امانت هي يا اور سبطر چه  
هي نوحيله اس سي بچنو كايه بهن كه اول هزار كا دعوى كرو اگر را بهن اوسكا اقرار كرو  
اور بهن كا دعوى كرو تو اس سي و اپنا فرض بهن اور بهن حواله كرو اور اگر فرض كا  
انكار كرو اور بهن كا دعوى هو تو مرهن جا كم سي كه سي و بچنو كه جس خيز كا دعوى كرتا بهن  
وہ مير پاس كوسه سي زبرد ستى چين لي هي يا سنگني هي يا امانت هي يا بهن هي پس اگر  
را بهن دعوى كرو كه اوسكو قبضه بين بهن كي وجه سي نهين هي تو مرهن سي قسم ليجا دي كه  
را بهن كا دعوى بهن اوسم بين چاهو گا بهن ثابت هو جا ديگا اور اگر را بهن قرار كرو كه بهن  
طرد پرا اپني تو قاضى سي كه سي و بچنو كه سري بهن پس مقدار حق اقرار كرو تو بهن سكا چيز اقرار

و طالب الصبر بالمجال الغرير وخاف ان يظهر العن  
الرهن ليتبين عن دين وما اقر به بين الرهن انما  
من ذمته او نفي لك فالمجلة بقى

الرهن وان انكالد بين وادى الكالفان  
الحكم اسلمه عين من الذي يدعي باي وجه هو  
ادعى انه في يدى وادى غير وجه هو  
تخلف على انطال دعواه وكان  
صدا فان افذ ان  
على وجه الرهن فان  
للفاضى سلامه على  
كان شرطه اذ  
فان اوفى له بقى اقره بالعين

عنا كى شانه

و طالب بنقہ از حق بعضی خلاف  
علی رضی اللہ عنہما اذا

المثال التاسع والعشرون اذا  
ادعت المرأة على الزوج انه

كفر ينفق عليها ولم يکفر  
لکفری ماسعہ اوس بن

مدتہ مقام ماسعہ اوس بن  
کتابتہ و الحسن العرف بکفر

کتابتہ و الحسن العرف بکفر  
کتابتہ و الحسن العرف بکفر

اور اپنی حق کا طالب ہو اور اگر وہ مقدار حق میں کسی بقدر کا منکر ہو تو مرتبہ اس کے  
دعوی کے نہ ہونے پر قسم کہا دی اور اس قسم میں یہ سچا ہو گا انیسویں مثال یہ ہے  
کہ جب عورت اپنی شوہر پر دعوی کرے کہ اس نے جب سے میں اسکے تھہر رہی ہوں یا بہت بڑی  
سہی مجھ کو نہ کہا نا دیانہ کپڑا اور بظاہر اور عرف کی رو سے وہ جھوٹی معلوم ہوتی ہو تو حاکم  
کو حلال نہیں کہ اسکی دعوی کو سنے اور اسکی شوہر سے جواب طلب کرے اسلیو کہ دعوی  
کو جب ظاہر حال اور عادت معروف رد کر دینی ہن تو وہ جھوٹا ہوتا ہی اور اس میں جو دعوی  
کو سننے اور مدعا علیہ سے قسم لینی ہن اس بات کی پستی دینی جسکو ظاہر اور عادت  
جھٹلاوین اور شوہر کو اس بات پر مجبور کرنا ہی کہ ہر وقت خرچ دینی پر گواہ کیا کرے۔  
اور اگر شوہر حاکم سے کہے کہ اس سے پوچھو کہ یہ کہاں سے کہانی پتی بہنٹی تھی تو حاکم  
کو نہیں پہنچا کہ کہی کہ عورت کے ذمہ جواب نیالازم نہیں پہر اگر وہ عورت کسی جنبی کا  
نام نفعہ دینی ہن لیوی تو حاکم اس سے گواہ طلب کرے اور اگر کہی کہ میں اپنی آپکو خود  
اہلانی تھی تو اسکا جھوٹ ظاہر ہی اس صورت میں حق وہی ہے جو امام مالک سے اور مدینہ  
منورہ کے فقہا فرماتے ہن کہ نفعہ کیو سطر بیبی کا دعوی ظاہر کے بھی مخالف ہی اسلیو کہ  
نفعہ کا وجوب وند پر ہی اور وہی اوس پر قائم ہے اور عورت اسباب میں شوہر کی نیابت  
کا دعوی کرنی ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین برس مکہ منظر اور دس برس

و العادة المعلومة كانت كاذبة و في كافي  
مثال هذا الدعوى احلاف اللهي عايد  
مساعدة على ما ياتي احسن العادة و  
سليمان بن دينار  
ان جاء الزوج الى ان يشهد كل وقت  
لا نفاق و ليس الخا لم ان يقول و قال  
الزوج جسدك اسلمت يا كل و تشتر و قيس  
لا يلدز ما لبثت فان سمعت جنبيا كلفها الحكم  
كانت ان قال ان الذي كنت طعم نفسي  
وقضاء المسنة من دعوى و قال مالك  
البنية وان قال ان قال مالك  
كانت ان قال ان الذي كنت طعم نفسي  
وقضاء المسنة من دعوى و قال مالك

وهو القاسم بذاك وهو من على انبابة  
عن فوخ لوك فان قام رسول الله  
عليه وسلم نابت عن من نابتة وعشرا  
لا يصل الخا لان الوجوب على الزوج  
من فوخ لوك فان قام رسول الله  
عليه وسلم نابت عن من نابتة وعشرا

فما انصرفوا ورجعوا فظننهم  
وكسفت كاضحية وكننا لك  
خلفاء الراشدين

من بعدك وعصر الصحابة  
وعصر التابعين والخبير  
والله وسلم وعلينا اهل  
البيت والجماعة فانك

رجل واحد على ذلك ولا على  
معصياتهم ولزومهم بقرآن  
والعقائد لم يخبركم بها

اذا كانت مما بدھا العرف والعقائد  
وان قال اصحابك اذا كان  
رجل احب الى الله مني  
فانما اقول ان الله اعلم  
بما بين يدي من العباد  
والله اعلم بالصواب

مدینہ منورہ میں شریف رکھی مگر کسی خاندان کے ذمہ کبھی خرچ اور لباس ایام گذشتہ  
کا لازم نہیں فرمایا یا اس طرح آپ کو خلفاء راشدین نے آپ کو بعد اور صحابہ اور تابعین  
کے زمانہ میں کسی پر لازم نیکانہ کوئی شومہ اس مقدمہ میں عہد مبارک رسول اللہ ﷺ  
علیہ السلام اور آپ کو صحابہ تابعین کے عہد میں قید ہوانہ اپنی بیٹی کے مہر میں  
مجموع ہو سب عورتیں محفوظ اپنی اپنی گھر و زمین بیٹی رہتی نہیں حاصل یہ کہ دعویٰ  
اگر ایسا ہو جسکو عوار و عادت کرتی ہوں تو اسکی شنوائی درست نہیں اور اسوجہ  
سے امام مالک کو تابعین کہتے ہیں کہ جب ایک شخص ایک گھر پر قابض ہو اور مدت سے  
بنائے اور بگاڑنے اور کرایہ دینے اور آباد کرنے کا تصرف کرنا ہو اور اسکو اپنا  
کتبا ہو اور دوسرا شخص سہ حال سے وادف ہو اور برابر اس مدت تک دیکھتا رہا ہو  
اور کبھی نکلتا ہو کہ میرا بھی اس گھر میں کچھ حق ہے اور نہ کبھی اول شخص سے اسکو بابت  
میں جھگڑا ہوا ہو جو دیکھ کوئی مانع ہی نہ ہو کہ مثلاً حاکم کا خوف ہو یا کسی ضرر کی تو فرم  
ہو یا قابض کو ساتھ کچھ اپنی قرابت ہو یا شرکت ہو یا کوئی اور ایسا ہی سبب ہو  
جس سے آدمی چشم پوشی کیا کرنے میں پھر یہ دوسرا شخص اگر اس گھر کا دعویٰ کرے  
اور گواہ قائم کرے بیکارادہ کرے تو اسکا دعویٰ سموع نہ ہوگا گواہوں کا قبول ہونا تو  
درکنار رہا میں کہتا ہوں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو ظن اس ظاہر حال سے حاصل ہوتا

عقل ذلک وبتشاهد من  
تعد ذلک لا بد من ان  
مع عدم التماس من  
ظنرا ولا قرابة بين  
والله اعلم بالصواب  
من ذلک وبتشاهد من  
تعد ذلک لا بد من ان  
مع عدم التماس من  
ظنرا ولا قرابة بين  
والله اعلم بالصواب  
من ذلک وبتشاهد من  
تعد ذلک لا بد من ان  
مع عدم التماس من  
ظنرا ولا قرابة بين  
والله اعلم بالصواب

الظن المستفاد من هذا الظاهر  
فانما اعلم ان علي بن ابي طالب  
ابن بيته لم يسمي له  
فانما اعلم ان علي بن ابي طالب  
ابن بيته لم يسمي له  
فانما اعلم ان علي بن ابي طالب  
ابن بيته لم يسمي له

وَالصَّغِيرَاتُ مِنَ الرِّجَالِ وَالصَّغِيرَاتُ مِنَ الرِّجَالِ وَالصَّغِيرَاتُ مِنَ الرِّجَالِ  
 وَبِالْحَبِيبِ اَوْجِدِ النِّكَاحَ مِنَ الشَّهَادَةِ وَالشَّاهِدِ  
 اَفْوَى بَلَدٍ مِنَ الظَّنِّ السُّتْقَانِ  
 اَلرِّفَاقُ عَلَى رُؤُوسِهِمْ فِي مَوْتِهِمْ  
 اَلصَّغِيرَاتُ مِنَ الرِّجَالِ وَالصَّغِيرَاتُ مِنَ الرِّجَالِ  
 وَبِالْحَبِيبِ اَوْجِدِ النِّكَاحَ مِنَ الشَّهَادَةِ وَالشَّاهِدِ  
 اَفْوَى بَلَدٍ مِنَ الظَّنِّ السُّتْقَانِ  
 اَلرِّفَاقُ عَلَى رُؤُوسِهِمْ فِي مَوْتِهِمْ

وہ اوس ظن کی نسبت کہ بہت فوری ہے جو شہادت سے یا گواہی سے قسم سے یا  
 سب سے قسم کے انکار سے حاصل ہوتا ہے اور نیز مرد کو اپنی بیوی پر خرچ کر نیکا  
 اختیار اور حکومت حاصل ہے تو عورت مرد کے ساتھ ایسی ہے جیسا لڑکا اپنی ولی  
 کے ساتھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَوَدُّوا الشُّعْرَاءَ اَمْوَالِكُمْ اَلَّتِي جَعَلَ اللهُ لَكُمْ قِيَامًا  
 اور مت پکڑو اور بیوقوفوں کو اپنے مال بناؤ ای اللہ نے تمہاری گواہی کو  
 قیام اور قیوم بنیاد اور اسوہم حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایسا نہ کہ جو مال  
 اور انکو اور میں کہ تم کو اور مینا اور  
 تجکو خدا تعالیٰ سے عطا فرمایا اور اسکو تیری معاش ٹھہرائی تو اسکو اپنی بیوی  
 بیٹوں کو دیدی اور وہی لوگ پہر اپنی لباس اور روزی اور مشقت میں سیر سہون اور  
 روایت سے معلوم ہوا کہ بیوقوف عورتیں اور لڑکیوں اور اللہ تعالیٰ نے خاندانوں کو  
 عورتوں پر حاکم مقرر فرمایا ہے جیسا لڑکیوں کے ولی کو لڑکی پر حاکم بنایا ہے اور حاکم اور سپر  
 امین ہے تو جو شخص عورت کا قول خواہ لڑکی کا قول بعد بالغ ہو نیکی و سبب میں قبول کرتا ہے  
 کہ خرچ انکو نہیں پونچتا تو وہ عورت اور لڑکے کو خاندان اور ولیوں پر حاکم  
 بناتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں اور غلاموں کے نفقہ میں برابری فرمائی اور  
 عورت کو عالی ٹھہرایا عالی کے معنی فیدی کے ہیں اور وہ ایک قسم کی غلامی ہے  
 چنانچہ عورت کے باہم ارشاد فرمایا کہ اسکو جس چیز میں قسمی خود کہا دی اور میں سے  
 کہلا دی اور جو خود پہنی اور میں سے اسکو پہنا دی اور اسی جیسا ارشاد و غلام باہمین ہوا

وَالصَّغِيرَاتُ مِنَ الرِّجَالِ وَالصَّغِيرَاتُ مِنَ الرِّجَالِ  
 وَبِالْحَبِيبِ اَوْجِدِ النِّكَاحَ مِنَ الشَّهَادَةِ وَالشَّاهِدِ  
 اَفْوَى بَلَدٍ مِنَ الظَّنِّ السُّتْقَانِ  
 اَلرِّفَاقُ عَلَى رُؤُوسِهِمْ فِي مَوْتِهِمْ  
 اَلصَّغِيرَاتُ مِنَ الرِّجَالِ وَالصَّغِيرَاتُ مِنَ الرِّجَالِ  
 وَبِالْحَبِيبِ اَوْجِدِ النِّكَاحَ مِنَ الشَّهَادَةِ وَالشَّاهِدِ  
 اَفْوَى بَلَدٍ مِنَ الظَّنِّ السُّتْقَانِ  
 اَلرِّفَاقُ عَلَى رُؤُوسِهِمْ فِي مَوْتِهِمْ

صلواتی شاہین

وَالصَّغِيرَاتُ مِنَ الرِّجَالِ وَالصَّغِيرَاتُ مِنَ الرِّجَالِ  
 وَبِالْحَبِيبِ اَوْجِدِ النِّكَاحَ مِنَ الشَّهَادَةِ وَالشَّاهِدِ  
 اَفْوَى بَلَدٍ مِنَ الظَّنِّ السُّتْقَانِ  
 اَلرِّفَاقُ عَلَى رُؤُوسِهِمْ فِي مَوْتِهِمْ  
 اَلصَّغِيرَاتُ مِنَ الرِّجَالِ وَالصَّغِيرَاتُ مِنَ الرِّجَالِ  
 وَبِالْحَبِيبِ اَوْجِدِ النِّكَاحَ مِنَ الشَّهَادَةِ وَالشَّاهِدِ  
 اَفْوَى بَلَدٍ مِنَ الظَّنِّ السُّتْقَانِ  
 اَلرِّفَاقُ عَلَى رُؤُوسِهِمْ فِي مَوْتِهِمْ

فقہ امامین علی نفقہ انراہ  
 وزوقہ و اولادہ بیکہ  
 فبابہ علیہ و لم یوجب  
 علیہ واجب علیہ النساء  
 اصلا و انما اولادہ بیکہ  
 و کسو نهن بالنعوق و ايجاب  
 من العبدل علیہ

تو معلوم ہوا کہ مرد اپنی بیوی اور غلام اور اولاد کے نفقہ دینے میں امین ہے، سہت  
 سو کہ وہ ادھکا خد شگزار ہے اور اللہ تعالیٰ نے خاوند و زہر گر کو واجب نہیں فرمایا کہ  
 عورتوں کو کھانے اور سالن اور دراہم کا مالک کر دیا کریں بلکہ انکو کھانا اور کپڑا چھی  
 طرح کھلانا پہنانا واجب کیا ہے اور مالک کر دینے کا واجب کرنا ان باتوں میں سے ہے  
 جس پر کتاب لالت کرتی ہے نہ حدیث نہ کسی صحابی اور تابعی کا ارشاد نہ چارون اماموں  
 میں سے کسی کا قول اسلی کہ ان چاروں میں بعض غلہ سے نفقہ کا اندازہ کر سیکر  
 قائل ہیں جیسے امام شافعی اور بعض عرف پر چھوڑتے ہیں اور یہ لوگ جمہور ہیں  
 مگر سلف سے کسی کی ثابت نہیں ہوتا کہ نفقہ کا اندازہ درہموں سے کیا ہو پھر سہر  
 بھہ بھی ہے کہ جو چیز عورت کو لئی واجب ہے یعنی غلہ خواہ جو عرف میں ٹھہری اسکو  
 چھوڑ کر اسکو بدلہ کا واجب کرنا ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ دراہم کا مقرر کرنا م  
 سلف کے لوگوں اور اماموں کے قول کے مخالف ہے خلاصہ یہ کہ دعویٰ میں  
 حکم کی بنا رگمان غالب پر ہوتی ہے جو کہی تو اصل کے برمی نہیں حاصل ہو پڑتی  
 اور اسکی کہی گواہوں سے کہی قسم کی انکار سے اس انکار کے ساتھ طالب کی قسم کو نہ مانی  
 گئی ہو یا قسم نہ ہوئی ہو اور یہ سب امور اس طرح ہیں کہ حق کو کھلا بیان کر دیتے ہیں  
 تو یہ بیسہ ہیں اور بیسہ کو گواہوں کے لئے خاص کر لیا عرف خاص ہے

و لا احسان بین الاثما  
 و لا یقبلونہا بالحب  
 و لا یعرفونہم بالجہور  
 و لا یعرفونہم عن الخفا  
 من الشلف تقدیرھا بالذات  
 من الحب و الواجب بالعرف  
 مخالف لا قول الشلف جمیعاً  
 و الاصل ثارتہ و من الاقران  
 من البراءة الاصل ثارتہ و من الاقران  
 و من البینة ثارتہ و من الاقران  
 و من الطالب لہ و دودہ  
 و من البینة ثارتہ و من الاقران  
 و من الطالب لہ و دودہ  
 و من البینة ثارتہ و من الاقران  
 و من الطالب لہ و دودہ

خبر کی شائستگی

و من الطالب لہ و دودہ  
 و من البینة ثارتہ و من الاقران  
 و من الطالب لہ و دودہ  
 و من البینة ثارتہ و من الاقران  
 و من الطالب لہ و دودہ  
 و من البینة ثارتہ و من الاقران  
 و من الطالب لہ و دودہ  
 و من البینة ثارتہ و من الاقران  
 و من الطالب لہ و دودہ

والا فالبنية اعم مما يبين  
 الحق فمن كان ضمن الضيق  
 من جوانب اوقى كان باهم  
 اولي قلنا اقل من اجوز  
 التذمى على وجهين لا يبين  
 ولا افراز ولا الظن المستفاد  
 حال استناد الالظن المستفاد  
 من البراءة الاصلية ولكن لا اذا كان  
 من جوانب واحد والغالب اعتبار الجانبين  
 قد اجمع الناس على جواز وطى المرأة بين  
 طرف الزوج ببلية العرس وان لم يكن زاهوا  
 لا وصفت له من غير اشارة شاهد على بلية

ورنه بينه اوسى خير كانا مہر جو حق کو بیان کردی اس صورت میں سچ کا گمان جس  
 شخص کو بطرف کسی توہمی تر ہوگا اوسیلے کو حکم کا ہونا بہتر ہے اوسے بنا پر جس جگہ گواہ  
 ہونے افراز نہ قسم سے انکار نہ کوئی وقت کا حاضر اوس جگہ ہم مدعا علیہ کی جانب اصل  
 میں برمی ہونیکو گمان پر مقدم کہتے ہیں اور اس طرح اگر اسکی جانب میں حد ہو اور قسم  
 اسکا بیکار کر دینا ہو اور لوگوں کا اتفاق ہو کہ جو عورت تخت کی رات میں مرد کے  
 پاس بیجی جاوے اگرچہ مرد اوسکو پہلے نہ لکھا ہو اور نہ کسی اوسکی پہچان اوسکو  
 بتلائی ہو بدون شرط لگانے دو گواہوں عادل کی گواہی کے سبب پر کہ یہ وہی  
 عورت ہی جسکو ساتھ نکاح ہوا ہو مرد کو اوس سے صحبت کرنی درست ہی ظن غالب پر کفایت  
 کرنی کے اعتبار سے بلکہ اوس یقین پر اتفا کرنیکی روسی جو شاید حال سے حاصل ہوتا ہو  
 اس طرح فقیر کو ایسی چیز کا کہنا جو لڑکا اوسکو گھر میں سے نکال کر لڑکا وغیرہ دیدے  
 شاید حال کے اعتبار پر درست ہو۔ اس طرح حال موجود پر تغیر چیزوں کو بیع میں  
 اتفا کر لیجاتی ہے کہ بدون زبان سے کہی خرید و فروخت ایسی اشیا کی دینی اور لینی  
 سے ہو جاتی ہے اور حال ہی کو دیکھ کر کنواری عورت کو سکوت پر اجازت لینی کی وقت کفایت  
 کیجاتی ہے اور سکوت ہی کو دلیل رضامندی کی ٹہرائی ہے۔ اور اسے ہی حال معاملات  
 بد بون اور حسا نونین ہے کہ لوگ صرف تقسیم کرنیوالے کے قول پر یاد و شخصوں کے

صورتی شاہدین  
 ان صحاح احوال اتہ التي وقع عليها العقل الاتفا  
 باظن الغالب بل بالقطم المستفاد من شہاد  
 الخال وكن احوال الفقه ما يبدى في  
 الصبي ويخرج به بين الكبت بين كسر و نحوها  
 اتفاد اطلاق شاهد الخال وكن احوال الاتفا  
 الخال في بيع المحقر بالباطل  
 وبسبب كس الخال  
 في الاستنباط وجعل  
 دلایل علی رضاهما و تناف  
 في المعاملات والمناہج  
 والتبرعات والتفاد بقول  
 انعام و حال او بقول ان بن

انعام و حال او بقول ان بن

وكان القائف والقائفين  
ويعامله معجول المحذوب  
والشديد واكل طقاصيه  
وقبج حننا تبا والذخول  
من فائله والكنفي الشراء  
يقول المخاص الواجيد  
في محل الظن وبتحقق الثابتين  
في جراء البصيرين وبتحقق الثابتين

قول پر کفایت کر لیتی ہیں اور یہی حال قیافہ شناس اور دو قیافہ والوں کو قول کا  
اور جس شخص کا حال ازاد می اور شد کا معلوم نہ ہو اس کا معاملہ اور اس کو کہانے اور  
یہیہ کے قبول کرنے اور اس کو گہر میں جانیکا حال بھی یہی ہو اور شارع نے ایک  
اندازہ کر لیا لیکے قول پر گمان کی جگہ کفایت کی اور شکار کے بدلہ میں دو شخصوں کی  
قیمت مقرر کرنے پر اور رمضان مبارک کے چاند دیکھنے میں ایک کے قول پر اور  
کے باہم ہونے واحد کے قول پر اور بہت سے فقہانے چوڑے لڑکے کو نسب  
لگانے میں جبے و مرد یا زیادہ اور اس کو مدعی ہون اور اسکی طبیعت کی خواہش پر کفایت  
کی سبب اعتماد کرنے اور اس ظن کے جو رغبت سے حاصل ہوتا ہے اور یہ ظن نہایت  
کم درجہ کا ہے اور یہیں جہت اسکا تہ نسبت لگانے میں فقہانے نزدیک آخر میں سے  
جب قیافہ شناس نہ ہو اور اسطرح پائی ہوئی چیز کے اوصاف کو کوئی بتلاو ہو تو  
اوصاف بتانے کے گمان پر چیز کو اس کے حوالہ کرنا اور ذی الذمہ کے واجب جائز  
ہونے پر تکیہ کرنا ہے اور اسطرح طہارت اور نجاست کی علامات پر اور قبلہ پر اور ناہی  
تولنو والو کو قول پر اور بہت سے فقہانے مدعا علیہ کو جس کو نیکو دستور الحال  
شخصوں کی گواہی سے کہا ہے جب تک کہ اونکی عدالت ثابت ہو اسکو کہ غالب یہی ہے کہ  
دستور الحال عادل ہی ہوگا تو دیکھو ایک مسلمان کا جس کو اس جیسو گمان سے جائز

من مضان وبقول المعان الواجيد  
كثير من الفقهاء في نساب الخصم بعد ميل طبعه  
المن ادعاءه من جابن واكثر اعتماد اعدا الظن  
المستفاد من ميل طبعه وهو من ضعف الظن  
ولذا كان في الخبرين الحاق عند هم  
عند عام القائف وكان الاضداد في جفاء  
دفع اللفظ او جواز على الظن المستفاد  
من وصف الواصف لها وكان الاعتماد  
على امارات الظن والاعتماد  
وقبول فعال الكيف والوزان  
وقال كثر بين الفقهاء  
يجس المذمى عليه وبتشادة  
المستورين الى ان يعزل  
المستورين المستورين العار  
الغالب من المستورين  
فانستجازوا عفو ابغ  
الرجل السام بمنزل الظن

اللہ شاکرین  
محمد علی شاہ

فألو انتم الشهادۃ علی القوم  
 من غایبہ ذکر الشاہدین  
 اہلین بحال اقرارہ اعتقاداً  
 علی ظن الرشید والاختیار  
 وفان حکم اللہ سبحانہ فی  
 کتابہ عن الشاہدین  
 الذی یشہد علی براءۃ  
 یوسف الحکم بالقدین فقال ایگان  
 فی قصۃ قازین قبل فصدقت ویوی  
 بین الذلین بین وایگان فی قصۃ قازین  
 ولایہ ویوی ۱۳

رکبا اور فقہا بہم ہی کہتے ہیں کہ اقرار کرنا بسبب کے مقابل میں گواہی مسوع ہونی  
 چاہیے گو دو لوگوں کو یہ نہ بیان کریں کہ مقرر اپنے اقرار کی وقت اہل اور لائق اقرار  
 تھا اسلام کہ ظن ہی ہی کہ عاقل اور خود مختار ہو اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں  
 اس گواہ کا حال نقل فرمایا ہے جسے قرینہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کے بری ہونے  
 پر گواہی دی تھی اور یہ کہا تھا ان کا کہ قیصہ قدس من قبل فصدقت ویوی الکاذبین  
 وان کان قیصہ قدس من ذوق کذب و دہمین الصادقین - آخر قصہ تک اور اللہ  
 اور اگر جو اس کا کرتا ہوتا ہے سزا دینا چاہیے اور وہ ہے سچا  
 لے سکا نام علامت رکھا اور یہ بینہ کی نسبت کہ کامل تر ہو اور نقل جو فرمایا تو سہی  
 جہت سے کہ ثابت اور مقرر ہو جاوی اور اسی قسم سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم  
 اس لڑکے کے باب میں حسین و عورتوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کو پاس چمکایا  
 اور آپ نے لڑکا بڑی عورت کو لوادیا وہ دونوں مانسے ٹھکر حضرت سلیمان کے  
 پاس آئیں اور اون سے باجربا نکلیا حضرت سلیمان نے فرمایا کہ ایک چہری لاؤ کہ اس کے  
 کے دو کر کے دو لوگوں کو آدنا آدنا اور اس طرح فرمایا کہ انہوں نے دہم کر لیا کہ ایسا  
 کریں گے پس چوٹی عورت نے کہا کہ آپ کو دو ٹکریں کیجیے یہ لڑکا بڑی عورت کا ہے آپ نے  
 وہ چوٹی عورت کو دلوایا اسلام کہ دیکھا کہ بڑی عورت کو اطمینان اور سلی ہو گئی کہ جیسا  
 میرا لڑکا گیا اسکا بھی جاتا رہیگا اور چوٹی میں شفقت مادی ملاحظہ فرمائی کہ لڑکو کو

وحدک  
 حکم سلیمان علیہ السلام بالبول الذی  
 نازعت فیہ امران عند افعالک  
 ففضون لکبری فخر جتا علی سلیمان ففضنا  
 ففضت لکبری فقال سلیمان انتونی باسکابن  
 اشفہ القصۃ فقال سلیمان انتونی باسکابن  
 اشفہ بپہنتا مقاما لصفہ  
 لا تفعل ہو ابنہا ففضو  
 اشد وحت وشتلذہاب  
 اولک کما نذہب ابنتک  
 وادکت الصغری شفقہ لام

جلوئی شاہین



فانستروخت ال بقا بولدا  
خبا تشاهد وان كان عننا  
غيبها واملح حكم سلبين

لاصغرى مع اقرارها بلكبرى  
تجد تختها ان الاقرار اذا  
ظهرت امارات كذا

التي و كان اذا غلظ المقرا و اختط او نسي  
سواء و كان اذا غلظ المقرا و اختط او نسي

زنده رہنی اور دیکھنی پر مطمئن ہوئی گو دوسرے کے پاس ہو اجنت سلیمان کے  
حکم کو سوچو کہ لڑکا چھوٹی کو دلوادیا باوجودیکہ وہ بڑھی کے لہو اسکا اقرار کر چکی تھی تو  
اس سے یہ ہوتا ہے کہ اگر اقرار کے جوٹا ہو نیکی علامتیں ظاہر ہوں تو اسکی طرف التفات  
نہیں کیا جاتا اور ایسے اقرار کا ہونا ہونا برابر ہی اور یہی اگر اقرار کر نیوالا غلطی کر  
یا بھول چوک جادوی یا ایسا اقرار کرے جسکا منضمو نہ پہچانا جاوے تو اس اقرار پر پکڑا  
نجاو گیا اور ایسا ہوگا جسینی زبردستی اقرار کیا اور اللہ تعالیٰ نے لغو قسم پر گرفت  
دور فرمائی سلمیٰ کہ قسم کہا نیوالے نے اسکی علت غائی مراد نہیں لی اور خبر دی کہ وہ  
گرفت و لکھ فعل کی فرماتا ہے اور ظاہر ہے کہ خطا کرنیوالی اور بہونے والی اور جاہل و مجبور آدمی  
کے الفاظ کا منضمو دہین کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا اور مقصود یہ ہے کہ جس شوہر پر جوٹا  
دعویٰ ہوا ہو کہ اوسنی ان برسوں کا خرچ اور لباس نہیں یا مثلاً ایسی طرح کہ معلوم ہو جاوے  
کہ عورت اسپر جوٹ بولتی ہے تو حاکم کو جائز نہیں کہ عورت کی دعویٰ کو سنو اور مرد سے جو اب یہی مطالبہ  
کرے اور اس دعویٰ کو چھوٹی کی تدبیرین مرد لکھی ہیں اول یہ کہ کہی کہ جس دعویٰ کو عادت و  
عرف اور مسا بون کا معاینہ جوٹ کہی وہ کسی صیغہ ہو سکتا ہے دوم یہ کہ حاکم سے کہی کہ اس  
سے پوچھو اسپر کون خرچ کرنا تھا پس اگر عورت دعویٰ کرے کہ شوہر کو سواد و سر امر خرچ کرتا  
اور شوہر کسٹیر فرسی یا کرتا تھا تو عورت کا دعویٰ سنا نجاو گیا بلکہ دعویٰ اس مرد کا ہونا چاہیے

اوافق بما لا يعرف مضمونہ لم یوافق  
وکان كما لو اوافقوا و الله تعالى رفع المواقف  
بلغوا البيان كلف الخالف لم يفصل مع جبراً و تخيراً  
ان الزوج المدعى عليه دعوى كان زبجه بانة ترك  
النفقة والكيافة تلك الثمن كما اذا نكح  
كتاباً اذ عليه لم يبين للثمن كما اذا نكح  
بورد بلوارون طرف في الفلص من هيب اللامع  
انها ان يقع كلف نعوذ دعوى  
تلك القادة والعاشق و مشاهد  
التي ان يقول اللامع  
الجبران الثانية ان يقول  
سأفعلن كما ينفق عليا فان  
ادعت ان غيره كان ينفق عليا  
و بودي عنه ذلك  
لو نفع دعواها و كانت دعوى

عقوبة شريفة

لذالك الغيروان قالن

انا كنت انفق على نفسي قال

الزوجه سلها هل كانت

حتى اني ندخل وتزجر

تندري الطعام والادام

فان قالت نعم خذك زجرا

ولما سمعان كانت بين ذوات

الشرف وولقد اروان قالت كنت

اوكل غيرة الزفت بيانه فان كان الحاكم  
لا يقبل من شيا من ذل ولافه ان يبين  
استخفافا ولا بعد ال ال اجواب لمفصل  
فما جبه ال ال استخفاف فان كان الحاكم

سلوا عن اهل بيت

بيت ادعى عدم تمكنها له بين الو  
والقول قوله لا ان الاصل عدم التمكن  
وهذا غير دعوى النشأ لان النشأ  
وهذا لا يعنى ان الاصل قل وهو هذا  
هو العصبان والاصول والاصول  
ازلكه من اشد اشد في عدل  
ببيت يستعانها اول  
نذاهنا ثعبان فعدا لبعثا  
فالا وما ساند فمى في  
فعل ان تد ان يحصل  
كل ما خاضا كحبه في حبل

جوشهر كير سے دیتا تھا اور اگر کہو کہ میں اپنی آپ اپنی نفس پر خرچ کیا کرتی تھی  
تو شوہر کہو کہ اس سے پوچھو کہ یہ خود ہی باہر آمد و رفت کر کے کہا نا اور سالن سوال کیا  
کرتی تھی اگر عورت کہو کہ ہاں تو اسکا جھوٹ ظاہر ہے خصوصاً اس صورت میں کہ وہ شریف  
اور عزت والی ہو اور اگر کہو کہ میں دوسرے کو دیکھ کر دیا کرتی تھی تو شوہر کے بیان  
سوا دسلو الزام دیا جاو لیکن اگر حاکم ایسا ہو جو شوہر کا قول اسباب میں چمکے  
تو شوہر کو جائز ہے کہ جیلہ کر کے عورت کے استخفاف کا انکار کرے اور مفصل جواب کی  
طرف میل کرے صورت میں عورت استخفاف کو لگو گواہ گذرانے کی محتاج ہوگی پھر جب  
گواہ گذرانے تو شوہر دعوی کرے کہ مجھ کو کسی صحبت کرنے پر قابو نہ دیا اور آ  
باب میں قول شوہر سے کا معتبر ہوگا اسلئے کہ اصل قابو کا نہ دینا ہی اور یہ صورت  
نشوز کے دعوی سے مخالف ہے اسواسلئے کہ نشوز نا فرمانی کو کہتے ہیں اور اصل فرمانی  
کا ہونا ہی اسلئے نشوز کے دعوی میں شوہر کا قول معتبر نہیں اور صورت میں شوہر اپنے  
حق کے پورا کر لینے کا منکر ہے اور اصل سمین اور سکا ہونا ہی اسلئے قول معتبر ہوا  
اور ایک جیلہ یہ ہے کہ دو گواہوں عادل کو درپردہ کہہ کر دے کہ وہ عورت کی بات  
سنیں اور عورت اونکو نہ لگی بعد اسکو شوہر اسکو کچھ مال یا جس چیز سے وہ خوش  
ہو دے پھر کہو کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہر ایک ہم میں سے ایک دوسرے کو معاف کرے

حتى تطيب انفسنا وعلينا ذلك وديننا نطقا بابائنا

استغنى علينا عرف ذلك

فصل اذا عرض هذا

المسلمين والذات

عن الذين ونصر المظلومين واخات

کہ دہنو کا دل خوش ہو جاوے یا اور کوئی اسپریم کا قول کہو اور عورت سوا سکاجوا  
 مانگی کہ یوں کہہ دو کہ اس وقت کوئی حق میرا خرچ اور لباس کے باہرین تجربہ نہیں فصل جب  
 یہ معلوم ہو چکا تو معلوم ہوا کہ وہ تدبیرین جنہیں مسلمانوں کا فائدہ اور دین کی برکت  
 برائی کو دور کرنا اور مظلوموں کی مدد اور ناتوانوں کی زیادہ سی اور حیلہ گردی کا مقابلہ اور  
 کا فروغ بدکاروں اور ظالموں صاحبان کو حیلہ کا فریب دینا پایا جاتا ہے وہ ان تدبیروں کے  
 مخالف ہیں جنہیں قواعد شرعی پر حیلہ کرنا اور خدا تعالیٰ کی حرام کی ہونے پر خیر کو حلال  
 جانا اور جو چیز اوسنی واجب کی ہو اسکو گرا دینا پایا جاوے اور ان قسموں میں فرق  
 ایسا ہے جیسا قسم کے سچا کرنے اور چوٹا کر نہیں ہر یا جیسا عدل و ظلم میں ہے اور  
 حیلے چند قسموں پر ہیں اول وہ خفیہ تدابیر ہیں جنسی خبیثی طرف پونہ تہی ہیں جو خود  
 اپنی ذات سے حرام ہیں مثلاً جانوں کے مارنے کی لٹی حیلہ کرنا اور مالوں کی یعنی اور اسپین  
 بگاڑنے کا بیان کرنا اور اس قسم کا خفیہ حیلہ اوس تدبیر ہے کہ جو حرام پر ظاہری  
 تدبیر سے پہنچاوی اور اسپریم سے چور کا ہاتھ کاٹنا جانا ہونے عارت گر کا اور اسپریم سے امام  
 مالک اس طرف گئی ہیں کہ جو شخص اچانک مار ڈالے اسکو مار ڈالا جاوے گو اوسنی اسپریم کو  
 مارا ہو جسکا قصاص نہ ہونا ہو مگر اس جہت سے کہ اوسکی حرکت کی خرابی ہوتی ہے اور اس کے  
 بچنا ممکن نہیں اور اسی میں سے ہی جو حضرت عبدالہ ابن زبیرؓ گتہ تری کا ہاتھ کاٹنے کو

عن الذين ونصر المظلومين واخات  
 الملهو فابن ومعارضة المظالمين والاحتياط  
 لا تفار والفقار والظلمة ثواب باب المكي  
 والاحتياط مخالفة لظرف المتضمين والاحتياط  
 على القواعد الشرعية وتخليل لاسم الله واستفط  
 ما اوجبها والفقير بين النوعين هو الفرق  
 بين البر والحق والعدل والظلم والحق والظلم  
 في نفسه كالخيل على قوائم النفوس وانما لا يقطع  
 فساد ذنوب البين وهذا اعظم من ان يقطع  
 العلم بالظرف الظاهر والظرف والذات  
 بد الشارح من المنهج والذات  
 ذهب كالوان القائل عيلة بغير  
 وان قتل من لا يباد به لعظم  
 مغسلا ففعله وعقد  
 امكان الخليفة ومنه رأي  
 عبد الله ابن الزبير فظم بذا

عن الذين ونصر المظلومين واخات  
 الملهو فابن ومعارضة المظالمين والاحتياط  
 لا تفار والفقار والظلمة ثواب باب المكي  
 والاحتياط مخالفة لظرف المتضمين والاحتياط  
 على القواعد الشرعية وتخليل لاسم الله واستفط  
 ما اوجبها والفقير بين النوعين هو الفرق  
 بين البر والحق والعدل والظلم والحق والظلم  
 في نفسه كالخيل على قوائم النفوس وانما لا يقطع  
 فساد ذنوب البين وهذا اعظم من ان يقطع  
 العلم بالظرف الظاهر والظرف والذات  
 بد الشارح من المنهج والذات  
 ذهب كالوان القائل عيلة بغير  
 وان قتل من لا يباد به لعظم  
 مغسلا ففعله وعقد  
 امكان الخليفة ومنه رأي  
 عبد الله ابن الزبير فظم بذا

بید جا حد العارینہ بخلاف  
 راس الامام احمد بن حنبل  
 وفق لہ فی جہاد ومنہ  
 فقہ اولی بالقطر من الشافعی  
 وعدم امکان الخ زینہ  
 لعظمی عن الاموال

بابین بانوجہ کہ اوسکا ضرر مالو پر بہت ہو اور اوس سے بچنا ممکن نہیں تو چور کے ہاتھ کاٹنے کی نسبت کہ اگر کسی شخص کا ہاتھ کاٹنا بہتر ہو اور اسکا قول یقیناً قوی ہو اور اس سے ہر امام احمد کی تجویز عارت خیر کے منکر کے ہاتھ کاٹنے کے باب میں اختلاف نہایت کے منکر کے سلمی کہ اول شخص سے تو بچنا ممکن نہیں اور امانت کو منکر کو تو امانت رکھنے والے نے امین جانا تھا دوسری قسم جیلونکی وہ ہے کہ اوس سے بھی حرام کی طاعت پونہ چینی ہیں مگر حلیہ گر ظاہر یوں کرتا ہے کہ میرا قصد خیر کا ہے حالانکہ اوسکا مقصود بجز حد سے بڑھنی اور بدی کے اور کچھ نہیں مثلاً بیمار آدمی وارث کی نقصان کی خاطر کسی دوسرے شخص کے لئے اقرار کر دے کہ اسکا میری مہر اتنا ہے اور درحقیقت اسکی کوئی چیز بیمار کے پاس نہیں یا کسی جنبی کو اپنا وارث کہہ اور وہ اقم میں وارث نہیں اس قسم کا جیلہ حرام اور اسپر گواہی بھی حرام اور جیلہ بذات خود جھوٹ اور فریب ہو ہے مگر از انجا کہ اسکا سچ ہونا بھی ممکن ہے اسلیئے علما کو اختلاف ہے کہ اگر مریض کسی وارث کا اقرار کر دے تو یہ اقرار بوجہ ذریعہ کر بند کرنا اور اقرار کے رد کر نیکی باطل ہے سلمی کہ یہ صورت اپنی نفس پر گواہی دے کی ہو اور مریض سبب میں تہمت لگایا ہوا تو تہمت کی جہت سے اوسکا قول نمانا جاوے گا جیسے غیر گواہی مینی یا یہ اقرار مقررہ تھا جہاں کر نیکی جہت سے خصوصاً حاجت کیو قتمین مقبول ہے اور امین سے عورت کا جیلہ کرنا خاندن کو نکاح توڑ نیکی

بہ الی ما یجی حرم ایضا لکن یظہر الخصال ان  
 فیصلہ الخیر ولبین تفصیلاً مع الاموال ودرمان  
 والتشریح اقرار الرضی الخ لکن لا شیء لکن عندک اقراراً  
 باقرارہ بقرائن و بوجہ اقرار التا اخصر  
 بالقرائن و بہذا حرام و الشکادۃ علیہ علیہ  
 و لکن یبایعون نفسہا لکن بوزن و لکن  
 ان یبکون صدقاً اختلف العلماء فی اقرار  
 اللغزین لقرائن تہلیل باطل سند اللذات یبایعون  
 و مع اللذات لکن نہ شہادۃ علی  
 نفسہا و معہا مقصود ذاک  
 فارد للصحیحۃ و کالتشادۃ  
 علی الغیار و متبعی احسانا  
 لا یظن بالتقوی ولا یسب اعننا الخ  
 و سنہ احتیال اللذات علی  
 فتنون کے

جیلونکیاں

معا مساکره بالمعروف  
بانکارها اولاد نالون

او اساعده غنوة الزوج  
و نخی لک و اختیال التبانة

علی فضیحة السبعم بدعواه  
انه كان مجبى من اعلی هو

اختیال المشازی و نخی لک القسم الذی الشایع  
بانه لم یزکبیم و نخی لک القسم الذی الشایع

با وجود اچھی طرح رکھو کی سطرچ کہ کہدی کہ میں نے ولی کو اجازت نہیں دی یا خاوند  
بڑی طرح مجھ کو کہتا ہے یا اور سطرچ کا جیلہ اور بائع شخص کا جیلہ کرنا بیع کی توڑ نیکی سطرچ  
کہ دعوی کرے کہ بیع کیسے میں جا کم کیسے روک میں تھا اور خرید و فروخت کا مجاز نہ تھا اور  
جیلہ کرنا خرید یا بیع کی توڑنے پر کہ میں نے بیع کو نہیں دیکھا اور مثل اس کی دوسری قسم جیلہ  
کی وہ ہے کہ بذات خود مباح ہے مگر حرام کر ارادہ کر نیلے باعث حرام ہو جاوے مثلاً سفر کرنا رہنری  
کیو اسطرچ کہ مقصود یعنی رہنری حرام ہے تو اسکا وسیلہ یعنی سفر اگرچہ بذات خود حرام تھا مگر حرام  
کا وسیلہ ہو نیکی باعث حرام ہو گیا چوتھی قسم جیلہ کی وہ ہے کہ اس کسی کسی حق کا لینا یا باطل  
کا دفع کرنا مقصود ہو مگر اسکی لینے کا طریق حرام ہو مثلاً اس شخص کا حق دوسرے ذمہ ہو اور وہ  
انکار کر جاوے تو یہ دو گواہ کہہ کے جو فرضہ رو کو بخاتہ ہون اسکو دیکھا ہو اور اسکو دعوی کی  
گواہی اسکی مرضی موافق جھوٹی دیدین تو یہ گواہی لوانی حرام ہے اسلیو کہ اس سے گواہوں کو  
حرام پر برائگیختہ کرنا ہے اور اسطرچ ہے اگر ایک آدمی کا دوسرے کو پاس فرض ہو اور وہ فرض کا  
منکر ہو جاوے یا امانت تھی اور اسکا انکار کر دیا اور بدون تاویل قسم کہا لی کہ میری پاس امانت  
نہیں رکھی یا عورت نے اوپر سے دعوی کیا کہ اوسنے مجھ کو خرچ نہیں دیا اور وہ اپنے دعوی  
میں جھوٹی ہے تو اسنے بالکل اسکو نکاح کا انکار کر دیا اور قسم میں تاویل نہ کی  
اب اگر یہ کہا جاوے کہ ایک شخص نے سو د کا معاملہ کیا اور فرضہ سے اصل مال وصول کر لیا

سببہ و نخی لک  
مقطع الطریق  
فی نفسہا غیر محذوف  
القسم الذی الشایع  
بانه لم یزکبیم

بطلان القسم الذی الشایع  
بانه لم یزکبیم  
بطلان القسم الذی الشایع  
بانه لم یزکبیم  
بطلان القسم الذی الشایع  
بانه لم یزکبیم

معا مساکره بالمعروف  
بانکارها اولاد نالون  
او اساعده غنوة الزوج  
و نخی لک و اختیال التبانة



وقی خبر الجنس کی دفعہ  
ان الحاکم بیعہ وکسبہ

اشافی وثلث بیعہ  
مہ ان بیعہ وکسبہ

لیس لہ ان یاخذ من  
غیر الجنس وعلی قول اصحاب

غیر جنس کی صورتیں وہ مال حاکم کو دیدے کہ اسکو بیچنے والے اور اسکی قیمت سے  
اپنا حق لے لے یہ قول شافعیوں کا ہے اور قول یہ ہے کہ جب قابو اپنی حق کی جنس  
پر ہو اور صورتیں اپنا حق برے کر یہ دست نہیں کہ جب اپنی حق کی غیر جنس پر قابو  
پاویں تب بھی اپنا حق لیوی اور یہ قول حنفیوں کا ہے چوتھا قول یہ ہے کہ اگر دوسرے  
شخص کے ذمہ کسی اور کا قرض ہو تو قابو پانویں لیکو لینا درست نہیں اور اگر کسی کا  
قرض اس کے ذمہ نہ ہو تو درست ہے اور یہ ایک روایت ہے مالک سے پانچواں قول یہ  
ہے کہ اگر حق کا سبب ہو جو بیعہ وکسبہ اور قرابت اور مہمان کا حق ہو تو خدا کو  
اپنی حق کی مقدار یعنی درست ہے چنانچہ اسقدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
سماۃ ہند کو اجازت نہ فرمائی کہ ابوسفیان اپنی شوہر کے مال میں سے اسقدر لے لے  
کہ اسکو اور اسکی اولاد کو کافی ہو اور جو شخص کسی قوم میں آئے اور وہ اسکی دعوت  
تکرین تو اسکو اجازت دے کہ اپنی مہمانی کے قدر اور کئی مال میں تدارک کرے چنانچہ  
بخاری اور مسلم بن عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہکو بیچتے ہیں تو ہم البس و گو نہیں اترتے ہیں کہ وہ ہماری  
دعوت نہیں کرتے ہمیں آپ کا کیا ارشاد ہے آپ نے ہم سے فرمایا کہ اگر تم کسی قوم پر آؤ  
اور وہ جو کچھ مہمان کیو اسلو چاہو اسکو تم سے کہیں تو تم قبول کرو اور اگر وہ اب

غیر الجنس وعلی قول اصحاب  
ان الحاکم بیعہ وکسبہ  
اشافی وثلث بیعہ  
مہ ان بیعہ وکسبہ  
لیس لہ ان یاخذ من  
غیر الجنس وعلی قول اصحاب

وقی خبر الجنس کی دفعہ  
ان الحاکم بیعہ وکسبہ  
اشافی وثلث بیعہ  
مہ ان بیعہ وکسبہ  
لیس لہ ان یاخذ من  
غیر الجنس وعلی قول اصحاب

بن عامر قال قلت للنبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ایتعتنا  
فقال لیس لہ ان یاخذ من غیر الجنس وعلی قول اصحاب  
اشافی وثلث بیعہ مہ ان بیعہ وکسبہ





الصحف فادرك من ابناواظف  
شاهنا فقلت اقبض الالف

لا حدنى ابى انه سمع لى  
الله صلى الله عليه وآله

وسلم يقول اذا الامانة الى  
من ائمتناك ولا تخن من خانتك

وويلد وان كان في حاكم المنقطع فله شاهد  
وهو مشك طاف بن غنام اخبرنا شريك وقابض

ادا كر دمی ہر او کمال مال میں سے میرے ہاتھ ہزار لاکھ گئے ہیں اس سے کہا کہ یہ  
ہزار وصول کر لو جو تم سے لوگ لیس گئے ہیں اس سے کہا کہ نہیں میرے پاس بچہ سے حد  
بیان کی کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے کہ امانت اور اگر وہ  
شخص کو جو تیری پاس امانت رکھو اور خیانت نہ کرے اس کی جو بچہ سے خیانت کرے اور وہ  
حدیث اگرچہ منقطع کے حکم میں ہے مگر اس کی شاہد دوسری حدیث طلق بن غنام کی ہے  
وہ یہ ہے کہ خبر دمی ہر کو شریک اور فریسن ابو حصین سے اور سنی ابو صالح سے اور سنی حضرت  
ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ادا کر امانت اسکو جس سے تیرے  
پاس امانت رکھی اور خیانت نہ کرے جس سے بچہ سے خیانت کی آس و پت میں قیس بن  
کاتبیا ہے اور شریک معتبر ہے اور اس کی حدیث اسو بچہ سے کہ قیس اس کی پیروی کی قومی ہو گئی  
اگرچہ اس میں ضعف تھا اور اس کا ایک اور شاہد حدیث ایوب بن سوید کی ہے ابن سوید سے اور وہ  
ہے ابو التیاح سے اور وہ حضرت انس سے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مثل مذکورہ بالا۔ اور  
حدیث ایوب بن سوید کی اگرچہ اس میں ضعف ہے الا اس کی حدیث شاہد لانیکی لیاقت رکھتی ہے اور  
اس کا ایک اور شاہد ہے ہر چند ضعیف ہے مگر ان حدیثوں کا وہ ہیں ملا سے قومی ہو جاتا ہے  
روایت کیا اور سکویحی بن ابوب اسحق بن اسید سے اور سنی ابو حفص دمشقی سے اور سنی  
کمال سے کہ ایک شخص نے حضرت ابوامامہ سے پوچھا کہ میں دوسرے شخص کے پاس امانت رکھتا ہوں

ابن حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرہ ان النبی صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم قال اذا امانتہ الی من ائمتناک  
ولا تخن من خانتک وقابض ابن سوید  
ابن سوید عن ابی ہریرہ ان النبی صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم قال اذا امانتہ الی من ائمتناک  
ولا تخن من خانتک وقابض ابن سوید  
ابن سوید عن ابی ہریرہ ان النبی صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم قال اذا امانتہ الی من ائمتناک  
ولا تخن من خانتک وقابض ابن سوید

بانتظام ہذا الامانة الى  
رواها ابو جری بن ابی اسحق  
عن ابی ہریرہ عن النبی صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم قال اذا امانتہ الی من ائمتناک  
ولا تخن من خانتک وقابض ابن سوید

ابو بکر بن علیہ السلام  
 تخریب نہ دینی ابو بکر بن علیہ السلام  
 عندی یغان حسنہ قال کلمتہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم یقول دلا صانۃ الی  
 وسلم یقول دلا صانۃ الی  
 من ائمتہ وکلامتہ من  
 خانقاہ وکلمہ شاہد الخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 قال یحییٰ بن ایوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 ادلا صانۃ الی من ائمتہ وکلامتہ من  
 خانقاہ وکلمہ شاہد الخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 الترمذی بن حدیث مالک بن

یا سیرا حق او سکو نہ ہوتا ہی اور وہ منکر ہو جاتا ہی پر وہ سیر پاس امانت رکھتا ہی یا اور  
 سیر نہ کہہ ہو جاتا ہی تو میں بھی انکار کر دوں کہ نہیں اونہونے فرمایا کہ نہیں  
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا ہی کہ فرماتے ہی اور امانت اور سکو جو تجھ کو  
 امین جانے اور خیانت نکر اور اس جو تجھ سے خیانت کرے اور اسکا ایک اور شاہد مرسل ہے  
 بھی بن ایوب ابن جریج سے اور وہ حسن سے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے  
 روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اور امانت اور سکو جو تجھ کو امین جانے اور خیانت نکر  
 اور اس جو تجھ سے خیانت کرے اور اسکا ایک اور شاہد ہی جو ترمذی نے مالک بن فضلہ  
 کی حدیث روایت کی ہی اور وہی کہتا ہی کہ میں عرض کیا کہ یا رسول میں ایک شخص کے پاس کو  
 گذرنا ہوں تو وہ نہ میری دعوت کرنا ہی نہ ممانی ہی نہ میرے پاس کو گذرنا ہی تو میں اس  
 سے اپنا عوض لوں یا نہیں اپنے فرمایا کہ عوض سے بلکہ اسکی دعوت کر ترمذی کہتی  
 ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی اور اسکا ایک اور شاہد ہی جو ابو داؤد نے حدیث تشریح  
 حصاصہ کی روایت کی ہی وہ کہتی ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں  
 عرض کیا کہ زکوٰۃ لینو دالے ہم پر زیادتی کرتے ہیں تو ہم اپنی اور سفدر مال کو چھپا لیا کریں  
 جسفدر وہ ہم پر زیادہ لیا کرتے ہیں اپنے فرمایا کہ نہیں اور اسکا ایک اور شاہد ہی  
 بشر کی حدیث ہی کہ وہ کہتی ہیں کہ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے پر دوسی ایسی

نضلة قال قلت يا رسول الله الرجل  
 امر به فلا يقدر على ولا يضيئني في بيته  
 افا جزية قال لا او نه قال انزل  
 هذا حدیث حسن صحیح ہی اور اسکا ایک اور شاہد ہی جو ابو داؤد نے  
 حدیث تشریح حصاصہ کی روایت کی ہی وہ کہتی ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں  
 عرض کیا کہ زکوٰۃ لینو دالے ہم پر زیادتی کرتے ہیں تو ہم اپنی اور سفدر مال کو چھپا لیا کریں  
 جسفدر وہ ہم پر زیادہ لیا کرتے ہیں اپنے فرمایا کہ نہیں اور اسکا ایک اور شاہد ہی  
 بشر کی حدیث ہی کہ وہ کہتی ہیں کہ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے پر دوسی ایسی

صلوات علیہ  
 ۱۳

ابو بکر بن علیہ السلام  
 تخریب نہ دینی ابو بکر بن علیہ السلام  
 عندی یغان حسنہ قال کلمتہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم یقول دلا صانۃ الی  
 وسلم یقول دلا صانۃ الی  
 من ائمتہ وکلامتہ من  
 خانقاہ وکلمہ شاہد الخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 قال یحییٰ بن ایوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 ادلا صانۃ الی من ائمتہ وکلامتہ من  
 خانقاہ وکلمہ شاہد الخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 الترمذی بن حدیث مالک بن





رسال الله صلى الله عليه وآله وسلم خاتمة

مقابله و معا فبها خاتمة

واحد من افعالنا الاخذ

فان تساوت الختان كان قد

وصفته فقد تبسقا قطا ثم ما والمطالبة

حقیقت اور شریعت کی روسی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکا نام خیانت  
معاہدہ اور ندادارک کی روسی فرمایا ہی نہ ابتدا میں خیانت کی جہت سی پس ہر ایک  
ان دونوں میں سے ایک دوسرے پر ظالم ہی تصور نہیں اگر دونوں یا نہیں مقدار اور  
صفت میں برابر ہوگی تو دونوں کا گناہ اور آخرت کا مطالبہ جانا رہیگا کیونکہ  
ہر ایک کا دونوں میں سے دوسرے پر حق یکساں رہیگا اور اگر دونوں میں سے کسی کو  
زیادتی ہوگی وہی دینی پڑگی تو یہیہ حال تو ثواب اور عذاب میں ہوا مگر دنیا کے  
احکام میں اسطرح نہیں اسلئے کہ یہاں کے احکام ظاہر جزیر پر مرتب ہوتے ہیں  
اور باطن کے حالات سپرد نجد ہیں اور اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
نے فرمایا کہ تم میری پاس جھگڑا لاتے ہو اور میں آدمی ہی ہوں جیسا کچھ سننا  
ہوں ویسی ہی حکم دیتا ہوں اور شاید تم میں سے بعض لوگ اپنی حجت میں حاضر جواب اور  
خوش تفریر زیادہ ہو نسبت دوسرے کو تو جس شخص کو میں کچھ حق اوسکو بہائی گا  
دلا دون تو چاہیے کہ وہ نہ لیومی اور میں اوسکو لئی ایک آگ کا ٹکڑا ہی علیحدہ ہوں  
اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلادیا کہ آپ لوگوں میں حکم ظاہر کے حالات  
کے بموجب فرماتے ہیں اور جو شخص نفس الامر میں باطل رہو دے اوسکو  
واقف کر دیا کہ ہماری حکم سے اوسکو جائز نہیں کہ جس چیز کا حکم کیا ہوا اوسکو لے

فی الزنا من الختان  
علی من الختان  
فضل ہر جعبہ بہ فضل اوفی حکم  
الثواب والعقاب واما فی احکام الی انما فالکلیہ

علی الظواہر واما العرائر فالی اللہ و  
لھذا قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
انکم تنظرون الی واما انابنیر افضی  
وتعال بعضکم ان یؤی من حق الخیار فان  
فرضت الی بیہی من حق الخیار فان  
فانما افطرہ قطعاً بین  
النار فانما برضی اللہ علیہ  
والہ وسلم انما علیہ  
بہنہنویا کما ظاہر واعلمہ  
البطلان فی نفس الامران  
کما لا یجان الخیار حکم الیہ









احتیاط علی

دفعاً الاضطرار عن الترتیب بقدر

ووجوباً او بعداً الخافئ

او بعضاً او بدلاً او غیراً

کما تقدم وله صور كثيرة

وود بقية كما

کرنے پر جو شریک کا نقصان دور کرنے کے لئے شروع ہوا ہو اور اسکے واجب ہونے سے پیشتر یا بعد جیلہ کرنا یا پانچواں جیلہ کرنا اپنی کل حق یا بعض کے لینے کے لئے یا اسکا عوض لینے کو خیانت سے جیسا پہلے گذرا اور اسکی بہت سی صورتیں ہیں یعنی کسیکے فرض کا منکر ہو جانا جیسا وہ اسکی فرض کا منکر ہو گیا یا اسکی امانت میں خیانت کرنی جیسے کسی خیانت کی یا اور اسکی طرح کا معاملہ ہو **فصل** جو کچھ ہمیں ذکر کیا اس سے ان جیلوں میں خشکے باعث ظلم اور تعدی سے نجات ملتی ہے اور ان جیلوں میں جنسی حرام کے مباح ہونے اور واجب کے ساقط کرنے پر جیلہ کیا جاتا ہے فرق معلوم ہوا کہ وہ دونوں کا نام جیلہ اور وسیلہ ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیع عینہ حرام سے بچاتی نہیں بلکہ حرام کا وسیلہ ہوتی ہے اور اس سے حرام ہی مقصود ہے جس پر بائع و مشتری متفق ہیں اور اللہ تعالیٰ انکے دونوں سے اسباب کو جانتا ہے اور وہ وہ دونوں خود اور انکے گواہ بھی واقف ہیں۔ اور اس طرح مال کا مالک کر دینا اپنی رائے کو برس روز پورا ہونیکے قریب تاکہ زکوٰۃ نہ دینی پڑے آدمی کو گناہ سے نہیں بچاتا بلکہ اس میں غوطہ دینا اسلی کہ کسی ایسی فرض کی ساقط کرنا قصد کیا جسکا سبب بچا ہوا اور جو شخص اس سے توکلوجائز کہتی ہیں وہ غیر پیش کرتے ہیں کہ جو شخص اس پر ہر وہ جب کو ساقط نہیں کرتا بلکہ وہاں ہونیکو ساقط کرتا ہے اور وہ با تو نہیں فرق سے آدمی واجب ہونے کو نوروک سکتا ہے

ان جیلوں میں ذنبہ کا جملہ اور فصل  
 خانہ الغیظ والک  
 بن الحیل النجی  
 بن الحیل علی  
 وان جملہ اسم  
 بنوشان  
 علیہ و یعملہ  
 و یعملہ  
 و یعملہ  
 و یعملہ

الایمان

بعضاً فیہ ولا ینقص سببہ  
 ساقط فرض قد انقض سببہ  
 و لکن عند من یجوز ذلک  
 انہ کو یسقط الواجب  
 وانما یسقط الواجب  
 بین کلین فان لہ ان ینعم الواجب

ولیس لہ ان بیعہ الواجر  
وهذا القول في الخيل  
على اسقاط الشفعة قبل  
البيع فانه يمنع وجوب  
الاستخفاف ولا يكتف  
المن الذي وجب بالبيع  
لا يجوز

گرا و سکو درست نہیں کہ وجب چیز کو روک دے اور اسے طرح بیع سے پیشتر شفعہ کے  
ساقط کر نیکی لئی حیلہ کرنے میں کہتے ہیں کہ قبل بیع کے حیلہ کرنے سے بایع اسخفاف  
کا وجوب نہیں ہوتا یہ نہیں کہ جو حق بیع سے واجب ہو گیا اور سکو نہیں دینا یہ صورت  
تو ناجائز ہے اور یہی نظیر زکوٰۃ ندی کی بعد وجوب ہے کہ واجب ہوئے بعد اسکا نہ  
یہ حیلہ سے درست ہی نہ بدون حیلہ کے اس طرح حیلہ کرنا جمعہ کے واجب ہونے پر  
اسطور پر کہ کسی ایسی جگہ جا رہی جہاں اذان نہ پونچے اور نماز کی جمعہ میں جانا اور  
اوسے روز پر آنا غیر ممکن ہو یا جمعہ کی وقت سے پیشتر سفر کر جاوے تو یہ جائز ہے اور  
جب جمعہ واجب ہو چکی تو بعد وجوب کے اسکا نہ پڑھنی کا حیلہ جائز نہیں اس طرح اپنے  
رشتہ دار پر خرچ کر نیکو واجب ہو دینا اسطور پر کہ اتنا کماد می حسین دوسری کو  
خرچ دینا واجب ہو اسکی لئی حیلہ جائز ہے اور واجب ہوئے بعد دنیا درست نہیں  
دو نو حیلوں میں فرق کا یہ ہے جس پر حیلہ لے لکھتے کرتے ہیں۔ اور جو لوگ حیلوں کے  
مانع ہیں وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ اگر حیلہ والوں کی یہ بات چلتی تو اللہ تعالیٰ ان باغ  
والوں کو سزا دیتا جنہوں نے اسکو رات میں توڑ نیکا ارادہ کیا تھا اس نظر سے کہ اونکو  
پاس کین آوین ان لوگوں نے بھی تو وجوب کے دور کر نیکا ارادہ کیا تھا بعد اس کے  
کہ اسکا سبب ہو چکا تھا اور وہ نظیر زکوٰۃ ساقط کر نیکی لے حیلہ کرنے کی ہے جبکہ

فذلك  
نظرا بقرعة الذمى بعد وجوبه فان لا  
سوجب بجنباؤه ولا غيرهما وان لا  
المتخيل على منع وجوب الجمعة عليه وبيان  
ليكن في مكان لا يبلغه النداء ولا يمكنه الذهاب  
منه الى الجمعة والوعود في يومه والشفقة قبل الخيل  
وهذا لا يجوز له الخيل على تركها بعد وجوبها  
عليه وكون ذلك الخيل على منع وجوبها لانفاق  
على القريب بان لا ينسب له الا يجب فيه لانفاق  
فمن اشترى الفرق الذي اعتمده الخيل  
الخيل و آجات الالاف عن علي بن ابي طالب  
بان هذا الواجر في الخيل  
توريقا قرب الله اصحاب  
من اسماك الاحبصم  
فمن وادفع الواجر بعد انعقاد  
سببه و هو نظر الخيل لا اسقاط الزكوة

حلولاً بآيات



لا تقصدوا سبباً كالثلثين  
والتي قد تحقق بانقضاء  
الذي قد تحقق بانقضاء  
الذي قد تحقق بانقضاء

وہ ہر ایک وجہ سے مثل اس خرابی کے ہے جو اس ساعت کے پیشتر مذنی سے  
ہوتی ہے اور ایک یہ کہ بعد سبب کے منتقد ہونیکے حکم اب ہی ہے کہ ہمیں ہونچکا اور پایا  
گیا اور ایک یہ کہ سبب کے ہونچکنی سے وجوب ثابت ہونچکا اور اسکو جو مہلت برس  
کے روز کے پوری ہونے تک کی جائزگی گئی تو صرف اس پر فراخی اور گنجائش کیواسط  
ہے اور بہین جہت آدمی برس کے پورا ہونیسے پیشتر زکوٰۃ واجب کا ادا کر دینا درست  
ہے اور اپنی موقع ہی پر ادا ہونا چاہیگی اور ایک وجہ یہ ہے کہ ایجاب سے گریز کرنا اسلئے  
قصہ کیا جانا ہے کہ واجب کی ادا سے گریز ہو جاوے اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے اس پر  
برس کے تمام ہونے پر فرض کی ہے وہ ساقط ہو جاوے اور یہ صورت ایسی نہیں ہے  
کوئی وجوب کوۃ سے گریز کر کے مال کا کمانا ہی چھوڑ دے جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی  
باشفع کے لینے سے گریز کر کے اپنی حصہ کی فروخت ہی کو ترک کرے یا خرچہ دینے سے  
بھاگنے کے لئے بیاہے ہی نہ کرے یا اور کوئی ایسی ہی صورت ہو اسلئے کہ ان صورتوں میں  
اس شخص کے حق میں سبب ہی نہیں ہوا کیونکہ اسنو وہ چیز ہی ترک کر دی جو ایجاب  
پہنچاتی اور صورت مفروضہ میں سبب ہونیکو بعد اس چیز کے ساقط کرنے پر حیلہ ہے  
جس سے ادا واجب متعلق ہے اور نیز سبب ہونیکو قطع کر دینا حکم خدا تعالیٰ کو بدلنا  
اور حیلہ سے سبب ہونیکو ساقط کرنا ہے اور یہ بات مکلف کو نہیں پہنچتی اسلئے کہ اللہ

وہ ہر ایک وجہ سے مثل اس خرابی کے ہے جو اس ساعت کے پیشتر مذنی سے ہوتی ہے اور ایک یہ کہ بعد سبب کے منتقد ہونیکے حکم اب ہی ہے کہ ہمیں ہونچکا اور پایا گیا اور ایک یہ کہ سبب کے ہونچکنی سے وجوب ثابت ہونچکا اور اسکو جو مہلت برس کے روز کے پوری ہونے تک کی جائزگی گئی تو صرف اس پر فراخی اور گنجائش کیواسط ہے اور بہین جہت آدمی برس کے پورا ہونیسے پیشتر زکوٰۃ واجب کا ادا کر دینا درست ہے اور اپنی موقع ہی پر ادا ہونا چاہیگی اور ایک وجہ یہ ہے کہ ایجاب سے گریز کرنا اسلئے قصہ کیا جانا ہے کہ واجب کی ادا سے گریز ہو جاوے اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے اس پر برس کے تمام ہونے پر فرض کی ہے وہ ساقط ہو جاوے اور یہ صورت ایسی نہیں ہے کوئی وجوب کوۃ سے گریز کر کے مال کا کمانا ہی چھوڑ دے جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی باشفع کے لینے سے گریز کر کے اپنی حصہ کی فروخت ہی کو ترک کرے یا خرچہ دینے سے بھاگنے کے لئے بیاہے ہی نہ کرے یا اور کوئی ایسی ہی صورت ہو اسلئے کہ ان صورتوں میں اس شخص کے حق میں سبب ہی نہیں ہوا کیونکہ اسنو وہ چیز ہی ترک کر دی جو ایجاب پہنچاتی اور صورت مفروضہ میں سبب ہونیکو بعد اس چیز کے ساقط کرنے پر حیلہ ہے جس سے ادا واجب متعلق ہے اور نیز سبب ہونیکو قطع کر دینا حکم خدا تعالیٰ کو بدلنا اور حیلہ سے سبب ہونیکو ساقط کرنا ہے اور یہ بات مکلف کو نہیں پہنچتی اسلئے کہ اللہ

جلو نیاں  
۱۳

وہ ہر ایک وجہ سے مثل اس خرابی کے ہے جو اس ساعت کے پیشتر مذنی سے ہوتی ہے اور ایک یہ کہ بعد سبب کے منتقد ہونیکے حکم اب ہی ہے کہ ہمیں ہونچکا اور پایا گیا اور ایک یہ کہ سبب کے ہونچکنی سے وجوب ثابت ہونچکا اور اسکو جو مہلت برس کے روز کے پوری ہونے تک کی جائزگی گئی تو صرف اس پر فراخی اور گنجائش کیواسط ہے اور بہین جہت آدمی برس کے پورا ہونیسے پیشتر زکوٰۃ واجب کا ادا کر دینا درست ہے اور اپنی موقع ہی پر ادا ہونا چاہیگی اور ایک وجہ یہ ہے کہ ایجاب سے گریز کرنا اسلئے قصہ کیا جانا ہے کہ واجب کی ادا سے گریز ہو جاوے اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے اس پر برس کے تمام ہونے پر فرض کی ہے وہ ساقط ہو جاوے اور یہ صورت ایسی نہیں ہے کوئی وجوب کوۃ سے گریز کر کے مال کا کمانا ہی چھوڑ دے جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی باشفع کے لینے سے گریز کر کے اپنی حصہ کی فروخت ہی کو ترک کرے یا خرچہ دینے سے بھاگنے کے لئے بیاہے ہی نہ کرے یا اور کوئی ایسی ہی صورت ہو اسلئے کہ ان صورتوں میں اس شخص کے حق میں سبب ہی نہیں ہوا کیونکہ اسنو وہ چیز ہی ترک کر دی جو ایجاب پہنچاتی اور صورت مفروضہ میں سبب ہونیکو بعد اس چیز کے ساقط کرنے پر حیلہ ہے جس سے ادا واجب متعلق ہے اور نیز سبب ہونیکو قطع کر دینا حکم خدا تعالیٰ کو بدلنا اور حیلہ سے سبب ہونیکو ساقط کرنا ہے اور یہ بات مکلف کو نہیں پہنچتی اسلئے کہ اللہ

سبب بکسہ و حکمت فایده  
بہ آن بیطلان خدا الممتحن  
باعتبار و الخاد غہ و وظیفہ

ہی نے اپنی حکمت اس سبب کو سبب بنایا تھا تو اس بنانے کو حیلہ اور برب  
سے باطل کرنا بندہ کو درست نہیں۔ اور یہ صورت اس صورت کے خلاف ہے کہ آہ  
مال کو ظاہر اور باطن میں بیہ کر دی یا خرچ کر ڈالے اسلی کہ اس شخص نے واجب ہونے  
پر حیلہ نہیں کیا کہ ظاہر کچھ کرے اور باطن میں اور کے خلاف ہو پھر جو شخص حرام چیز  
اور واجبات کو ساقط کرنے پر حیلہ کرتا ہے اسکا مقصود خراب ہے اور وسیلہ باطل  
کیونکہ اسنی ایک چیز کو وسیلہ اس چیز کا کیا جو اس مقصود نہ ہو اور اسکو ذریعہ حرام  
کا بنایا مثلاً اللہ تعالیٰ نے نکاح کو دوستی اور رحمت اور سسرال اور نسل اور امانت  
رہنی اور ستر کی حفاظت وغیرہ کا وسیلہ مقرر کیا ہے اور حلالہ کرنیو الا نکاح کو نہیں  
سے کسی چیز کا وسیلہ نہیں کرنا بلکہ جس چیز کو خدا تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اسکی  
حلال کرنیکا وسیلہ کرتا ہے یعنی خدا تعالیٰ نے عورت کو تین طلاق دینو والے پر اسکی  
سزا کے لئی حرام فرمایا اور حلالہ کرنیوالے نے اس عورت سے نکاح کر نیکیو وسیلہ  
اوسپر حلال کر دینو کا کیا جس امر کے لئی نکاح مشروع تھا اوسکا وسیلہ کیا اسلی  
اوسکا قصد حرام اور وسیلہ باطل ہوا اسلی طرح بیع شرع میں کسیلہ اسباب کا بھی  
خسہ دیدار چیز سے اور بائع قیمت سے نفع لے کر سود خوار نے اوس کو محض  
سود کا وسیلہ کیا اور شفعہ شریک کا ضرر دفع کر نیکیو مشروع ہوا

و باطلنا آوا نفقہ فان  
معتدل باظہار امر و ابطن خلاف  
علی غایب الایجاب ثم الخصال علی الخیرات و انتفاط

فانہ توسل بالشیء غیر مقصود  
ال مقصود شیء فان الله سبحانه یجعل التکالیف  
و اسباب ال المعایر و الرضا و المصراہ

اللہ  
تعالیٰ

من ذلک و الخصال لم یفسد بہ الخ  
سببہ حرمہ علی الطریق تلافی الخ  
فونشیل ہذا بیکجا الی خلیفہ الخ  
بہ الی ما شرعہ و کان القصد  
عمر و الوسیلہ باطل ہوا

کن ذلک شرع البیع و سبب  
ال انتفاء الشرعی بالعبان  
و البائع بالتمن و توسل بہ  
الکافی الی محض الی باو  
الشفقہ لدر فی الشرعی التذکر

فوقس البطل لغا باظهار  
 ما لا حقیقتہ الی بظاہر  
 فلما نوبت جلتہ بیا طلعہ  
 ومقصودہ ہر ما وکذا لک  
 فوض لک فی رحمہ اللہ  
 فوض لک فی رحمہ اللہ  
 وطریقہ الی بظاہر  
 المستطہما الی بظاہر  
 المقصود باظهار عقد لا حقیقتہ لہ وکذا لک  
 المقصود بالتمیز بین بدو صلاحتہ و باطل الی بظاہر  
 المقصود بالتمیز بین اکل المال بالباطل فاذا  
 بحال علیہ بان شرط الفطر تم  
 ہی بیک

تھوٹا بیان

گراو کے باطل کر نیوالے نے بذریعہ کسی چیز ظاہر کر نیکی جبکی کچھ حقیقت نہیں  
 اوسکو باطل کر دیا اسلیے اوسکا ذریعہ باطل اور مقصود حرام ٹھہرا آسیرح زکوٰۃ  
 مسکنو کلمی رحمت اور نوانگروں کے لٹی یا کئی کیو اسطرح فرض ہوئی گراو کے ساقط کر نیوالے  
 نے بذریعہ ایک عقد بحقیقت کے اس مقصود کو باطل کر دیا آسیرح پہلو نکا بیچنا تیار  
 سے پہلے باطل ہی اسطرح کہ اوسکا انجام مال کو باطل کے عوض کہا نا ہی تو جس  
 صورتمیں اوس بیع پر جیلہ کر گیا اس طرح کہ پہلوں کے ٹوٹنیکی شرط کر لیا پھر دختونہ پر  
 چوڑو گیا یہاں تک کہ وہ تیار ہو جاوین تو ایک شرط حرام غیر مقصود کو لٹی جیلہ کر گیا  
 حالانکہ دونو معاملہ داے اور دوسرے لوگ جانتی ہین کہ خریدار توڑنیکا نہیں اور یہی  
 حال تمام جیلو نکا ہی جو انجام کو شمار کے مقصود کو خراب کرن مثلاً عورت کا مال دنیا  
 شوہر کو اور خلع کر لینا اللہ تعالیٰ نے اسلیے شروع فرمایا ہی کہ زن دشومہر جس صورت  
 میں کہ دونوین خلاف واقع ہو ایک دوسرے سے چٹی پاوین اوسکو لوگوں نے قسم کے  
 ٹوٹنی اور نکاح کے باقی رہنی کا جیلہ ٹھہرایا اور اللہ پاک نے نکاح ٹوٹنی کے لٹی  
 اوسکو اوس مسلت کی جبت سے شروع فرمایا تھا فصل اور یہ جو تم کہتی ہو کہ جو  
 شخص اپنی بیبی کی طلاق کی قسم کہا وری کہ میں یہ شراب پیونگا یا اس شخص کو قتل  
 کرونگا اور جیلہ کرنے میں اوسکو دونو خرابیوں سے بچانا ہی تو اسکے جواب میں

شرط حرام غیر مقصود بل قلم المتعاقبات  
 وغیرہما آنگہ کہ یقطعہ وکذا لک  
 الحبل الذی تعوق علی مقصود الشارع بالنقض  
 والمخالف شرعاً اللہ لینیاض کل من لزو جانی  
 من الاخذ اذ اوقع الشقاق بیچما یجناو حیوان  
 للخت فی البین ونباء انکا لا اللہ  
 سجنہ و انما شرعہ لقطعہ  
 واما قولکم فصلک  
 بطلاق زوجتہ لیسیرین ہذا  
 الخ و لیقتلن ہذا الرجل  
 ففی الحبل یخلف ہرین المقصود  
 تملک المصلحتہ فصلک  
 لیسیرین ہذا

فلان شرع الله له ما يتخاضر به وسبغني عن هذا  
بماك وانما امر النكاح في الطلاق  
بماك وانما امر النكاح في الطلاق  
فلان شرع الله له ما يتخاضر به وسبغني عن هذا  
بماك وانما امر النكاح في الطلاق

ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اور سکر لئی ایسا امر شروع کیا ہے کہ اس سے وہ شخص  
بچ بھی جاوے اور حاجت اس کے فروغ کی ہو جو تم کہتی ہو تو یہاں کئی طریق ہیں  
اول طرف تو ان لوگوں کا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ قسم کسی حال میں ہوتی ہی نہیں خواہ  
قسم کے الفاظ کسی کہو مثلاً اس طرح کہ مجھ کو طلاق دینی لازم ہے میں ضروریہ کام کرونگا یا  
شرط کے الفاظ کسی کہو جسے بون کہو کہ اگر آفتاب ٹھیک ٹھیک تو عورت کو طلاق ہے اور یہ طریق  
ابو عبد الرحمن کو پسند ہے جو اصحاب تابعی میں بزرگترین اور یہی مختار اکثر ظاہر والوں کا  
کہ اوگنی نزدیک طلاق شرط کو قبول نہیں کرتی مثل نکاح کے اور انکو مخالفوں نے اور پڑھتی  
حجت شافی وار دہن میں کی دوسرے طریق ان لوگوں کا ہے جو سہات کو قائل ہیں کہ طلاق  
یا آزاد کرنے پر قسم کہا ہی ہو واقع نہیں ہوتی بلکہ قسم کہا نیوالے پر اگر قسم میں جو  
ہو تو کفارہ قسم کا دینا لازم آوگا اور یہ مذہب حضرات ابن عمر اور ابن عباس اور  
ابو ہریرہ اور ام المومنین عائشہ اور زینب بنت ام سلمہ اور حفصہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا  
ازادی پر قسم کہا نیکیے باہین ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت محبوب تر تو نہیں ہے  
ہو اور غیر کی ملک میں چلتی ہے تو یہ لوگ طلاق پر قسم کہا نیکیے باہین کہا کہیں گے جو  
خدا تعالیٰ کے نزدیک حلال میں نہا خوش ترا اور سلطانوں نزدیک سب چیزوں سے محبوب  
ہے اسلئے کہ ان سے ایک عورت نے سوال کیا کہ میں نے قسم کہا ہی ہے کہ میرے سارے ملوک

الطلاق بیلزنی لا فعلن او بصیغۃ التعلیق  
کانت بصیغۃ الخلف کقولہ  
اختیار ابن عبد الرحمن اختلاف اصحاب التعلیق  
واجلہم واكثرهم الظاهر فنعنا ہم ان الطلاق  
لا یقبل التعلیق کالتکلیف ولہم ردھا لقوم علیہم  
لا یقع الطلاق الخلف بالہ  
ولہم کفایع بیان اذ الخت فنیق وھو  
مذہب ابن عمر وابن عباس وابن ہریرہ وعلیہ  
وزینب بنت ام سلمہ وحفصہ فی الخلف بالہ  
الذی ہو قریب من ان یقول  
ویرى فی الخلف بالطلاق  
ھو لا یفی الخلف بالطلاق  
الذی ہو البغض بالطلاق  
اللہ واجب الاستیفاء والشیطان  
فاقتسا انھما امر الخلف  
بان کل مسلم لا یخلف

بہ  
تعلیق





لا تطابق الزمعة وان كان لها  
بما نوع تعاقب ثم لو فهمت الزمعة  
انه في جانب الكسح كما يمكن  
بمجة في فهمه بان شتار واو  
تعاين فانها في تخصص بعد  
تختلف باطلاق بندك  
فان كل مخالف نوع الاكراه  
كسبت بنين وبنين وبنين  
بن داؤد في تفسيره بنين  
عن عاصم الاصحى  
ان لم تجللك فانه كسح فامر ان يطابق قال الاصل  
غلامه ولا تطابق امران هذين

لكن في من كه عنوان كے مطابق نہوں گو سطر حكا علاقه آنكو عنوان كے ہو پھر اگر عبدالرزاق نے اس روایت کو زبردستی سے قسم لے ہوئی کہ باہرین سمجھ لیا تو انکی سمجھت نہوگی بلکہ جت اس روایت میں ہو جو یا انکی ہو پھر طلاق پر قسم کہا انکی خصوصیت میں کیا فائدہ ہو اسکو کہ زبردستی کے ساتھ ہر ایک قسم کہا نیو الیکلی قسم کچھ نہیں ہوتی اور شنید بن داؤد نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حدیث کی قسم عباد بن عباد مہلبی نے عاصم احوں سے روایت کی اور سنی عکرمہ سے اس سلسلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی غلام سے کہا کہ اگر میں تیری سو کوڑی مار دو تو میری زوجہ پر طلاق ہے تو عکرمہ نے فرمایا کہ نہ اپنی غلام کے کوڑی مارو نہ اسکی بیوی کو طلاق ہوئی یہ قول سکا شیطانی خطر ات میں سے ہے پس جب اس روایت کو اس روایت میں ملاؤ جو ابن طاؤس نے اپنی باب سے کی ہے اور او میں جو حضرت ابن عباس سے مروی ہے اس عورت کی باب میں کہ اپنی غلام سے کہا کہ اگر میں تجھ میں اور تیری بیوی میں جدائی نہ دلو تو میرا ہر ایک ملوک آزاد ہو اور دوسرا ہر ایک ملوک جو حضرت ابن عباس سے زوجہ کو حرام کر لینے پر قسم کہا نیکیے باہرین مروی ہیں کہ اسطر کے حلف قسم میں ادنا کا کفارہ دیدے اور سہرا ضافہ کرو تو تو تکو معلوم ہو جاوے گا کہ حضرت ابن عباس اور انکی اصحاب کا اسباب میں کیا مسلک تھا اور جب ان آثار کو صحابہ کے آثار میں ملاؤ کہ تعلیقات پر قسم کہا نا مثلاً حج اور وزہ اور صدقہ اور قرانی اور مکہ منظمہ تک پایادہ جانا وغیرہ

ظلمات الشیطان فاذا ضمنت هلنا  
بلاذنی الشیطان فاذا ضمنت هلنا  
عباس فہین فالت لعلو لعلو لعلو لعلو  
وبن امرانك كل ملو لعلو لعلو لعلو لعلو  
عن ابن عباس فی الخلف بنین تلاق  
انبا بنین بکف ما بنین تلاق  
لکان علیہ ابن عباس  
فی ہذا الباب فاذا ضمنت  
ذلک الی آثار الصحابین فی  
الخلف بالتعلیقات کا لعلو لعلو  
والصدقہ والہدی والشیء  
ملکہ خافیا فی ذلک

فی ذلک فاذا اذمنت ذلک  
 الی القیاس الذی یسدون  
 فی جمیع کمالات الوجود  
 بین الذلک والجمیع  
 ویتعد هذا الابدان  
 الشیطان ومن یقول حکمت ونبش  
 عندی و الله الشیطان الطریق الذی  
 طریق من یفوق بین ان یحلف علی فعل  
 امراته او فعل نفسه او غیر ذلک فینفون  
 فی الایمان ان یخفی عن الذلک وکلیت فایمان  
 ایضا ایمان بکفره تبین الذلک  
 تحقیقہ ما کان علیہ الصحیحة  
 فی ذلک فاذا اذمنت ذلک

کہ یہ سب امور میں ہیں کفارہ دنیا چاہی تو تمکو معلوم ہو جاوے گا کہ صحابہ کی اس  
 باب میں کبار اور نبی اور حب اسکو اس قیاس پر اضافہ کر حسین اصل و فرع کا حکم  
 برابر ہوتا ہے تو معلوم کر لو گے کہ غالب ان ہے اور مغلوب کیا ہے اور باوجود اسکے  
 تمکو دسترس نہیں کہ شیطان سے اور اس شخص سے کہ یوں کہی کہ میں نے حکم کیا اور میرے  
 نزدیک ثابت ہوا زور کرو اور اشد سے مدد کی خواہش ہے جو تھا طریق ان لوگوں کا ہے جو  
 اپنی بی بی کے فعل پر یا خود اپنی فعل پر یا غیر ذلک کے فعل پر حلف کر نہیں فرق کرتی  
 ہیں اور کہتی ہیں کہ اگر اپنی بی بی سے کہا کہ اگر تو گھر سے نکلے گی یا فلان شخص سے بولیگی تو  
 تنجو طلاق ہے تو اس پر اس کام کرنے سے طلاق نہ پڑگی اور اگر اپنی آپ پر یا بی بی کے  
 سوال پر قسم کی اور حاشا ہوا تو طلاق لازم ہوگی اور یہ قول شہب بن عبد العزیز کا  
 ہے جو امام مالک کی سب صحاب میں سے فقہ ترین اور اسکا ماخذ یہ ہے کہ عورت جب بھی  
 کام اس غرض سے کرے گی کہ مجھ کو طلاق ہو جاوے تو اسکو طلاق نہ پڑگی اور سنی سناری  
 جہت سے اور اس نظر سے کہ جو قصد اس سے کیا اسکو خلاف معاملہ کیا جاوے اور یہ امام مالک  
 اور احمدیہ اور انکی موافقین کی اصول پر چلتا ہے کہ جو شخص عورت کے وارث کر نہیں سکتا تو  
 اور زکوٰۃ کو دینے سے گریز کرتا ہے اور مورث اور وصیت کر نیوالے اور مدبر کر نیوالے کو  
 قتل کرنا ہے ان سبکی سزا اور ذلک نزدیک یہ ہے کہ جو کچھ انہوں نے قصد کیا ہوا اسکی خلاف

حیلہ کا بیان  
 فانت طالق فلا یحظر الطلاق علیہا بقاھا  
 ذلک وان تحلف علی نفسه او غیر امراته  
 وحشت لزومہ الطلاق وھذا قول الفقہ  
 اصحاب مالک علی اختلاف وہو اشھب ان  
 عبد العزیز و ماخذ ذلک ان لآئۃ اذ اقلت ذلک  
 تطاق نفسہا کما یطبع بہ الطلاق  
 معاقبہا وعلما و معاملہ ینقبض  
 صدقہا وھذا اجار علی  
 امثال مالک و احمد و متن  
 وافقہا وفاق عاقبہا الفارحین  
 النورین و الزکی و قائل مؤثران  
 والمعوی کہ و متن بر ینقبض و متن

ایضا ایمان بکفره تبین الذلک  
 تحقیقہ ما کان علیہ الصحیحة  
 فی ذلک فاذا اذمنت ذلک  
 الی القیاس الذی یسدون  
 فی جمیع کمالات الوجود  
 بین الذلک والجمیع  
 ویتعد هذا الابدان  
 الشیطان ومن یقول حکمت ونبش  
 عندی و الله الشیطان الطریق الذی  
 طریق من یفوق بین ان یحلف علی فعل  
 امراته او فعل نفسه او غیر ذلک فینفون  
 فی الایمان ان یخفی عن الذلک وکلیت فایمان  
 ایضا ایمان بکفره تبین الذلک  
 تحقیقہ ما کان علیہ الصحیحة  
 فی ذلک فاذا اذمنت ذلک  
 الی القیاس الذی یسدون  
 فی جمیع کمالات الوجود  
 بین الذلک والجمیع  
 ویتعد هذا الابدان  
 الشیطان ومن یقول حکمت ونبش  
 عندی و الله الشیطان الطریق الذی  
 طریق من یفوق بین ان یحلف علی فعل  
 امراته او فعل نفسه او غیر ذلک فینفون  
 فی الایمان ان یخفی عن الذلک وکلیت فایمان

وهذا هو الفقه سبأ وبعث  
تدريج طارفا وانما اراد  
خصها او نفعها وان لا ينفع  
بما يتبع فكيف يكون فاعلمها  
سبباً اعظم اذا اذاه وبعث  
بالتفاسك كما اذا ذاك  
الله ابا به بالفلسف فكيف  
الفسد فقول الجحاش الطيق  
طريف من تفصيل بين الحلف  
بصيغة فاعلمها والشط والجذ  
الحلف بغيره ان فعلت  
الكل يعني بلذني كذا ان فعلت  
الطلاق في الاول كالثاني  
وجمع اصحابنا في قوله  
عن ابي حنيفة الطريق الثاني  
فاد اقول المعنى الذي كانت  
فاد اقول المعنى الذي كانت  
فاد اقول المعنى الذي كانت

ہونا چاہی اور یہی فقہ سے خصوصاً ایسے حالتیں کہ شوہر نے عورت کی طلاق کا ارادہ نہ کیا ہو بلکہ اوسکو رانجیختہ کرنا خواہ روکنا کسی کام سے ارادہ کیا ہو اور یہ کہ ایسا کام نہ کر جو حسین شوہر کو ایذا نہ تو اسکا فعل شوہر کی سب سے بڑی ایذا کا سبب کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ اوسنی عورت کو اپنی ایذا دینو کا وکیل کر کے مالک نہیں کیا نہ خدا تعالیٰ نے اوسکو اختیار دیا کہ شوہر کو نکاح توڑنے سے ایذا دی تو جدائی عورت کے اختیار میں کس طرح ہوگی پانچوں طریقوں میں جو حلف میں شرط و جزا کے الفاظ سے اور التزام کے الفاظ سے فرق بتلاتے ہیں یعنی اگر بون کہو کہ اگر میں ایسا کرونگا تو یہ ہے تو ایسے الفاظ سے حلف کرنے میں طلاق لازم آدیکا اور اگر ان الفاظ سے کہیگا کہ میری اوپر فلان چیز لازم ہے اگر میں ایسا کروں تو اس صورت میں طلاق لازم نہیں اور اصحاب فحی سے جو صورتیں مروی ہیں ان میں کی بیہ صورت ہے اور امام ابوحنیفہ سے بھی یہی منقول ہے چنانچہ طریق یہ ہے کہ جس بات کو قسم تھی وہی جاتی رہی اسکی بعد جس چیز پر قسم کہا تھی اگر اوسکو کر گیا تو قسم میں جھوٹا نہ ہوگا اسلئے کہ اسکا کام کا نکرنا قسم کے ساتھ ایک علت کی جہت سے تھا جب علت جاتی رہی تو کام سے باز رہنا بھی جاتا رہا اور یہ بات شریعت کے اصول اور امام احمد اور ان لوگوں کی مذہب کے قواعد پر مبنی ہے جو قسم عام اور خاص ہو اور مطلق اور مقید

الحلف بغيره ان فعلت  
الطلاق في الاول كالثاني  
وجمع اصحابنا في قوله  
عن ابي حنيفة الطريق الثاني  
فاد اقول المعنى الذي كانت  
فاد اقول المعنى الذي كانت  
فاد اقول المعنى الذي كانت

ذلك ليعتد لان اشتقاق  
بالمعنى انما كان لعله فانزل  
نزلها وهذا من غير اشتقاق  
الشرع وقواعد من غير اشتقاق  
بغير اللفظ والقصد اليقين  
بمعنىها وتخصيصها واخلاقا وتقديرا



عبداللہ باللفظ فباغۃ بالاندر  
وقد اذنی کنا برین القلتا  
منعہ ابن عقیل وشیخنا  
فیسن قبیل کہ ان اناک  
فان حدیث میں تین  
آوردت بعقلان

فقال ہی طالق ثم تبیان  
لہ انہا کتخرج ان بعبد  
ان بعبد لا یکن وہو اولہ  
بہ و فی کسک  
البحر فطفا اوان کسک  
مستبأ و قد اذنی الذی لا یقتضی  
فواعیل الفقہ  
غایرہ و قد اذنی الذی لا یقتضی  
فواعیل الفقہ

اپنا غلام ہزار ہی کو بیچنا اور پھر اس سے زیادہ کو بیچ دیا اور بہت سے حکام نے  
جنین سے ابن عقیل اور ہمارے شیخ میں اسی پر فتوا دیا ہے اس صورت میں کہ کسی  
شخص سے کہا گیا کہ میری بیوی گہرے نکلگنی یا اسنے فلان مرد سے زنا کیا اور وہ  
سننے ہی کہا کہ اسکو طلاق سے پہلے اسکو ظاہر ہوا کہ عورت گہرے نہیں  
نکلی اور جس مرد سے اسکو تہمت لگائی گئی وہ اتنی فاصلہ پر ہے کہ اسکا پونہ چنانچہ  
عورت تک یقینا ناممکن ہے یا معلوم ہوا کہ وہ شخص مر گیا ہے اور یہ وہی امر ہے  
کہ قواعد فقہ اسکی سوا کے مقتضی نہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
فرماتے ہیں کہ انما الاعمال بالنیات یعنی اعمال کا مدار نیتوں پر ہے  
اور اگر ان طریقوں کو تم ناممکن کر دو انکا چلنا تمکو جیلونکو طریقوں کو چلنے سے بہتر  
معلوم ہوگا کہ عورت کو چوڑ دی یا خلع کرے یا نکاح کے خراب اور باطل  
ہونے کا دعویٰ کرے اسطرح کہ دلی نے وہ کام کیا تھا جس سے وہ فاسق  
ہو گیا تھا یا گوانان نکاح حریر پر بیٹھے ہوئے تھے یا اور اسی طرح حکام عالمہ  
تھا جس سے نکاح باطل ہوا اور جب انہیں سے کوئی بات نہیں بن پڑتی  
تب عارضی بکری سے النجا کرنے ہیں اور جفتی کے واسطے اسکو کرایہ لیتی ہیں  
کہ جفتی کرے اور اپنی مزدوری نے فصل اور یہ آیت جو جیلونکو باہمیں لکھی ہے

فانہذا لیس لکون الاعمال بالنیات ولونامات  
احسن من طرق المحلل بالنسب والجماع  
و جمعی فساد النکاح  
بہ و الشہود کما فی الجملی  
علی حدیث و نحو ذلک  
فی کسک النکاح  
فانہذا لیس لکون الاعمال بالنیات  
احسن من طرق المحلل بالنسب والجماع  
و جمعی فساد النکاح  
بہ و الشہود کما فی الجملی  
علی حدیث و نحو ذلک  
فی کسک النکاح

فانہذا لیس لکون الاعمال بالنیات  
احسن من طرق المحلل بالنسب والجماع  
و جمعی فساد النکاح  
بہ و الشہود کما فی الجملی  
علی حدیث و نحو ذلک  
فی کسک النکاح

واذا قولہ تعالیٰ لا یؤی و یؤزل  
 یا ایہذا ضعیفاً فاغریب بہ ولا تہین  
 یا ایہذا ان یجرب بہ من یقول  
 فان یجرب ان یضرب بہ  
 انہ لو تکلف لیضرب بہ  
 عشرۃ اسفاطینہما وضربہ  
 عن ضربہ واحد لویز و یجربہ

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ فخذ یدک ضعیفاً فاغریب  
 اور پڑاؤ اپنے ماتھے میں سینکڑوں گناہوں کو  
 ولا تتخنت تو تعجب ہو کہ اس آیت کو وہ لوگ حجت پکڑیں جو اس سلسلہ کے  
 قائل ہیں کہ اگر ایک شخص نے قسم کہا ہی کہ دوسرے کو دس کڑھو مارو گا اور اسے  
 دسوں کو اکٹھا کر کے ایک چوٹ لگا دے گی تو اسکی قسم سچی نہوئی اور اسکی قائل  
 امام ابو حنیفہ اور مالک اور احمد کے صحابہ ہیں اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر  
 ماریو الیکو یقیناً معلوم ہو کہ دسوں کڑھو اسکو بدلو لگا گئی ہیں تب تو قسم میں سچا  
 ہوگا اور اگر یقیناً جانے کہ سب نہیں لگی تو قسم میں سچا نہوگا اور اگر شک ہو کہ لگی  
 ہیں یا نہیں تو جو ہٹا نہوگا اور اگر بالفرض بہ طور قسم کہا نیو ایسکے سچا ہونیکا جب  
 ہوتا تو زنا کر نیوالی اور تہمت زنا لگانو والے اور شراب پینو والے سے گنتی ضرب کی  
 دور ہو جاتی یعنی سو کڑھو دن یا انسی کڑھو لگو ایکجا کر کے اونکی سچا ایک چوٹ لسیو  
 شخص پر لگا دیجاتی اور یہ صورت صرف مرضی کے تخمین چلتی ہی چنانچہ امام احمد  
 نے اسکو ابوامامہ بن سہیل سے اور اسکی سعید بن سعد بن عبادہ سے روایا کیا ہے  
 کہ ہمارے گہرو میں ایک چوٹا سا مرد ضعیف تجویہ کرتا تھا اوسکی قوم کا کچھ پاپس نجبا  
 کہ اونکی ایک لوندھی سوزنا کر بیٹھا آدمی کہتا ہے کہ اس خبر کو سعد بن عبادہ نے  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ذکر کیا اور وہ مرد ضعیف مسلمان تھا آپ نے

مالک و اصحاب محمد و قال الشافعی  
 ان علم انعام شہد  
 ہر پیر و ان شہادہ چھت و لو کان  
 ہذا معاً بجا لہ بالخالف لسطح علی  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 عن الزانی والقاذف والشارب علی  
 الضرب بان یجمع لہ ما نہ سخط او تمانین  
 عن ضربہ باضربہ واحد و ہذا انما یجرب فی  
 حق المرضی کما رواہ احمد عن ابن اتمامہ بن جریج  
 عن سعید بن سعد بن عبادہ قال کان بین  
 ابی انار و جیل ضعیفاً یختم  
 فلما برع الیہ الا وہو علی  
 استخف من امانہ یختم  
 بجا قال فذکنا لک  
 سعید بن عبادہ لیسق اقلہ  
 وکان الرجل مسلماً فقال



فصل موافقت نض القرآن  
نض السنن فی شان  
الضعیف الذی زنا فالتقوی  
بما عن یحییٰ واولادہ  
من ذلک فیمن حلف  
مثل ذلک یتلین  
من هذا ما تروى  
من رواة او ائمة ما تروى  
من رواة او ائمة ما تروى  
من رواة او ائمة ما تروى

نرمی کرین تو اب نض قرآن کا موافق ہونا حدیث کی نض کے اس ضعیف کی باہر  
جسے زنا کیا تھا ظاہر ہو گیا پس اس آیت کا حکم اپنی جگہ سے زیادہ نہ بڑھ گیا اور  
اس امت میں کسی اگر کوئی شخص قسم کیا لگا کہ میں اپنی بیبی یا لونڈی کے سوگوردی  
مار دنگا تو ویسا حکم لازم نہوگا گو بیبی اور لونڈی معذور ہوں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ  
نے مرد کے لٹو ٹکنی کی راہ کفارہ سے مقرر فرمائی ہے اب اگر یہ کہو کہ جب زنا  
واجب ہو مثلاً حد مارنی ہو تو اس وقت بھی معذور ہونا مفید ہے یا نہیں تو اسکا  
جواب ہے کہ اگر خدا لیسا ہو جو در ہونیکے وقوع ہو مثلاً گرمی اور سردی شدت سے ہو  
یا تھوڑا سا مرض ہو تو اسکو در ہونیکا انتظار کیا جاوے گا اور اسکو جاتے رہنے کے  
بعد حد واجب کی جاوے گی جیسے سلم کی حدیث حضرت علی رضی عنہ سے ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لونڈی نے زنا کیا آپ نے مجھ کو ارشاد فرمایا کہ اسکو کوڑی لگاؤ  
میں اسکو پاس گیا تو دیکھا کہ وہ تھوڑی سی نونسی نفاس میں مجھ کوڑی لگا کر کوڑی  
مار دے تو کہیں اسکو جا سکرے میں یہ جبراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حد میں غصکیا ہے  
نے فرمایا کہ تم خوب کیا نماز اسکو چوڑو جب تک تھپی ہو فصل اور بلال کی حدیث خرمائے  
بابین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اونکو فرمانا کہ خرمائے کو در ہونیکے بدی بچاؤ ان امور سے  
اچھے خرمائے لو اسکا حال یہ ہے کہ ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اسکو معاملو

کان الضرب واجبا كما حال اهل بقول  
ينفع ذلك قبل ان كان العذر وجوا الزوال  
كله والبر السنين والرض السيد انظر  
رواه ثم جعل الحد الواجب الحد ثم يسلم  
عن علي ان ائمة تروى الله زنت فامرني  
ان اجلدنها فانها فاذا اهي حدتني  
عدي نفاس فخشيت ان تجلدن ان قبلها  
فذكرت ذلك رسول الله صلى الله عليه وآله  
وسلم فقال حسنت انما تروى  
بلا في شان التمسك  
والجوسلم بعد التمسك  
فقال شيخنا الذين في قوله

حدوث باہر  
۱۳

فصل  
بلا في شان التمسك  
والجوسلم بعد التمسك  
فقال شيخنا الذين في قوله



على الاحتفال بالعقد النبي  
لنبتت مقتضى ذلك كوجوب الاحتفال

رسالة الله عليه وآله  
وسلمة ان يبيع سلفته

بلا قول ثم يتبعه ثمة سلفته  
بخرى ومعلوم ان ذلك اذنا

بقتضى الكبيع الضمير وقتي وجد  
المكبان على الوجه الذي ادلك السنة واقر الصلابة ان

الشان في الكبيع التي ادلك السنة واقر الصلابة ان  
وان كان سبعا فانها في بيع فاسد فلا يدخل في لفظ هذا

جو مقصود نہیں ہے جیلہ کرنیکی دلالت کسی وجہ سے نہیں اول تو یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم فرمایا کہ اپنا پہلا مال مسجد دار اور اسکی قیمت ستر درہم مال خرید لو اور ظاہر ہے کہ یہ امر صحیح بیع کو چاہتا ہے اور جب در ذبیحہ درہم پر پائی جاوے گی تو بلاشک معاملہ درست ہوگا اور ہم بیان ان بیو کا کرتے ہیں جو حدیث اور صحابہ کے اقوال کی رو سے معلوم ہو ہوں کہ ستر ہوں گو ظاہر میں بیع ہو اور اسطر حکلی بیع خراب ہے تو اس حدیث کے لفظ نہیں سو بیع صحیح کے اور کوئی داخل نہ ہوگی ورنہ اسی حدیث سے کوئی حجت کرنیوالا یہ بھی حجت کر سکتا ہے کہ عید بار خیر کا بیچنا یا شرط خیار یعنی جا کر کی مدت تین دن سے زیادہ کر کے بیچنا یا عیب سے پاک ہونے کی شرط لگا کر بیچنا یا اور اسطر حکلی بیع جنکی صحت میں اختلاف ہے سب سے دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث میں عموم نہیں ہے کہ یہ ارشاد فرمایا کہ درونکو عوض میں اچھو خرما مول لیلو اور مطلق حقیقت کا امر کسی قید کے ساتھ نہیں ہے کہ حقیقت سبب و زمین مشترک ہے اور مقدار مشترک نہیں جس سے ہر ایک فرد دوسرے سے جدا ہو جاوے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا تو مشترک کا امر فرمایا کسی حال میں طلوع کا امر ہوگا مان اور قدر مشترک ہی سے بعض ان قید و نکی لازم آتی ہیں مگر یہ قید بن معین نہیں ہے اور ان قید و نکی باہمیں حدیث بطور بدلیت عام ہے مگر یہ اس بات کا مقتضی نہیں کہ انرا در پر عموم جمع کے طور پر ہو جو مقصود ہے

المختار الامم صحیحہ والایجاز ان بیعہ عجیب علی حوزہ بیع  
المعرب اوعلی الذبیحہ بشرط الخیار ان تاسمین خلاف اولی  
فی حین الثانی ان الخیار فی بیع البیع المتناہی  
وابع بالامم جنبا والامم الخفیة المطلقة للبیع  
عن الاخر ولا ہو مستانہ الا ان یمن  
الامر بالکسائر والامر بالبیع جنبا  
مستند لبعض نفاک القبیح  
لا بعینہ فی کون ما کما  
علی سبب البذل والین  
ذالك لا یقتضی العسوم  
بکہ اور علی سبب البذل والین

بہ بیع



اذا علمت ذلك فالحاقه  
لا بدل على جواز بيع الغنبة

بوجوب من الوجع والحب  
الغالب ان بائع التمرد

حتى يقال هذه الشترية  
غالبه اذا الغالب انما هو

بيع السلعة ممن يبيعها  
وشرائها ممن يوجعها

معلوم ہوا تو حدیث سے کس طرح معلوم نہیں ہوتا کہ بیع عینہ جائز ہو اور یہ غالب نہیں  
کہ خرما کو درموم کے عوض بیچو والا مشتری ہی سے اچھ خر موم لے تاکہ یہ کہا جاو  
کہ یہی صورت غالب ہو اس واسطے کہ غالب تو یہی ہے کہ اسباب اس شخص کے ہاتھ پہنچے  
ہیں جو دام دید اور موم اس سے لیا کرتے ہیں جسکو پائل ہی مرغوب چیز پائی جائے  
تیسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ جمع کو درموم کے عوض بیچو  
اس سے بیع مقصود ہی سمجھی جاتی ہے جو ایسی شے یا سوا خالی ہو کہ بیع کے مقصود ہونگی  
مانع ہو بخلاف اس بیع جو مقصود نہ ہو کیونکہ اگر مثلاً یہ کہہا کہ اس کپڑے کو بیچ کر  
یا مین نے یہ کپڑا بیچا تو اس سے نہیں سمجھا جاوے گا کہ بیع زبردستی سے کی ہے یا ہی  
سے یا اور اسطر حکلی منوع بیع کی ہے جو تھی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
نے ایک بیع میں دو بیعوں سے منع فرمایا اور جس صورت میں کہ دونوں اسباب پر متفق  
ہونگے کہ ایک شخص دو کپڑے ہاتھ موم کے بدلے بیچے اور اسی موم کے عوض اس سے  
کوئی چیز خریدے تو ظاہر ہے کہ یہ دو بیعیں ایک بیع میں ہونگی تو یہ صورت اس حد  
میں داخل نہوگی اس لئے کہ جس معاملہ کی اجازت دیکھی وہ اس معاملہ کو شامل نہوگا جس سے  
منع کر دیا گیا ہے یا چونکہ وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمع  
کو درموم کے عوض بیچو پھر درموم کے عوض جنس خرید کر وہی ارشاد اسی بیع کو چاہتا  
ہے

الثالث ان لا یصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
انما یفہم منہ البایع المقصود الخالی عن  
کلی مقصود بخلاف البایع الذی لا یفہم  
فانہ یوقال بہ ہذا الثوب او بیعت ہذا  
ان البیعی فی مقصود منہ بیع البک و کلیم الماز  
فی بیعہ و منی تو طاعلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
یہ مستحق فقہی بیعتان فی بیعہ و کلیم

ان البیعی فی مقصود منہ بیع البک و کلیم الماز  
فی بیعہ و منی تو طاعلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
یہ مستحق فقہی بیعتان فی بیعہ و کلیم

والہ وسلم قال بیعہ بالذراہم  
بالذراہم بیعہ بالذراہم  
عنہ لا یبتاؤہ المازون  
فینہ الوجہ الخالی عن البیعی بالذراہم



فصل في ابطاله من استناده  
باعتراضه ولو كان المصلحة

فان السعائر نص التي يتخلص  
بها الانسان من الظلمه و  
ان كان في المصلحة التي

سقط بها ما فاضل  
فان في المصلحة التي  
والمشرك والمختار والمطلق

فصل در کتایون نسو جو تم جیلونکو درست ہونے پر دلیل لانی ہونو یہ پڑھی ہی  
باطل دلیل ہی اسلو کہ کہان وہ کنایات جنسو آدمی ظلم اور جھوٹ سر نامی پادمو پو  
کہان وہ جیلو جسے اللہ تعالیٰ کی فرض چیز کو ساقط کر دی اور اسکی حرام کی ہوئی  
شے کو حلال جانے کیونکہ کنایہ والاحق کہتا ہی اور سچ بولتا ہی اور لفظ نسو اسنے  
معنی لغوی مراد لیتا ہی اور اس کنایہ کرنے سے لغت کی حد سے باہر نہیں جاتا کہ لغت میں  
حقیقت اور مجاز اور عام اور خاص اور مطلق اور مقید اور مشترک اور متباہن سب کچھ  
ہوتے ہیں انکو ان جیلونسو کیا نسبت جنہیں عقد سے وہ بات مقصود ہو جسکے لغو نہ عقد  
مشروع ہونہ وہ عقد کا مقضا شریعت اور حقیقت کی روسی اور نیز ایک فرق یہ ہے  
کہ اگر کنایہ والا اپنی قصد کو ظاہر کر دی تو وہ باطل و حرام نہوگا بخلاف جیلہ کر کے کہ اگر وہ  
چیز جو اسکو عقد ظاہری ہی مقصود ہی اسکی تصریح کر دی تو وہ حرام باطل ہوگی مثلاً سود کے  
لغو حیثہ کرنیوالا اگر لویون کہی کہ میں تیری ماتھے سو نقد ایک سو بیس کے عوض برس روز و عددہ  
بیچا ہوں یا یہ کہی کہ میں تجھکو نہرا میں شرط سے فرض دیا ہوں کہ تو مجھکو اسقدر زیادہ  
ملا کر ادا کر دینا تو حرام اور باطل ہوگا حالانکہ یہ اسکا عین مقصود ہی اسبطرح اگر  
حلاکہ کرنیوالا کہی کہ میں عورتکو اس شرط پر نکاح کیا کہ اسکو پہلے شوہن طلاق دی ہو  
پر طلال کر دوں تو حرام ہوگا اور ایک فرق اور ہی کہ کنایہ کرنیوالیہ مقصود ہی اور وہ در

کجا ماحرم فالقصور تلحم جی و نطق بصوت و اراد باللفظ  
ملاوہ اللغوی لم یخرج جزا لک التعرض عن سخط اللغوی  
فان فیہا الحقیقۃ و المجاز و العام و الخاص و المطلق و المتعلق  
والمشترک و المتباہن فان ہذا من المصطلحات فیما  
و بالعدل لم یثیر لہ ولا ہو مقضیہ کما لا یحقیقہ  
ولا یضو لوطرہ العرض بقضیہ ایکن ایکن  
فصل فی باظہار صوۃ الخصال فانہ یوصف بہ بما  
فانہ یوقال الخصال للیابعد عنک و ما یحکم  
عنا و عشرین السنۃ و یوقال افضیاء الف  
کذا کان حراما باطلا و ذلک  
نفس مقصودہ و لکن الخصال  
یوقال تزوجنا علی ان  
احکمنا للمطلق تشریحاً  
فوق الخرد و ہون المعض  
مقصدان ہجرا و وسبائتہ بیچارہ

بہ  
بہ  
بہ



یوسف کو اپنے جتنا اور اُن کے خواب کو سچا کرنا تھا اور آپ کے قصہ میں عمدہ  
 جیلوئی بہت سی فہمیں ہیں اول تو حضرت یوسف کا اپنی خاد مونس سے فرمانا  
 اجعلوا لیا ضاعتم فی رحالکم لعلکم تعرفونہا اذا انقلبوا الی اہلکم لعلکم  
 رکبہ دہ بڑھتی پوچی، لنگڑا بڑھتی، کتابیہا سب پر کر باوین اپنی گرتی دودہ پر اوین آزا  
 یہ اسی نظر سے فرمایا تھا کہ آپ کے بہا می دوبارہ اوین مفسرین نے اس میں بہت  
 باتیں ذکر فرمائی ہیں ایک یہ کہ آپ کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ او نکو پاس رہے  
 نہ جو جس پہر کر اوین دوسرے یہ کہ آپ ڈری کہ اوسے مول لے لینی میں اُنکو کہیں  
 ضرر نہ ہو تیسرے یہ کہ اُسے دام لینا ملامت سمجھا چوتھے یہ کہ اُنکو اپنا گرم دکھلایا  
 کہ انکا مال پہر دیا تاکہ یہ امر زیادہ تر اُنکے پہر آیکا موجب ہو غرض کہ یہ حلیہ  
 ایک عمل نیک تھا اور بہائیوں سے جو اپنی آپ کو نہ بتایا تو چند دوسرا سباب  
 کی جہت سے جنہیں بہائیوں کی اور او نکو باپ کی اور خود اپنی منفعت تھی اور جو چیز کہ  
 تعالیٰ کو اس بلا میں او نکو ساتھ منظور تھی اوسکا کمال تھا اور او نکو اور اُنکے  
 باپ کے جمع ہونکی وقت کا بڑا کرنا تھا جیسے خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اپنے بند  
 کو کسی تیرسہ کمال پر پہنچانا چاہتا ہے تو اوسکو لمی اسباب محنتوں اور مشقتوں  
 کے تیار فرمادیتا ہے تاکہ بعد ان مشقتوں کے اُن مراتب پر پہنچا نہایت نعمت  
 کا ہو اور یہ ایسا ہے جیسے جنت والے جنت میں مرنیکے بعد اور بزم کی اہوال

و نصر الہ علیہم و نصرنا فی  
 لروایہ و فی قصہ و صرفا  
 من الجہل البسکسنا  
 ارجعنا ہا قوالہ یفتینہ  
 ارجعنا ہا قوالہ یفتینہ  
 لعلکم تعرفونہا اذا انقلبوا  
 الی اہلکم لعلکم  
 تکلمہ

سبب بذاتک الی  
 فی ذلک معانی  
 فی جہت  
 و فی ذلک معانی  
 و فی ذلک معانی  
 و فی ذلک معانی

۱۳  
 خلیفان

نفسہ لاسباب  
 ولہ و قائم  
 من الخیر  
 الی عیب  
 الی عیب  
 الی عیب

تلك الغایات  
 موقف و ذل  
 و صفو ال  
 بعون اللہ و اہوال  
 الی عیب  
 الی عیب  
 الی عیب

والحساب والضرط والبعث والنشور والقرآن  
مفاسداتك الابول  
كسما تنق رسول  
والله صلي الله عليه وآله

و سلم من ادخاله  
فان من  
فان من  
فان من  
فان من

اور شر اور شر اور موقف اور حساب اور پل صراط اور ان دہنوں کے سگتوں کی  
بعد پہنچے اور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ معاملہ ہوا کہ آپ کو مکہ منظر میں  
اُس ہوم سے داخل کیا بعد اس کے کفار نے آپ کو نکال دیا تھا اور مکرو مات میں سے بہت  
چمکے بیگنا تھا اور اس طرح جو وہ معاملہ جو سب انبیا علیہم السلام کے ساتھ کیا اور اس پر  
سوجت احاطہ کی گئی جو عقیدوں سے یعنی بہت سختیاں بہت توبہ بہت میں داخل ہو  
فصل اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں جو جیل میں اور نہیں سوا ایک یہ ہے  
کہ جب دوسری بار اونکی واسطی سامان تیار کیا گیا تو کٹورہ اپنی بہائی کی خرچی میں  
رکھ دیا اس میں اپنی بہائی کو جو سی کی تہمت لگانا لازم آتی ہے بعض کہتی ہیں کہ  
یہ امر اپنے اپنی بہائی کی موافقت اور اسکی رضاسی کیا تھا اور ایسا ہی کچھ  
اس آیت سے معلوم ہوتا ہے <sup>اور جو داخل ہوتا ہے</sup> <sup>اور جو داخل ہوتا ہے</sup> <sup>اور جو داخل ہوتا ہے</sup>  
انہوں نے آخریات تک اور بعض کہتی ہیں کہ آپ نے بہائی سے سزا سے ذکر اپنا نہیں  
فرمایا اور انی انہوں نے سزا سے مراد نہیں کہ جو بہائی تیرا گم ہو گیا ہے میں سکی  
جگہ میں اور کٹورہ کو جو اسکی خرچی میں رکھا تھا تو بہائی کو اسکا علم تھا  
اور قرآن مجید سے اس قول کے خلاف معلوم ہوتا ہے جیسا مذکور ہوا اور ایک  
ایگزیرہ جیل اس قصہ میں یہ ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی بہائی

مذکورہ  
۱۳  
انہام ختمہ بانہ سارق ووقد قبل ان ذلک ان  
کان بمواظاة من انقبہ ورضی منه ویکمل  
علی ذلک وکانا دعا وعلی یوسف اوی  
الکیو آخاہ قال لئن انا انحنی لکن انما اراہ  
وقد فیصل اتہ لم یصبر واما اراہ  
وضع الشقاہ فی رحلہ  
والاخر لا یتصربذ لک و  
فان ان بدال علی خلاف  
ہذا وحقن کطفہ لک  
ذلک انہ ہما اراہ انحنی





وذلك من انفسهم فويل لهم عما كانوا يعملون  
 عن نفاقهم الكبر  
 قبل وعاد انفسهم فويل لهم عما كانوا يعملون  
 على انفسهم فويل لهم عما كانوا يعملون  
 فويل لهم عما كانوا يعملون

توجہ کیجئے وہ اپنی آپ پر حکم کریں گے اور سکا مواخذہ ان سے کیا جاوے گا پہر سوئیے  
 بہائیوں کے اسباب کی تلاش حقیقی بہائی کے اسباب کی تلاش سے پیشتر کی  
 تاکہ وہ ہم سازش کا دور رہی اور یہ وہ داؤہی کہ جس سے آدمی خدا تعالیٰ اور اس کے  
 رسول کئی طاعت اور حق و ان کی مدد گاری پر پونہ چٹا ہو اور انکو چور کہہ دینے کی دو  
 وجہیں بیان کرتے ہیں اول یہ کہ از قسم کیا یہ تھا اور یوسف علیہ السلام نے  
 اس سہیت یہہ کی تھی کہ بہائیوں نے آپ کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس سے  
 چور لیا تھا اسلئے کہ انہوں نے حضرت یوسفؑ کو اونکی پاس سے غائب کر دیا  
 اور اونکی باہن باپ سے خیانت کی تھی اور خان کو چور کہا ہی کرتے ہیں سنطری  
 چور کہا تھا دوسری وجہ یہ لکھی ہے کہ لفظ منادی ہی نے کہا تھا حضرت  
 یوسف علیہ السلام کے حکم سے نہیں کہا تھا فاضل ابولعلی کہتے ہیں کہ حضرت یوسف  
 علیہ السلام نے اپنی بعض مصاحبوں سے فرمایا کہ ہماری بہائی کے اسباب کا کٹوہ  
 رکھو وہ پھر جن لوگوں کو وہ سپر تھا جب اسکو ناپا یا اور معلوم نہوا کہ کسی لیا اونہر کو  
 کسی کہہ یا کہ امر قافلہ والو تمہیں چور ہو اس گمان پر کہ وہ ایسی ہی ہیں اور  
 حضرت یوسف علیہ السلام نے اونکو نہیں اجازت دی کہ یون کہو اور شاید  
 حضرت یوسف علیہ السلام نے منادی سے کہہ دیا ہو کہ ان لوگوں نے چور آیا

والذی یوصل بہ الی  
 کاغذی اللہ ورسولہ  
 وفضلہم سارقین وجہین احادیث  
 انہ بین باب المعاریض وان یسین  
 نوی بدلیک انصہ سرفوق  
 من ابیہ وحبیب غیبی عنہ وخالق فیہ  
 خطو کا بیان  
 والکائنات بیعتی سارقا الذانی ان المنادی  
 ہوا الذی قال ذلک لا عن امر یوسف بعضہ  
 الفاضل ابولعلی ان یصل انصاع فی رحبان  
 اصحابنا انہ ان یصل لہو کے  
 اخبروتم قال بعض لہو کے  
 ہوا کیا فقلہ وکون لہ  
 من انخلہ ابیہ العا  
 ان کے  
 علی ظن منہ انہ  
 قال لسناد فی بولادہ قال سرفوق  
 یوسف اول لعل یوسف  
 ذلک من انفسہم فویل  
 عن نفاقہم کبر

وَعَنَى تَسَدَّقَتْهُ مِنْ جِبْرِيلَ  
وَقَامِلٌ قَوْلُهُ وَأَتَاكَ سَارِقُونَ

تَحْرِيماً آجَاءِ بِالْخِصْمِ  
الْمَنْفَعِ قَالَ نَفَقَدُ صَوَاعِدَ

مَا عَدْرَضَ عَلَيْهِ وَإِنْ يَلْبَغَا  
وَقَالَ سَبِيحًا

بِحَدِّهِمْ مَعَادَةَ اللَّهِ أَنْ تَأْتِيَهُمْ  
مِنْ وَجْهِكَ تَأْتِيَهُمْ عَيْنًا

اور مراد لے لی ہو کہ مجھ کو میرے باپ کے پاس سے چور پایا ہے اور سنا دی کے اس  
 تو لگو سوچو کہ کہا تم مقرر چور ہو اور یہ نہ نکھا کہ بادشاہ کے کٹورہ کے چور ہو پھر  
 گم ہوئی چیز کا ذکر ہوا تو یوں کہا کہ ہلو بادشاہی پیمانہ نہیں ملتا یہ نکھا کہ پیمانہ  
 تم سے چور لیا ہے اور جب حضرت یوسف علیہ السلام سے یہاں یہ نہیں سے ایک نے  
 یہ کہا کہ ہم میں سے کسی کو کہہ تو آپ نے فرمایا مَعَادَ اللَّهِ أَنْ تَأْتِيَهُمْ عَيْنًا  
اس پیمانہ سے کہ ہم کسی کو کہیں گے جس سے ہمارے پاس نہ آئے  
 مَتَاعًا عِنْدَهُ يَحْضَرُ فَرَمَا يَكُ هِمُّ أَوْ سَيَكُ بَطْرِيغِي جَسَنِي چوری کی۔ اور مقصود یہ  
 اپنی چیز ہے ۱۲  
 کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قصہ میں جیلہ والوں کو مفید کوئی شبہ ہی نہیں یہ جائیکہ  
 ہو اس لئے کہ ہم ان جیلوں میں کلام کرتے ہیں جو بند کر کے ہیں اور ان کا حکم مباح کرنے  
 اور حرام کرنے میں ہونے ان جیلوں میں جو اللہ تعالیٰ اپنی بندہ کے لئے کرتا ہے بلکہ حضرت  
 یوسف علیہ السلام کو قصہ میں تنبیہ ہی اس بات پر کہ جو شخص دوسرے کے ساتھ حرام داؤ  
 کر گیا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے ساتھ داؤ کہیلگا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کی خاطر  
 داؤ کیا کرتا ہے بشرطیکہ وہ اپنی داؤ کو نہ بولے اور پر صبر کرے اور اس کے ساتھ نہ بڑھے  
 ہوتے پس ایسا آدمی اللہ تعالیٰ پر بہرہ و سار کہنے والے کے ساتھ اگر مخلوق داؤ پڑھے  
 تو ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی خاطر داؤ چلے اور اس کا بدلہ لے بدون اس کے زور و طا  
 کے اور یہ خدا تعالیٰ کو داؤ دیکھ دوسم نہیں ہے جو اپنی بندہ کی خاطر کیا کرتا ہے یہی اس

بِحَدِّهِمْ مَعَادَةَ اللَّهِ أَنْ تَأْتِيَهُمْ  
مِنْ وَجْهِكَ تَأْتِيَهُمْ عَيْنًا  
لَيْسَ فِي قَضِيَّةٍ تَسْبِيحًا تَسْبِيحًا  
فَضْلًا عَنِ الْجَنَّةِ فَإِنَّا نَأْتِيَهُمْ  
عَيْنًا  
لَيْسَ فِي قَضِيَّةٍ تَسْبِيحًا تَسْبِيحًا  
فَضْلًا عَنِ الْجَنَّةِ فَإِنَّا نَأْتِيَهُمْ  
عَيْنًا  
لَيْسَ فِي قَضِيَّةٍ تَسْبِيحًا تَسْبِيحًا  
فَضْلًا عَنِ الْجَنَّةِ فَإِنَّا نَأْتِيَهُمْ  
عَيْنًا

أَخْلَى النَّوْعَانِ مِنْ كِبَرِ سَبِيحَةٍ تَعْبِيدٍ  
بَعْدَ تَحْقِيقِ مَنْهٍ وَلَا قِيَّةَ فَهَذَا  
الْمَخْلُوقِ فَإِنَّ اللَّهَ يَكْبُرُ وَيُنْقِضُ  
كُلَّ شَيْءٍ وَتَلَطَّفَ لِيَفْهَمُوا  
أَنَّهُ صَابِرٌ عَلَى كِبَرِهِ



وما كنت القلوب لمن يسومها  
يهلوان من عشاقها  
والنوحيا ودعت الي  
مولاة كل شيطان مراب  
وحالت بين النفوس  
وبين رشد ها وصرقها  
عن طلق قضد ها فقا حمره المجلد الثاني

دلوخا مالک انکی ذلت چاہنے والوں کو ٹھہرایا اسی نے عشق اور توحید میں  
ٹرائی کارنگ جمایا اسی نے ہر ایک شیطان سرکش کی دوستی کی طرف بلایا  
یہی نفسوں کی دوستی اور دوستی کے مانع ہوئی اور اسی نے انکو طریق مفسود پر پہنچایا  
پس نہایت سرت ہی اس عاشق کے حال چہرے اپنی نفس کو کہوڑا مٹو کو عوض مستوف  
اول کے سواد و سرگردا تہہ فر دخت کیا اور ایسی خوش سردست کے بدلہ میں دیا جسکی لذت جاتی  
رہی اور انجام بد باقی رہا فصل جہاں میں ہر فعل اور حرکت کی اصل محبت اور  
خواہش سے ہی تو یہ دونو چیزیں تمام افعال و حرکات کا آغاز سیطرح ہیں جسبہ بغض  
اور نفرت ہر ایک رکھتی اور چہرے نیکم آغاز میں انہیں سے محبت وہ ہے جو عاشق کو ہر  
مستوف کی طلب میں وہ جنبش دینے کے ہوسے عاشق کا کمال ہو جانا ہے جسبہ خدا  
کے عاشق کی جنبش اور قرآن کے عاشق اور علم و ایمان کے دوست رکھنے والے  
اور بتوں اور صلیبوں کی محبت کرنے والے اور عورتوں اور مردوں کے چاہنے والے  
اور وطن کے محب اور بہا ہونے سے دوستی رکھنے والی جنبش کہ ہر ایک کو دل میں رکھو  
محبوب کی طرف حرکت ابہرتی ہے جب ان چیزوں میں اوسکی محبوب چیز کا ذکر ہوتا  
ہے تو اسیکے ذکر سے دل میں جنبش ہوتی ہے اور کسی ذکر سے نہیں ہوتی اسلئے  
تم دیکھتے ہو کہ جو لوگ عورتوں کو اور لڑکوں کو چاہتے ہیں

عاجزہ ذہبت لذتھا و تقبت تبغھا  
اصل کے لفظ و حرکت و افعال  
الذین المحب والا  
لافعال والحركات كما ان البغض و  
تلك افعال المحب اكل كلف و ترك فالمحبة هي التي  
تترك العيب في طلب محبوبه الذي يكسب العلم و  
له كثر العيب المحب الرحمن و محب القرآن و محب العلم و  
لا يتيمان و محب الاوتان و الصلبيان  
و محب السنون و محب الاوطان و محب  
حسب الاوطان و محب الاوطان و محب  
مولاة ال محبوبه من هذه  
الاشياء فيقول عند ذكر محبوبه  
سفاك و ن غارة و نزل  
بذل محب السنون و الصلبيان

تو یہ بیان



فاصل الخيبة للمجوف في النبي  
امر الله بما وخلق مخالفة  
لا جلالها هي محبتة وحقها  
لا تستد ثباتك له التضمنه  
عبادته وادان عبادته  
ما يتعاقبه وادان عبادته

كلمة التي انتب اليه ما يقع احكامها وادان الثقت  
ويعرف الرجل من اول كلامه الى اخره  
دعوه لا تستد ثباتك له واصل العبادته وادانها  
وحيث لا تستد ثباتك له واصل العبادته وادانها  
بالمحبة وادانها بالثقت به وادانها بالثقت به  
بالمحبة وادانها بالثقت به وادانها بالثقت به

اور عمدہ محبت جسکا خدا تعالیٰ نے امر کیا ہو اور اپنی مخلوق کو اسکی لئی پیدا کیا ہو وہ  
محبت اوسی الکیلی ذات کی ہو جسکا کوئی سا جہی نہیں یہ محبت اسکی عبادت کو متضمن ہی  
نہ غیر کی پرستش کو اور ایمان کا ذائقہ اسی شخص کو نصیب ہوگا جسکے نزدیک خدا تعالیٰ  
اور اسکا رسول پر ماسوا کی نسبت کر محبوب ہوگی اور اسی جہت سے اول سے لیکر آخر  
تک تمام انبیا علیہم السلام نے خلق کو خدا تعالیٰ وحدہ لا شریک کی عبادت کی طرف بلا  
اور عبادت کی اصل اور تمامی محبت ہی اور خدا ہی پاک کو اس محبت میں لکنا کرنا اور  
محبت دو قسم کی ہے ایک نفع دینے والی دوسری ضرر دینے والی محبت مفید وہ  
جو محبت والیکے واسطے اسکی مفید چیزیں یعنی سعادت اور نعمت پیدا کرتی ہی  
اور محبت مضر وہ ہے جو اسکی لئی ایسی چیزیں کہیںچ لاوے جو اسکو ضرر پہنچاؤ  
یعنی بیماری اور رنج وغیرہ اب جو شخص زندہ اور عالم اور اپنی نفس کا خیر خواہ ہے  
وہ محبت ایسی چیز کی اختیار نہ کرے گا جو اسکو ضرر دے اور اگر ایسا ہوگا تو اس  
شخص کے تصور اور معرفت کی خرابی سے یا قصد و ارادہ کے بگاڑ سے ہوگا اول تو  
جہالت ہی اور دوسرا ظلم اور انان اصل میں جاہل اور ظالم پیدا ہوا ہے اور انسان  
سے جہالت اور ظلم علوہ نہیں ہوتا بجز اسطور کے کہ خدا تعالیٰ اسکو وہ چیز سکھاؤ  
جو اسکو مفید ہو اور اسکی رستی اور درستی جس بات میں ہو وہ اسپر لہام کرے

من السعادة والنعمة والحببة الضارة  
والا لمرقوبی العالم الناهض لنفسه لا يفر  
عجبة ما يفره ولا يفره ذلك الامن فساد  
واستادته فالاول بجهل  
والثان ظلم الانسان  
ظلموا ولا يفره  
عن الجهل والظلم  
الانسان يفره الله  
والنفس وبالفساد  
والفساد





وانما غناه من الايمان

جستب لك فان المؤمن

الينا تحقيقا الايمان

حتى كانه براهنا لا تملك

من ان يسمى جهلا والمؤمن

باجته تحقيقا الايمان

عن ان يسمى جهلا والمؤمن

بلکہ اوسکے ساتھ ایمان اوسے مقدار پر ہوگا جتنا وہ مفید ہوگا اور مضر سے  
بچتا ہوگا مثلاً جو شخص دوزخ پر ایمان حقیقت میں رکھتا ہے یہاں تک کہ گویا اوسکو  
دیکھ رہا ہے تو وہ ایسی راہ نہ چلیگا جو دوزخ کی طرف پونچھاویں اسکا تو کیا ذکر  
ھے کہ اپنی کوشش سے اوسکی طرف دڑے اور جو شخص جنت پر حقیقت  
میں ایمان رکھتا ہے تو اوسکی طلب سے بیٹھ رہنے کو اوسکا نفس مانے گا۔  
فصل جب یہ ظاہر ہو چکا تو بندہ کو سب سے زیادہ حاجت اپنی مضر چیز کے  
جاننے کی ھے تاکہ اُس سے کنارہ کرے اور اپنی فائدہ مند چیز کی ضرورت ہو تاکہ  
اُسکا حرص ہو پس مفید چیز سے محبت کرے اور مضر سے نفرت اور اوسکی محبت و  
نفرت موافق ہوں اللہ تعالیٰ کی محبت اور نفرت کے اور یہ بات بندہ ہونیکے  
لوازم سے ہے کہ جس چیز سے آقا کو محبت یا نفرت ہو اسی سے بندہ کو ہو اور مفید اور مضر  
عملوں کو پہچاننے کے دو طریق ہیں ایک عقل دوسری شریعت عقل کا طریق تو یہ ہے کہ اس  
نے اشیاء مفصلہ ذیل کی خوبی غلطیوں میں رکھدی ہے یعنی سچ بولنا اور عدل دران  
اور سلوک ذمہ اور عبادت اور امانت کا ادا کرنا اور رشتہ داروں سے میل رکھنا اور خلق کی خیر خواہی کی اور  
عہد کو پورا کرنا اور مسایہ کی رعایت کرنی اور مظلوم کی مدد کرنی اور حق کی مصیبتوں پر امانت کرنی  
وغیر اوں نامی تعابیر جو فیہ کی برائی عقل میں پیدا رہی ہو اور یہی اہل عقل کی نسبت ہے کہ اسی کو دیکھ کر وہ بتا

نفسه ان يفعل عن طلبها  
هذا فان العبد اذا هو جنتي الى الموت ما يضره الا ينجس ثيابه  
وانفعها لحرصه عليه فخير النافع وينغض الضار  
فما يكون محبته وكرهته موافقين لمحبة الله  
وكرهته وخذل بين الوازم العبودية وهما طرفان  
العقل والشرع اما العقل فقد وضع الله  
سبيلته في العقول لا يستهان الصديق و  
العدل والاحسان والبر والفقير والشجاع  
مكارم الاخلاق واداء الامانات وصلة  
الاحكام ونصيحة الخلق والوفاء بالعهود  
وحفظ الجار ونصر الظالم  
الاحسان  
هذا الاستنباط والاحسان  
الى العقول والفظر كنسبة  
اسم احسان شرب  
انما الباء عند الضم



وكان الشلاف يجمعان اصل  
وما جاء به الرسعالي من الله  
عليه واله وسلم في مسائل العلم  
بمختلفة واحكام الشريعة  
ولا يوافقون لانه الرائي مخالف  
ولا يوافقون لانه الرائي مخالف  
ولا يوافقون لانه الرائي مخالف

اور جن لوگوں کی رائی سنت کے مخالف ہو اور علم کے مسائل جزئیہ اور علمی حکام  
کے مسائل میں جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہیں اور کبھی مخالف  
ایسی رائی والوں کو سلف کے لوگ شبہ دے اور خواہشوں دے کہا کرتے تھے اسلئے  
کہ جو آسنت کے مخالف ہو وہ جہل ہی نہ علم اور خواہش نفس سے نہ دین فصل  
سفید محبت میں کسی بی بی کی محبت اور اس نوٹھی کی جو مرد کی بلک میں آدمی  
اسلئے کہ یہ محبت اس مقصود کی مدد کرتی ہے جبکہ لہو اللہ تعالیٰ نے نکاح کو اور  
ملک میں آجانیکو مشرور فرمایا ہی یعنی مرد کو اور اسلئے کہ وہ لوگوں کو ناسی محفوظ کرنا  
کہ مرد کا نفس اس عورت کو سوا حرام پر حریص نہ ہو اور عورت کی حفاظت اسطرح  
کہ اسکا نفس بھی بجز اپنی مرد کے غیر کی رغبت نکرے اور جسقدر خاندانی میں  
محبت پوری اور قوی ہوگی اوسقدر یہ مقصود تمام اور کامل ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
هو الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها ولكن اللہا اور فرمایا  
وہی جس نے تم کو ایک جان سے اور اس سے بنا اور تم کو جوڑا کر دیا پس آراہم بوجہ  
وہیں آیات ان خلقکم من انفسکم ازواجاً لکن اللہا وجعل بینکم مودۃ  
اور اسلئے تم میں سے کہ بنا دے اور تم کو جوڑا کر دیا اور تم کو مودت بنا دیا  
درجہ اور روایت صحیح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادی ہے کہ آپ سے  
پوچھا گیا کہ آپ کو نزدیک سب لوگوں میں سے محبوب کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ عائشہ  
اب محبت سفید میں قسم ہے اول اللہ تعالیٰ کی محبت دوم اللہ تعالیٰ کی وجہ سے دوسری

لستنا جہل لانا فافقنا عجبنا الزوجة و ما ملكت  
فمن الرجل فانها معتبنة علی ما شرع الله  
بما انكلام ومياك البان من اعطاء الرجل  
ففسدوا حاله قال اظلم نفسه الى سواها  
من اللہم و بعضا فلا اظلم نفسها الى غيره  
وكلما كانت الحبة بين الزوجين اتتم  
قال تعالى هو الذي خلق من بينكم  
واحدة وقال وبين ابناهم اتتم  
الذين قالوا من انفسكم ازواجاً لکن اللہا  
لکم من انفسکم منکم ذوات  
ابناء وجعل بینکم اللہا علیہ  
وفی الصلوة عنہ صلی اللہ علیہ  
والہ وسلم انہ سئل من اجبر النبا  
الیک فقال اکثرت النافعة  
الیک قال کثرت النافعة  
فقلت انما عجبنا الله والحب في الله



تعمیرتین کا جو کچھ ہے وہی ہے اور  
 اعظم الضلال وتبیل الایمان  
 وجعل ما لہما اللہ سبحانہ  
 محبوبا لہ ویراغبنا نوعہ من  
 الشکر والمحبوب المکتفین  
 دون اللہ طاعتہ وذکر الایمان  
 فضل وہم اربعہ تہ  
 کما تکتاد الاوتان کالمستسبان  
 وقسم قوم یعقلون ذلک لکتابہ  
 الالمنشوا والتیورین الاثرک  
 وقسم قوم یعلمون ان  
 هذا اللہ وکان یستترق بذلک وہم  
 من التوبة والقسم الثالث  
 المنفردہ ماجری  
 مقصودہم الفلحۃ  
 فی بیعتی ازواجاً ویتفحصان الفسفة  
 علی اللجی شئی کتیبہ کیف  
 والی اللجی عن اللہ ویزجرو علی اللہ  
 علی نیک بعضہم کتاب فی  
 فی نشاہ باب فی اللذہب  
 ذکر فی بیعتی اللذہب  
 علی عمران مالک  
 علی الناس علی قول  
 ذلک فانه یجعل اللذہب  
 القتل بکرا کان او شرباً

تعمیرتین کا جو کچھ ہے وہی ہے اور  
 اعظم الضلال وتبیل الایمان  
 وجعل ما لہما اللہ سبحانہ  
 محبوبا لہ ویراغبنا نوعہ من  
 الشکر والمحبوب المکتفین  
 دون اللہ طاعتہ وذکر الایمان  
 فضل وہم اربعہ تہ  
 کما تکتاد الاوتان کالمستسبان  
 وقسم قوم یعقلون ذلک لکتابہ  
 الالمنشوا والتیورین الاثرک  
 وقسم قوم یعلمون ان  
 هذا اللہ وکان یستترق بذلک وہم  
 من التوبة والقسم الثالث  
 المنفردہ ماجری  
 مقصودہم الفلحۃ  
 فی بیعتی ازواجاً ویتفحصان الفسفة  
 علی اللجی شئی کتیبہ کیف  
 والی اللجی عن اللہ ویزجرو علی اللہ  
 علی نیک بعضہم کتاب فی  
 فی نشاہ باب فی اللذہب  
 ذکر فی بیعتی اللذہب  
 علی عمران مالک  
 علی الناس علی قول  
 ذلک فانه یجعل اللذہب  
 القتل بکرا کان او شرباً

تعمیرتین کا جو کچھ ہے وہی ہے اور

تعمیرتین کا جو کچھ ہے وہی ہے اور  
 اعظم الضلال وتبیل الایمان  
 وجعل ما لہما اللہ سبحانہ  
 محبوبا لہ ویراغبنا نوعہ من  
 الشکر والمحبوب المکتفین  
 دون اللہ طاعتہ وذکر الایمان  
 فضل وہم اربعہ تہ  
 کما تکتاد الاوتان کالمستسبان  
 وقسم قوم یعقلون ذلک لکتابہ  
 الالمنشوا والتیورین الاثرک  
 وقسم قوم یعلمون ان  
 هذا اللہ وکان یستترق بذلک وہم  
 من التوبة والقسم الثالث  
 المنفردہ ماجری  
 مقصودہم الفلحۃ  
 فی بیعتی ازواجاً ویتفحصان الفسفة  
 علی اللجی شئی کتیبہ کیف  
 والی اللجی عن اللہ ویزجرو علی اللہ  
 علی نیک بعضہم کتاب فی  
 فی نشاہ باب فی اللذہب  
 ذکر فی بیعتی اللذہب  
 علی عمران مالک  
 علی الناس علی قول  
 ذلک فانه یجعل اللذہب  
 القتل بکرا کان او شرباً

تشیادت علیہ والنصوص  
 واتفق علیہ والہ وسلم

مدنی اللہ علیہ والہ وسلم  
 وان اختلفوا فی کیفیہ فلما  
 وسبب ذلک انه قد نقل  
 عن مالک الفحل بجزا وطلی

الرجل زوجته فی ذبها و  
 علی مالک واصحابہ  
 وکن یصغر بصر حاتہ بصر  
 الظن الکاتب ظن کثیر من  
 الفاحشۃ بالملوک والفقہاء  
 الفاحشۃ بغيره لفقہم ان ذلک

مخت کتابان

چنانچہ لعین بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں اور اصحاب سول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کا اتفاق اسی پر ہو گیا کہ کیفیت قتل میں اختلاف کیا ہے اور وجہ اس شخص کو معاف  
 پڑنیکی یہ ہوئی کہ امام مالک کسی نے نقل کر دیا ہے کہ اونکو نزدیک مرد اگر اپنی بیوی  
 اعلان کرے خود رست ہے حالانکہ امام مالک پر اور اونکو اصحاب پر بھی یہ دروغ بندی  
 سے انکی کتابوں میں اس فعل کی حرمت کہلی ہوئی موجود ہے اور اس جوڑے گان  
 کی نظیر بہت سے جاہلون کا گمان کرنا ہے کہ بدکاری اپنی غلام سے مباح ہے اسلام کو  
 دوسرے کے ساتھ بدکاری کرنیکی نسبت کر یہ آسان نہ ہے اور وجہ اس اباحت کی یہ  
 ہوئی کہ انکو وہم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ایا ما ملکنا ایمانہم اوس سے یہی مراد  
 یہاں تک کہ بعض عورتیں اپنی غلام کو اپنی نفس پر قادر کر لیتی ہیں اور قرآن کے معنی  
 اسیکے بموجب کہہ لیتی ہیں چنانچہ حضرت عمرؓ کے سامنے ایک عورت پیش کی گئی جس نے  
 اپنی غلام سے نکاح کر لیا تھا اور اس آیت کی معنی بنا لئی تھی اپنے دونوں میں جدائی  
 کر دی اور عورت کو سزا دی اور فرمایا کہ تیرا برابر ہو یہ حکم مردوں ہی کو لگو ہے  
 اور انہیں سے کہہ ایسے ہیں کہ اس صورتکو علماء کی نزاع کی جگہ ٹھہراتے ہیں اور کہتے  
 ہیں کہ انکا اختلاف شبہ میں ڈالتا ہے اور کوئی انہیں سے یہ کہتا ہے کہ یہ فعل ضرورت  
 کیوت مباح ہے اور کسی جو علماء کا اختلاف انعام کی حد میں سنا تو یہی ہم کر لیا کہ

سراد بقوله تعالى او ما قل  
 ابا انهم حتى ان بعض النساء  
 نفسها وناول القرآن على ذلك كما  
 من غير الله عنه امرأة تزوجت عبد  
 سبب ذلک انه قد نقل  
 عن مالک الفحل بجزا وطلی  
 والعلیاء وضع نرائع  
 جعل ذلک سبب من  
 الفاحشۃ بغيره لفقہم ان ذلک

تشیادت علیہ والنصوص  
 واتفق علیہ والہ وسلم  
 مدنی اللہ علیہ والہ وسلم  
 وان اختلفوا فی کیفیہ فلما  
 وسبب ذلک انه قد نقل  
 عن مالک الفحل بجزا وطلی



من التعليل لها بقدر الاداء  
 فلذا يجعلون الحب مرابن  
 اوله العلو فيهم الصبيانه  
 ثم الغام ثم العشق وانود  
 ذلك التيمر وهو العشق

والله سبحانه اعلم  
 والقران عين التبرك  
 العزيز عن قوم لوط فقال  
 من يهوى واخبار يعرفه عن  
 في يوسف عليه السلام  
 والفتنة اذ بين عبيدنا  
 فاننا بالانجيل

او سيقدر ہوتی ہر اسی جہت سے محبت کیلئے مراتب مقرر کرتے ہیں اول مرتبہ کو  
 مستر علاقہ کہتی ہیں اور اس سے زیادہ کو فریشتگی پر عشق اور سب سے بچہ کو تہیم  
 یعنی معشوق کا بندہ ہو جانا کہتی ہیں اس مرتبہ میں اگر آدمی اپنی معشوق کا بندہ ہو جاتا  
 اور اللہ تعالیٰ نے صورتوں کا عشق قرآن مجید میں مشرکین ہی کی طرف سے نقل کیا ہے چنانچہ  
 عزیز کی عورت کا حال نقل فرمایا اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی حکایت میں ارشاد فرمایا  
 لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ لَقَدْ نَزَّلْنَا سُلَيْمَانَ وَدَاوُدَ الْوَالِدَيْنِ وَالْوَالِدَاتِ وَالْوَالِدَاتِ وَالْوَالِدَاتِ  
 حضرت یوسف علیہ السلام کے حال میں فرمایا كَذَلِكَ لِنُرْفَعُ عَنْهُ الشُّرُودَ وَالْفُحْشَاءَ لِيُؤْتِيَ  
 عِبَادَنَا الْمُحْلِسِينَ غَرَضَهُ سَتَرْنَا كَرَامًا كَرَامًا لِيُؤْتِيَ عِبَادَنَا الْمُحْلِسِينَ غَرَضَهُ  
 اور چھوٹے بڑے ہر عاقل کا ہٹ کرنا فعل کی محبت اور اسکی توابع اور لوازم پر اور  
 اسکی آرزو اپنی لٹی کرنی اور جی میں کہنا کہ اسکو چھوڑ دے گا اور دل کا معشوق کو ساتھ  
 لگا رہنا کہہ ہی بدکاری کرنی ضرور نہیں نہایت بڑا ہوتا ہے علاوہ ازیں کبیرہ گناہ  
 سے نو کہہ ہی تو بہ سے ہی چھٹی ہو جاتی ہے مگر عشق جب جگہ پکیر لیتا ہے تو اس سے  
 چھوٹا اسکو دشواری جس سے کسی کہا ہے جو پڑا قید میں آنکھوں کی تمہاری خجدا خلق  
 کو اسکا چہرہ دینا ہر اک کام بڑا اور ظاہر ہے کہ اس عشق کا ضرر اور گناہ اس بدکاری کی  
 نسبت کر بڑا ہے جسکو آدمی بڑا جگر کرے اور جس سے بدکاری کی ہودل اسکا بندہ ہو گیا ہو

تہیم

وان كان اعظم من الامام بالصغيرة كاتل  
 والقبلة واللسن لكن اصرا العاشق على  
 ونواجه ولو اذ ومنه له وشان نفسه لا يذره  
 واشتغال قلبه بالمعشوق قد يكون ضررا من  
 ما اسرت لو اخطاك امر الله  
 وعند الورد مستنقذا به وقفا  
 من فاخته بر تكبها مع كراهتها  
 كما وقابها غاب عن عبد الله انكلمه

ان هذا اعظم ضررا وفسادا  
 من فاخته بر تكبها مع كراهتها  
 كما وقابها غاب عن عبد الله انكلمه



وقد اعطاه الله سبحانه آيات  
سلطان الشياطين انما هو

على الذين يقولون والذين  
هم بمنكرين وان سلطان

انما يقول من ابتغى

الفاوتين والغيب اتباع الحق  
والشبهوات كما ان الضلال

اتباع الظن والشبهات واصل الغيب من اللغاب

اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ شیطان کا علیہ نہیں لوگوں پر جو اسکو دور کرتے ہیں اور خدا  
 کے سوا اسکو شریک کرتے ہیں اور اسکی سلطنت اسی شخص پر جو عادیں میں اسکا تابع ہو اور  
 حق جو ہش نفس اور شہوات کی پیروی کا نام ہے جسے ضلال گانوں اور شہوتوں کی اتباع کو  
 کہتے ہیں اور غی کی بنا غیر اللہ کی محبت سے ہے اسکو کہ غیر اللہ کی محبت اظلام کو ضعیف کرتی  
 ہے اور شرک کو قومی نوع عشق شیطانی والوں کو شیطان کی محبت اور اسکو شریک ٹھہرانا  
 اسی مقدار عشق کی موافق ہوگا اسکو کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک موجود اور اظلام  
 کی قدر مفقود اسلیلو انہیں خدا تعالیٰ کے سوا شریکوں کے ٹھہرنا بیکار ہے اور اسکو یہ سزا  
 عاشقوں کو بندہ اپنی معشوق کا اور گشتہ پاؤ گے کہ اسکی سامنی اور پیٹھ پیچ کر بلا کہلی  
 کہتے ہیں کہ ہم تمہاری بندگی میں غرضکہ عاشق اپنی معشوق کی یاد اپنی رب کی نسبت کرنا  
 کرتا ہے اور معشوق کی محبت اسکو دین خدا تعالیٰ کی محبت سے بڑھ کر ہوتی ہے پس اگر بالفرض  
 عاشق کو اختیار دیا جاوے کہ چاہے معشوق کی خوشی پسند کر چاہے خدا تعالیٰ کی تو وہ اپنی رب کی رضا  
 معشوق کی رضا کو پسند کرے گا اور معشوق کا ملنا اسکو رب کے ملنے کی نسبت کرنا زیادہ محبوب ہوگا  
 اور قرب معشوق کی تمنا قرب خدا کی آرزو سے بڑھ کر ہوگی اور معشوق کی ناخوشی سے گریز کرنا خدا  
 کی ناخوشی سے بھاگنے کی نسبت کرنا اور سب زیادہ سخت ہوگا اور معشوق کی مصلحتوں اور  
 حاجتوں کو اپنی رب کی طاعتوں پر مقدم جانے کا پس اگر وقت میں کسی کچھ پر ہوگا

انہ فاذکری ضعف الاضلال  
 انشق الشيطان طم من نول الشيطان  
 فکان ذاک لما فرم من الامم ان بائدہ  
 ففقدہم ففقدہم ففقدہم ففقدہم

من الاضلال  
 عنہما ان یصبر من خصیہ وہ  
 من حب اللہ فیہ فلو خیرین رضاه ورضی اللہ  
 لا خیار فی معشوق فاعلی رضی ربہ ولفی  
 معشوقہ احب الیہ من لقارہ  
 ومنتہی لقریہ اعظم من غیہ  
 لقریہ زبہ من عطارہ  
 اند من ہربہ من مشنوفہ  
 علیہ وبقلم مصدق مشنوفہ  
 وروایہ علی طاعت ربہ فان  
 فضل میں وقت فضیلة

میت کربان

وكان عندنا قائلان من الايمان  
صرف نالوا الفضلة في طاعة ربه  
وان استغرف الزمان وواجب معونه  
ومصلحتهم من زمانه كله فيها  
واهل امر الله ولا يربون  
توكلوا بين الذين استغفروا

اور اسکو سب قدر ایمان بھی ہوگا تب تو اس پر ہوسو وقت کو اپوزب کی طاعت  
میں صرف کرگا اور اگر معشوق کی حاجتیں اور کام تمام وقت کے حاوی ہو جائیں  
تو اپنا سارا وقت انہیں میں صرف کر دے گا اور خدا تعالیٰ کے امر کو چھوڑ دے گا  
اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اس قسم کے لوگ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ  
کے سوا شریک ٹھہرائے ہیں کہ انہوں نے ایسی محبت رکھی ہے جیسی خدا تعالیٰ سے اور  
ان لوگوں کو عشق میں جا رہے ہیں حرام جمع میں معنی ظاہر اور باطن کی بدکاری  
اور گناہ اور سرکشی ناحق اور اللہ کے ساتھ اس چیز کو شریک کرنا جسکی محبت اور  
نہیں اتاری اور اللہ پر وہ بات کہنی جسکا علم نہیں ہے کہ اکثر اس عشق میں  
یہ خرابیاں دیکھی جاتی ہیں کہ چوٹا اور بڑا شریک کرنا اور معشوق کے اوپر غیرت کرکے  
جانوں کو مار ڈالنا اور باطل طور پر لوگوں کا مال لینا تاکہ معشوق کی خوشی میں حصہ لے کر اور  
بولنا اور ظلم کرنا اور ان سبکی اصل دکھانی نہا اللہ کی محبت اور اسکی خلاصہ اور محبت میں  
اسکو اور اسکی غیر کو شریک کرنا اور غیر اللہ کی خاطر کسی چیز کو محبوب جاننا یہ تین باتیں عام  
ہوتی ہیں اور انہیں کے موافق اعضا عمل کرتا ہے اور یہی اس نفس کی بڑی حقیقت ہے بلکہ  
موتل ہے کہ کوئی چیز کو محبوب نہیں سمجھتا اور اسکی محبت نہیں کرتا اور اسکی محبت سے جیسے آدمی کے  
محبت ہی ہو اور بندہ پہنچے ہو بہن آئی ہو اسکی محبت سے اور اسکی محبت سے اور اسکی محبت سے

انذار ایجابهم کماله و عشقهم  
والباطنیة والاشرف والبعی بغیر الحق و  
الشرك بالله کماله یزول باہ سلطانا و انقل  
على الله ما لا یجزمه فکتبنا ما یؤجر  
وقول العیق بین الشریک الاکابر والاصغر  
ومین قتل الذنوب تنافرا علی المعشوق و  
اموال الناس بالباطل المصروف فی الغشوق  
الکذب الظلم الاختیار و اصل ذلک کلہ بین  
عناو القلبین حبه الله و الاخراج و من  
بینہ و بین قاری العبد و من محب ما یجب له عار الله  
فینفع ذلک بالقلب و یعمل و یعمل  
لیجی و یعمل و یعمل و یعمل و یعمل  
نی من الحجابات تساو عیب القلب  
عنه الله ففی الخلق العباد و انما  
ساعة لهم و من العباد و انما

محبت کا بیان  
۱۲





# فصل

من فتنوا الشبكات و  
الشهوات حصل له اعظم  
فانبتن مطلوبين بهما  
سعادته و فلاحه و عسالة  
و ما الهدى و الهدى و الهدى

فصل جب بندہ شہون اور شہوتوں کو فتنہ سے بچ جانا ہی تو اسکو دو بڑی  
مرتبے جن سے اسکی سعادت اور بہتری اور کمال مطلوب ہوتا ہی حاصل ہوتے ہیں  
یعنی ہدایت اور رحمت اللہ تعالیٰ فرماتا ہی فوجدا عبد آمن عبادنا ائتنا ہرحمۃ من  
عندنا و علمنا ہرمن گدنا علما اس بندہ کیواسطی رحمت اور علم کو اکٹھا فرمایا  
اور یہ مثل اصحاب کعبت کو قتل کے ہی کہ یہ عامانگی تھی ربنا انسا من گدناک رحمۃ منی  
من امرنا رشدا اسلمی کہ رشد کے معنی مفید امر کو جاننا اور اسکی بموجب عمل کرنا ہی  
اور رشد و ہدایت کو اگر جدا جدا بولیں تو ایک مضمون دوسرے کے ہوتی ہی اور جب ایک کو  
دوسرے کے ساتھ ذکر کرنے میں تو صورتیں ہدایت کی معنی حق بات کے جاننے کے  
ہوتے ہیں اور رشد کے معنی اس کے بموجب عمل کرنے کے ہوتے ہیں اور ان دونوں ضدی  
اور جو میں نفس کی پروردی اور رب کہی متقابل ضرر اور شر کی بھی پڑتی ہی جیسا اللہ فرماتا  
قل انی لا املک لکم فرأ ولا رشدا اور امانا رجنون کا قول نقل فرمایا وانا لا نوری  
اشرا رید من فی الارض ام اراد ہر ہر ہر رشد اور قران مجید ہدایت اور رحمت  
اور شفا اور بصیرت ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الناس قد جازکم مو عطفۃ  
من ربکم و شفا و انما فی الصدور و بدی و رحمتہ للکونین اور اللہ تعالیٰ  
اپنی خلق کو ہدایت فرماتا ہے مگر جو جگہ کہ ہدایت کو قبول کرتی ہی

فصل جب بندہ شہون اور شہوتوں کو فتنہ سے بچ جانا ہی تو اسکو دو بڑی  
مرتبے جن سے اسکی سعادت اور بہتری اور کمال مطلوب ہوتا ہی حاصل ہوتے ہیں  
یعنی ہدایت اور رحمت اللہ تعالیٰ فرماتا ہی فوجدا عبد آمن عبادنا ائتنا ہرحمۃ من  
عندنا و علمنا ہرمن گدنا علما اس بندہ کیواسطی رحمت اور علم کو اکٹھا فرمایا  
اور یہ مثل اصحاب کعبت کو قتل کے ہی کہ یہ عامانگی تھی ربنا انسا من گدناک رحمۃ منی  
من امرنا رشدا اسلمی کہ رشد کے معنی مفید امر کو جاننا اور اسکی بموجب عمل کرنا ہی  
اور رشد و ہدایت کو اگر جدا جدا بولیں تو ایک مضمون دوسرے کے ہوتی ہی اور جب ایک کو  
دوسرے کے ساتھ ذکر کرنے میں تو صورتیں ہدایت کی معنی حق بات کے جاننے کے  
ہوتے ہیں اور رشد کے معنی اس کے بموجب عمل کرنے کے ہوتے ہیں اور ان دونوں ضدی  
اور جو میں نفس کی پروردی اور رب کہی متقابل ضرر اور شر کی بھی پڑتی ہی جیسا اللہ فرماتا  
قل انی لا املک لکم فرأ ولا رشدا اور امانا رجنون کا قول نقل فرمایا وانا لا نوری  
اشرا رید من فی الارض ام اراد ہر ہر ہر رشد اور قران مجید ہدایت اور رحمت  
اور شفا اور بصیرت ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الناس قد جازکم مو عطفۃ  
من ربکم و شفا و انما فی الصدور و بدی و رحمتہ للکونین اور اللہ تعالیٰ  
اپنی خلق کو ہدایت فرماتا ہے مگر جو جگہ کہ ہدایت کو قبول کرتی ہی

تاریخ





من شخص العاقبة للمتقين  
قال هذاني الاخرة واماني

الذبا فضا كسب على فعله  
مفهومه الذي قبل له كيو بفعل

الله تعالى هذبا با ولبا  
واهل الحق فان كان

من لا يعمل اجبال الله في ملك  
ما يشاء ويكره كسب ما يريد لا يثبت

ما يشاء ويكره كسب ما يريد لا يثبت

عما يفعل وهم يعلمون وان كان  
من يعمل الافعال قال فعال بهم

هذا البق ضمه باب صبر طلبة جواب

الاشمخ وعلو الارجاس و توفيقه الا  
بغير حساب ولقد بلغنا وشاهدنا بين

من مؤمن الايمان على وكان المبحر

بما لا يصدق فيفوضه على المبحر  
البحر والارواح بين فضا مثل

هذا انك حكاية فالتبع  
عنا جرم وتباعه حكاية اولها

قال بعض كبار الفقهاء  
بمخلاق اضر من الخلق وكان بعض

كسب ما يريد لا يثبت

کا ذکر کرے کہ انجام اچھا متقیوں کے لئے ہے تو کہتا ہے کہ یہ بات آخرت میں ہے اور دنیا میں  
توحق والا مغلوب اور دبا ہوا رہتا ہے اور اگر اُس سے یہ کہا جاوے کہ خدا تعالیٰ  
اپنی دوستوں اور اہل حق کو مغلوب کیسے رکھتا ہے تو اگر وہ شخص اُن لوگوں میں سے  
ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے افعال کے لئے حکمتوں اور مصلحتوں کو علت نہیں کہتی تو یہ جواب  
دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ملک میں جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور جو چاہتا ہے سو حکم دیتا ہے  
اُس سے کسی کام کی پوچھ نہیں اور لوگوں سے باز پرس ہوگی اور اگر وہ اُن لوگوں میں سے ہوتا ہے  
جو اللہ کے افعال کی کوئی علت ٹھہراتے ہیں تو یہ کہتا ہے کہ اپنی دوستوں سے خدا  
یہ باتیں سیکھتا ہے کہ انکو اپنے صبر کر نیسے آخرت کا ثواب اور بلند درجہ اور بڑے گنتی پونے  
اجر عنایت فرمادے۔ اور ہمیشہ سنا بھی ہے اور دیکھا بھی کہ اکثر اُس قسم کے لوگ خدا  
کو ظالم ہی کہتی ہیں اور اُس پر ایسی چیز کی تہمت لگاتے ہیں جو دشمن ہی سے سرزد ہوا  
کرتی ہے چنانچہ جہم اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلتا اور انکو جذام والوں اور بیماروں پر  
کہہ کرتا اور رحمت کے انکار کے لئے کہتا کہ دیکھو ارحم الراحمین ایسے کام کرتا ہے اور  
یہ شخص خدا تعالیٰ کی حکمت کا بھی شکر نہا اسلئے جہم اور اس کے پیروؤں کی عندیہ میں  
خدا تعالیٰ نے جہم پر یہ حکیم اور انکی بعض پر کہوں بگا ہے کہ خلق کے حق میں خالق  
کے سوا کوئی چیز زیادہ ضرر رسان نہیں اور انہیں سے کوئی شخص شاکس نہیں کہتا

بمخلاق اضر من الخلق وكان بعض  
عنا جرم وتباعه حكاية اولها  
قال بعض كبار الفقهاء  
بمخلاق اضر من الخلق وكان بعض

بمخلاق اضر من الخلق وكان بعض

بمخلاق اضر من الخلق وكان بعض

بمخلاق اضر من الخلق وكان بعض

بمخلاق اضر من الخلق وكان بعض



اذا كان هذا افضل في  
مخبة فمذا انراه في اعادته  
بصحة وقال بن عابد  
اذ انتب التبة وانبت قا  
عملت صلا لاضيق علي رزق  
ونكلا معبتي واذا راجعت  
مصيبة فاعطيت نفسي مادها

تہا جس حالین کہ دوست سے اسکا ہوسلوک کر نو قیاس اس سے کہ دشمن سے کیا کرے  
اور مجتہد ہی بہت لوگوں نے ذکر کیا کہ جب میں خدا کے روبرو توبہ کرتا ہوں اور اس کی طرف  
رجوع کر کے نیک کام کرتا ہوں تو میری روزی تنگ اور زندگی تلخ ہو جاتی ہے اور جب  
گناہ کرتا ہوں اور اپنی نفس کو اور خواہش کی خریدتا ہوں تو میری پاس روزی فراغت  
آتی ہے پس میں ان میں سے ایک کو کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ تیرا سچا اور صبر دیکھتا  
ھے کہ آیا تو اپنی توجہ کر نہیں اسکی طرف سچا ہے اور اسکی مصیبت پر انجام نیک  
حاصل کر لگا یا تو چوٹا ہے اور الٹی پانو پر جا دیا اور یہ چوٹے گانہ و مقدموں پر  
مبنی ہیں اول آدمی کا اپنی ساتھ اور اپنی دیندار کی ساتھ گانہ نیک رکھنا اور مستعد  
ہونا اس طرح کہ جو چیز پھر واجب ہے اسکو بجالاتا ہوں اور جس سے مجبور کیا گیا ہے اسکا تارک  
ہوں اور اپنی طرف شافی اور دشمن میں اسکی خلاف اعتقاد رکھنا کہ وہ حکم کی ہوی چیز کا تارک  
اور ممنوع چیز کا مرتکب ہے دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ اسکو اعتقاد ہو جانا ہے کہ خدا بعض اوقات سچو دین  
والیکل مدد نہیں کرتا اور دنیا میں کسی طرح اسکا انجام اچھا نہیں کرنا بلکہ ایسا شخص عمر بہر مظلوم  
مغلوب سے کرتا ہے یا جو دیکھ جس چیز کا حکم اسکو ہوا ہے ظاہر و باطن میں اسکو بجالاتا ہے صورت  
میں وہ شخص اپنی عندیہ میں اسلام کے طریقوں اور ایمان کی حقیقت پر قائم  
ہو کر ظلم اور بدکاری اور زیادتی والوں کے پنجہ میں مغلوب رہتا ہے

جاء في الزرق فقال لك بعضهم لا بد من صدقك  
و صدرك و هال انت صادق في اقبالك عليك  
فتصبر على ما فيه فتكفي لك العاقبة اتم  
انت كاذب فانزع على عفتك و هذرا اراظعون  
الكاذبة متبينة على مقل من ان تحل بهم  
حسن ظن العباد بنفسه و تدبیر و اعتقاده  
وانه قائم بما يجب عليه تارك ما هو عنه و  
اعتقاده في خصمه وعد و خلاف ذلك و  
انه تارك لما امر به تارك المحض الظن  
الثانية اعتقاده ان الله سبحانه قد يوبخنا  
في الدنيا يوبخ بين الوجوه  
يعيش عمر مظلوم مفضي  
فيا جاعا امر به ظاهر او باطنا  
هو عند نفسه قائم بامر الله و الاسلام  
و مخالف الامان و هو متفق  
اهل النظام و الضمير و العادان

فلا اله الا الله كرسيد بختنا  
 الاخذ من عبد جاهل ومنين  
 لا يجهل بربه ولا بمنسب الي  
 العلم لا يحسن ولا يجفون  
 الذين فانه من العلوم ان  
 الدين فانه من العلوم ان  
 العبد وان من يوجب

ائمة الكبراس دہو کے سہیت سے نادان عابد اور نئے بصیرت دیندار اور ایسی  
 عالم جنکو دین کے خالق کا وقوف نہیں خراب ہوگی کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ آدمی اگرچہ  
 آخرت پر ایمان لایا ہو مگر دنیا میں ضروری چیز کی جستجو کرتا ہی ہے یعنی نفع کو حاصل  
 کرنے اور نفع کے دور کر نیکی اور اعتقاد رکھتا ہے کہ اسکی طلب واجب ہے سبب  
 ہے یا سبب ہی تو اگر یہ شخص اعتقاد کر لے کہ دین حق اور پروردی ہدایت کی اور  
 توحید پر جہار رہنا اور سنت کا اتباع اسکی خلاف ہی اور تمام زمین والو کا دشمن  
 بنجاؤنگا اور ایسی باتوں پر شیر ہوگا جسپر میرا بس نہیں یعنی مصیبت اور محروم رہنا  
 خطوط اور فوائد دنیاوی سے تو اس سے یہ لازم آویگا کہ وہ شخص اپنی دین کے پورا  
 ہونیکلی رغبت سے روگردان ہو اور اللہ تعالیٰ اور اسکی لئی خاص ہو سہی منہ سپرے  
 پہر پہلے اور ب لوگوں کے حال سے اعراض کرے بلکہ بعض اوقات میاں نہ لوگوں  
 اصحاب میں کے حال سے روگردانی کرے بلکہ ہو سکتا ہے کہ ظالموں میں بلکہ منافقوں میں  
 داخل ہو جاوے اور اگر یہ بات اصل دین میں نہ ہوگی تو اس کے اکثر فروع میں در عمل  
 میں ہوگی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال سے ان فنون سے  
 آگے بڑھاؤ جو مثل اند میری رات کے ٹکڑوں کے ہیں کہ آدمی صبح کو ایماندار ہوتا  
 اور شام کو کافر ہو جانا ہی اپنی دین کو متاع دنیا کے عوض بچہ تیا ہی اور یہ اسلئے

من الدنيا كما لو لم يمتنع منه من يوجب  
 النفع وقد دفع الضرر يعقل انه واجب وسبب  
 او سبب باء فاذا اعتقل ان الدين الحق والبناء  
 على الاستقامة على التوحيد وسبب  
 والى والاستقامة على التوحيد وسبب  
 السن يتنازع في ذلك وان يعادى به أهل الارض  
 وينقض لما لا يقبل عليه من البلاد وفوات  
 خلق ظاهراً ومتأفكوا العاجلة لزوم من ذلك  
 اعراضه عن الرغبتة في كمال الدنيا وغير ذلك  
 ولو سلم فبعض عن حال انسانا يقين المقربين  
 بل قال بعض عن حال المقصد بن اهل  
 وان لم يكن من الظالمين بلع المنافقين  
 الدين كان في كتابه من  
 فروع اعماله كما قال  
 النبي صلى الله عليه وآله وسلم  
 انما الدنيا دار غرر  
 فمن حفر فيها حفراً  
 عميقاً لم يصب منها  
 الا حفرة من حفرة  
 فمن انفق فيها  
 نفقاً لم يصب منها  
 الا حفرة من حفرة  
 فمن انفق فيها  
 نفقاً لم يصب منها  
 الا حفرة من حفرة

انما الدنيا دار غرر  
 فمن حفر فيها حفراً  
 عميقاً لم يصب منها  
 الا حفرة من حفرة  
 فمن انفق فيها  
 نفقاً لم يصب منها  
 الا حفرة من حفرة  
 فمن انفق فيها  
 نفقاً لم يصب منها  
 الا حفرة من حفرة

وذلك انه اذا اعتقد ان  
الذنب العاجل لا يتصل به

فساد ذنبا به من مخصصه  
من لا يتصل به وفوات

مستغفرا لا يمسها  
مرفوعا على احتمال هذا

الضرر ولا يتفق لما ذكره المتفق  
فبما ان الله كرم صلات هذا

الذنب العاجل لا يتصل به  
فساد ذنبا به من مخصصه

کہ جب اس بات کا اعتقاد کر لیا کہ دین اس وقت جہی ملیگا جب یا خراب ہوگی  
یعنی یا ضرر ہوگا جو مجھ سے برداشت نہ ہو اور یا فائدہ جاتا رہیگا جسکی ابتدا  
نہیں تو وہ اس ضرر کی برداشت کرنے اور اس فائدہ کے کہنے پر جرات نہ کرے  
سبحان اللہ اس قسم نے اکثر خلق بلکہ تمام خلق کو حقیقت دین قائم رہنی سیکھنا  
روکا ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ جن دو مقدموں پر اس قسم کی بنا قائم ہے ان دو  
کی اصل خدا تعالیٰ کے امر اور دین اور وعدہ اور وعید اور حقیقت اور نعمت کو  
بخانا ہے جو نفوس کی نہایت درجہ کی مطلوب اور انکا کمال ہے اور اسی سے انکی  
خوشی اور لذت پائی ہے پس آدمی حقیقت دین پر قائم رہنی اور حقیقت نعمت  
کی جستجو سے نومذہب لیتا ہے اور اپنی امر دین کی نادانیت کے باعث اعتقاد  
کر لیتا ہے کہ میں دین پر قائم ہوں اور ظاہر و باطن سے وہی کام کرتا ہوں جسکا مجھ کو  
حکم ہے اور ممنوع بات کا ظاہر و باطن میں تارک ہوں اور اسکی وجہ یہی ہوتی ہے  
کہ وہ شخص دین حق سے اور اس حق سے جو خدا تعالیٰ کا ہے اور جو کچھ اس سے  
منصوب ہے اسی سے جاہل ہوتا ہے اور جب یہ اعتقاد کر لیا کہ حق والے کو اللہ  
تعالیٰ دنیا و آخرت میں فتح نہیں دیتا بلکہ انجام کار دنیا میں کہی کا فردن اور  
سنا فقو نکلی ہوتا ہے تو یہ امر ہی خدا تعالیٰ کے وعدہ اور وعید سے جاہل ہونے

فبما ان الله كرم صلات هذا  
الذنب العاجل لا يتصل به

عن انصاف جعفر بن محمد بن  
المنذر عن ابن ابي عمير  
عن ابي بصير عن ابي بصير  
عن ابي بصير عن ابي بصير

عن ابي بصير عن ابي بصير  
عن ابي بصير عن ابي بصير  
عن ابي بصير عن ابي بصير

الذنب العاجل لا يتصل به  
فساد ذنبا به من مخصصه  
من لا يتصل به وفوات



بیتنا کے لئے - مجتہد علی  
زیادہ تارکے

فہذا امین امتت الخلق  
الی اللہ مع ظنہ انہ قائم  
یعنی الامتیان وشدائے

من یتعبد اللہ بتمامہ  
و یتقن انہ طاع  
و یو فی ذلک

تقرب کرنا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جمعیت خاطر رکھنا ہوں اور ان  
بیان کا تارک ہوں تو یہ شخص خدا تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ دشمن  
ھے باوجودیکہ وہ یہی گمان رکھتا ہے کہ میں ایمان کی حقیقت اور اسلام کے  
ظریقوں پر قائم ہوں بلکہ اکثر اس فعل کو جو اور پر حرام ہوتا ہے عباد سمجھتا  
اور اعتقاد کرتا ہے کہ یہ فعل طاعت ہے اور ایسا شخص سبب میں اس شخص  
کی نسبت کرے جو اس فعل کا مرتکب ہو اور اعتقاد رکھے کہ وہ کام معصیت  
ھے جیسے شعرون کے راگ سننے والے کہ راگ سنو اللہ تعالیٰ کا تقرب  
کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کے دوست ہیں حالانکہ  
حقیقت میں وہ لوگ شیطان کے دوست ہیں۔ اور بسا اوقات ایسا ہی  
اتفاق ہوتا ہے کہ آدمی اپنی آپ کو ظلم رسیدہ اور ہر طرح سے حق پر سمجھتا ہے  
اور واقع میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ ایک طرح کا تو حق ہوتا ہے  
اور ایک طرح کا باطل اور ظلم اور اس کی طرف نشانی کے پاس ایک طرح کا حق  
اور عدل ہوتا ہے مگر چونکہ دوستی کسی چیز کی آدمی کو انداز اور بہرہ کر دیتی ہے  
اور آدمی کی سرشت میں ہے کہ اپنی آپ کو محبوب جانتا ہے اور اپنی مقابل کو  
دشمن سمجھتا ہے وہ بجز اپنے نفس کی خوبیوں کے اور کچھ نہیں دیکھتا

ذکر اسماء الشوری الذین یفتنون  
بہم الی اللہ و یظنون انہم من

من اولیاء الذین وہم من الحق  
الظالم الی من یعقد انہ ہو  
ولا یكون الی من الباطل  
نالیق و نوع من الباطل  
والظالم و مع خصمه  
و من الی و العدل و  
حجرت النبوی یعنی و صیہ و  
الانسان بعبول علی جز  
نفسی و لا ہر انما سمنا











والمحبون يفطنون لان سباني  
 والحبون يفطنون لان سباني  
 ان العجب كله ما علمت في  
 القلب وارتخت كان ادنى  
 ودمعان عاكبه  
 بحسب طاعته وان خالصه

کے موافق اس سے ابا لجاتی ہے اور اسکی مدد کیجاتی ہے جو چوتھی اصل یہ ہے کہ محبت  
 جس قدر دلین جگہ کرتی ہے اور مضبوط ہوتی ہے اور سب قدر عاشق کو مستحق کلی رضا  
 میں ایذا شیرین معلوم ہوتی ہے اور عاشق اس بات سے فرخ کیا کرتے ہیں جیسا کہ سنی  
 کہا ہے کہ گو ظلم تو جو کرتا ہے جگہ ہی ناگوار پر خوش ہوں دلین تیرے میری یاد تو ہو  
 پانچویں اصل یہ ہے کہ کافر اور بدکار کو جو عزت اور فتح اور جاہ ملتا ہے وہ اس سے  
 کم ہے جو ایماندار دکھو ملتا ہے بلکہ باطن کافروں اور بدکاروں کی عزت کا ذلت اور  
 شکست ہے چنانچہ حسن بصری کا قول ہے کہ اگرچہ ان لوگوں کو جوچین لہو و لہی بہرین اور  
 انکی جو تیان کہتا کہتے بولین مگر گناہ کی ذلت اور انکی دلون میں ہر خدا کو منظور نہیں بجز  
 اسکو کہ اپنی نافرمانی کو ذلیل کرے چھٹی اصل یہ ہے کہ ایماندار کا بتلا ہونا اسکی  
 دوا ہے جس سے اسکی بیماریاں نکالی جاتی ہیں اور ثواب کے پورا ملنے اور مرتبہ کی  
 بلندی کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایماندار دن کے حق میں اسکا ہونا نہ ہوگی  
 نسبت کر بہتر ہے اور یہی وجہ ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ سخت مصیبت میں انبیا ہوں  
 پہرہ ہو ان سے قریب تر ہیں پہر ان سے قریب تر غرض کہ آدمی اپنی دین کی موافق  
 بتلا ہو اگر تاہیں اگر اسکی دین میں سختی ہوتی ہے تو اس پر مصیبت سخت کیجاتی ہے  
 اور اگر اسکی دین میں نرمی ہوتی تو مصیبت ہلکی دیجاتی ہے اور ایماندار ہمیشہ

والفاجر من الغر والنصر وبلجاہ ذل وکفر قال السید  
 للمؤمنین بل باطن ذلک ذلک وطفقت بهم النعال  
 زعموا ان هکلت هم النعال  
 فان ذل المعصیة في قلوبهم حارب الله اولادها  
 ان يدل من عصاه الاحمال الشاکیس ان تجا  
 المؤمنین کال واوله سیکر منہ اولاد او  
 کان اشکال الناس تبارک اولادہ وکفر  
 سبانی



وَمَا هَذَا خَيْرَ التَّوَسُّلَاتِ مِنَ قَاتِلِ الْوَالِدِ  
 كَانَ أَشَدَّ النَّاسِ تَبَارَكَ اللَّهُ وَكَلَّمَ  
 سَبِيلَ الْمَرْءِ عَلَى حَسَبِ  
 دِينِهِ فَإِنَّ كَانَ فِي دِينِهِ  
 صِلَابٌ تَوَسَّلَ عَلَيْهِ  
 دِينَهُ وَإِنَّ كَانَ فِي  
 دِينِهِ رِقَّةٌ تَخَفَّتْهُ وَكَانَ فِي الْبَلَاءِ















فانتمعوا بالكتيب وقال انا رب  
قل ان يتفككم الله فاعلموا ان  
اداء الله ما وعدكم لا يخلف الله  
شئ

بہ گمان کرتا ہے کہ بھاگنے سے میری عمر بڑھ جائے گی اور اپنی زندگی سب مزہ اور آوگیا  
اور اللہ تعالیٰ نے اوسکے اس گمان کو جھوٹا فرمایا جیسا کہ ارشاد ہے **قُلْ ثَوَابُكُمْ**  
**اَلْفَا زِرَانِ وَرَزْمُ مَنِ الْمَوْتِ اَوْ الْقَتْلِ وَاِذَا اَلَمْ تَعْمَلُوْا اِلَّا قَالًا سَلُوْا كَمَا مَرْنَا تُو**  
گو بھاگنا اگر بھاگنے کے واسطے سیاری یا کسی اور پر ہوسہل بناوے گا تو تیری موت  
ضروری ہوگی اور اس بھاگ کر مرنے سے وہ بات جاتی رہے گی جو اس سے بہتر اور مفید  
تھی یعنی مشہدہ کا زندہ رہنا اپنی پروردگار کے پاس پہنچنا یا قتل ہونے سے ڈالنے کی  
بے حیائی **مَنْ اَللّٰهُ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْرًا فَاَوْدِعْكُمْ رَحْمَةً وَّلَا يَجِدُوْنَ لَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لِيَا**  
اللہ کسی اور چیز کی تم پر برائی یا چاہے تم پر نیک اور نہ بد دیکھے اور نہ سزا دے سوا کوئی طاقتی  
نہیں **وَلَا تُضَيِّرُوْا رُجُبَ اللّٰهِ** یہ حال نفس میں مصیبت ہونیکا ہے تو اسے طرح مال اور آبرو اور بدن  
خوردگی اور  
کی سبب میں ہے اور جو شخص اپنا مال خدا کی راہ میں اور اوسکو بول بالا کرنے میں  
خرچ کرے بے بخل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکا مال اوس سے چھین لیتا ہے یا اوس پر ایسی  
چیز دے گی احتیاج معین کرتا ہے جو اوسکو دنیا و آخرت میں کارآمد نہوں بلکہ ایسی چیز  
کی جگہ وبال در ضرر دنیا و آخرت میں اوس پر جوہ کرے اور اگر مال کو روک کر کہہ  
چھوڑے گا تو اللہ تعالیٰ اوسکو اوس سے نفع لینی سے روکے گا اور اُس مال کو کسی دوسرے  
کے ہالہ کرے گا تو وہ مال دوسرے لوگوں اور مبارک ہوگا اور اوسکی چھوڑنے والے پر اسکا  
وبال اور گناہ رہے گا اور اسے طرح جو شخص اپنی بد نکیا آبرو کو آرام میں رکھے گا اور اللہ  
کے لہو اور اوسکی راہ میں مشقت اور ٹھانے پر اپنی آرام کو پسند کرے گا تو اللہ تعالیٰ اوسکو

لا بد من الموت فبقوا له فبقوا  
عند ربنا فنقل قول من ذالذی یبغض  
من اللہ ان آتوا بحکم اللہ  
من اللہ ان آتوا بحکم اللہ  
من اللہ ان آتوا بحکم اللہ

بغض من اللہ ان آتوا بحکم اللہ  
بغض من اللہ ان آتوا بحکم اللہ  
بغض من اللہ ان آتوا بحکم اللہ  
بغض من اللہ ان آتوا بحکم اللہ  
بغض من اللہ ان آتوا بحکم اللہ

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ  
لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ  
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ  
لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ  
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ  
لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ











تھی بظن میرا خلاق اللہ  
ہوئی کہ میں کس کی شکل میں  
وہاں نہ جا رہا تھی مراد آفاقانہ  
مطالعہ ہوا فان قلبہ فقط  
ذات شایا الی ربہمیں

جب تک کہ جس چیز کے لئے پیدا ہوا ہے اور تیار کیا گیا ہے وہ نہ لجاوے یعنی صرف خدا  
اکیلادو سکی نہایت مراد اور غایت مطلوب نہو جاوے می اسلامی کہ دلین ان پر بکیرت  
ایک احتیاج ذاتی ہے کس طرح سو کہ وہ اسکا محبوب در سعبود ہے جس پر اسکو اسکی  
طرف احتیاج ذاتی اسوجہ سے ہے کہ وہ دل کارب اور پیدا کر نیوالا اور رزق دینے والا  
اور تدبیر کر نیوالا ہے پس جسقدر دلین محبت اللہ تعالیٰ کی جگہ پکڑ کر مضبوط ہوگی  
اوسقدر دلکو خدا کے سواد و سرسری کی پوجا کرنی اور بندہ ہونے سے باہر گرگی

کتاب میں جن جنت ہو رہے و خالقہ و رازقہ  
ہمسا ان قلبہ فقط و عبادتہ  
و مدبرہ فلکما تاکنت معنہ اللہ بین القلب  
و غیر فیہ ان جنت تارہہ مکاتیبواہ و عبادتہ  
فما یجوز خرافۃ و صیانہ علی احوالہ و امورہ  
و ما یؤمن مؤمن الا و قلبہ معنہ اللہ و حکایتہ

پہر تو عزت میں صیانت میں ہوگا آزاد  
چہرہ پر اسکو عجب نور کا عالم ہوگا

اور کوئی ایماندار ایسا نہیں جسکو دلین خدا تعالیٰ کی محبت اور اسکو ذکر و سواطینان  
ہونا اور اسکی معرفت سے راحت پانی اور اسکو دیدار کا شوق اور اسکی نزدیکی  
انس پانا ہو اگر چہ اپنی دلکو غیب کے ساتھ مشغول ہونے اور جس میں دل مشغول ہے  
اسکی طے منوجہ رہتی ہے اسکو اس محبت الہی کی دلین ہونیکی خبر نہو اور اس محبت  
کی کمی زیادتی اور قوت اور ضعف بقدر ایمان کے قوی اور ضعیف ہونیکو پورا کرتی  
ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بندہ سے گناہ کرنے کی قوت اور دلکی طرف سے اپنی شہوت  
میں مشغول رہنے کی قوت یہ لذت اور حلاوت ایمانی پوشیدہ اور مخفی ہو جاتی ہے یا  
کہ جاتی ہے یا جاتی رہتی ہے کیونکہ اگر پوری موجود ہونی تو بندہ اس پر سبب لے

کتاب میں جن جنت ہو رہے و خالقہ و رازقہ  
ہمسا ان قلبہ فقط و عبادتہ  
و مدبرہ فلکما تاکنت معنہ اللہ بین القلب  
و غیر فیہ ان جنت تارہہ مکاتیبواہ و عبادتہ  
فما یجوز خرافۃ و صیانہ علی احوالہ و امورہ  
و ما یؤمن مؤمن الا و قلبہ معنہ اللہ و حکایتہ

موجی کا کلامہ تمام علیہ السلام  
ذہبت فانها لو کان  
و فوات او نقصت او  
لا تمانیہ فل استنبت  
تلك ان لا تمانیہ و الحلاوت  
واستفاد عنہ بنسبتہ









وانه لم يزل يخدمها ما وحبها  
مختلفا في الجنة حتى خلف  
علا بقله جمل عبيده آت  
باسمها حتى اطمانا في قوله  
واجابا بالادراك اطلب بفضله  
فجوبى عليه جنتا من الجنة

ان دونو کو فریب دینار یا اور بہشت میں ہمیشہ رہی کی آرزو دلاتا رہا یہاں تک  
کہ انکو لئیو اللہ کی قسم گاڑی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں حتیٰ کہ دونوں  
اوسکے قول پر اطمینان کر کے جو کچھ وہ اسی چاہتا تھا وہ قبول کیا پس انپر  
اور جنت سے نکلنا جو کچھ ہوا سو ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اُسکو داؤ کو باطل کیا اور اپنی  
رحمت اور مغفرت سے ان دونوں کی تلافی کر کے انکو جنت میں دوبارہ داخل کیا  
اور انجام اوسکو فریب کا اوسے پر رہا اور برابر اکر بجز سکار کے اور کسی کو تباہ نہیں  
کرتا اور اس دشمن خدا نے یہ گمان کیا کہ غلبہ اور جنت اس لڑائی میں میری  
ہوگی یہہ بنجانا کہ لشکر بنا طلبنا انفسنا وان کم تعظفنا وترحمنا لکن من ان النعمان  
کا گہات میں لگا ہی اور دولت تم اجنتا رہے قیاب غلبہ و پدھی کی اونکو یا ور  
اور اس مردود نے اپنی جہل سے یہ گمان کیا کہ خدا ہی پاک ایک لقمہ کے کہانی کو با  
اپنی بگزیدہ اور پیاری سے علموہ ہو جاوے گا جسکو اپنی مانتہ سے بنا یا اور اپنی  
اوسمیں پونگی اور اپنی فرشتوں سے اوسکو سجدہ کرایا اور ہر ایک چیز کے نام اوسکو  
بتائی یہہ بنجانا کہ طبیب نے مرض سے پہلے ہی بیمار کو علاج بنا دیا ہی تو جب و سہ مرض  
معلوم کیا جھی ودا کا استعمال کیا پھر اس گنجینے نے حضرت آدم علیہ السلام کے  
روہ میں سے ایک کو فریب یا اور اسکو ہسلانا رہا یہاں تک کہ اسی اپنی بہائی

والمخدر وجرسین الجنة باجوبی  
ورد الله كتبنا فاذا جاء ال الجنة  
برحمتہ و مغفرتہ فاذا جاء ال الجنة  
وفاذا ما قبة مکره علبہ و لا یجبق ال الجنة  
وفاذا ما قبة مکره علبہ و لا یجبق ال الجنة  
وفاذا ما قبة مکره علبہ و لا یجبق ال الجنة

فمن الحرب ولم یعلم بکین جنین باظلمت  
فمن الحرب ولم یعلم بکین جنین باظلمت  
فمن الحرب ولم یعلم بکین جنین باظلمت  
فمن الحرب ولم یعلم بکین جنین باظلمت  
فمن الحرب ولم یعلم بکین جنین باظلمت

والمعلم ان لا یطلب و لا یعلم  
والمعلم ان لا یطلب و لا یعلم  
والمعلم ان لا یطلب و لا یعلم  
والمعلم ان لا یطلب و لا یعلم  
والمعلم ان لا یطلب و لا یعلم



وَسَمَّوْهَا بِأَنبَاءِ نَحْمُ فَفَعَلُوا  
فَانْتَبِهَتْ حَتَّى إِذَا هَلَكَ أَوْلَادُكَ  
وَنَحَى الْعُلَمَاءُ عَيْبُكَ وَقَالَ ابْنُ  
جَبْرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كَانُوا

وَكَانَ لَهُمْ أَنْبَاءُ تَقْدِيرِ نَبِيِّ آدَمَ  
كَانُوا قَالُوا لِمَا لَعِبْنَا إِذَا  
أَشْرَفْنَا إِلَى الْعِبَادَةِ إِذَا

أَشْرَفْنَا إِلَى الْعِبَادَةِ إِذَا  
كَانُوا قَالُوا لِمَا لَعِبْنَا  
أَشْرَفْنَا إِلَى الْعِبَادَةِ إِذَا

ادون لوگوں کے نام پر کہو ادون نے ایسا ہی کیا مگر ادون تو انکی پرستش نہوئی یہاں تک کہ جب  
یہ لوگ مر گئے اور علم جا تا رہا تب پرستش ہونے لگی اور ابن جریر روایت محمد بن قیس کہتے  
ہیں کہ یہ لوگ بنی آدم میں سے نیکبخت تھے اور انکو پیر و تھو جو انکی اقتدار تھے تھے وہ  
مر گئے تو انکو تابعین نے کہا کہ اگر ہم انکی صورتیں بنا لیں تو ہمکو عبادت کا شوق زیادہ دلاؤ  
جب ہم انکو یاد کریں گے اس نظر انکی صورتیں بنا لی جب یہ تابعین مر گئے اور دوسرے  
لوگ آئے شیطان انکو پاس آہستہ گیا اور کہا کہ وہ لوگ تو انکی عبادت کیا کرتے تھے اور  
اونہیں کی باعث ہمیں دیجاتے تھے پس ادون لوگوں نے انکی پرستش کی اور ہشام بن محمد  
بن سائب کلبی کہتے ہیں کہ مجھ سے میری باپ نے کہا میری کہ آغاز بت پرستی طرح ہوا کہ حضرت  
آدم علیہ السلام نے جب وفات پائی تو انکو بیٹے حضرت شیث کی اولاد انکو اس پہاڑ کو غار میں  
رکھا جس پر حضرت آدم ہند کی زمین میں اوتار دی گئی تھی اور اس پہاڑ کو وہ کہتے ہیں وہ زمین کہ جب  
پہاڑ زمین زیادہ ارزانی رکھتا ہے ہشام کہتے ہیں کہ پہر مجھکو میری باپ نے ابو صامی اور حضرت  
ابن عباس مضمی خبر دی کہ بعد اس ماجری کے حضرت شیث کی اولاد حضرت آدم علیہ السلام کے جسم  
پاس غار میں آئے تھے اور انکی تعظیم اور اوپر مدارحت کرتے تھے پس ایک شخص نے قابیل کی اولاد  
میں کہا کہ اسی اولاد قابیل شیث علیہ السلام کی اولاد کا ایک بت ہے کہ اگر وہ تیری میں اور اسکی تعظیم  
کرتے ہیں تمہارا بیان کچھ نہیں ہے اور اسی کو ایک بت تراشا اور سب اول اسکی تعظیم کیا ہشام بن محمد

اشوق لنا إلى العبادات  
ما تواروا وجاءت أخبارنا  
عبدنا وهم وجههم  
ابن عبد بن سائب الكلبى  
قال اولاد

ابن عبد بن سائب الكلبى  
قال اولاد  
ابن عبد بن سائب الكلبى  
قال اولاد  
ابن عبد بن سائب الكلبى  
قال اولاد

ابن عبد بن سائب الكلبى  
قال اولاد  
ابن عبد بن سائب الكلبى  
قال اولاد  
ابن عبد بن سائب الكلبى  
قال اولاد





بن عدنان بن زید اللات  
فاطمہ فاطمہ فاطمہ فاطمہ  
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما

وہ انھیں وہ بدلتے ہیں  
بوادی القدی بدلتے ہیں  
بن عدنان بن زید اللات  
بن عدنان بن زید اللات  
بن عدنان بن زید اللات

خاترہ  
بالابن الکعبہ ذوقال اسفہ الخلق  
قال شعرا بن خالد بن الولید کنت  
بجعبہ بن عبد اللہ علیہ و آلہ و سلم  
اللہ مرسل بن الولید علیہ و آلہ و سلم  
فما کنت یبینہ و یبائن حدیث  
بن عدنان بن زید اللات

اٹھایا یہاں تک کہ تمہارے ہمراہ میں اور ادرج میں حاضر ہو کر تمام عرب کو اونکی عبادت کی طرف  
بلایا اور سکا کنا عوف بن عدرة بن زید اللات نے مانا عمر نے اسکو وہ بیت  
حوالہ کیا جسکا نام وہ تھا عوف اور سکو اٹھایا اور یہ دو تہ الجندی وادی کے  
میں تھا اور عوف نے اپنے بیٹے کا نام عبود رکھا اور وہ نام پر اول سبکا نام رکھا گیا اور  
عوف نے اپنے بیٹے عامر کو اس بت کا خادم مقرر کیا پس اسکی اولاد ہمیشہ  
اسکی خدمت کرتی رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو لایا کلبی نے کہا ہی  
کہ مجھے مالک بن حارثہ نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے اور میرا باپ مجکو دودھ  
لیکر و د کے پاس بھیجا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ دودھ اپنے خدا کو پلا دے  
میں اور سکو پلا دیتا تھا راوی کہتا ہے کہ پھر میں نے خالد بن ولید کو دیکھا  
کہ اونہوں نے اور سکو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم نے خالد بن ولید کو او اسکے ڈانے کے لئے بھیجا تھا عذره اور  
عامر کی اولاد نے اونکو روکا آپ نے اونسے جہاد کر کے اونکو تہ تیغ کیا  
اور دودھ کو ڈا ڈالا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے کلبی نے کہا ہے کہ میں نے  
عامر بن حارثہ سے کہا کہ تمہیں وہ کا حال ابی طرح بیان کر کہ گویا میں اور سکو  
دیکھ رہا ہوں اور سنے کہا کہ وہ ایک نہایت بڑے مرد کی موت تھی

فقانا حضرت فاطمہ و  
مدیہ و کنتی قال الکلبی  
فما کنت یبینہ و یبائن حدیث  
بن عدنان بن زید اللات  
بن عدنان بن زید اللات



جسکا ڈنار یعنی لباس زدو کپڑوں کا بنا یا گیا نہسا ایک کو وہ تھمہ کہو تھا اور  
ایک کو چادر اور اوپر ایک تلوار تھی جسکو حامل کئے تھا اور شانہ میں کان  
ڈالے تھا اور سامنے اس کے ایک نیزہ تھا جس میں جھنڈا تھا اور ایک ترکش  
جس میں تیر تھے۔ اور عمرو بن لُحی کا کہنا مضر اور تزار نے بھی مانا اسلئے اسنی  
سواع نامی بت ہذیل کی قوم میں سے ایک شخص کے حوالہ کیا جسکو عارت  
بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کہتے تھے اور یہ بت  
بطن نخلہ میں سے اور اس جگہ میں تھا جسکو دماط کہتے ہیں مضر کی قوم میں سے  
جو اس کے متصل تھے وہ اس کی عبادت کیا کرتے تھے اور اسی باب میں ایک  
عرب کے شخص نے یہ مضمون باندھا ہے یوں گرد اپنے قبیلہ کے رہنے میں متکلف  
جس طرح ہوں سواع کے چارو لظن ہذیل اور عمرو بن لُحی کا کہنا مضر نے مانا اسلئے  
اسنی نبوت کو انہم پر عمر المرادی کو حوالہ کیا یہ بت یمن کے ایک قبیلہ پر بنا مدح  
کی قوم اور جو ان سے دوستی رکھتی تھی اور اسکی پرستش کرتے تھے اور اسکا کہنا یہاں قبول کیا  
تو یعوق کو مالک بن مرثد بن حنیم کے حوالہ کیا اور یہ ایک گائو میں تھا جسکو مسوان  
ہیں اور یہاں کی قوم اور انکو موافق لوگ یمن میں سے اور اسکی پرستش کرتے تھے اور اسکا  
کہنا مسیر مانا اور اسنی نسر کو زبی میں قوم کا ایک شخص کو حوالہ کیا جسکو معد بکر کہتے تھے

مضر و تزار فان مضر بن ساعد بن الیاس بن مضر  
بقال له انما رثت بن ساعد بن الیاس بن مضر  
هذا باب بن مدرکہ بن الیاس بن مضر  
سواع اکان باض بقال لهما وھا طامین  
مخاضة یحسب انہما یلیان مضر و یق

ذوق لای رجل من ذوق یمن  
بقال لهما مکر و یمن و الاما  
بقال لهما مکر و یمن و الاما  
بقال لهما مکر و یمن و الاما

ذوق لای رجل من ذوق یمن  
بقال لهما مکر و یمن و الاما  
بقال لهما مکر و یمن و الاما  
بقال لهما مکر و یمن و الاما



عابد بن اسمعيل فضيل  
بلا وثان وجب البجيرة و

سبب التائبة وصال الوصلة  
وحي الحام قال ابن هشام و

ان عمن لم يبي خرم من  
مكة الى الشام في بعض من

قال ما رت من ارض كلباء وهاجرت  
قادم ما رت من ارض كلباء وهاجرت

قادم ما رت من ارض كلباء وهاجرت  
قادم ما رت من ارض كلباء وهاجرت

اسماعيل كابد لكرتو نكو كبر اكيا اور بجره اور سابه اور وصيله اور حام كو بنايا۔  
 ابن هشام كتهي بن كه مجسوسى علم داسے نے کہا ہے کہ عمر بن لحي كه سوشام كى  
 طرف اپنى كسى كام مين نكلا جب زمين بلقاسى مارب مين آيا اور ومان ان نون  
 علاقہ كى قوم تهي اورده اولاد عملاق بن لازد بن سام بن نوح عليه السلام كى بن انكو  
 ديكيا كه بت پرستى كرتي مين پس اونسى كها كه يه كسرت مين جنكو تم پوجتي يوانهون  
 نے جوابد ياكه ہم ان سوسينہ كى درخواست كرتے مين تو بارش هوتى هي اور اگر انكي  
 ذريعه نصرت چاهتي مين تو فتح ملتي هي اونسى كها كه تم ايكت بت انين سوسو كيو  
 نہيں ديتو كه مين عرب كے ملك مين لجاؤن اور وہ اوسكى پرستش كرين اور نہون نے  
 اوسكو ايكت بت ديا جسكا نام سبيل تبادہ اوسكو كه منطبه مين لايا اور نصب كر كے  
 لوگو نكو اوسكى عبادت اور تعظيم كيو اسطو كها۔ هشام كتهي مين كه مجسوسى مير پوجتي  
 اور اور لوگون نے بيان كيا هي كه حضرت اسمعيل عليه السلام جب كه منطبه مين رهے  
 اور آبي اولاد اوسمين پيدا هوي اور بركتي بيانك كه كه منطبه اوسى بهر كيا اور  
 انہون نے كه سى علاقہ كى لوگو نكو خالد يا نو كه منطه او پرتنگ هو اور ان مين  
 اسپين ژاين اور حدوتين موگنين اور بعضون نے بعضو نكو خالد يا يه لوگ  
 شہر زمين اور معاش كى جستجو مين ادر ادر موگيو اور جس بات كى انكو بتون اور

وہو وكد عملاق بن لازد بن سام بن نوح  
 وبن الاضنام فقال لهم ماخذوا  
 عبدا فقالوا كنت نمتن ما فظننہ  
 فنصرت فقال افا لظننہ فافيا  
 بوال ارض العرب فبعبدا وناعطى  
 صغما فقال لا هبيل فقد صرہ  
 فضبة واما الناس بعبادة و تعظيم  
 قال هشام وحملا بن ابى وغيرة ان  
 بنسعبيل لما سکن مكة وولدها اولاد  
 فنصرت فقال افا لظننہ فافيا  
 بنسعبيل لما سکن مكة وولدها اولاد  
 فنصرت فقال افا لظننہ فافيا

و نفا من كان قبائل العرب  
 عنقت عليه من مكة وولدها اولاد  
 بنسعبيل لما سکن مكة وولدها اولاد  
 فنصرت فقال افا لظننہ فافيا  
 بنسعبيل لما سکن مكة وولدها اولاد  
 فنصرت فقال افا لظننہ فافيا



عائشہ بنت ابی بکر  
فقتصب الاوتان والشباب  
ووصل لوصيلها

المقام عمن زينب بنت جحش  
لمن بن حارثة وهو ابن  
خراقة وكانت ام عمر

بمكات هو الذي بنى ابي  
عمر بن عبد مناف

بمكات هو الذي بنى ابي  
عمر بن عبد مناف

اور بن کبریٰ کو اور سادہ چھوڑ کر اور وصیلہ اور حامی خانے عمر بن ربیعہ تھا اور  
ربیعہ لہجی بن عارثہ بن عارثہ خزاعہ کا بیٹا ہے در عمر کی ماں ہیرہ عامر بن  
حارث کی لڑکی تھی اور یہ حارث وہی ہے جو خانہ کعبہ کا محافظ اور مشولی تھا جب  
عمر بن لہجی بالغ ہوا تو حارث سے تولیت کے باہین جگر اور اس کے لئے کشت  
خون کیا اور حضرت اسماعیل کی اولاد پر چڑھائی کی اور آخر کوفان پر دستہ پا کر کعبہ  
سے اونکو جلا وطن کر دیا اور مکے کے شہرون میں سے نکال دیا اور بیت اللہ کی  
دربانی کا مشولی ہوا پھر وہ بنت ہارثہ کو اس سے کسی نے کہا کہ شام کی زمین بلقا  
میں ایک گرم چشمہ ہے اگر نودمان جا دگا تو اچھا ہو جا دگا وہ اس چشمہ پر آیا اور  
اس میں نہا یا اور اچھا ہو گیا اس سے وہ انکی لوگوں کو دیکھا کہ بت پوچھتے ہیں اس سے کہا کہ  
یہ بت کیسے ہیں اور نہون نے کہا کہ ہم ان کے ذریعہ سے سینہ کی درخواست کرتے  
ہیں اور دشمن پر انکی باعث فتح جانتے ہیں پھر اس سے سوال کیا کہ انہیں سے  
مکلو بھی دو انہوں نے دیدیا وہ اونکو کہہ میں آیا اور کعبہ کے گرد اونکو کھڑا کیا اور عزت  
کے لوگوں نے بت مقرر کی اور انہیں سے پہلا بت نہا اور یہ دربار کا شمار ہی مثل کے  
ایک طرف لوگ کہ منظر اور دینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ ہے کھڑا ہوا تھا اور سب عزت  
اسکی تعظیم کرنے تھے اور اس اور خزرچ اور جو لوگ کہ منظر اور دینہ منورہ میں آئے تھے

عمر بن لہجی بن عارثہ بن عارثہ خزاعہ کا بیٹا ہے  
در عمر کی ماں ہیرہ عامر بن حارث کی لڑکی تھی  
اور یہ حارث وہی ہے جو خانہ کعبہ کا محافظ اور  
مشولی تھا جب عمر بن لہجی بالغ ہوا تو حارث سے  
تولیت کے باہین جگر اور اس کے لئے کشت خون  
کیا اور حضرت اسماعیل کی اولاد پر چڑھائی کی  
اور آخر کوفان پر دستہ پا کر کعبہ سے اونکو  
جلا وطن کر دیا اور مکے کے شہرون میں سے  
نکال دیا اور بیت اللہ کی دربانی کا مشولی  
ہوا پھر وہ بنت ہارثہ کو اس سے کسی نے کہا  
کہ شام کی زمین بلقا میں ایک گرم چشمہ  
ہے اگر نودمان جا دگا تو اچھا ہو جا دگا وہ  
اس چشمہ پر آیا اور اس میں نہا یا اور اچھا  
ہو گیا اس سے وہ انکی لوگوں کو دیکھا کہ بت  
پوچھتے ہیں اس سے کہا کہ یہ بت کیسے ہیں  
اور نہون نے کہا کہ ہم ان کے ذریعہ سے سینہ  
کی درخواست کرتے ہیں اور دشمن پر انکی  
باعث فتح جانتے ہیں پھر اس سے سوال کیا  
کہ انہیں سے مکلو بھی دو انہوں نے دیدیا وہ  
اونکو کہہ میں آیا اور کعبہ کے گرد اونکو  
کھڑا کیا اور عزت کے لوگوں نے بت مقرر کی  
اور انہیں سے پہلا بت نہا اور یہ دربار کا  
شمار ہی مثل کے ایک طرف لوگ کہ منظر اور  
دینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ ہے کھڑا  
ہوا تھا اور سب عزت اسکی تعظیم کرنے تھے  
اور اس اور خزرچ اور جو لوگ کہ منظر اور  
دینہ منورہ میں آئے تھے

عائشہ بنت ابی بکر  
فقتصب الاوتان والشباب  
ووصل لوصيلها  
المقام عمن زينب بنت جحش  
لمن بن حارثة وهو ابن  
خراقة وكانت ام عمر  
بمكات هو الذي بنى ابي  
عمر بن عبد مناف  
عمر بن لہجی بن عارثہ بن عارثہ  
خزاعہ کا بیٹا ہے در عمر کی ماں  
ہیرہ عامر بن حارث کی لڑکی تھی  
اور یہ حارث وہی ہے جو خانہ کعبہ  
کا محافظ اور مشولی تھا جب عمر  
بن لہجی بالغ ہوا تو حارث سے تولیت  
کے باہین جگر اور اس کے لئے کشت  
خون کیا اور حضرت اسماعیل کی  
اولاد پر چڑھائی کی اور آخر  
کوفان پر دستہ پا کر کعبہ سے  
اونکو جلا وطن کر دیا اور مکے کے  
شہرون میں سے نکال دیا اور بیت  
اللہ کی دربانی کا مشولی ہوا پھر  
وہ بنت ہارثہ کو اس سے کسی نے  
کہا کہ شام کی زمین بلقا میں  
ایک گرم چشمہ ہے اگر نودمان  
جا دگا تو اچھا ہو جا دگا وہ اس  
چشمہ پر آیا اور اس میں نہا یا  
اور اچھا ہو گیا اس سے وہ انکی  
لوگوں کو دیکھا کہ بت پوچھتے  
ہیں اس سے کہا کہ یہ بت کیسے  
ہیں اور نہون نے کہا کہ ہم ان  
کے ذریعہ سے سینہ کی درخواست  
کرتے ہیں اور دشمن پر انکی باعث  
فتح جانتے ہیں پھر اس سے سوال  
کیا کہ انہیں سے مکلو بھی دو  
انہوں نے دیدیا وہ اونکو کہہ  
میں آیا اور کعبہ کے گرد اونکو  
کھڑا کیا اور عزت کے لوگوں نے  
بت مقرر کی اور انہیں سے پہلا  
بت نہا اور یہ دربار کا شمار ہی  
مثل کے ایک طرف لوگ کہ منظر  
اور دینہ منورہ کے درمیان ایک  
جگہ ہے کھڑا ہوا تھا اور سب  
عزت اسکی تعظیم کرنے تھے اور  
اس اور خزرچ اور جو لوگ کہ  
منظر اور دینہ منورہ میں آئے  
تھے



فقد تفرقت بها بالنار ثم التفتوا  
الغيبا وبي حنك بين اللات  
وتخذها كما لم ين استعان كانت

اسکو توڑ کر آگ سے جلادیا۔ بعدہ لوگوں نے عورتی کو بنایا جلات کی نسبت کرنا تھا  
اسکو ظالم بن سعد نے مقرر کیا تھا یہ مورت دادی نخلہ میں ذات عراق کے اوپر  
تھی لوگوں نے اسکی اوپر مکان بنایا تھا اور ادسین سے آواز سنا کرتے تھے ہشام کہتی  
ہیں کہ میری باپنے ابو صالح سے اور ادسین و ابن عباس سے روایت کی ہے کہ عورتی ایک  
بستی تھی بطن نخلہ میں تین درختوں پر لاکتی تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
کہہ منظر کو نہم کیا تو حضرت خالد بن ولیدؓ کو ارشاد فرمایا کہ بطن نخلہ میں جاؤ تمکو وہاں  
تین درخت ملین گے ادسین سے پہلو کو کاٹ ڈالنا ادسین نے تعمیل ارشاد کی اور وہاں  
آکر اول درخت کو کاٹ ڈالا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کجذمت میں حاضر ہوئے  
آپنے پوچھا کہ تمہی کچھ دیکھا ادسین نے عرض کیا کہ کچھ نہیں اپنے فرمایا کہ اب دیکھو  
جب اسکو بھی کاٹو وہ آپس آئی تو آپنے پوچھا کہ تمہی کچھ دیکھا عرض کیا کہ نہیں اپنے ارشاد  
فرمایا کہ تیسرے کو کاٹ ڈالو وہ تشریف لیکر اور دیکھا کہ ایک حبشہ بال بکیر اور تہ  
سوڈ سے پر رکھی دانت بجاتی ہے اور اسکی پیچھ اسکا خادم ہے حضرت خالد بن ولیدؓ  
نے فرمایا کہ میں تجکو نہیں ماننا تو پاک نہیں میں نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے تجکو ذلیل کیا  
پہر ایک ضرب ماری کہ اسکا سر چر دیا پہر جو دیکھا تو وہ کویلہ ہو گئی پہر درخت کو کاٹا  
اور خادم کو مار ڈالا پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کجذمت میں آکر ماجر عرض کیا

منہ الصبح قال هشام و  
حدثني ابي عن ابي صالح عن ابي عمار  
قال كانت الغيبا شيطانة بايتي زارت  
بطن نخله فلما اقبلت رسول الله صلى الله عليه  
واله وسلم آتت بعن خالد بن الوليد فقال انت  
بطن نخله فانك سيجذرت لاني لست اقول  
فانما انا ففضلها فلما اجابته قال ابنت شيبا قال  
الذي حمل الله عليه والي ورسوله فقال هل ابنت  
شيبا قال لا قال فاصعدت ما انا فاذ اذ ابو جندب  
فان شيبه شقها واضع فهدى ما  
ساردها فقال خالد  
بن لا يستجرك مني  
الله قد اهانك فاذ لي  
فانك انما شققتني وقل  
ساردها شققتني النبي صلى الله  
عليه واله وسلم فاجاب  
عليه























فلسفہ کا مذہب  
المنکر بن المشبه

بخلقہ و بین کما یفیب  
بجہنیۃ المعطلۃ من

صفات کمالہ و یومئذ ان  
القرآن دل عالمہ و القدر ان

یما یومن ابطال ان یکون فی  
المنافقات من شبہ الرثب آو بانہ فذلک

خود اپنی ذات کو برمی فرمایا اور جو لوگ مشرک شہادت دی خود را اور خدا کے  
ساتھ اسکی مخلوق کو برابر کر نیوالے ہیں اور کو اس سے قدرت کی اور درمیان  
کے جسکو فرقہ جیبیہ جو خدا تعالیٰ کو صفات کمال سے عامی بتاتے ہیں نفی کرتے ہیں  
اور کہتے ہیں کہ قرآن اس پر دلالت کرتا ہے حالانکہ قرآن مجید اسات سے پر ہے کہ مخلوق  
میں مشابہت اور مثل بنا کر ہونا باطل ہے غرض کہ قرآن سے مقصود یہی بات ہے کہ جس  
عقیدہ پر مشرک کر نیوالے اور تشبیہ دی خود الے خدا تعالیٰ کے ساتھ اسکی غیر کو  
برابر کر نیوالے ہیں وہ عقیدہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرمایا ہے <sup>سورہ شہدۃ اللہ کے برابر کوئی اور نہیں</sup> فَمَا جَعَلُوا اللَّهَ إِذَا دَاوُا  
أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ اور فرمایا <sup>اور جو لوگ میں کو بولتے ہیں اللہ کی برابر اور دونوں کے</sup> مَنْ يَتَّخِذْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلهًا أَوْ لِيَعْبُدَ إِنَّ لَ لَكُمْ  
مُخَلَقِينَ کو خالق کے مثل نہیں کیا اسلئے کہ مذکور معنی مشابہت کی میں یہ بولتے ہیں کہ فلاں شخص  
فلاں کا ذرا زید ہے یعنی اسکا مثل اور مشابہ ہے اور انہیں معنوں میں جہان کے شعیر ہیں  
مذکور لفظ آیا ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ کیا اسکی بری کرتا ہے جسکا تو نہیں مثل ہے تم دونوں سے  
بہتر ہے جو قربان جو ہو تر ہے اور امی سے جو انحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد اس شخص کو  
جس پر یہ عرض کیا کہ جو اللہ جا اور اپنے چاہا اپنے فرمایا کہ تو مجھ کو خدا کا ذمہ لیا اور جویر شعیر میں  
افزیدہ و زوانہ میں معنوں میں ان کا ترجمہ یہ ہے تم بنا جاتے ہو میرے مثل ہے کتب تم شایع لوگ کے  
تفسیر فرمایا <sup>اور اللہ کے ساتھ</sup> فَلَا تَقُولُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْكُمْ كَيْفَ آمَنَ لَوْلَا إِيمَانُكُمْ سَوَّاهُمْ كَمَا سَوَّاهُمْ

جو اللہ تعالیٰ کو صفت بالقرآن ابطال لایا عالمہ  
المشکر بن المشبه  
غیرہ قال تعالیٰ <sup>اور اللہ تعالیٰ نے</sup> فَمَا جَعَلُوا اللَّهَ إِذَا دَاوُا أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ  
وَمِنْ الثَّمَامِ مَنْ يَخْتَصِمُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

ایمان

فَلَمَّا نَسُوا اللَّهَ فَنَسَتْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ  
وَقَالَ فَلَاحْظُوا إِلَيْهِ اللَّهُ الْإِيمَانُ  
مَنْ يَتَّخِذْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهًا  
مَنْ يَتَّخِذْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهًا  
مَنْ يَتَّخِذْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهًا  
مَنْ يَتَّخِذْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهًا







وَأَكْفَى فِي الْعَالَمِ الْأَعْمَى  
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا  
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا  
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا  
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

اور عالم میں ہونا اوسکی وجہ سے ہے اور بڑھنا اوسکی اوسکی مہم سے ہے اور اوس میں سے  
بعضوں کو آتش پرستی اس وجہ کو پہنچا دیتی ہے کہ اپنی جانوں کو اوس پر قربان کر لیں  
میں اس طرح کہ ایک شخص خود اتا ہے یا اپنی لڑکی کو لانا ہے اور اچھی کپڑی اور زیور پہناتا ہے  
اور عمدہ سواری پر سوار کرتا ہے اور گرد اوسکی باجو اور ڈھول بولے میں اور آگ کی طرح  
دلہن کے سنگار سے بھی زیادہ کر کے بھیجا جاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ آگ کے سامنے پہنچتا ہے  
تو اپنے آپ کو آگ میں ڈال دیتا ہے اور موجود شخص اوسکی لٹیرو کا غل چلاتے ہیں اور اوسکی  
فعل کا رشک کرتے ہیں تھوڑی ہی دیر دور تھا ہے کہ اتنی میں شیطان اوسکی صورت  
بنکر لوگوں کے سامنے آتا ہے کہ سر ہوا میں فرق نہیں دیکھو وہ اون لوگوں کو اس  
دین پر مضبوط رہنے کی وصیت کرتا ہے اور کہیے جو آگ کی ذرا تکلیف نہیں ہوئی  
کہ آجنت اور آرام میں چلا گیا **فصل** اور ایک جماعت اور سے جو بانی کی  
پرستش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہر ایک چیز کی جڑ ہے اور  
ہر ایک پیدایش اور بڑھنا اور پاکی اور آبادی اوس سے ہے اور  
کوئی کام ایسا نہیں جس میں بانی کی حاجت نہ ہو۔ اور جب ان لوگوں  
کی پرستش کرنیوں سے شیطان نے بازی کی کہ بعضوں نے  
تو گھوڑے کو بوجا اور بعضوں نے گامی کو اور بعضوں نے آدمیوں نے مردان ہر دو

میں زفاف العرس میں مٹی اذا قاتلوا باجرام  
نفساً فوجها ووجہ الحاق ضرف خبیثہ عظیمہ  
بالذات عاۃ لہ وغیظنا مقلنا فاعقل فلا یجلبت  
الایسیر مٹی یا بھجر الشیطان فی صوف  
الکثیر  
لکن منہ شہا ذبی صیدہ  
لومشہ میں المومنین و انہ  
الجمینہ و نغیرہم **فصل** و وصیایہ  
بنوی عبدت السماء و قاتل یومئذ  
کل شیء و یاء کل ولادہ و صوف  
و طیارۃ و عمارۃ و جالین  
عمل الایمن برضہ البیوت  
شلاحت بعدا البیوت  
عبد بعضہم الخ و بعضہم  
عبد البقر و بعضہم  
الکتب الایمان و الامون



انصافاً فافهم على مصيبة الله  
والشكر به بكل ما يقدره من حيا

من التزبان والاعاءة فضاء  
لثابتين وانجهم واعتناهم

بالسبح والثناء والحمد  
والشكر والثناء والحمد

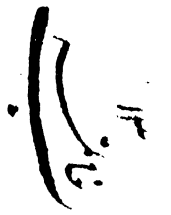
الثابتين والثناء والحمد  
والشكر والثناء والحمد

الثابتين والثناء والحمد  
والشكر والثناء والحمد

جنون سے بہرہ کی جتا آدمیوں کی اعانت خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور اسکو ساتھ شکر کرنے میں کرتے ہیں اور جتنا آدمی بن سکتا ہے ان باتوں کو انسانوں کی سامنے زینت دیتے ہیں اور ان سے دعا منگواتے ہیں اور انکی اکثر حاجتیں پوری کرتے ہیں اور جادو اور منتر وغیرہ سے ان سے خدمت لینے میں غرضکہ انسان تو جنوں کی اطاعت شرک اور برسی باتوں میں کرتے ہیں جو جنوں کو اچھی معلوم ہوتی ہیں اور جن انسانوں کی طاعت ان امور میں کرتے ہیں جو انسانوں کو خوش لگین یعنی تاثیر دین اور بعض غیب کی خبریں بتا دینے میں پس ان دونوں قوموں میں ہر ایک دوسرے سے نفع لیتا ہے اور یہ آیت شیطانی حال والوں یعنی جھوٹے صوفیوں وغیرہ کی بھی حساب ہے جو اپنے کشف اور تاثیرات شیطانی ظاہر کر کے جاہلون کے عندیہ میں خدا تعالیٰ کے ولی بنتے ہیں حالانکہ وہ شیطان کے ولی ہیں جسکی جاہل فریب میں اگر خدا تعالیٰ کو دشمنوں سے محبت کرتا ہے اور جو لوگ اسکو دوست ہیں اور اسکو طریق کے پیروان سے عداوت کرتا ہے

**فصل** اور ایک لوگوں کی فرشتوں کی عبادت اچھی کر دکھائی اور فرقہ ثنویہ سے جو بازمی کی تودہ نور کو عبادت کرنے لگو اور کہا کہ بانیوالے وہ میں خیر کا بانیوالا تو نور ہے اور بدی کا بانیوالا اندھیرا اور انکی قول نہایت درجہ کو برسی اور مخالفت میں اور ان لوگوں کے لگبہگ مجوس ہیں کہ نور اور آگ اور پانی اور زمین کی تعظیم کرتے ہیں

فما یرضیہم من التاثرات والاشیاء یسبغون فیہا  
فمنعہ کل من النفسین بالآخر وھذا الایۃ  
متطابقۃ علی اصحاب الاحوال الشیطانیۃ  
کا تضرعاً فیہا وبقی ہر حال ان کی بنیاد ہے  
المتجاهل اولیاء الیوم ان بما یظہر من صفتہ  
الکثوفات والتاثرات الشیطانیۃ  
واما اولیاء الشیطان یغیر بہم الجاہل  
فیوال اعداء اللہ وبتعدادی اولیاء البغیان  
بسنۃ **فصل** فی حق لایب بالنبویۃ  
الملائکۃ فی حق لایب بالنبویۃ  
تعبیر و النصار و قوالوا الضم  
اشکان فقاعل الشکر  
النفوس فی کل الشکر  
الظلمۃ والظلمۃ من قائل  
فی قایۃ القلب والناسخ  
والتکذیب منہم الجحوش  
بعضون الاغوار والنذران والیاء والایۃ







وَلَا تَلْكُ الْكُلُوبُ عَيْنًا  
هِيَ كُلُّ مَخْرُوجَةٍ وَهِيَ  
بِإِسْدَاتِ الْكَلْبِ كَالْمَنَانِيدِ

مَنْزِلُ الْكَلْبِ الْكَلْبُ  
عِبَادَاتُ وَدَعْوَاتُ مَخْرُوجَةٍ

بِصَفَى وَنَحَافِ تِلْكَ  
لَهَا مَخْرُوجَاتُ تَمَسُّهَا

اور اسی طرح اولیٰ بیان ستاروں کے خاص دیول یعنی بڑے عبادت خاں زمین  
جیسو نصاریٰ کے بیان گرجا اور یہود کے بیان معذربین اور ادون ستاروں کی انکو  
عندیہ میں دعائیں اور عبادتیں مخصوص ہیں اور ادون ستاروں کی تصویریں اپنی  
دیولوں میں کہیں پتھر میں اور انکو لئے خاص موتیں بناتے ہیں اور قربانیاں  
ذبح کرتے ہیں اور رات دن میں مسلمانوں کی نمازوں کی طرح ادون ستاروں کی  
پانچ نمازین مقرر ہیں اور کچھ گروہ ادنین سہ ماہ رمضان کے روزے  
رکتے ہیں اور قبلہ کی طرف کو نماز پڑھتے ہیں اور کہ معظمہ کی تعظیم کرتے  
ہیں اور اوسکے حج کے معتقد ہیں اور مردار اور خون اور سوکے گوشت  
کو حرام جانتے ہیں اور رشتوں میں سہ نکاح کے باب میں ادون کو حرام جانتی  
ہیں جنکو مسلمان حرام کہتے ہیں اور اس مذہب پر کچھ لوگ دولت کے  
اراکین میں سے بغداد میں تھے ادنین میں سہ بلال بن حسن الشاکلی  
کچھری کا مالک اور بہت سہ مشہور رسالوں کا مولف ہے یہ شخص  
مسلمانوں کے ساتھ روزہ رکھتا اور عید کرتا اور زکوٰۃ دیتا اور  
حرام چیزوں کو حرام جانتا اور لوگ مسلمانوں کے ساتھ  
اوسکو لے رہی سہی تعجب رکھتے کہ ادنکے دین میں نہیں اور موافق رہتا ہی

بِجِبْرِئِلَ لَهَا الْقَدْرَابِئِنَ وَتَحَا صَلَوَاتِ الْمَسْلُوبِئِنَ  
فِي الرَّبِيعِ وَالْبَيْلَةِ مَخْرُوجَاتُ مَطْرَانِ  
وَطَوَائِفُ مَنَابِقِهَا تَمُوجُ رَمَطَانِ  
وَيُطْفِئُ نَارَهَا

وَالْقَدْرَابِئِنَ الْجِبْرِئِيلُ وَبِحَيْثُ مَحَانِ الْمَنَابِقِ  
فِي النَّسْكَ وَالْمَطْرَانِ  
وَأَعْلَى هَذَا الْمَذْهَبِ كَانَتْ جَمَاعَةٌ مِنْ  
أَعْيَانِ الدَّوْلَةِ يُقْبَلُونَ فِي مَنَاصِرِهَا  
بِنَاحِيَةِ الْمَنَابِقِ وَالْمَطْرَانِ

الْمَشْهُورَاتُ وَكَانَ يَصُورُ  
الْمَسْلُوبِئِنَ وَبِعِيدِ مَعْظَمِ  
النَّاسِ بِجِبْرِئِيلَ مِنْ مَوَاقِفِهِ  
وَالْمَسْلُوبِئِنَ وَبِعِيدِ مَعْظَمِ



وَمِنْ كَذَلِكَ الْمَادَّةُ يَا كَلْبُ يَا  
تَاجِلٌ وَخَيْبِرٌ بِنِجْمٍ مَا تَشْرَفُ وَمَا حَصْرُ  
الْأَخْبَرِ وَمَثَلُنَا بِرَبِّكَ وَأَنْ تَقْبَلُوا  
مَلِكِنَا وَأَنْزَلَتْ الْإِسْلَامِيَّةُ  
رَبِّعَ عَرَبِ بْنِ عَرَبٍ فِي أَنْ سَبْعِينَ  
وَالْعَصْفُ الْتَلَسَانِي وَاجْتِزَاةً  
مَلِكِي خَوْلَاةً بِبِقَالَهِ شَيْخِ الْإِسْلَامِ  
عَمَّانِ بْنِ عَرَبِيٍّ أَنْ الْوَلِيَّ أَمَلَتْ رَجَاةً مِنْ الْأَرْسُولِ  
لَهُ يَا تَخَذَ مِنْ الْكَمَلِ الَّذِي يَا تَخَذَ مِنْ الْبَالِكِ  
الَّذِي يَا تَخَذَ مِنْ الْوَسْطِ الْبَلَدِ الرَّجِسْتَانِ  
وَأَخَوَانِ الْوَعْمَانِ الْكَمَلِ بْنِ بَجَالُو الْإِنْفِصَافِ  
فِي خَلْقِ الْكَلِّ الْتَلَفِ بِخِلَافِ الْإِنْبِيَاءِ وَكَلِمَاتِ  
بِالْبَدْرِ مَرِيَّةً وَتَهْنِئَةً وَفِي ذِكْرِ الْأَجْبَابِ  
عَنْ صَانِعِهَا وَقَالُوا مَا حَكَاهُ اللَّهُ عَنَّا  
أَنْ هِيَ الْأَجْبَابُ تَالِدِيَّةً وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ  
مَا هِيَ إِلَّا كَمَا نَسَبْنَا الْأَلَاءَ وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ  
نُوفَةَ قَالَتْ إِنَّ الْخَلْقَ سَبْعِينَ  
خَلْقَ الْأَفْلاكِ وَمَثَلُهُ الْأَعْظَمُ  
دَارَاتٍ عَلَيْكَ فَخَرَفَ وَوَكَلَهُ  
بِقَدْرِ عَلَى خَلْقِهَا وَتَمَسَّاهُ  
كَلِمَاتُهَا وَنُوفَةَ قَالَتْ  
أَنَّ الْأَشْيَاءَ لَيْسَ هِيَ أَوَّلُ الْبَيْتِ  
وَأَعْلَى جَمِيعِ الْقَوَائِمِ الْفَعْلِ

میں ہمارے شریک جو ہم کہاتے ہیں اور سیکو انبیاء ہی کہاتے ہیں میں اور وہ  
ہماری ہی طرح آدمی ہیں ہر کسی پر بنا چاہتے ہیں اور فرقہ اتحادیہ یعنی ابن عربی اور  
ابن سبعین اور عقیق تلمسانی کے پیرو اور دیگر گروہوں میں نبی جماعت کے مرشد محمد  
بن عربی کے قول کے بعد اس سے بھی زیادہ بات کے قائل ہوئے کہ ولی رسول کے  
درجہ سے وہ درجہ بڑھ کر ہو سکتا ہے کہ ولی اس بعد سے دنیا ہی جہاں سے وہ فرشتہ  
لیتا ہے جو رسول کی طرف وحی لاتا ہے اور انکی بہائی مشرکوں نے اپنے نفسوں کو سب سے  
سیکھنے میں انبیاء کی برابر ٹھہرایا تھا یہ دعوی نہیں کیا تھا کہ ہم انبیاء سے اوپر ہیں  
فصل بابین شیطانی بازمی کے دہریوں سے

دہریہ وہ فرقہ ہے کہ مصنوعات کو صانع سے سب سے سب سے کھتی ہیں یعنی انکا عقیدہ ہے کہ  
مصنوعات کا کوئی صانع نہیں ہے کہ کھتی ہیں کہ جو کچھ خدا ہمارا حال بیان کرتا ہے وہ  
یہی دنیا کی ہماری زندگی ہے کہ ہم مرتے ہیں اور جنی ہیں اور زمانہ کے سوا کچھ کوئی  
بلاک نہیں کرتا اور دہریہ دو فرقے ہیں ایک تو سب سے کہ قائل ہیں کہ خدا پاک نے  
آسمانوں کو بہت بڑی حرکت سے متحرک پیدا کیا ہے پر وہ گردش میں آئی اور خود اپنے  
صانع کو چکر ادا اور انکی ضبط کرنے اور انکی حرکت کے رد کئی پر قادر نہ ہو اور ایک  
فرقہ وہ ہے کہ کھتی ہیں کہ چیز کا شروع یقیناً نہیں صرف پوشیدگی سے ظہور میں آتی ہے

عَمَّانِ بْنِ عَرَبِيٍّ أَنْ الْوَلِيَّ أَمَلَتْ رَجَاةً مِنْ الْأَرْسُولِ  
لَهُ يَا تَخَذَ مِنْ الْكَمَلِ الَّذِي يَا تَخَذَ مِنْ الْبَالِكِ  
الَّذِي يَا تَخَذَ مِنْ الْوَسْطِ الْبَلَدِ الرَّجِسْتَانِ  
وَأَخَوَانِ الْوَعْمَانِ الْكَمَلِ بْنِ بَجَالُو الْإِنْفِصَافِ  
فِي خَلْقِ الْكَلِّ الْتَلَفِ بِخِلَافِ الْإِنْبِيَاءِ وَكَلِمَاتِ  
بِالْبَدْرِ مَرِيَّةً وَتَهْنِئَةً وَفِي ذِكْرِ الْأَجْبَابِ  
عَنْ صَانِعِهَا وَقَالُوا مَا حَكَاهُ اللَّهُ عَنَّا  
أَنْ هِيَ الْأَجْبَابُ تَالِدِيَّةً وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ  
مَا هِيَ إِلَّا كَمَا نَسَبْنَا الْأَلَاءَ وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ  
نُوفَةَ قَالَتْ إِنَّ الْخَلْقَ سَبْعِينَ  
خَلْقَ الْأَفْلاكِ وَمَثَلُهُ الْأَعْظَمُ  
دَارَاتٍ عَلَيْكَ فَخَرَفَ وَوَكَلَهُ  
بِقَدْرِ عَلَى خَلْقِهَا وَتَمَسَّاهُ  
كَلِمَاتُهَا وَنُوفَةَ قَالَتْ  
أَنَّ الْأَشْيَاءَ لَيْسَ هِيَ أَوَّلُ الْبَيْتِ  
وَأَعْلَى جَمِيعِ الْقَوَائِمِ الْفَعْلِ



بروفو کما مشتقین هاتین  
باصقال اوین تبعضها  
فان تلجرتنا تلجرتنا  
عظمتها و الا فان لا اخاله  
باجتبا و فیک و هذه  
ابلا ابکت فانه

ایسا نہیں جیسا قول اور عقیدہ ان اصول سے یا اونکو بعض سے مشتق نہیں ہے  
 تو اگر ان سے کچھ تو بڑی مشکل ہوگی اور نہ جھگو ہو گمان جھگو نہ ہوگی نجات  
**فصل** اور یہ مصیبتیں سب فیلسوفوں کو عام نہیں اسلئے کہ فلسفہ یعنی حکمت اپنی ذات سے  
 نہیں جاہلی فلسفہ کے معنی تو حکمت کی محبت کو ہے اور فیلسوف حکمت کے دوست  
 کو کہتی ہیں مگر فیلسوف بہت سے لوگوں کے عرف میں اس شخص کے لیے خاص ہو گیا  
 ہے جو انبیاء کے دین کے عقائد سے نکل کر جو بات اوسکو گمان میں صرف عقل کے  
 بموجب ہو اوسکا معتقد ہو جاوے اور اس سے یہی خاص ہے کہ یہ کچھ لوگوں  
 کے عرف میں ارسطو کے پیروں کو فیلسوف کہتے ہیں اور وہ وہ لوگ ہیں جنکو طریق کو  
 ابن سینا فرما رہا ہے اور فلسفہ کے فرقہ نہیں سے یہ فرقہ علیحدہ ہے یہاں تک کہ بعض کہتے ہیں  
 کہ حکما میں سے آسمانوں کے قدیم ہونیکا سوار ارسطو اور اوسکو ساتھیوں کے اور کوئی قابل نہیں ہوتا  
 اور ارسطو سے پہلے آسمان کے حدود کے اور صانع کی اثبات کو اور عالم سے اوسکو چھٹا  
 ہونیکا قابل تھی اور یہ صانع جہان کے اور آسمانوں کے اوپر ہے اپنی ذات سے جیسا کہ ابوالولہ  
 رشید اپنی کتاب مناہج الادلہ میں لکھا ہے اور وہ شخص اپنی عمد میں ان لوگوں کے  
 اقوال سے زیادہ جانتا تھا اور او میں جہت کو باب میں گفتگو نقل کی ہے۔ اور میں  
 کا حال ہے کہ نہایت اوسکو شرم سے لے کر دیکھو اسکو ثابت کر دو جو آئی یہاں تک کہ کسی نے معز کوئی

فلا منصف فان الفلسفة من  
 حجت ہی لا تقضی ذلک فان قضاها حجتا  
 حکمتہ والقبلی فی محبت حکمتہ و قدر ہمار ہذا  
 ہر قسم فی عرف دنیا میں اناس مختصاً ہیں  
 عن دیانات الانبیاء و ذہب الی ان تقضتہ  
 ان نقل فی زعمہ وانخص من ذلک انہ فی  
 عرف الناخرین اسم لاتباء ارسطو و  
 ہم الذین ہذب ابن سینا طبعہم وہم و ف  
 شادین فی الفلاسفہ یعنی قبل انہم نقل  
 افلاسفہ بقدم الافلاک و ارسطو و اصحابہ  
 والاساطین قبلہ کا ہوا ہے یعنی ان کے  
 انعام و مہمانیہ کا عالم اور انہوں نے  
 ت الاموات بذاتہم اعلم  
 ففانہم جادوا الادب  
 رشید کی کتاب جادو  
 ففانہم جادوا  
 و ما ہذا الصنفہ  
 من اول الامر  
 حکمت نفسنا کما  
 و ما ہذا الصنفہ  
 من اول الامر  
 حکمت نفسنا کما

ثم يتبعه على نفيها مما في الاشارة  
 كتابي العالي ومن اقتدى بقوله  
 الى ان قال والشرايم كلها  
 معنيته على ان الله في السماء  
 وان منه نازل الملائكة  
 والوحى الى النبيين وان ملك  
 بالوحى الى الكتب واليه ملك  
 السماوات والارض والعرش العظيم  
 والارض والسموات والعرش العظيم  
 والارض والسموات والعرش العظيم

پھر اس صفت کی نفی پر ادعا اتباع پچھلے شعروں نے کیا جیسا ابوالمعالی اور جو اس کے  
 قول پر چلے والا ہے یہاں تک کہ اس نے کہا ہے کہ شریعتیں کل اسباب پر مبنی ہیں کہ  
 خدا تعالیٰ آسمان میں ہے اور آسمان ہی میں ہے فرشتے جنہوں پر وحی لیکر اترتے ہیں  
 اور آسمانوں ہی سے کتابیں اتری ہیں اور انہیں کئی مشرکوں کو سراج نبی صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کی ہوئی اور حکما کا سبب کا اتفاق اس پر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے آسمان میں  
 ہیں جیسے شریعتیں اس پر متفق ہیں پھر اس نے اسباب کی تقریر عقل کے بموجب بیان کی ہے  
 پھر جس شبہ کی باعث کہ چہ نے اور انکو موافقوں نے جہت کا انکار کیا ہے اس کو  
 باطل ہو گیا بیان کیا ہے کہ اس تقریر سے شہر موبدا ہوا کہ جہت کا ثابت کرنا  
 شرع اور عقل کی روشنی میں اور اس کا باطل کرنا شہر یعنی نیک باطل کرنا ہی  
 اور انکو اراکین رسولوں کی اور شریعتوں کی تعظیم کرتے ہیں اور اسباب کی معرفت ہی  
 کہ جس بانگور رسول لائے ہیں وہ عقل کے طور کے سوا اور وہ لوگ الہیات میں کچھ  
 گفتگو کرنے بھی اور اسکی گفتگو کو رسولوں پر حوالہ کرنے بھی اور کہتے ہیں کہ ہمارے  
 علوم مشرک یا ضیبات اور طبیعیات اور انکی توابع ہیں اور اصحاب مقالات  
 نے نقل کی ہے کہ اول جس شخص سے عالم کے قدیم ہونیکا قول مشہور ہوا وہ اسطو  
 اور یہ مشرک اور بت پرست تھا اور اسنی الہیات میں تقویر کی ہے کہ بالکل غلط ہے

فقد ظهر لك من هذا ان اثبات الجملة واجوبه ان قال  
 بالشرع والعقل ان ابطال الشرع لا يوجب ابطال  
 اساطيرهم معنهم بالبرهان والبرهان لا يوجب ابطال  
 خلق الخلق اطلاق العقل وان ابطال الشرع لا يوجب ابطال  
 وويلسون باب الكلام فيها الى التمسك والتمسك  
 انما هي ارباضيات وان ابطال الشرع لا يوجب ابطال  
 ونوابعها وحيث ان  
 اول من عرف منه العقل  
 منس كما يعين الاصل من اول  
 الالهيات كما ان كل خطأ

عند  
 ۱۲

فان دله علي و طوايف الصالحين  
من جملة و القائلين  
والرافضة و قالوا بسنة الاسلام

وانكر ان يعلم الله شيئا  
من الموحيات و قال تعلم  
شياء تكمل بمبعاني و ايكيد  
كما لا في نفسه و ذلك ان

يخلفه التعبد بين نصوص المعلومات  
وتبعه من تشاير بانبايع التوسل وهو  
محل من كل ما جاء و ايجاه و ايجاه و

اوسكو مسلمانوئي بيت سي جماعتون نے رد کیا ہر یہاں تک کہ جہیہ اور معتزلہ اور  
قدریہ اور رافضیہ اور حکام اسلام نے سب رد کیا ہر اور ارسطو نے اس بات کا انکار  
کیا ہر کہ خدا تعالیٰ موجودات میں کسی چیز کو جانے اور کہا ہر کہ اگر کسی چیز کو  
جانیکا تو اپنی معلومات سے کامل ہوگا بذات خود کامل ہوگا اور معلومات کو تصور  
اوسکو مشتق لاحق ہونی ہوگی اور اوسکی پردی کی ان لوگوں نے جو انباہ رسولوں  
میں چہرہ میں حالانکہ وہ پیغمبر و انبی لایم ہوئی تمام شریعت سے جدا ہیں اور ارسطو کو  
معلم اول کہتے ہیں اسلئے کہ اول ان لوگوں کا ہر جنہوں نے اونکو منطق تعلیمات بنا  
اور ارسطو اور اوسکو تابعین کہتے ہیں کہ منطق معانی کی ترازو ہے جس سے عروج و مشور  
کی ترازو ہے اور اسلام کے نظر کرنا ہونے اس ترازو کی خرابی اور اوسکی کجی اور جنہوں  
کے خط کرنا کیوں بیان فرمایا اور اوسکو رد کرنے اور ساقط ہونیکے باب میں کتابیں لکھیں  
اور سب سے پہلے سبامین شیخ الاسلام ابو العباس احمد ابن عبد الحلیم معروف بہ ابن تیمیہ نے  
تصنیف کی ہے اور جنہوں نے منطق کے رد و ابطال میں دو کتابیں لکھی ہیں جن میں اوسکا  
مخالف ہونا اور ساقط ہونا اور بہت وضوئی خیالی کو بیان کیا ہے اور اسباب میں نے  
ایک کتاب ابو سعید سیرانی کی دیکھی ہے اور مقصود یہ ہے کہ بعد بتدریج ہی معلم ارسطو کو  
قدم پر چل گئی یہاں تک کہ نوبت اونکو معلم ابو نصر فارابی کی پہنچی اور سنی اونکے لئے

یصححانہ المتعلق الاول لانہ اول من وضع  
وصححانہ المتعلق الاول لانہ اول من وضع  
وانباہ ان المنطق بلان العالی ہما ان  
العرض ہذان النعم و قد بین نظر الاسلام  
فنادھذا المیزان و عوجہ و غیظہ الا ان  
من ذلک شیخ الاسلام ابن تیمیہ تصنیف  
فی زبده و ابطالہ کتابہ فی  
تأییدہ و تقاضہ و فسادہ  
من اوضاعہ و زاینہ فی  
تصنیفہ لا یسعید السیرانی و القائل  
ان الباطل احد و جیت علی  
ھذا العاقبتی نقض النبویہ الی  
معلم ابو نصر فارابی فوضم لھم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

العلم الاول وضع لهم  
 العلم الحرفي  
 العلم الثالث الكلام  
 العلم الرابع المنطقية وشره  
 صناعة المنطقية وشره

فالسنة الرسطوا وهدا  
 والله عند  
 فضل ما  
 الرسل ابو علي ابن سينا

تعلیمات مصویہ بنائیں جسے معلم اول نے انکو لئے تعلیمات حرفیہ بنائی تھیں پھر اس  
 معلم دوم نے فن منطقی میں گفتگو کو وسعت دی ہے اور ارسطو کی حکمت کی شرح کر  
 اوسکو آراستہ کیا ہے۔ اور ان لوگوں کے نزدیک موجب اوس تقریر کے جسکو  
 اونسکے پچھلون میں سہی افضل اور پیشوائے لکھا ہے اور اوسکو رسولوں پر مقدم  
 جانتی ہیں یعنی ابو علی ابن سینا کے قول کے بموجب خدا تعالیٰ موجود مطلق بقید  
 اطلاق ہے اور اوسکو کوئی صفت نہوتی جو اوسکے ساتھ قائم نہ ہوں اور وہ اپنے  
 اختیار سے کچھ نہیں کرتا نہ کسی چیز کو موجودات میں سے مطلق جانے نہ اسمانوں کی گنتی  
 اور کوئی غائب چیز جانے نہ اوسکا کوئی کلام ہے جو اوسکے ساتھ قائم ہو۔ اور  
 اور ظاہر ہے کہ یہ ایک بات صفت خیال فرمیں میں فرض کیا ہے جسکی کچھ حقیقت نہیں  
 یہ وہ پروردگار نہیں جسکی طرف رسولوں نے بلایا اور امتوں نے اوسکو سجا جانا بلکہ وہ جسکی  
 طرف طے بلاتی ہیں اور اوسکو ماہیت سے علیحدہ اور ہر صفت نہوتی اور فعل اختیار ہی ہے  
 جدا بتاتی ہیں اور یہ کہ وہ نہ داخل عالم میں ہے نہ عالم سے خارج نہ اوس سے متصل نہ اوسکی  
 مخالف نہ اوسکو اوپر نہ اوسکی نیچے نہ اوسکی آگے نہ اوسکی پیچھے اوسکو دائیں اوسکی  
 بائیں اور طے نہ کا قول اونسکی معلم ارسطو کی نسبت کہ بہتر ہے اسکو کہ انہوں نے ایک واجب کہ  
 ثابت کیا اور ایک ممکن ٹھہرایا کہ اوسکا معلول ہے اور جس طرح معلول علت سے صادر ہوتا ہے

فیقول فیہم الذان یعز من علی  
 ولین کہ عیفة تبعانہ  
 لا یفعل شیا باختیارہ ولا یعلم  
 من الموجودات اصلا ولا یعلم

فانہ

بین الغیب والاکلام یفقی بہ و معلوم ان اھذا  
 انما ہو خیال مقل فی الذھن لا یحققہ کہ ولین  
 الذی یحق عتاکبہ ارسا و عتقہ کا صفت  
 الملاحی و مجرد عن الیاضیۃ و عن کل صفت  
 دست الکیہ الملاحی و انہ لا داخل العالم  
 یفقی و کل فعل اختیار فی انہ لا فو و لا  
 ولا متصل بہ ولا متناہ و لا خلفہ و لا  
 عن جنبہ و لا امادہ و لا فو و لا  
 و لا متناہ و لا متناہ و لا فو و لا  
 و لا متناہ و لا متناہ و لا فو و لا

العلم الحرفی  
 العلم الثالث  
 العلم الرابع









وقابلهم بالمال والابواب  
 بجان عباده فاشارة عليه  
 العاقبة فانظر الملك الى فتاه  
 فان حقه ان يبين لي كيف  
 المشركين لا يقتله فسعالاتهم  
 بعد ما ظن طغيا بانه يزين لهم  
 معتم وكن ذلك رافلا حتى كان مقر  
 بالتي جبرته وانكار عبادة الاكثام وابتدأ حادوا  
 اعلم وكان ناس من سقراط وثاها وسقراط  
 فاحمقاه ولكن روي في باب الكفر  
 عليه وسلم في المنهج في كونه اعنه  
 وان قلت نقاب الاملا احد ان ابن سينا

اوسر ملانہ مخالفت کی اور جتوں اور برانوں سب پرستی کے باطل کرینکے لئے  
 اوکا مقابلہ کیا اوس پر عوام کھڑی ہو گئی بادشاہ کو مجھوری اوسکا قتل کر ڈالنا پڑا  
 مگر اوسکو قید خانہ میں بھیجا تاکہ عوام کو اوس سے علیحدہ رکھو پھر مشرک بدون اوسکو  
 قتل کے خوش ہو کر اسیلو بادشاہ نے اوسکو زہر دلوادیا بعد اسکی کہ اوس میں اور لوگوں میں  
 خوب تقریریں لہنی جوڑی ہوئیں اسیلو اطلالوں تو حید میں اور بت پرستی کے انکار  
 کرنے اور عالم کے حدوت ثابت کر نہیں مشہور تھا اور یہ شخص سقراط کا شاگرد تھا جب  
 سقراط مر گیا تو یہ اوسکی جگہ ہوا مگر اپنی قوم کے سامنے کہی اوںکی بات روز کی بات کے  
 معبود کو بڑا کہا اسیلو وہ لوگ اوس سے خاموش رہی اور محدودوں کی نوبت ابن سینا پر  
 اور یہ شخص اپنی حال سے خود خبر دیتا ہی کہ میں اور میرا باپ دونوں عالم کی دعوت والوں میں سے  
 ہیں غرض کہ یہ شخص باطنی فرطیوں میں سے تھا جو مبداء اور معاد پر ایمان نہیں رکھتے  
 اور شیوہ ہونے اور اہل بیت کی طرف منسوب ہوئے چپ چاتے اور درپردہ انکا دکھتی  
 تھی اور اہل علم اور ایمان کو قتل کر ڈالتی تھی اور انکا دالون کو چھوڑ دیتی تھی اور  
 انہیں کے زمانہ میں اور انکے خاص لوگوں کے اخوان الصفا کے رسالے  
 میں اور جب نوبت مشرک کے مدگار طوسی پر پہنچی جو محدود کا وزیر تھا اوسنے  
 رسول کی پیروی کرنے والوں سے خوب اپنی دل کو پھیلے پھوڑے اور اذکو تلوار پر رکھا

وكان كلما اخبر عن نفسه قال انا وابي وبناتي  
 اهل دفين الملائكة فكان من الفرق التي اختلفت  
 الذين لا يؤمنون بربك يا اولاد الصفا وبنات  
 بالمشيتم والانتساب الى اهل البيت ومي جنان  
 والامجاد والانتساب الى اهل البيت ومي جنان  
 والانتساب الى اهل البيت ومي جنان  
 والانتساب الى اهل البيت ومي جنان

من انباء النور في فضل علي  
 ونسب الابرار الى اهل البيت  
 والعبادة الى اهل البيت  
 والانتساب الى اهل البيت







من خلقنا وعبادۃ من  
 ما شاء وحبب قلبنا لعلنا  
 لم یخلقنا قال اریوش بل  
 عبادۃ من خلقنا وعبادۃ  
 الہون الذی خلقنا وعبادۃ  
 مخلوق ووجیب من مخلوق  
 الہوب الذی لیس بمخلوق  
 لک رضای عبادۃ الہوب  
 عبادۃ الہون المخلوق  
 الہک وایضا یفرق فی قول  
 معہ واما الہک ان یلعنوا بہ اریوش  
 واکمل مقالۃ فلما انصر البطرین فی قولہ

نبرے نزدیک ان دونوں میں سے ہمپر عبادت کی زیادہ تر واجب ہے  
 جسے ہکو پیدا کیا اسکی باجسے ہکو پیدا نہیں کیا اسکی اریوش نے کہا کہ  
 اسکی عبادت واجب ہے جسے ہکو پیدا کیا بطریق نے کہا کہ تو بیٹو کی پرستش  
 جسے ہکو پیدا کیا اور وہ مخلوق سے وہ ہمپر باپ کی عبادت سے زیادہ  
 واجب ہے حالانکہ باپ پیدا کیا ہو انہیں بلکہ باپ کی عبادت جو پیدا کر نیوالا  
 سے کفر گنی جاوی اور بیٹو کی عبادت جو مخلوق سے ایمان ہو وی یہ  
 قول بطریق اور اسکے ساتھ ہونکا بادشاہ اور حاضرین کو اچھا  
 معلوم ہوا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ اریوش کو اور جو اسکا قول کہو اسکو  
 لعنت کریں پس جب بطریق غالب ہوا تو بادشاہ سے کہا کہ بطریقوں اور  
 پادریوں کو جمع کرو تاکہ ہمارا مجمع ہو اور اوسمیں ہم دین کی شرح کریں  
 قسطنطین تمام اطراف سے انکو جمع کیا تو اسکی پاس ایک برس اور دو مہینو کی بعد دروازہ  
 اڑتا لیس پادری اکٹھے ہوئے اور یہ سب جدا جدا راہی اور مختلف دین میں تہو  
 جب اکٹھے ہوئے تو بہت شاور ہوا میں سوا اٹھارہ پادری ادنہیں سے ایک راہی کو  
 منعق ہوئے اور باقی پادریوں سے مناظرہ کر کے اون پر غالب ہوئے ان  
 میں سولہ بادشاہ نے ایک مجلس خاص منعقد کی اور خود پیچ میں بیٹھا

لکناک استنصر البطارقۃ واکساقفہ  
 حتی یاکون کناجم شرم فیہ والذین فخرت  
 قسطنطین میں سائر الافاق فاجتمع عنده  
 لکناک استنصر البطارقۃ واکساقفہ  
 فی الادیان فلما اتفق مزجم فلما اتفق  
 وثمانیۃ عشر استقفا علی  
 رای وناظرہ وایقینہ الاکساقفہ  
 فظہروا علیہم فقتل الہک  
 فلو لا اننا لاناہو جلیک  
 فاجتبا ورجلس فی وسطہ

لکناک استنصر البطارقۃ واکساقفہ  
 حتی یاکون کناجم شرم فیہ والذین فخرت  
 قسطنطین میں سائر الافاق فاجتمع عنده  
 لکناک استنصر البطارقۃ واکساقفہ  
 فی الادیان فلما اتفق مزجم فلما اتفق  
 وثمانیۃ عشر استقفا علی  
 رای وناظرہ وایقینہ الاکساقفہ  
 فظہروا علیہم فقتل الہک  
 فلو لا اننا لاناہو جلیک  
 فاجتبا ورجلس فی وسطہ



وَأَخَذَ خَاتَمَهُ وَسَكَنِيهَا  
وَقَضَيْتُ بِهَا الرَّبِّحَ  
وَقَالَ لَطْمًا قَاتِلْ سَائِلِيكُمْ  
عَلَى أَيْمَانِكُمْ فَأَخَذْتُمْ خَاتَمَهُ  
وَقَالَ لَطْمًا قَاتِلْ سَائِلِيكُمْ  
عَلَى أَيْمَانِكُمْ فَأَخَذْتُمْ خَاتَمَهُ

اور اپنی انگوٹھی اور تلوار اور چھری لیکر اوندکو دی اور اونسو کہا کہ میں نے تمکو  
سلطنت پر اختیار دیا جسین تمہارے دین کا انتظام ہو وہ بات کرو سب سے  
باب میں اوسے پر اتفاق کیا اور اسکی تلوار اوسکے گلے میں ڈال دی اور کہا کہ  
دین نصرانی ہونیکو پستی سے اور اوسے برائی کو دور کر اور جو امانت کہ سب نے  
بالاتفاق ملکر بنائی تھی وہ اوسکو حوالہ کی کہ اوسکے نزدیک جو اوسکا اقرار نہیں  
کرتا نصرانی نہیں ہوتا اور نہ کوئی مشربانی بدون اوسکے پوری ہو اور  
وہ یہ ہے ایمان لاتے ہیں ہم الہ اکیسے باپ پر جو ہر چیز کا مالک ہے  
اور جو چیز ہم دیکھتی ہیں اور نہیں دیکھتے اوسکا بنا ہوا ہے اور اکیسے  
رب یسوع خدا کے اکلوتے بیٹے سب خلق کے کنوارے پر جو تمام جہانوں  
سے پیشتر اپنے باپ سے پیدا ہوا اور بنا ہوا نہیں مبعود برحق ہی مبعود  
برحق سے اپنے باپ کے جوہر سے اور جسکے ماتہ میں تمام جہان ڈرست گئے  
گئے اور ہر چیز کو پیدا کیا اور جو کہ ہم آدمیوں کے گردہ کی خاطر اور ہمارے  
چہنی کے لئے آسان سے اور روح القدس جسوم لیکر انسان بن گیا اور حمل میں بنا  
پھر مریم بتول یعنی دنیا سے منقطع سے پیدا ہوا اور الم اور درد با گیا  
اور مارا گیا اور سولی دیا گیا اور دفن کیا گیا اور تیسرے دن اٹھ کر

سبغہ و قالوا اظہر من الشمس  
وَدَفَعُوا الْكِبْرَ الْاَبْنَاءَ  
وَدَفَعُوا الْاَبْنَاءَ  
وَدَفَعُوا الْاَبْنَاءَ  
وَدَفَعُوا الْاَبْنَاءَ

وَدَفَعُوا الْاَبْنَاءَ  
وَدَفَعُوا الْاَبْنَاءَ  
وَدَفَعُوا الْاَبْنَاءَ  
وَدَفَعُوا الْاَبْنَاءَ  
وَدَفَعُوا الْاَبْنَاءَ

وَدَفَعُوا الْاَبْنَاءَ  
وَدَفَعُوا الْاَبْنَاءَ  
وَدَفَعُوا الْاَبْنَاءَ  
وَدَفَعُوا الْاَبْنَاءَ  
وَدَفَعُوا الْاَبْنَاءَ

وَدَفَعُوا الْاَبْنَاءَ  
وَدَفَعُوا الْاَبْنَاءَ  
وَدَفَعُوا الْاَبْنَاءَ  
وَدَفَعُوا الْاَبْنَاءَ  
وَدَفَعُوا الْاَبْنَاءَ





و این ایام بپسین بنام علی  
الحقیقه و این علی سیدین  
الکرامه و اتفاق اسمین  
فبلغ ذلك ببارة ساد  
البلاد فانفوا على تخليتها

و جرت بدينهم ما سلكوا  
في ذلك و اجمعوا و ارسلكوا  
في المناظر فافانمغ فاجوا  
اللعن فليما العاقب غضب ال  
نوع اساقفته الذين فاع  
ناظمهم فقطمهم و قاتلوا  
تفر و وقع الضلع و الفذ العن  
سقطوا من

البر

و لتزل مجامعهم و تشتمل على مثل تلك  
بلا قول و اذا كان هذا حال المتقدمين  
مع قوبه و قد هم بالتبليغ و كون الذا  
فما ظنك بالناجورين من هجره و فذل  
و تعقل استعد ما اعطيتهم لا يرضى  
الخلق حتى جعلوا شريك  
و تعقل استعد ما اعطيتهم لا يرضى  
الخلق حتى جعلوا شريك  
و تعقل استعد ما اعطيتهم لا يرضى  
الخلق حتى جعلوا شريك

اور خدا کا بیا حقیقت میں بیٹا نہیں بلکہ برسبل بزرگی اور دوناموں کے ایک ہونے سے یہ خبر نام شہروں کے بطریقوں کو پونجی وہ سب نسطورس کی غلطی مانا کرنے پر متفق ہوئے اور انہیں آپس میں اسباب میں خطوط جاری ہوئے اور سب نے اجتماع کر کے نسطورس کے پاس مناظرہ کی لمی قاصد بھیجا اور مناظرہ سے انکار کیا اور اس پر لعنت کرنا واجب کیا جب اسکو لعنت کی تو انکا یہ کہنا کا بطریق اسبات سے غصہ ہوا اور اوسکی ان پادریوں کو جو اوسکی ساتھ آئی تھیں جمع کیا اور اوسے مناظرہ کیا اور انکو بند کر دیا اور انہوں نے ٹرائی کی اور انہیں جنگ ہوئی پھر صلح ہو گئی اور نسطورس کے لعنت کرنے کو جاری کر دیا اور اونکی مجرم ہمیشہ سیدر حکلی باتوں پر ہوتے رہی اور جب انکی پہلون کا یہ حال ہو چکا زمانہ حضرت عیسیٰ سر قرب تھا اور حکومت بھی اونکی پاس تھی تو اب پھلو پھر کیا گمان کرتے ہو اور یہ امت دو بڑی خرابیوں کی مرکب ہوئی جسکی کوئی عقل والا راضی نہ ہوگا ایک تو مخلوق کے باہین اتنا سبب لٹھ کرنا کہ اسکو شریک خالق کا ٹھہرا کر اسکا کلمہ اور دوسرا عبود اسکی ساتھ ٹھہرانا دوسری خالق کو گھٹانا اور اسکو گالی دینا اور بڑی باتوں کی تہمت اوس کو لگانی چنانچہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش سے اوتر اور ایک عورت کی پیشا بگاہ میں گیا

و سبب و رتبہ بالعضا  
و سبب و رتبہ بالعضا  
و سبب و رتبہ بالعضا  
و سبب و رتبہ بالعضا

امسا آوا واقام هناك منتقنا  
اشهد نخرج بر رضيتك

صغارا حتى انتهى الحال  
الى ان صفتنا اليه تقا

وصاربعي تعالى الله عما  
يقولون علوا كبيرا

قوله لاك اقبون من فوفون فان  
اصبل معتقد هم ان اروا

اور وہاں نو مہینے ٹھہرا پھر جبکہ دودھ پیا نکلا یہاں تک کہ یہ نوبت ہوئی کہ  
یہودیوں نے اس کے چپٹ لگائی اور صلیب پر چڑھایا خدا تعالیٰ اذکر قول سے  
بہت بڑھے اور اسباب میں انکا غر قول کی نسبت کر بھی بہت بڑا ہی اسلو کہ  
انکا اصل عقیدہ یہ ہے کہ پیغمبر ونگی روحین حضرت آدم علیہ السلام کی خطا کے باعث  
اسوقت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک دوزخ میں ابلیس کے مجلس میں نہیں آئے  
یہہ دستور تھا کہ جب کوئی آدم زاد مرتا تھا تو ابلیس اس کے باپ کو گناہ کے عوض  
پڑکے دوزخ میں قید کرتا تھا جبکہ تعالیٰ نے انکو چھوڑنا چاہا تو ابلیس پر یہ بہانہ  
کیا کہ اپنی عظمت کی کرسی سے اتر کر درجیم پیٹ میں چلا گیا یہاں تک کہ پیدا ہو کر جوان  
ہوا اور آدمی بنکر اپنی دشمنوں یہود کو اپنا اور پر نادریا خیر کہ انہوں نے صلیب  
چڑھا کر اسکو مار ڈالا تو اسکی اپنی انبیا اور رسولو کو خلاص کیا اور انہیں اپنی نفس کو  
خدا کیا بجز اس شخص سے جو اسکو سولی دے جائیگا شکر ہو یا اس میں شگ کرے اور کہے کہ  
خدا تعالیٰ اس کی بزرگتری تو وہ شخص ابلیس کے قید خانہ میں خدا یا جا دیا یہاں تک  
کہ اسہاںکا اقرار کرے تو ان باتوں سے انہوں نے رگہ عاجز اور قدرت سے بیکار کر دیا  
کہ انبیا کو نہیں چھڑا سکا اور اسکی طرف ظلم کو منسوب کیا کہ باپ کے گناہ کو جو زمین  
اسہاں کو قید کیا اور اسکی طرف شہرہ بانین نسبت کیں جو مخلوق میں

من الجحیم یومئذ یخجل  
الک زمن التسیب سبب  
کلمتا مات واحد من  
النار بن تبا بنہ و قال  
ما اراد الله خلاصهم

بہ

عجل عن ذلك فوفی بین  
ابلیس عقاب حتی بعد  
بن لاک ففج و الین عطا  
عن القذارة علی تخلیج  
و سنبلو الیہ الظلم جبکہ  
بنین ابیہم و سنبلو الیہ

عجل عن ذلك فوفی بین  
ابلیس عقاب حتی بعد  
بن لاک ففج و الین عطا  
عن القذارة علی تخلیج  
و سنبلو الیہ الظلم جبکہ  
بنین ابیہم و سنبلو الیہ

بما جاء في قوله تعالى  
 لئن لم يكن له عقل لما كان  
 الضليل تفتقبا بذلك  
 ولو كان طمعا عقل لما كان  
 الضليل تفتقبا بذلك  
 بل على تقدير برزخهم  
 والحق والامانة فصل  
 وما كان اراهم على  
 ليقضوا ايضا عقول  
 مؤالهم فمن ذلك  
 المسمى عبد النبي

سے بھی کیسے شایان نہوں خالق جل شانہ کا نوکبا ذکر ہے۔ اور وہ لوگ صلیب  
 کی تعظیم اہمیت سے کرتے ہیں کہ اوس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اذکر عندیہ میں چڑھائے  
 گئے تھے اور اگر انکو عقل ہوتی تو صلیب تعظیم کے قابل نہ تھی بلکہ اذکر کو قول کے بموجب  
 ہونے پر مستحق جلانے اور ذلت کر نہی فصل اور اذکر اب دین کسی بات پر  
 نہیں اذکر امر کا مدار سہات پر ہے کہ جلون کے پسند لگا دین اور عوام کی عقلیں  
 اونہیں پسند دین اور اذکر مال اڑا دین ایک حیلہ اذکا وہ ہے جسکو وہ اپنی  
 عید میں جسکا نام عید النور ہے بیت المقدس میں کرتے ہیں کہ ایک گھر میں جمع  
 ہوتے ہیں جس میں قندیل لگی ہوئی ہوتی ہے اور وہ روشن نہیں ہوتی مگر جب  
 اونسکے عالم انجیل پڑھتے ہیں اور اپنی آوازیں بلند کرتے ہیں اور دعا میں  
 گرز گزراتے ہیں یا ایک گھر کی چٹ میں سے ایک آگ قندیل کی تہی پر گرتی  
 ہے جو چمک کر جل اڑھتی ہے اوس وقت وہ لوگ ایک بارگی چیخ مانتے  
 ہیں اور رونے اور چلانے لگتے ہیں۔ ابو بکر طوسی نے ذکر کیا ہے  
 کہ بعض برسوں میں یہ خبر بیت المقدس کے حاکم کو جو اوس سال کے لٹو  
 مقرر تھا اور اوسکو سفیان کہتے تھے پونہچی اوسنے اونسکے بطریقوں کو  
 حکم دیا کہ میں تمہاری پاس اس عید کے دن تمہاری فولکی تحقیقات کیوں سطر اڑھنا

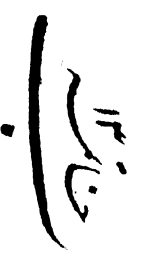
ال بیت فقبو قندیل معارف لانا ان  
 فاذا اتلی اخبارهم والانجيل ورفعو  
 وابتهلوا بالذ عائد انار قندیل  
 سف الفبت فنبقہ علی ذبالہ القندیل  
 فنبقہ ونبقہ فی البکاء وانشیہ  
 قال ابو بکر الطرافی  
 فلما كان ببعض السنين  
 من هذا الخبر الى والي  
 فسبى سفیان فانفذ الى  
 تبارك وتعالى انزل اليك

بما جاء في قوله تعالى  
 لئن لم يكن له عقل لما كان  
 الضليل تفتقبا بذلك  
 ولو كان طمعا عقل لما كان  
 الضليل تفتقبا بذلك  
 بل على تقدير برزخهم  
 والحق والامانة فصل  
 وما كان اراهم على  
 ليقضوا ايضا عقول  
 مؤالهم فمن ذلك  
 المسمى عبد النبي

فَیَوْمَ هَذَا الْعَتِیْدِ لَا تَشْفَعُ حَقِیْقَةُ مَا تَقُولُ فَإِنَّ كَانَ حَقًّا لَمْ يَخْضَلْ وَوَجَدَ الْمَشَاءَ قَبْلَهُ أَوْ رَأَى تَكْمُلَ وَعَظْمَتَهُ بِعِلْمِهِ وَأَنَّ كَانَ مَعْرُوفًا عَلَی عَوَامِهِمْ وَأَوْفَعَتْ بِكَلِمَاتِهَا تَأْکِیْدًا وَوَصَّيْبًا ذَلِكَ مَلِكُهُ فَهَؤُلَاءِ مَا لَا غَظَبَ بَأْسًا وَسَالِحًا وَلَا يَفْصَلُ قَابِلٌ فَهَؤُلَاءِ مَا لَا غَظَبَ بَأْسًا فَخَانِ لَا وَاعِضْ عَنُودًا قَالَ الطَّلُ طَوِیْبِي ثُمَّ اجْتَمَعَتْ بَابِي مُحَمَّدُ بْنُ الْأَقْلَامِ بِهَا سَكَنَتْهَا فَخَانِ نَحْوِ الْأَنْصَرِ لَا يَخْذَلُ وَنَاطِظٌ قَبِيحًا دَقِيقًا مِیْنًا وَبِجِلِّ لَوْ نَفَى وَنَسَطَ قُبَّةَ الْكِبْرِیْتِ

اگر سچا ہوا اور مجھ کو کوئی لاگ اوس میں ظاہر نہ ہوئی تو میں تمکو مانوں گا اور جان بوجھ کر اوسکی تعظیم کروں گا اور اگر عوام کے بہکانے کا طریق ہوا تو پھر وہ بلا ڈالوں گا جسکو تم بُرا جانو گے یہ حکم اُن لوگوں پر نہایت شافق ہوا اور حاکم سے درخواست کی کہ ایسا نہ کیجئے مگر اوسنے نہ مانا آخر کو بہت سیامال دیا اوسنے لیکر اوسے چشم پوشی کی طرطوسی کہتا ہے کہ پسر میں اسکندریہ میں ابو محمد بن اقدم سی مالا اوسنی مجھ سے یا نکلیا کہ یہ لوگ تانبے کا بہت پتلا تار لیکر اوس گہر کے برج کے پیچ میں تبدیل کی تھی کے سر تک رکھتے ہیں اور اوس پر لبان کا تیل ملدینے ہیں اور گہر میں اتنا اندھیرا ہوتا ہے کہ دیکھنے والے تانبے کا تار نہیں دیکھتے اور چونکہ اس گہر کی تعظیم کرتے ہیں تو کسی کو اوس میں جانے نہیں دیتے اور برج کی چوٹی میں ایک آدمی ہوتا ہے جب یہ لوگ چمختے ہیں اور دعا مانگتے ہیں وہ اوپر کا شخص تار سی پر تھوڑی سی رال کی آگ ڈال دیتا ہے وہ آگ لبان کے تیل کے ساتھ آکر تھی کو لگ جاتی ہے اور انکی جیلون میں سے ایک یہ ہے کہ روم کی ولایت میں شول کو عہد میں ایک گر جا

وَسَالِحًا لَا يَفْصَلُ قَابِلٌ فَهَؤُلَاءِ مَا لَا غَظَبَ بَأْسًا فَخَانِ لَا وَاعِضْ عَنُودًا قَالَ الطَّلُ طَوِیْبِي ثُمَّ اجْتَمَعَتْ بَابِي مُحَمَّدُ بْنُ الْأَقْلَامِ بِهَا سَكَنَتْهَا فَخَانِ نَحْوِ الْأَنْصَرِ لَا يَخْذَلُ وَنَاطِظٌ قَبِيحًا دَقِيقًا مِیْنًا وَبِجِلِّ لَوْ نَفَى وَنَسَطَ قُبَّةَ الْكِبْرِیْتِ



مَنْ نَارَ النِّقَطِ فِي بَيْتِي مِمَّ دَمْنِ اللَّبَانِ مِیْنِي الْفَتْبَلَةُ وَدَمْنِ نَجْمِ الْبَحْرِ مِیْنِي إِنَّهُ كَانَ بَارِضَ الرَّومِ مِنْ دَمْنِ الْمَوَکَلِ كُنْبَسَةُ

انما كان يوم عبثها  
 النعام ويجمعون عند صبيح  
 منها فبينا همدان نذاري ذلالا  
 الصنفون ذكركم اليوم  
 منه اللين وكان بيوئمه  
 لسان ذلك اليوم وال  
 عظم فبنت الملك عنفا  
 فانكثف امها فوجا والظلم  
 فبببين وراوا الحانقا نفا  
 ووجول فبنا بنين رضاص  
 ليلجا لنبف امها واقفا  
 فربانضف فلتا انكثف له امر

جب اوسکی عید کا دن ہوتا تو لوگ اوسکی زیارت کو آتے اور اوسین ایک بت کے پاس جمع ہوتے اور دیکھتے کہ اوس روز اوس بت کی چاتی میں سحر دودھ نکلتا ہے اور اس روز خادم کے پاس بہت سا مال جمع ہو جایا کرتا تھا بادشاہ نے اوسکی تحقیقات کی تو حقیقت حال اسطرح ظاہر ہوئی کہ ستولی نے ایک سوراخ دیوار کے پیچھے سحر اس بت کی چاتی تک کر کے اوسین ایک رنگ کی نلی رکھ کر اینٹ سحر اوسکو درست کر دیا تھا کہ اوسکا حال مخفی رہے اور لوگ جانیں کہ یہ علامت اوسکی قربانی کے قبول ہونے کی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے جب متوکل بادشاہ کو حقیقت حال کٹلی تو خادم کی گردن مارنے اور گرجاؤنہیں صورتوں کے مٹانیکا حکم دیا۔ اور عجیب باتیں جو اس امت سے واقع ہوئیں اونہیں سے ایک یہ ہے کہ اونہوں نے اپنے روزوں کے شروع میں ایک ہفتے کے روزے ہرقل بادشاہ بیت المقدس کے لئے بڑے بڑے اور یہ سطم مھے کہ فارس والے جب بیت المقدس کے مالک ہوئے اور نصاریٰ کو قتل کیا اور گرجاؤں کو ڈمایا تو یہودیوں نے اوسکی مدد کی اور بہت سے نصاریٰ کو اوسکے ساتھ ہو کر جان سے مار ڈالا بلکہ فارسیوں کی نسبت کر اوسکی خرابی یہودیوں نے زیادہ کی جب ہرقل چلا تو یہودیوں نے بہت سے دیہیکر اوسکا استقبال کیا اور اوس سے درخیزت کی کہ ہمارے لئے ایک عہدہ لکھو چنانچہ اوسنے ویسا ہی کیا جب وہ بیت المقدس میں داخل ہوا تو جو

انما كان يوم عبثها  
 النعام ويجمعون عند صبيح  
 منها فبينا همدان نذاري ذلالا  
 الصنفون ذكركم اليوم  
 منه اللين وكان بيوئمه  
 لسان ذلك اليوم وال  
 عظم فبنت الملك عنفا  
 فانكثف امها فوجا والظلم  
 فبببين وراوا الحانقا نفا  
 ووجول فبنا بنين رضاص  
 ليلجا لنبف امها واقفا  
 فربانضف فلتا انكثف له امر  
 انما كان يوم عبثها  
 النعام ويجمعون عند صبيح  
 منها فبينا همدان نذاري ذلالا  
 الصنفون ذكركم اليوم  
 منه اللين وكان بيوئمه  
 لسان ذلك اليوم وال  
 عظم فبنت الملك عنفا  
 فانكثف امها فوجا والظلم  
 فبببين وراوا الحانقا نفا  
 ووجول فبنا بنين رضاص  
 ليلجا لنبف امها واقفا  
 فربانضف فلتا انكثف له امر

انما كان يوم عبثها  
 النعام ويجمعون عند صبيح  
 منها فبينا همدان نذاري ذلالا  
 الصنفون ذكركم اليوم  
 منه اللين وكان بيوئمه  
 لسان ذلك اليوم وال  
 عظم فبنت الملك عنفا  
 فانكثف امها فوجا والظلم  
 فبببين وراوا الحانقا نفا  
 ووجول فبنا بنين رضاص  
 ليلجا لنبف امها واقفا  
 فربانضف فلتا انكثف له امر





صلیغرو کان بجمع من بمصر

والا سکنین ریتہ بعیدون لہا

عبد اعظما فارادہ باز او منہم

کمرہ فامتنوا فانحالی علیہم

فقال ان هذا الصلیم یلغی

ایک بت تھا اور سب مصر اور اسکندریہ والے اوسکی بڑی عید کیا کرتے تھے ایک بطریق نے اوسکو توڑنا چاہا لاکون نے مانا اوسنے تب یہ بہ بہانہ کیا کہ یہ بت نہ فائدہ دیتا ہے نہ نقصان اگر تم یہ عید اور قربانیاں میکانیل خدا کے فرشتے کیواسطی کرو تو وہ تمہاری سفارش خدا کے پاس کرے لاکون نے اوسکی اسبات کو اور اپوزبت کے توڑنیکیومان لیاغرضکہ اسنے انکو ایک کفرسے دوسرے میں بدل دیا۔ اور اسطرح عید صلیب سے اور وہ ادنکو قو لکے بموجب اسوقت میں ہی جرمین عیسیٰ صلیب چسپروہ چڑھائی گئے تھے ظاہر ہوئی اور وہ پہلے پوشیدہ نہی ہو دیون نے اوسکو غلیظ کی جائیں رکھ دیا تھا اسنظر سے کہ نصاری اوسکو پاس آتے جاتے تھے اور اسکو تبرک جانتے تھے اور اسباب میں وہ حکایت بیان کرتے ہیں جسکی کچھ اصل نہیں اور اوسکی خرابی پردت کے زیادہ ہونے کی جہت سے عقل حکم کرتی ہے کہ لکڑی مٹی میں تین سو اٹھارہ برس نہیں رہتی اس سے کمزرت ہی میں بڑجاتی ہے اور نیز اور بڑی باتون کی جہت سے جسپر اس حکایت کی تفصیل شتمل ہے اور شیطان کی بازی اونکے ساتھ نماز کے اندر چند وجہوں سے ہے اول یہ کہ اونہیں سے اکثر کی نازبجاست اور ناپاکی کے ساتھ ہوتی ہے

ولا یصرف فلو یصلیتم هذا  
 والی ذلک والی کمر الصلیم فینفاحم  
 من کفرالی کفر وکانا عبد الصلیم یو  
 علی زعمہم فی الوقت الذی ظہر فیہ  
 صلیب عیسی الذی صلیب علیہ یو  
 ان خفی علیہم وجعل البصق موضع من یزکون  
 لما کان النصراری یترددون فی کتبہم وینبذون  
 بہ ویجکفون فی ذلک یحکاتہ لا اعمل لہا و  
 بعضی بفساد ما العقل یطبع المذق لای یجی  
 بعضی بفساد ما العقل یطبع المذق لای یجی  
 عشرین سنۃ فانہ سبیل اللزون  
 طلع المذق ولعبدت الذک  
 ما اشدت علیہم تفاسیل  
 هذا المکاتۃ بین المکانۃ و  
 ہا انار علیہم بجنونی صلو علیہم  
 فسن وبعی احتل ما صلو علیہم  
 کتا بوضعی بالنجاسۃ وبعی انار





الشیخ قال البصیر

منغری علیکم والنعمانی

صالحی النفاول تاراجبہ بھم

ان فالوانی عہل نبیہم

مہ ذوق العہل باہنجاہم

وہم ذوق العہل باہنجاہم

فوقہم عین علی اصنامہم

یہم لہما لہما لہما لہما

کہ یہودیوں پر غصہ ہوا ہے اور نصاریٰ گمراہ ہیں غرضکہ اول یازمی شیطان کی اونسری  
یہ ہوئی کہ اونہوں نے اپنی نبی کے عہد میں کہ انگریجات بائی اور فرعون کے ڈونہی کہ  
توڑی ہی دن ہوئے نہی جب ایک قوم کو دیکھا کہ اپنی بتوں کے پاس بیٹھی تھیں  
یہ کہا کہ ہماری دسٹری ایک معبود بنا جیسے انکی معبود میں پر پچھڑے کی عبادت کرنی  
یا جو دیکھ جو کچھ عذاب مشرکوں پر ہوتا تھا اوسکو دیکھ چکے تھی اور یہ ہی دیکھ لیا تھا  
کہ اوس گوسالہ کا بنا نیوالا اوسکو بنا تا ہے اور ڈالتا ہے اور آگ میں جلتا ہے اور  
بتوڑی سے پشتا ہے اور سوہن سے اوسکو رگتا ہے اور اوسکو موسیٰ علیہ السلام  
کا معبود ہی ٹھہرا دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جانور کی عبادت کی طرف بلکہ  
جانور زمین سے نہایت کم سمجھ جانور کی عبادت کی طرف منسوب کیا اور انکی طرف  
خطا کرنے اور خدا تعالیٰ سے بہک جانے کو منسوب کیا اور کہا کہ ہذا الیکم و اولہ موسیٰ  
فمنسیٰ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نسے کی معنی یہ ہیں کہ بہک گیا اور رہتہ چونکہ کیا  
اور ایک روایت میں ادن سے یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی ب کی جستجو کہ گم ہو گیا  
گم اور اوسکی جگہ بخانی اور سدھی کی گمان ہے کہ اپنی معبود کو بیان چھوڑ کر اوسکو ڈھونڈنے لگی  
اور محمد بن جریر کہتے ہیں کہ اولیٰ پچھرا بنا نیکا سبب وہ روایت ہے جو کہ حضرت ابن عباس سے  
ہی ہے اور انہوں نے فرمایا کہ جب فرعون دریا پر دوڑ لایا تو ایک مشکلی گھوڑی پر سوار ہوا

وہم ذوق العہل باہنجاہم  
فوقہم عین علی اصنامہم  
یہم لہما لہما لہما لہما  
من العقیقہ و شہدات و شہدات  
و یصوغہ و یصاغہ و یصاغہ  
و یسطو اقلہ و یسطو اقلہ  
ان ابیہا و نسبہا الکی و عبادۃ العباد ان ابیہا  
عبادۃ ابیہا و نسبہا الکی و عبادۃ العباد ان ابیہا  
والفضل قال بن عباس ای ضل و انظر اخطای  
فایتی قال بن عباس ای ضل و انظر اخطای  
ولم یعلم مکانہ و قال بالنسلی بنی  
ای ترک اہلہا و ذہب  
سبب اتخاذہم العجل  
سبب اتخاذہم العجل  
قال ماہم و عن علی بن ابی طالب  
وکان علی بن ابی طالب  
قال ماہم و عن علی بن ابی طالب  
وکان علی بن ابی طالب

خاتمہ

فما جاء بطهران ان يفتخروا  
في الجور فتشكروا له جبريل

وعرف السامري جبريل  
فقبض قبضته من انوفه

فما جاء بطهران ان يفتخروا  
في الجور فتشكروا له جبريل

وہ گہوڑا دریا میں گہنسو سے ڈرا اسکے لہو حضرت جبریل علیہ السلام ایک گہوڑی  
سوار کی صورت بن کر پہلے دریا میں گہس گئے جب گہوڑی نے گہوڑی کو دیکھا تو  
اسکے پیچھے گہس گیا کہتے ہیں کہ سامری نے جبریل علیہ السلام کو پہچان  
اور ایک مہی اور گہوڑی کے پانوں کے نشان سے تم کو پہچنے کی لی اور یہ شخص گامی کی  
پوجا کر نیوالی لوگوں میں سے تھا اسی لیے گامی کی پرستش کو اپنی زمین اچھا جانتا  
اور بنی اسرائیل میں سلام ظاہر کر رکھا تھا اور ایک بازی شیطان کی اونٹنے اور گہنی کی  
زندگی میں وہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے کہ اونٹنے  
یہ کہتا ہے ان ٹوئین لک شی نرعی القہرۃ یعنی دو بدو اور سبطرح اپنی بی سے کہنا کہ  
انڈمت آنت ویک فقا لانا مہنا قاعدون اور بیت المقدس کے دروازہ میں  
نوجا اور تیرا رب اور لڑو سم بیان ہی رہتے ہیں ۱۲  
گہسے کی وقت جس کلمہ کے گہو کا اور لکو حکم ہوا تھا اور سلو بدل انا اور سرین کے بل  
ہمیں اخل ہونے لگا لکہ حکم یہ ہوا تھا کہ اوہیں سجد کرنے ہو لڑ اخل ہو سبطرح تورت میں کام  
موجب عمل کرنا یہاں تک کہ چار کو اور اور پیرا بان کی طرح اٹھا کر کھڑا کر دیا گیا فضل اور شیطان کی  
بازی ایک اون کے ساتھ یہ ہے کہ وہ لوگ جمل میں تھے اور پیرا برنے سایہ پر رکھا  
تھا اور من اور سلو سے اون پر اترتا تھا تو اس سے جی بہر گئے اور ہسن  
در پیا ز اور مسورا اور ماگ اور کہیر سے کے مزہ کو یاد کر کے انکی درخواست کی

الشامری بنی من انوفہ  
فکان مجتہب عبادة البقر  
فما اظہر الاستلاف فی بنی اسرائیل  
کان قاصدا لظہر الشیطان  
وہو من تلامذہ الشیطان  
فما لکم فی انجیل  
وہو من تلامذہ الشیطان  
فما لکم فی انجیل  
فما لکم فی انجیل  
فما لکم فی انجیل

والغناء فساوا عن ذلك  
المن والبعل والقاسم والبقل  
والدبۃ قال ظل علیہم  
فصل من انجیل  
فما لکم فی انجیل  
فما لکم فی انجیل  
فما لکم فی انجیل  
فما لکم فی انجیل

و هذا من سوا اعتبارها في الصوم  
 وقوله نظرم ويا لافذ بنه النافذة  
 وعلم يلمح الى الاغذيت الصارفة  
 القابلة للغذاء ومن تلاعبهم  
 ان الفهم ان الرب محب عليهما  
 في نية الشريعة وكان هذا النبي  
 النبي جانبا في سائر الجهد في ارضي  
 الله صلى الله عليه وآله وسلم وقدم اذ ذاقوا  
 بان النسخ يستلزم البقاء ويوجب الله محال  
 وقد اكد عليهم الله سبحانه في نفي التفتت كما  
 وكان ضمن القرآن فان قال كل الطعام كان حلالا  
 في يوم من ايامهم فانه لا يخلو عن حلال على غيبه من يوم  
 فانزل القرآن في قاف نوايا التفتت فانها اوهازل  
 ان تنزل التوراة في قاف نوايا التفتت فانها اوهازل  
 فانها اخبار الطعام كان حلالا في يوم من ايامهم  
 التوراة في سوا حلال في يوم من ايامهم  
 وان الذي كان حلالا في يوم من ايامهم  
 حلالا في يوم من ايامهم في يوم من ايامهم  
 وان الذي كان حلالا في يوم من ايامهم  
 حلالا في يوم من ايامهم في يوم من ايامهم

اور ميہ امر اسبیت سہ ہوا کہ اپنی نفسوں کے واسطے او انکی پسند بری تھی اور مفید  
 غذا او کا لحاظ کم کر کے مضر غذا او انکی طرف مائل ہوئی جو بدن کا جز کمزور تھی ہیں  
 اور ایک بازی او سکی او سہیہ ہر کہ انکو یہ سوچا دیا کہ خدا تعالیٰ پر شریعتوں  
 کے نسخ کر نہیں گا وہی اور یہ شیطانی مشہد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت  
 کے انکار کر نیکی مسرتی اور اس مشہد کی تقریر یوں کی کہ نسخ کرنا بد کا مستلزم ہے  
 اور وہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے اور اللہ تعالیٰ نے او کو تورات کی صریح آیت  
 میں جسٹلایا جیسا کہ قرآن مجید میں انکو جوہر کیا چنانچہ فرمایا **كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حَلَالًا**  
**لَهُنَّ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْتَّورَةَ عَلَىٰ مُوسَىٰ بِمَنْ قَبْلِ أَنْ نُنزِّلَ التَّورَةَ قُلْ قَالُوا**  
**حَلَالٌ لَنَا كُلُّ شَيْءٍ يَكُونُ لَنَا حَرَامًا كَرِهَ اللَّهُ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَوَاتُرًا وَلَئِن لَّمْ يَنْزِلْ عَلَيْكَ الْكِتَابُ لَقَدْ كُنَّا**  
**فِي أَلْسِنَةٍ حَقِينًا** آخر آیتوں تک جنہیں او انکی جھوٹ کی تصریح پائی  
 جاتی ہے تو اس میں خبر دی کہ کہا نا کل تورت کے اترنے سے پیشتر ہی حلال  
 کیو اسطے حلال تھا سوا او سکے جو حضرت یعقوب نے او سمین سہ اپنی نفس پر حرام  
 کر لیا تھا اور ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل اپنی باپ حضرت یعقوب کی شریعت اور ملت  
 پر ہی اور جو کچھ او انکی لئی حلال تھا وہ خدا تعالیٰ ہی کا حلال کیا ہوا تھا حضرت  
 یعقوب کی زبان ہی اور او انکی بعد اور انبیا جو تورت کے اترنے تک ہوئی او انکی زبانی  
 پر تورت نے بہت سہی کہا ہے جو بنی اسرائیل کو تورت کے اترنے سے پیشتر حلال

من انما كان حلالا قبل نزول التوراة  
 بعد از انچه انبیا و اولاد انبیا  
 علی شان اسرا ئیل و اولاد انبیا  
 بعد از انچه انبیا و اولاد انبیا  
 علی شان اسرا ئیل و اولاد انبیا  
 بعد از انچه انبیا و اولاد انبیا  
 علی شان اسرا ئیل و اولاد انبیا









والتقارن انما هو من عليهما  
 من انما هو الذي باهوا  
 و هو عليهما والاضام  
 تقرب عما لا تضام  
 ما كويين كراشم الله عليه  
 فاجتهدا بالباية فبايا  
 و في انما فلهما من انما  
 و في انما فلهما من انما  
 و في انما فلهما من انما

اور تورت بين مرف ان لوگوں کے ساتھ محاح حرام ہر جو بت پرست اور مشرک  
 ہوں اور جانور ذبح کئی ہوئی وہ حرام ہیں جسے بتوں کی طرف تقرب کیا جاوے  
 کیونکہ وہ جانور ان چیزوں میں سے ہیں جس پر نام خدا تعالیٰ کا نہیں لیا گیا اور جو  
 جانور قربانی کے طور پر ذبح نہیں ہوئی اور کو تورت نے حرام نہیں کیا پھر نہیں معلوم  
 ان لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ مسلمانوں کا ذبح کیا ہوا نہیں کہتے مسلمان تو اپنی ذبیحہ  
 پر خدا تعالیٰ کا نام لیتی ہیں اور ان کے علمائے دو کتابین لکھی ہیں ایک کا نام مشنا  
 ہے اور سکا جم آئمہ سوورق کے قریب ہے اور دوسرے کا نام بلوہ ہے اور سکا جم خرد  
 ہے برابر ہے اور اسکا مولف ایک شخص نہیں بلکہ اسکو ایک جماعت کے  
 بعد دوسرے نے بنایا ہے اور یہ دونوں کتابیں مشتمل ہیں ان باتوں پر جنکو ان لوگوں نے بنایا  
 کیا ہے اور تورت میں نہیں اور ایک کتاب ذبح کے باب میں بھی تراشی ہے اور سمینہ  
 سنہیان اور بوجہ رکھی ہیں جنکی کچھ اصل نہیں اور میں سے ایک یہ ہے کہ پیسہ پر اہو  
 جادو سے بیان تک کہ ہوا سے ہر جادو اور غور سے دیکھیں کہ اسکو کسی سوراخ سے  
 ہوا نکلتی ہے یا نہیں اگر اس میں سے ہوا نکلتی ہے تو اسکو حرام جانن گے اور اگر  
 پیسہ سے لاکوئی کنارہ دوسرے لگا ہوا ہوگا جب بھی نکلا دینگے اور جو شخص کہ  
 ذبح کئی ہوئی جانور کے حال کا جو یا رہتا ہے اس سے یہ کہہ دیا ہے کہ ذبیحہ کی پٹ

علماء ہم کیا بین بیہمی احد ہما اشتا وقد  
 و قد انما نصف حمل بغل ولم یکن مؤلفا  
 و احد ابل الف مجیل بعد مجیل و ہما اشتا  
 علی ما احدث فی ما یکن فی التقوی و اختلاف  
 ایضا کما باقی الذی باجاء و وضعوا فیہ  
 بین المشرق و بلاد و الاضار کا لا اصل  
 فسن ذلک ان یفخر الذیہ حتی یستل  
 لہما و تباہتا و توتھا حال ہر  
 لافان خدر جنہا اطفا  
 حذفا ہا وان کے  
 بعض طرف الذیہ لا صفا  
 بعض لہما و امر الذیہ  
 بعض ان الذیہ ان الذیہ

۱۳

والتقارن انما هو من عليهما  
 من انما هو الذي باهوا  
 و هو عليهما والاضام  
 تقرب عما لا تضام  
 ما كويين كراشم الله عليه  
 فاجتهدا بالباية فبايا  
 و في انما فلهما من انما  
 و في انما فلهما من انما  
 و في انما فلهما من انما



ان کا کل پہلے پابین القلب فان  
 هذا الطائر من اذ اسم الرجل  
 فانه والله ان يسكن في  
 الجوف لا يكون طائر ولا  
 يجرى في ان افق  
 رطل فليس فاولوهم

گوشت کا کمانا دل کو نرم کرنا ہی اس لیے کہ یہ پرند جب رعد کی آواز سننا ہی مر جاتا ہی اس لیے  
 خدا تعالیٰ نے اس کو سمندر کے اون جزیرہ میں رہنا بتا دیا جنہیں مینہ اور رعد نہیں ہوتا  
 تو اون لوگوں کا اس پرند کو کمانا گویا اون کی سختی دل کی لئے دوا کی مانند تھا  
 اور مقصود یہ ہے کہ اونہوں نے طریقہ کے نام رکھنے میں زیادتی کی اور ہنگو  
 بے جگہ رکھا اس بدعت سے اون کی غرض تمام امتوں سے نفرت کرنی اور یہ وہم  
 و لٹا ہی کہ یہ لوگ ایسی چیز میں جو اور امتیں نہیں جانتی لیکے ہیں۔ اور جس قدر  
 اون کا کوئی عالم تکلیف میں زیادہ ہوتا ہی اون کا ہی اون کے نزدیک وہ عالم ربانی ہوتا  
 ہے اور اون کی کوئی جماعت کسی شہر میں ایسی نہیں ہوتی کہ جب کوئی  
 عالم شخص اون کے دین الون کا دور کے شہر ان سے آوے تو اون کو لئے  
 دین لے بائیں کچھ سختی اور احتیاط میں مبالغہ تھا ہے اور وہ عالم ہمیشہ  
 اونہیں کوئی نہ کوئی بات بری جانا کرتا ہے اور اون کو دین میں پکارتوں کی طرف  
 منسوب کیا کرتا ہے اور اس کی غرض یا تو ان پر ریاست حاصل کرنی ہوتی  
 یا کوئی اور مطلب حاصل کرنی اور جب اونہیں شہر چاہتا ہے تو  
 ان کے ذبح کرنی چھری کو خوب غور سے دیکھتا ہے  
 اور کستا ہے کہ میں تو اپنے ہی ہاتھ کا فرج کیا ہوا

و القصد بوضعها في غير محال  
 من سائر الامم والجماع لانفس  
 من علمها في غير محال  
 عند همم من العالم الزمان وما من جماع  
 منهم في بلده الا واد اقام عليهم  
 من اهل دينهم من بلاد بعيدة نظر  
 لخشوعه في وجهه و المتبا لفتاة في  
 لا احتياط ولا ابرار حيث لا يشربون  
 عدم التشدد في الدين  
 من ارباب قواد اسناد  
 المقام عند هم تمام سیکان  
 بجز و بقول ان لا اكل الا

من ارباب قواد اسناد  
 المقام عند هم تمام سیکان  
 بجز و بقول ان لا اكل الا

من ذبیحہ بدی و لا یزال  
 کز ناک فاذا قدم علیہ  
 قادم و خاف المقبم ان  
 یباضه ذلک القادم تلقاه  
 و اگر کسی و کسی فی موافقت  
 و تصدقہ فلیستحق فی اول  
 اول و یقول ان طهر و قدر عظم

کما تا ہون اور ہمیشہ اسطرح رہتا ہے پیر جب کوئی اور مسافر اوندکے پاس  
 آتا ہے اور پہلو مقیم کو خون ہوتا ہے کہ کہیں آئیو الا اور سب اعراض من کر تو اوسکی طرف  
 کرے اوسکی تعظیم کرتا ہے اور اوسکی موافقت اور سچا کہنہ میں سہی کرتا ہے تو یہ پہلے  
 شخص کا فعل دوسرے کو اچھا معلوم ہوتا ہے اور ان سہی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ  
 خدان شخص یعنی اول کا ثواب بہت بڑا کیا کہ اوسنی دین کی عزت ان لوگوں کو دینیز  
 مضبوطا کر دی اور شریعت کے طریق کو اونکو نزدیک درست کیا اور جب اول  
 شخص سہی ملتا ہے تو اوسکی تعریف اور شکر گزاری کرتا ہے اور اوسکو دہلہ و عاکرنا  
 ہے اور اگر دوسرا شخص پہلو شخص کی بات نکالے یعنی تشدد اور تنگی کا منکر ہوتا ہے تو ان  
 لوگوں کے نزدیک اوسکی قدر نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات اوسکو جاہل اور دین  
 میں ڈھیلا کہنہ لگتے ہیں اسلئے کہ اونکو یہی اعتقاد ہے کہ تنگی کرنا اور حلال چیز کو حرام  
 کہنا ہی دین ہے غرضکہ وہ ہمیشہ سواب اور حق اوسی شخص کے ساتھ اعتقاد کرتے  
 ہیں جو تشدد کرے اور یہ صورت اور صورت ہے کہ آئیو الا اونکو فقہا میں سہی ہو اابس  
 صورتیں کہ وہ اونکو عابدوں اور دانوں میں سہی ہوتا ہے جو قواعد کہ وہ اونپر اعتماد  
 کرتا ہے اور جو طریقہ کہ اونکو پیدا کر کے فرض نہیں ملتا ہے عجیب غریب دیکھو اور لوگوں کو باہر  
 کہ اوسکی فریاد واری کرتے ہیں حالانکہ وہ اونکا مال اور روپیہ پیسہ کینچتا ہے

ان شہد عنہم  
 من حاکمہ و شکرہ و ان الذن عامہ و ان  
 کان القادم الثانی منکر الما جاہ  
 لا یؤزل من التثبید و التذییق  
 عندہم و بھی ایچہ و رہما سبغی الی اللہ  
 اور فاقہ الذین لا یفسد برق  
 و شکرہم الخارل ہی الذین فہم  
 ابداً یعتقدون انہم صواب و الحق  
 لکن ہذا اذا کان القادم من  
 فاقہم فاما اذا کان من غیر  
 و انما ہم فہنا کہ تری العجز  
 انما ب من الناموس الذین  
 بعضہم و التثن الذین یقولون  
 بلکہ انما فی الضف فزاہم مسالین  
 و ہو جالب رہم و جتا جی ہم











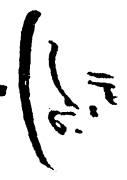


ہلاک کیا یہودانے اور عورت کا نکاح اپنی دوسری بیوی سے کر دیا یہ لڑکا اس نظر سے کہ  
 پہلا بیوی سے بہائی کا کہلا دیا اور عورت سے صحبت کر کے انزال باہر کرتا تھا اللہ تعالیٰ  
 کو اس کی یہ بات ناخوش معلوم ہوئی اور سکو بھی وفات دی یہ وہ آس عورت کو اپنی بیوی  
 جانکی اجازت دی جس تک کہ انکا ایک چھوٹا لڑکا بڑا ہو جاوے اور عقل کامل ہو جاوے اس  
 خوف سے کہ کہیں اسکا بھی وہی حال نہ ہو جاوے اور سکو دو نو بہائیوں کا ہوا وہ عورت اپنی باپ  
 کے بیان رہی ایک روز یہود اپنی مکان پر چڑھی اور انکی بہو فاحشہ عورتوں کا سلباس سنکر  
 اور انکی سامنے ہوئی یہود اس سے رغبت کی اور خرچی کے عوض اپنی لاشی اور انگوٹھی  
 اور سکر پانس گرور لیکر اس سے صحبت کی اور سکو حمل رکھیا جب یہود کو خبر ہوئی کہ بہو کو  
 زنا کا حمل ہو تو اسکو جلانے کا حکم کیا اور سنی اور انکی پانس و انکی انگوٹھی اور لاشی سبھی  
 پس یہودانے غدر کیا کہ میں نے اسکو نہیں پہچانا اور اسکا دوبارہ لانا حلال  
 نہ سمجھا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس زناسی تانا کے جو اولاد ہوئی اور انکی نسل میں داؤد و  
 پیغمبر علیہ السلام میں اور انکی جھوٹ با تو نہیں سے ایک یہ ہے کہ خاندان اگر اپنی عورت کو طلاق  
 دی اور وہ دوسری نکاح کرے اور پہلا شوہر اس سے پھر جو جو کرے تو ان دونوں کی  
 اولاد اولاد زنا ہوگی اور کہتے ہیں کہ اس واسطے مسلمان اولاد زنا میں اور انکا قول ہے  
 کہ عبد اللہ بن سلام بن جنہوں نے یہ مسئلہ تراشا ہے اور انکا قصد اس سے یہ تھا کہ

فلان یغیر عنہا علیہا ما با  
 اول مولیٰ بنسب الی الخیار  
 فکلم ائمتہ منہ ذلک فانما  
 فاعلموا علیہا بالکلیف بعبت  
 بیہا حتی کبر ولد صفیاء و

ما احکمت احکامہا  
 وصعدت یومئذ الی منزل  
 زوجہ ابنہ زوی الزوانی  
 وفردا ودها ورس من عند  
 و انما باجدتها و دخل

من انما ان زوجہ ابنہ علق  
 بنامہ و عصا فاعتد رب  
 لک یعد فی اولادکم یسئل  
 قالوا من اولادکم یسئل  
 ذاق من النبی علیہ السلام  
 ان الزوج اذا زاجر زوجہ  
 بعد ان طلقها و نکح غیرہا  
 اولادہا اولاد زنا ہون  
 و النسل ان اولاد زنا ہون  
 نو ایست یقولوا و عبد اللہ  
 ابن سلام یولدی وضع ذلک



ان بچوں اور اولاد کے لیے  
 اولاد زانا فالو اوکان محمد  
 قادیانی احلام اندل علی  
 انہ صاحب دیوانہ فاضل  
 الشام فی بنیامین خدیجہ  
 وجمعہ باجمار ہدی وفضل  
 علیہم السلام

کہ مسلمانوں کی اولاد کو اولاد زانا ہر ادین اور کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم نے بہت سو خواب دیکھے ہیں جسے معلوم ہوتا تھا کہ وہ صاحب دولت ہو گا پس آپ نے  
 مدیحہ کبریٰ کی تجارت کرنے شام کو سفر کر کے علمایہ و ہوس ملاقات کی اور اپنی خواب  
 اور نبی بیان کہ تو ادھون نے جاہا کہ یہ صاحب دولت ہو گئے سلمی عبد اللہ بن سلام کو آپ کے  
 ساتھ کر دیا آپ نے علوم فوریہ اور نبی سیکھی اور فصاحت اور مجرورہ جو قرآن میں موجود  
 اور سکھو عبد اللہ بن سلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ باب سیر لوگون سے دور  
 نہیں جو اپنی مسجد میں طعن کرتے ہیں اور ان پر وہ باتیں لگاتے ہیں جو اسکی شان بزرگی کے  
 لائق نہیں اور انکی امت بڑی بڑی باتوں سے کرتے ہیں مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ  
 ولد زنا کہتے ہیں ایک ایک کو بڑا کیسٹ منسوب کرتے ہیں اور حضرت سلط علیہ السلام کی شان میں  
 کہتے ہیں کہ اپنی دو بیٹیوں سے نکلی تھی نایا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف  
 جادو لگاتے ہیں کہ وہ جادو گر بادشاہ ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کی شان میں  
 کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی اما کا پاجامہ کھول اور اسکا آسن لیا پس دیوار پہنچی اور  
 اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اور غمیان دانت سے کاسے دیکھا  
 مگر نہ اوسے ٹھے بیان تک کہ اون پر حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور  
 فرمایا کہ اسے یوسف تم زانیوں میں ہو جاؤ گے طالبہ خدا تعالیٰ کے نزدیک

وہ صاحب دولت ہو گا پس آپ نے  
 مدیحہ کبریٰ کی تجارت کرنے  
 شام کو سفر کر کے علمایہ و  
 ہوس ملاقات کی اور اپنی خواب  
 اور نبی بیان کہ تو ادھون نے  
 جاہا کہ یہ صاحب دولت ہو گئے  
 سلمی عبد اللہ بن سلام کو آپ  
 کے ساتھ کر دیا آپ نے علوم  
 فوریہ اور نبی سیکھی اور  
 فصاحت اور مجرورہ جو قرآن  
 میں موجود اور سکھو عبد  
 اللہ بن سلام کی طرف منسوب  
 کرتے ہیں اور یہ باب سیر  
 لوگون سے دور نہیں جو اپنی  
 مسجد میں طعن کرتے ہیں اور  
 ان پر وہ باتیں لگاتے ہیں جو  
 اسکی شان بزرگی کے لائق  
 نہیں اور انکی امت بڑی بڑی  
 باتوں سے کرتے ہیں مثلاً  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ  
 ولد زنا کہتے ہیں ایک ایک  
 کو بڑا کیسٹ منسوب کرتے  
 ہیں اور حضرت سلط علیہ  
 السلام کی شان میں کہتے  
 ہیں کہ اپنی دو بیٹیوں سے  
 نکلی تھی نایا اور حضرت  
 سلیمان علیہ السلام کی طرف  
 جادو لگاتے ہیں کہ وہ  
 جادو گر بادشاہ ہیں اور  
 حضرت یوسف علیہ السلام  
 کی شان میں کہتے ہیں کہ  
 انہوں نے اپنی اما کا پاجامہ  
 کھول اور اسکا آسن لیا پس  
 دیوار پہنچی اور اپنے باپ  
 حضرت یعقوب علیہ السلام  
 کو اور غمیان دانت سے کاسے  
 دیکھا مگر نہ اوسے ٹھے بیان  
 تک کہ اون پر حضرت جبریل  
 علیہ السلام نازل ہوئے اور  
 فرمایا کہ اسے یوسف تم  
 زانیوں میں ہو جاؤ گے طالبہ  
 خدا تعالیٰ کے نزدیک

۱۳

ان بچوں اور اولاد کے لیے  
 اولاد زانا فالو اوکان محمد  
 قادیانی احلام اندل علی  
 انہ صاحب دیوانہ فاضل  
 الشام فی بنیامین خدیجہ  
 وجمعہ باجمار ہدی وفضل  
 علیہم السلام



قال جعفر بن الاحمر بن ابي اسحاق قال قلت  
 طائفة من امة محمد بن عبد الله  
 واكثرهم انما وقع التبديل  
 في النوازل قال البخاري بن  
 عبيد بن جعفر بن زياد لفظ الكتاب  
 لكن احدا من اهلنا لم يفر  
 كتب الله في كتابهم يا اولي  
 غبارا وويله وهو يفتخر بالرازي  
 شيخنا يعقوب بن يوسف الرازي  
 فاجاز فهدى المذاهب وشمى فارس  
 طاب له

کہ کتب میں کہ اس سے استنباط درست ہے اور ایک جماعت ائمہ حدیث اور فقہ اور کلام  
 کی یہ کہتی ہے کہ تبدیل صرف معنی میں ہوئی ہے بخاری نے اپنی صحیح میں کہا ہے کہ  
 بحر فون کے معنی یہ ہیں کہ زائل کرنے میں اور کوئی شخص کتاب کا لفظ الہ کی کتابوں  
 میں سے دور نہیں کرتا مگر اس کو جو معنی ہونے میں اور کما سواد دوسرے معنی کر لیتے ہیں  
 اور رازی نے بھی یہی اختیار کیا ہے اور میں نے اپنے شیخ کو کہتی تھا کہ فاضلو نہیں  
 اسباب میں جگر ابو امام رازی نے اس مذہب کو درست رکھا اور دوسرے ضعیف  
 کیا مگر اونپر انکار کیا گیا یعنی لوگوں نے مانا تو انہوں نے پندرہ نسخہ اس کو ظاہر کر کے اور ان  
 لوگوں کی دلیل یہ ہے کہ تورت پورب اور چیم اور اردو کہن میں یہل گئی ہے اور اس کے  
 نسخہ کی شمار سوا خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا تو تبدیل اور تغیر ان سب بخون  
 میں برابر کیا جانا نہیں ہو سکتا کہ کوئی نسخہ زمین میں بدون تبدیل کے نہ رہے اور  
 یہ ان باتوں میں سے ہے جنکو عقل محال جانتی ہے اور یہ جماعت یہ بھی کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ  
 فرمانا ہے قُلْ فَاثُوَابُ السَّوَابِ فَاثُوَابُ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اور ایک یہ دلیل ہے کہ  
 یہودیوں نے سنگسار کر نیلے فرض کو چھوڑنے پر اتفاق کیا مگر تورت میں سے اس کو  
 بدل کے اور ایسا طرح یہودیوں نے تورت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنے  
 پڑا تو فارسی نے اپنا تہرہ رجم کی آیت پر کہہ لیا حضرت عبداللہ بن سلام نے اس کو فرمایا

فانما هو  
 فاعلم ان التوراة قد طبقت مشارق الارض  
 واما جبار وانتشرت جفوبا وشميا  
 واما جبار وانتشرت جفوبا وشميا  
 واما جبار وانتشرت جفوبا وشميا  
 واما جبار وانتشرت جفوبا وشميا

باب

قال ابو عبد الله بن اسحاق  
 قال ابو عبد الله بن اسحاق  
 قال ابو عبد الله بن اسحاق  
 قال ابو عبد الله بن اسحاق

مرفعتانك فرفعتا فاذا هي  
تفجع تخنوا وتوسط طائفة

فتاوا فانت تدب فيها وتغلب  
اشياء وكسب نرجل او اختاره

لكن بدل دين المستحق  
وهذا محمدي قال لا براهي

ان الله سبحانه قال لا براهي  
بكتك او وحيدك اعني قلت

وان زيادة باطلة بين  
ان يكبح او تحببه استعجل

کہ اپنا ہاتھ اوٹھا جب اوسنی ہاتھ اوٹھا یا تو وہ آیت ہاتھ کے نیچے معلوم  
ہونے لگی۔ اور ایک جماعت ان دونو جماعتوں کے درمیان ہر وہ یہ کہتے  
ہیں کہ نورت میں کچھ بڑا یا بھی گیا ہے اور کچھ بہت ہی توڑی تبدیلی بھی ہوئی ہے  
اور ہمارے شیخ نے اسکا کو اختیار کیا ہے اور اس شخص کے صحیح جواب کے لہجے سے  
مسیح علیہ السلام کو بدلا اور فرمایا کہ اس زیادتی کی مثال یہ ہے کہ نورت میں اوگر  
یہاں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا کہ اپنی پہلے یا اکلوتے  
بیٹے اسمعیل کو ذبح کر دے اسمعیل اسحق کا لفظ ان لوگوں کا بڑا یا ہوا ہے میں کہتا ہوں کہ  
یہہ زیادتی دس دہوں کی باطل ہے اول یہ کہ حضرت ابراہیم کا پہلا اور اکلوتا بیٹا  
تینوں ملت والوں کے اتفاق سے اسمعیل ہے دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم  
کو حکم فرمایا کہ باجر اور اونکر لڑکے اسمعیل کو سارے پاس لے جا کر کہ معظہ کے جنگل میں  
ساکن کریں تاکہ سارے کورشاٹ آدمی توجہ لوندھی اور اوسکو بیٹھ کر دہر کر کہیو کلم  
کر دیا ہونو اوسکو بعد سارے لڑکے کو ذبح کر نیکا اور لوندھی کے لڑکے کو باقی کہیو  
کہ جسکو فرما دیا گیا یہ بات تو ایسی ہے کہ اسکو حکمت نہیں چاہتی یہ کہ ذبح کا معاملہ  
یقیناً کہ معظہ میں ہوا ہے اور اسی لہجے خدا تعالیٰ نے مکہ معظہ میں قربانیوں اور یوں  
کا ذبح کرنا مقرر فرمایا کہ امت کو معاملہ حضرت ابراہیم کا اپنی لڑکے کے ساتھ

ان الثلاث آتانی انہ سبحانہ امر ابراہیم  
ان یقول ملک و ابنہ اسمعیل عن سارۃ  
وہی کہیو باقی بریہ تاکہ تین لڑکے سارے  
فاما بہ باعداد التدریج و اولیٰ ہلکنا  
ان سارۃ و البقاء ابن التدریج  
ما یقتضیہ الحکم  
والتالث ان قصۃ الذبح  
کانت بمکہ  
ولذہ جعل اللہ سبحانہ  
جہا لکنا بابا والقدر ابن  
ہمنا تندر لبرا لانتہ ہما کل  
من ابراہیم و اولیٰ ہلکنا





ولدت ابنتاً زكية بلا امرأة سارة

منها وانظر من صحبتها سارة

التي تبارك فانها في اول

سجدة ابن ربه كتب في

الصلوات ولقد جات رسالتا

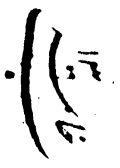
وقد اتت الثانية ولقد جات رسالتا

قالوا اسلمنا قال ما

اسحق کی بشارت حضرت ابرہیم کی بی بی سارہ ہی کو ہوئی اور سہواً اسطی سارہ نے  
 اپنی بیٹی سے لڑکا ہونے کا تعجب کیا اور دونوں بشارتوں کے مضمون کو دیکھو کہ  
 اول میں تو اس شاد سے اپنی ذمہ داری ربی سیدین ریت مبی بی میں ایتر  
 فبشرناہ بعلیام حلیم اور دوسری میں ولقد جات رسالتا ابرہیم لیسری قالوا اسلاما  
 اور اولیٰ کلین ہاں سب سے براہین سے بخیر کی خبر دے سارہ نے سلام  
 قال سلام فمالت ان جاعل صلیذ فلما راسی ایدہم لاقصل الکتیم کریم واور  
 ہوا اس سلام پر پریشانی کہے ایسا ہی ہوا ہر جہاں کے کاتبین کے ہاں اور یہی سبھا اور دل کی  
 مسمو حقیقہ قالوا لا تخف انما رسالتا الی قوم لوط و امراتہ قارہ فضیحت فبشرنا  
 اولیٰ ذرا اور اولیٰ ذرا سے ہم سب سے طرف قوم لوط سے اور اس کی عورت کو یہی نبی ت وہ ہی ہر  
 اسحق و من ذرا اسحق یعقوب قالت ما ولینا الالد وانا عجوز وذا البعل  
 خوشخبری کی سوجان کی اور اسحاق کے یہی تعویذ کی دلی ای خرابی کیا میں جن کی اور میں ہوا اور غلامی میرا  
 بڑا بیٹا ان بشارتوں کی عجیب قالوا سبحان من امر اللہ اور ان دونوں  
 پہلے ایک عجیب خبر دے ہوئے کیا تعجب کرنی اس کے علم سے  
 بشارتوں میں سے ایک کا مسخرج دوسری کے خلاف ہونے کو دیکھو اور  
 اور پہلی بشارت حضرت ابرہیم علیہ السلام کو تھی اور دوسری سارہ کو اور  
 پہلی ہی بشارت سے جس میں حکم اس لڑکے کے ذبح کا دیا ہو جس کی خوشخبری  
 دی ہے دوسری بشارت ایسی نہیں ساتوین یہ کہ حضرت ابرہیم علیہ السلام  
 حضرت اسحق کو لے کر یقیناً کے تین نہیں تریف لائے اور نہ ادن کو اونکی  
 سے جدا کیا اور اللہ تعالیٰ کے طرح حکم کر لیا کہ اپنی بی بی کے لڑکے کو جہاں  
 اسکی موت رہنی ہو اس شہر میں ذبح کرے اور موت کے لڑکے کو چھوڑ دے

قالوا اسلمنا قال ما  
 راہی ایدہم لاقصل الکتیم کریم واور  
 قالوا لا تخف انما رسالتا الی قوم لوط و امراتہ قارہ فضیحت فبشرنا  
 اولیٰ ذرا اور اولیٰ ذرا سے ہم سب سے طرف قوم لوط سے اور اس کی عورت کو یہی نبی ت وہ ہی ہر  
 اسحق و من ذرا اسحق یعقوب قالت ما ولینا الالد وانا عجوز وذا البعل  
 خوشخبری کی سوجان کی اور اسحاق کے یہی تعویذ کی دلی ای خرابی کیا میں جن کی اور میں ہوا اور غلامی میرا  
 بڑا بیٹا ان بشارتوں کی عجیب قالوا سبحان من امر اللہ اور ان دونوں  
 پہلے ایک عجیب خبر دے ہوئے کیا تعجب کرنی اس کے علم سے  
 بشارتوں میں سے ایک کا مسخرج دوسری کے خلاف ہونے کو دیکھو اور  
 اور پہلی بشارت حضرت ابرہیم علیہ السلام کو تھی اور دوسری سارہ کو اور  
 پہلی ہی بشارت سے جس میں حکم اس لڑکے کے ذبح کا دیا ہو جس کی خوشخبری  
 دی ہے دوسری بشارت ایسی نہیں ساتوین یہ کہ حضرت ابرہیم علیہ السلام  
 حضرت اسحق کو لے کر یقیناً کے تین نہیں تریف لائے اور نہ ادن کو اونکی  
 سے جدا کیا اور اللہ تعالیٰ کے طرح حکم کر لیا کہ اپنی بی بی کے لڑکے کو جہاں  
 اسکی موت رہنی ہو اس شہر میں ذبح کرے اور موت کے لڑکے کو چھوڑ دے

۱۰۱





بنی اسرائیل علیہم السلام  
کان یفخر باباہ عبد اللہ وجعل  
اسما علیہ والمقصود ان  
ہذا اللفظہ ہما زاد علیہ

مسئلہ الہ علیہ وا کہ دوسلم فرماتے تھے کہ میں دوسلم کو یہود کا بیٹا ہوں یہہ اشارہ تھا  
اپنی باپ عبد اللہ اور اپنی دادا حضرت اسمعیل کی طرف حاصل یہہ کہ یہود یونان نام حضرت  
اسحق کا تورات میں بڑا دیا اور اسکا سبب یہ تھا کہ حضرت موسیٰ نے تورت کو بنی  
اسرائیل سے بچایا اس ڈر سے کہ کہیں یہہ لوگ آپکو بعد اوسکی معنی میں مختلف ہو کر بہت  
فترت ہو جا دیں اور تورت کو آپ نے بنی یسوی کے امامونکو دیا سوار ایک سورت کے  
جو ان لوگوں کی طبیعتوں کی مذمت پر مشتمل تھی اور یہہ کہ وہ لوگ عنقریب تورت کی شریعت  
کے خلاف کرینگے اور اسی بعد اذہر خد اب آدیگا اور یہہ سورت ہوسے ہندی تھی کہ  
اذہر شاہد ہوا اور تورت کا یاد کرنا اذہر نہ فرض تھا نہ سنت بلکہ ایک آدمی کی ایک  
فصل یاد کرنا تھا اور دوسرا دوسری جب تخت نصرتی مارونی اماموں سے ان  
لوگوں کو مار ڈالا جو اکثر تورت کو حافظ تھے اور انکی عبادت نما نے پہونکے نو عزیز نے  
اپنی یادداشت کو اٹھا کیا جس سے یہہ تورت بنی جو یہود یونان کے پاس ہی اور اوس نے  
غیب کی طرح تورت انہیں لکھوائی اور بہین جنت اوسکی تعظیم میں ان لوگوں کے سبب لقمہ  
لیا یہاں تک کہ حد سے زیادہ بڑگئی غرض کہ یہہ تورت جو یہود یونان کے پاس موجود ہو وہ عزیز  
کی لکھائی ہوئی ہو اسی میں تورت میں سے بہت ہی بہر اوسکو اس قوم نے تورت بنوت لیا  
جسکو اللہ تعالیٰ نے مشرق کر دیا تھا پس تورت میں بنی ہاتین لکھیں اول کچھ کمی بیشی

ان معنی علیہم السلام  
ان معنی علیہم السلام  
ان معنی علیہم السلام  
ان معنی علیہم السلام  
ان معنی علیہم السلام

وان التخطیابا ہما  
وان التخطیابا ہما  
وان التخطیابا ہما  
وان التخطیابا ہما  
وان التخطیابا ہما

وہذا بالنعوانی  
وہذا بالنعوانی  
وہذا بالنعوانی  
وہذا بالنعوانی  
وہذا بالنعوانی





# خاتمه

الحمد لله والمنة کہ یہ کتاب مفید جامع اتباع سنت و تہذیب مولفہ  
 ہشام بن سعید شامی بارہم ۲۳ ماہ جب لہر جب تک

قصہ تاریخ طبع از ...  
 رکابہ از آنکہ ...  
 علم برین خود را و غیب ...  
 قیام و قال ...

## بہتہذیب لایمان

نمبر	مصحف	نمبر	مصحف	نمبر	مصحف
۱۳	بیت	۲	توبان بن محمد	۲۹۸	توبان بن محمد
۲۱۸	۱۰ امام جعفر ۱۱	۱۳	اکرہ	۳۸۵	اکرہ
۲۵۲	۱۰ پیر آیا	۱۱	اعلی	۵۰۸	اعلی

اور سوار اسکے اور جگہ اگر غلطی اعراب نقطوں کی ناظرین ملاحظہ فرما دیں  
 کرم درست فرمائیں

دراصل سند اسبات کے کہ یہ کتاب مطبع صدیقی کی چھپی ہوئی ہے مطر  
 عنوان لوح متضمن مادہ تاریخ لکھی گئی







